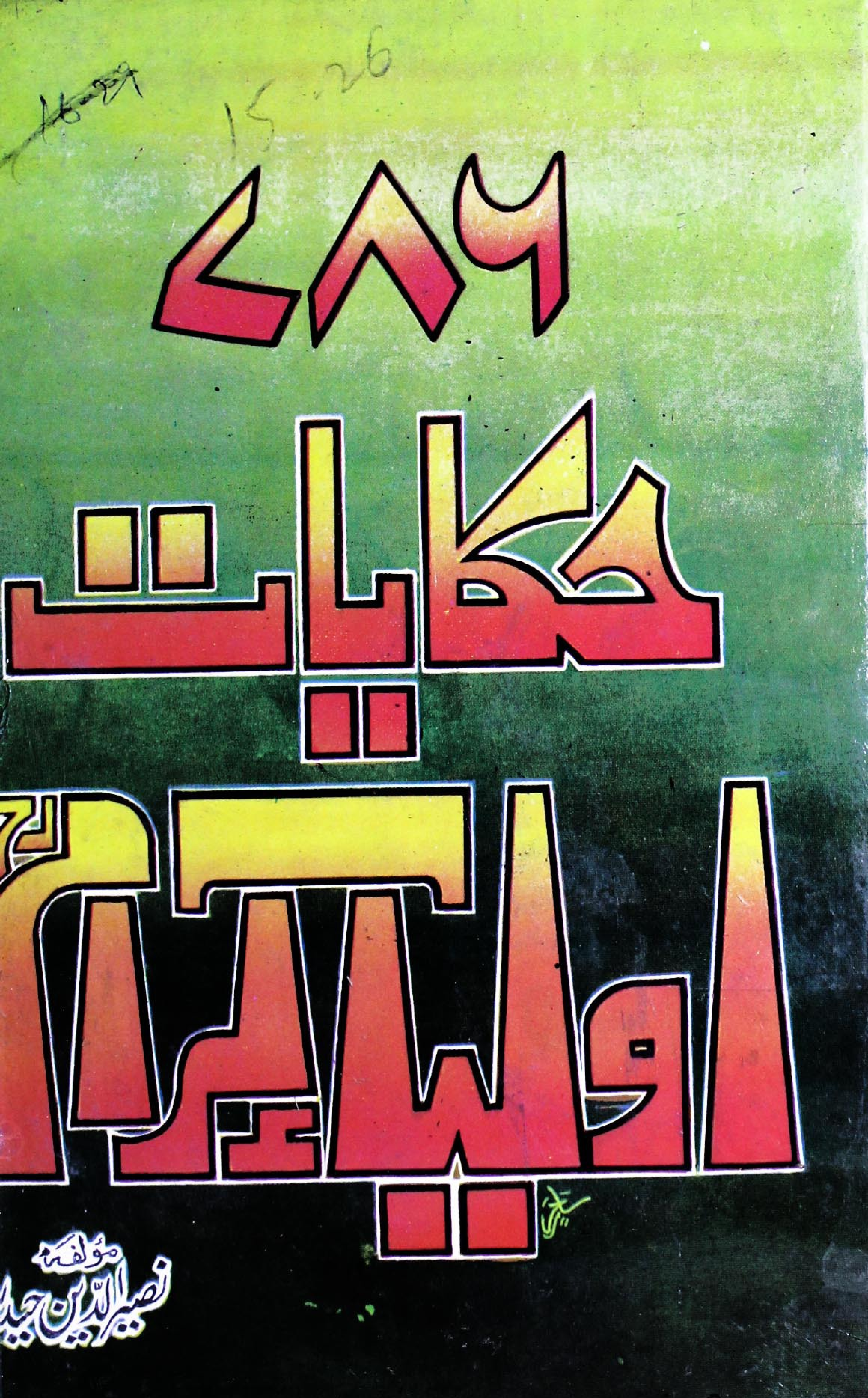

Marfat.com

۷۸۶

حکایاتِ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

نصیر الدین حیدر

مکتبہ القریش چوک اردو بازار لاہور

Marfat.com

98244

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر ☜ عبدالحفیظ قریشی

بااہتمام ☜ محمد علی قریشی

مطبع ☜ نیراسد پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ ☜ خرم آرٹس لاہور

سن اشاعت ☜ 1998

تعداد ☜ 600

قیمت 400 روپے

Maktaba-e-Quraish, Urdu Bazar, Lahore
Ph: 7231595

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور

Marfat.com

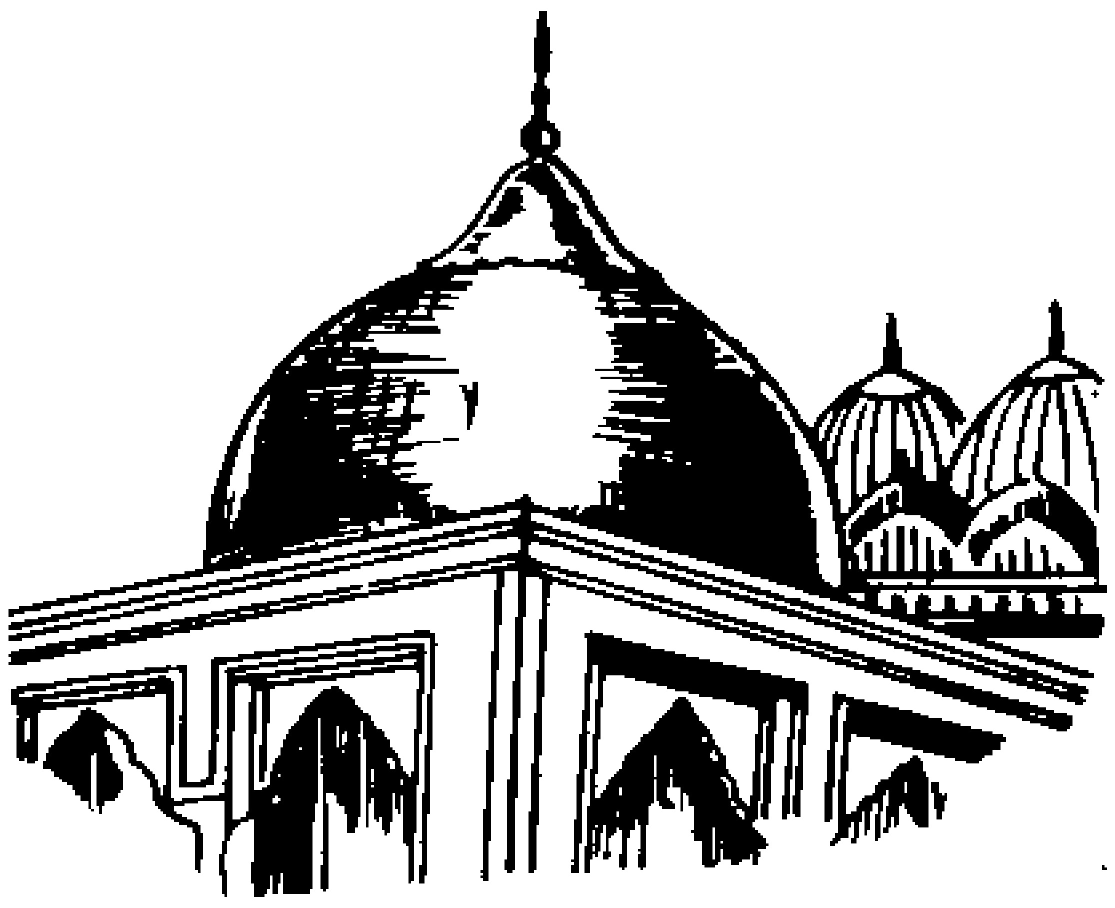

مطلعِ انوار، منبعِ اسرار، ترجمانِ حقیقت

جامعِ شریعت و طریقت

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

کی بارگاہ میں

یہ اوراق

بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہوں

نصیر الدین حیدر

Marfat.com

Marfat.com

کِتابیات

۱- نزہۃ البساتین ترجمہ اردو روضۃ الریاحین تصنیف عبداللہ ابنِ اسعد یمنی یافعیؒ

۲- کیمیائے سعادت (امام غزالیؒ) مترجم پروفیسر مجید یزدانی ایم۔اے

۳- انوارِ صوفیہ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

۴- سفینۃ الاولیاء (داراشکوہ) مترجم مولانا محمد وارث کامل بی اے

۵- تذکرۃ الاولیاء (شیخ فریدالدین عطارؒ) مترجم مولانا طفیل احمد جالندھری

۶- کشف المحجوب (علی بن عثمان ہجویریؒ) مترجم حکیم اللہ دتا قریشی

۷- حکایات الصالحین۔ (جو نسخہ مولّف کے پاس ہے اس پر کسی مصنّف اور مترجم کا کوئی نام نہیں)

۸- انوار الاولیاء۔ مولّف سیّد رئیس احمد جعفری

۹- تذکرہ اولیائے پاک و ہند۔ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب

۱۰- حیاتِ ابدی۔ مولّفہ کلیم النساء

۱۱- قصّے اللہ والوں کے۔ سعد اللہ ممتاز

۱۲- الکمال۔ سیّد خورشید حسین بخاری

۱۳- منصور حلّاجؒ۔ حکیم سیّد امین الدین

۱۴- سیرت بابا فرید گنج شکرؒ۔ مولانا مولوی ابوالبیان محمد داؤد

۱۵- تذکرۃ الاولیاء مظفر گڑھ و بہاولپور۔ مولّفہ علامہ دین محمد عباسی

۱۶- روشن ستارے۔ محمد یوسف اصلاحی

۱۷- شاہ لطیف بریؒ۔ مولّفہ منظور الحق صدیقی

Marfat.com

۱۸- سوانح حیات سلطان باہوؒ ۔ محمد حمید اختر
۱۹- حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ ۔ سیّد نصیر احمد جامعی
۲۰- تذکرہ حضرت علی ہجویریؒ ۔ حکیم سیّد امین الدین احمد
۲۱- سوانح عمری خواجہ معین الدین چشتیؒ ۔ مرتبہ عبدالرحمٰن شوق (امرتسری)
۲۲- تذکرہ اولیائے کرامؒ ۔ ابن ق توحیدی
۲۳- حکایاتِ اسلام ۔ قمر تسکین
۲۴- خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ۔ بیگم نور الصباح
۲۵- تلقین مُرشدِ کامل ۔ مصنفہ محمد صادق قرغانیؒ بخارا شریف (مترجم کا کوئی نام نہیں)
۲۶- ہمارے ولی ۔ مرتبہ احمد مصلحے صدیقی راہی
۲۷- گنجِ اسرار یعنی چراغِ فریدیؒ ۔ تصنیف بابا فریدالدین گنج شکرؒ ۔ مترجم مخدومی جناب پیر غلام دستگیر نامی
۲۸- پنجابی کے پانچ قدیم شاعر ۔ شفیع عقیل ۔
۲۹- حسین بن منصور حلاجؒ ۔ مصنف لوئی ماسینیون ۔ مترجم ڈاکٹر صابر آفاقی
۳۰- حضرت شاہ بلال قادری ۔ مرتبہ میاں اخلاق احمد ایم اے
۳۱- حضرت سیّد بہاؤالدین صاحبؒ ۔ محمد دین کلیم قادری
۳۲- خواجگانِ چشتؒ ۔ مولانا محمد منیر لکھنوی
۳۳- خواجہ اجمیریؒ ۔ (مصنف یا مترجم کا کوئی نام نہیں)
۳۴- نصیحت نامہ ۔ ترتیب مولانا ابوالمظفر ظفر احمد قادری
۳۵- شیطان کے پُر اسرار جال ۔ قاری عبدالکریم مدظلہ العالی
۳۶- مخزنِ اخلاق ۔ مولانا رحمت اللہ سبحانی
۳۷- ارشادات حضرت داتا گنج بخشؒ ۔ رؤف احمد نوشاہی نوری
۳۸- مجموعہ فوائد عثمانیہ سیّد محمد اکبر علی شاہ ۔ مطبع اسلامی دہلی ۱۳۱۶ھ
۳۹- نفحات الانس ۔ مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ ۔ ترجمہ حضرت شمس بریلویؒ
۴۰- آبِ کوثر ۔ محمد اکرام ۔

Marfat.com

لہ

پیش لفظ

اکثر بزرگانِ دین کا اتفاق ہے کہ تصوّف کا لفظ "صوف" سے نکلا ہے۔ صوف عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پشم اُون کے ہیں۔ اُونی لباس پہننے کی بنا پر صُوفی کہلائے۔

وہ لوگ اُونی لباس اس وجہ سے پہنتے تھے کہ اکثر انبیاءؑ اور اولیاءؒ اور برگزیدہ ہستیاں اس امتیازی نشان کو اپنائے رہیں۔ ایک گروہ اس کو صُوفی اس لیے کہتا ہے کہ وہ اصحابِ صفّہ رضوان اللہ علیہم سے محبت کرتا ہے۔ دوسرا گروہ اس لفظ کو "صفا" سے مشتق گردانتا ہے۔ الغرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ترجمہ حدیث) "جو اہلِ تصوّف کی آواز سنے اور ان کی پکار پر یقین نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں غافلوں میں لکھا جاتا ہے۔

صُوفی نام ہے کاملوں کا اور محقق اولیا اللہؒ کو اسی نام سے پکارتے آرہے ہیں۔ ایک بزرگ کا قول ہے جس کو محبتِ الٰہی صاف کر دے وہ صافی (صاف باطن والا) ہے اور جسے محبوبِ حقیقی (ذاتِ باری تعالیٰ) صاف کر دے وہ صُوفی ہے۔

صفائی قلب ولایت ہے۔ صفا کے معنی روشن اور ظاہر کے ہیں۔ بقول حضرت ذوالنون مصریؒ صوفی جب بولتا ہے تو اس کا کلام اس کی حقیقتِ حال سے بالکل واضح ہو جاتا ہے اور جب خاموش ہوتا ہے تو اس کے اعضاء اس کی طرف سے قطع تعلقاتِ دُنیاوی کو بیان کرتے ہیں۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ درحقیقت تصوف بندہ کی بشری صفت فنا ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور بندہ کی بشری صفت کا فنا ہونا خدا کی صفت کے ساتھ باقی رہنے سے ہوتا ہے۔ بقول حضرت ابوالحسن نوریؒ "تصوف نفس کی ہر لذت کو چھوڑنا ہے اور صُوفی وہ لوگ ہیں جن کی ارواح بشریت کی تاریکیوں اور نفسانی خواہشوں سے پاک

Marfat.com

گئی ہوں اور دُنیا کی حرص و ہوا سے نجات پاکر حق تعالیٰ کے حضور صفِ اوّل میں کھڑے ہونے کی سعادت حاصل کر چکی ہوں۔"

نیز فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے کہ کوئی چیز اس کی ملکیت میں نہ ہو اور نہ صوفی کسی غیر اللہ کے مِلک میں ہو اور یہ عین فنا ہے۔ حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ صوفی دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ کو نہیں دیکھتا۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے اور وہ یہ ہیں:

سخاوت، رضا، صبر، اشارہ، غربت، صوف پہننا، سیر اور فقر

سخاوت حضرت سیدنا ابراہیمؑ کی اقتداء ہے کہ انہوں نے راہِ حق میں اپنے بیٹے کو قربان کیا۔ رضا حضرت اسمٰعیلؑ کی اقتداء ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہو کر اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہ کیا۔ صبر حضرت ایوبؑ کی اقتداء ہے کہ آپ نے کیڑوں کی مصیبت و اذیت پر صبر کیا۔ اشارہ حضرت ذکریاؑ کی پیروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"ترجمہ" آپ لوگوں سے تین دن صرف اشارہ سے بات کریں"

نیز اس صورت میں فرمایا۔ (ترجمہ آیہ) "جب حضرت ذکریا نے اپنے رب کو مخفی طور پر پکارا"۔

غربت حضرت یحییٰؑ کی اتباع ہے کہ آپ اپنے وطن میں رہ کر بے وطن تھے۔ اپنے رشتہ داروں سے بیگانہ رہے۔ سیر و سیاحت حضرت عیسیٰؑ کی پیروی ہے کہ ساری عمر تبلیغ حق میں سیاحت کرتے رہے اور ایسے مجرد تھے کہ سوائے پیالہ اور کنگھی کے کچھ پاس نہ تھا اور جب ایک شخص کو ہاتھوں سے پانی پیتے دیکھا تو پیالہ پھینک دیا اور دوسرے آدمی کو انگلیوں سے خلال کرتے دیکھا تو کنگھی پھینک دی۔ صوف پہننا حضرت موسیٰؑ کی پیروی ہے کہ آپ اُونی لباس پہنتے اور فقر سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رُوئے زمین کے خزانے کی کُنجیاں آپؐ کے سپرد کیں اور فرمایا کہ آپؐ تکلیف نہ اُٹھائیں۔ ان خزانوں سے اپنی زینت (اسباب معاش) بنائیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی "اے اللہ العالمین! مجھے ایک روز سیر کیجیے اور ایک روز بھوکا رکھیے" اور یہی اصولِ عمل بندگی کے لیے بہت اچھے ہیں۔

لفظ تصوف کی ابتداء

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمانوں کی بزرگی حضورِ اکرمؐ کی صحبتِ اقدس تھی

Marfat.com

اس لحاظ سے وہ صحابیؓ کہلائے اور جن لوگوں نے صحابہ کرامؓ کا زمانہ پایا وہ تابعین کہلائے ۔ تابعین کا زمانہ پانے والے تبع تابعین کہلائے ۔ ان کے بعد مختلف الحال لوگ آئے اور اُن کے مراتب میں فرق آگیا اور اس وقت جو دین کے احکام میں زیادہ متوجہ تھے وہ زاہد و عابد کہلائے پھر مختلف فرقے ظہور میں آئے ۔ اس وقت اہلِ سُنّت کے خواص سے جو باری تعالیٰ کے ساتھ اپنے نفوس کا احتساب کرتے تھے اور اپنے دلوں کو غفلت کے طاری ہونے سے محفوظ رکھتے اور اپنے قلوب کی نگرانی کرتے صُوفی کہلانے لگے ۔

یہ نام دوسری صدی ہجری سے پہلے مشہور ہو گیا ۔ سب سے پہلے شیخ ابو ہاشم عثمان بن شریکؒ صُوفی کہلائے ۔ آپ کا مولد وطن کوفہ ہے ۔ آپ مملکت شام کے شیخ و مرشد ہیں ۔ آپ شیخ سفیان ثوریؒ کے ہم عصر ہیں ۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا انتقال ۱۶۱ھ میں ہُوا ۔ آپ کا ارشاد مبارک ہے ''اگر شیخ ابو ہاشم عثمان بن شریکؒ صُوفی نہ ہوتے تو ہم ریا کی باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتے تھے ۔

تصوّف کے ماخذ

تصوّف اصل الاصول دیدارِ ربّ العزّت سُبحانہٗ کی آرزو ہے جس کے لیے سالک بہ جُملہ مجاہدات ، ریاضات و مراقبات کرتا ہے تاکہ وہ اپنے محبوبِ حقیقی کا دیدار کر سکے کیوں کہ اس کا مقصدِ زندگی دیدارِ باری تعالیٰ ہے جس کے بارے میں ربّ العالمین کا فرمان قرآنِ کریم میں واضح ہے ۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ○

(ترجمہ) ''پس جو شخص اپنے ربّ سے ملاقات کا آرزو مند ہو اُسے لازم ہے کہ عمل صالح بجالائے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے ۔''

تصوّف کامل توحید تقویٰ اور محبّت پر مبنی ہے ۔ توحید کے لیے قرآن کریم بھرا پڑا ہے ۔ بلکہ نزولِ قرآن کا سبب ہی توحید کی تلقین ہے کیوں کہ زمانہ رسالت مآبؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دُنیا میں توحید مِٹ چکی تھی ۔ اقوامِ عالم بت پرستی اور شرک میں مبتلا تھیں ۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

Marfat.com

(ترجمہ) پس وہی ہر شئی کا اوّل ہے اور ہر شئی کا آخر ہے اور ہر شئی کا ظاہر ہے۔

اور ہر شئی کا باطن ہے۔ وہ ہر شئی کی ماہیت سے واقف ہے"۔

توحید کے بعد قرآنِ کریم تقویٰ سے بھرپور ہے۔ قرآنِ کریم متقی اور پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔ تقویٰ اختیار نہ کرنے والے ہدایت حاصل نہیں کر سکتے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۞

(ترجمہ) "بیشک اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور محسن ہیں"۔

تصوّف کا انحصار محبّت الٰہی پر ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ۞

(ترجمہ) "جو لوگ ایمان لاتے ہیں وہ سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہی کرتے ہیں"۔

امام ربّانی حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ اپنے مکتوبات شریفہ میں توحید کی تعریف یوں کرتے ہیں:۔

"توحید سے مراد یہ ہے کہ دِل اللہ کے سوا کسی اور طرف توجّہ کرنے سے بالکل خالی ہو جائے۔ جب تک دِل ماسوائے حق میں گرفتار ہے۔ اگرچہ بہت ہی تھوڑا سا ہو وہ شخص توحید والوں سے نہیں (توحید کی) اس دولت کے حاصل کیے بغیر ایک کہنا اور ایک جاننا اربابِ اصول کے نزدیک فضول ہے"۔

نیز فرماتے ہیں "۔ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود موجود ہے اور جملہ اشیاء اس کی ایجاد ہیں اور حق تعالیٰ اپنی ذات صفات اور افعال میں یگانہ ہے اور فی الحقیقت کسی امر میں خواہ وجودی ہو یا غیر وجودی کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں"۔

حکیم الامت شاہ اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں" بندہ کی غذا خدا تعالیٰ کی محبّت ہے"۔

تصوّف قربِ الٰہی کی تلقین کرتا ہے یا صُوفی قربِ الٰہی کا چاہنے والا ہے یہ خواہش اس آیہ کریمہ پر مبنی ہے۔

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۞

(ترجمہ) "اے رسولؐ! سجدے کیے جائیے اور قربِ الٰہی حاصل کیجیے"۔

صُوفی ننہ کہ ہ ف رغبت کرتا ہے یا تصوّف رغبت الی اللہ کی تلقین کرتا ہے۔

Marfat.com

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ٥
(ترجمہ) "پس اے رسولؐ! جب آپ فرضِ منصبی یعنی تبلیغِ اسلام سے فارغ ہوں تو عبادت میں محنت کیجیے اور اپنے رب کی طرف راغب رہیئے۔"

تصوف کا ثمرہ معیتِ الٰہیہ ہے۔
وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ ٥
(ترجمہ) "اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو"

یہ معیت عمومی ہے۔ کافر اور مومن دونوں پر حاوی ہے اور معیتِ خصوصی یہ ہے جس سے کفار محروم ہیں۔
اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ٥
(ترجمہ) "بے شک اللہ ساتھ ہے ان لوگوں کے جو متقی بھی ہیں اور محسن بھی ہیں"

تصوف کا دستور العمل تزکیہ نفس کہلاتا ہے جو قرآن کریم کی اس آیہ سے ثابت ہے۔
ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ٥
(ترجمہ) "اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے اُمیوں میں سے ایک عظیم المرتبت رسولؐ فرمایا جو انہیں اس کی آیات پڑھکر سناتا ہے اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔"

سورہ مزمل کی ابتدائی آیات
یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ تا مَھِّلْھُمْ قَلِیْلًا ٥
(ترجمہ) اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑا رہا کر رات کو مگر تھوڑی دیر کے لیے آدھی رات یا اس سے بھی کم کر لیا کر یا کچھ بڑھا دیا کر اور قرآن کو آہستہ آہستہ (ٹھہر ٹھہر کر) پڑھا کر بتحقیق ہم ڈالنے والے ہیں تیرے اُوپر ایک اور بھاری حکم کا بوجھ بتحقیق اُٹھنا رات کا وہ بہت سخت (موثر) ہے نفس کو کچلنے میں اور سیدھا کرنیوالا ہے بات کو (یعنی اس وقت دعا بھی ٹھیک دِل سے نکلتی ہے) بتحقیق تیرے لیے دن میں (بہ سلسلۂ تبلیغ) بڑا شغلہ رہا کریگا

Marfat.com

اور ذکر کر اپنے پروردگار کے نام کا اور اسی کا ہورہ سب سے لوٹ کر
وہ پروردگار ہے مشرق اور مغرب کا۔ نہیں ہے معبود اس کے سوا
پس بنالے اس کو اپنا کارساز اور صبر کر اوپر ان باتوں کے جو (کافر)
تیری نسبت کہتے ہیں اور قطع تعلق کرلے ان سے وضع داری کے ساتھ اور
چھوڑ دے مجھ کو اور ان جھٹلانے والوں کو جو خوشحال اور دولت مند ہیں
(میں ان سے نمٹ لوں گا) اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے"۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلوک کے جملہ بنیادی اصول انہی آیات پر منحصر ہیں یعنی نماز تہجد پڑھنا۔ اس میں ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھنا اور واضح طور پہ پڑھنا کہ مطلب سمجھ میں آجائے۔ ذکر و فکر مراقبہ مجاہدہ اوراد اشغال وغیرہ سے یہی مقصد ہے کہ نفسِ امارہ مغلوب ہو۔

حقیقتِ نفس

نفس انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے خواہ وہ خواہش بھلائی کی ہو یا برائی کی اگر نفس برائی کی طرف خواہش کرے اور اس پر نادم بھی نہ ہو تو اس کو نفسِ امارہ کہتے ہیں جو قرآن سے ثابت ہے۔

اِنَّ النَّفسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّی

(ترجمہ) "بے شک نفس زیادہ برائی کی طرف حکم کرنے والا ہے مگر جب میرا رب رحم فرمادے"۔

اس مرتبہ کو ہویٰ کہتے ہیں۔

وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ — (ترجمہ) "اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی"۔ اس میں خواہش کا یہی مرتبہ مراد ہے اور کبھی بھلائی کی خواہش کا پیدا ہونا نفس کو امارگی سے نہیں نکالتا۔ کیوں کہ زیادہ حکم کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہمیشہ ہی برائی کا حکم دے اور اگر نفس اپنے کیے پر شرمندہ ہونے لگے تو اس وقت لوامہ کہلاتا ہے۔

وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ ۝

Marfat.com

(ترجمہ) "اور قسم کھاتا ہوں میں بہت ملامت کرنے والے نفس کی"۔
اور جب نفس سنور جاتا ہے تو مطمئنہ کہلاتا ہے یعنی نیکی کی طرف اطمینان پکڑنے والا۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں "اے انسان! یاد رکھ نفس تو برائی کا حکم دیتا ہے۔ یہ ابلیس سے زیادہ بڑا دشمن ہے"۔

حضرت سلیمانؑ نے فرمایا "نفس پر قابو پانے والا پورا شہر فتح کرنے والے سے زیادہ بہادر ہے"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ میں اور نفس ایسے ہیں جیسے بکریوں کا چرواہا ہو۔ ایک طرف کی بکریاں جمع کرے تو دوسری طرف کی بکریاں اِدھر اُدھر ہو جائیں۔ جس نے نفس کو مار لیا وہ رحمت کے کفن میں بند ہو گیا اور عزت کی سرزمین میں دفن ہوا"۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بھوک سے دلوں کو روشن کرو۔ بھوک اور پیاس کے ذریعے نفس کے خلاف جہاد کرو۔ بھوک کے ذریعے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اس لیے کہ اس میں اجر ہے"۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں "جب سے مسلمان ہوا ہوں پیٹ بھر کر کھانا اس لیے نہیں کھایا کہ اپنے رب کی عبادت میں حلاوت پاؤں اور سیر ہو کر اس لیے نہیں پیا کہ اپنے پروردگار کی ملاقات کا اشتیاق ہے۔ بسیار خوری سے بدن بوجھل ہوتا ہے۔ نیند غلبہ کرتی ہے۔ اعضاء سست ہوتے ہیں۔ عبادت میں کمی آتی ہے"۔
حضور اکرمؐ نے فرمایا "افضل ترین جہاد نفس کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے"۔

تصوّف کے ضابطے

تصوّف کے جملہ ضوابط قرآنِ کریم اور حیاتِ طیّبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ شدہ ہیں۔

بیعت کا مسئلہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ہ

(ترجمہ) "بلاشک جو لوگ آپؐ کے دستِ مبارک سے بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ سے بیعت کرتے ہیں"۔ یعنی پیمانِ وفا باندھتے ہیں۔

Marfat.com

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ

(ترجمہ) "بے شک اللہ راضی ہو گیا ان مومنوں سے جس وقت وہ بیعت کرتے تھے حضور اکرمؐ سے اس درخت کے نیچے۔"

حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور اکرمؐ صحابہؓ سے ہجرت جہاد ارکانِ اسلام پر قائم رہنے وغیرہ پر بیعت کرتے تھے - اگر تزکیۂ نفس کتابوں سے حاصل ہوتا تو اللہ تعالیٰ بعثتِ انبیاءؑ کا سلسلہ جاری نہ کرتا اپنی کتاب کسی شخص کی معرفت دنیا والوں کے پاس بھیج دیتا۔ مگر جس طرح صحابہ کرامؓ نے آپؐ کی صحبت میں رہ کر تزکیۂ نفس کیا اسی طرح ہر زمانے کے لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ ان میں ایسے برگزیدہ لوگ جو فنا فی الرسولؐ ہو کر تزکیۂ نفس کا فریضہ انجام دے سکیں، کی صحبت میں رہ کر تزکیۂ نفس کریں - اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا طریقہ توسل شیخ ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ

(ترجمہ) یعنی "اللہ کی طرف پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو"

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہؓ نے حضرات ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمانِ غنیؓ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیعت کی - اس بیعت سے مقصود صرف دنیاوی کام ہی نہ تھے بلکہ باطنی خوبیوں کا حصول بھی تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سال قبل از نبوت غارِ حرا میں خلوت اختیار کی اور ہر سال رمضان کے آخری عشرہ میں مسجدِ نبویؐ میں اعتکاف فرماتے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ اعتکاف کی حالت میں ایسے کاموں میں مشغول ہو جو بارگاہِ رب العزت کے قریب ہونے کا موجب ہوں - تصوف کی بنیاد عشقِ الٰہی پر ہے -

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

(ترجمہ) "جو لوگ مومن ہیں وہ اللہ کی محبت میں اشد ہیں۔"

تصوف میں مراقبہ مجاہدہ محاسبہ و ذکر ہے -

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ

(ترجمہ) "اور جو لوگ ہم سے ملنے یا ہم تک پہنچنے کے لیے کوشش کرتے ہیں - ہم

Marfat.com

یقیناً انہیں اپنی طرف آنے والے راستے دکھا دیتے ہیں"۔

فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ

(ترجمہ) "اور یاد کرو اللہ کو بہت تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "غافلوں میں ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے خشک علاقہ میں سبز درخت۔ نیز فرمایا ابن آدم کو ذکر اللہ سے بڑھ کر کوئی عمل اللہ کے عذاب سے بچانے والا نہیں"۔

شیخ ابو طالب محمدؒ حارثی المکیؒ المتوفی ۳۸۶ھ فرماتے ہیں کہ مقاماتِ یقین کے نو اصول ہیں۔ جن میں توبہ، صبر، شکر، رجاء، خوف، زہد، توکل، رضا اور محبت شامل ہیں۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

(ترجمہ) "اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے ایمان والو! شاید تم بھلائی پاؤ"۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ۝

(ترجمہ) "اللہ کو خوش آتے ہیں توبہ کرنے والے اور خوش آتے ہیں ستھرائی والے"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "توبہ کرنے والا اللہ کا پیارا ہے"۔

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ ۝

(ترجمہ) "اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور انہیں پسند فرماتا ہے"۔

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ۝

(ترجمہ) "تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرو کفر (ناشکری) نہ کرو"۔

مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۝

(ترجمہ) "اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کریگا"

رجاء دراصل کسی چیز میں شدید طمع کا نام ہے۔ جیسے کسی چیز سے شدید ڈر کا نام خوف ہے۔

یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۝

(ترجمہ) "پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف اور طمع کرتے ہوئے"۔

Marfat.com

يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَتَ رَبِّهٖ ٥

(ترجمہ) "ڈر رکھتا ہے آخرت کا اور اُمید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت سے"۔

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ٥

(ترجمہ) "اپنے رب سے ڈرتے ہیں اُوپر سے اور جو حکم ہوتا ہے کرتے ہیں"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کے ڈر سے بندے کا دل کانپ اُٹھے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتّے جھڑتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بہترین دین پرہیزگاری ہے اور فرمایا عملوں کا سردار تقویٰ ہے۔ فرمایا پرہیزگار بن جاؤ تو سب سے زیادہ عبادت گزار ہو گے اور قناعت والا بن جاؤ تو سب لوگوں سے زیادہ شکر گزار ہو گے۔ توکّل کے معنی اللہ پر بھروسہ کرنا اور دل دُنیا سے اُٹھا کر اللہ سے لگا لینا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ٥

(ترجمہ) "اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

رضا کے معنی خوشنودی کے ہیں

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ٥

(ترجمہ) "اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور باغاتِ عدن میں پاکیزہ گھر ہوں گے۔ رضا مندی اللہ کی طرف سے سب سے بڑی ہے"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اہلِ ایمان کے لیے تجلّی کرے گا اور فرمائے گا مجھ سے مانگو۔ وہ کہیں گے آپ کی رضا چاہتے ہیں۔ چنانچہ دیدار کے بعد رضا کا سوال کرنا بتاتا ہے کہ یہ انتہائی فضیلت ہے۔

ولایت کشف و کرامات

حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں۔ "ولی کے معنی خدا کا سچا دوست اور عاشق جو اس کی اطاعت و رضا میں ذرّہ برابر بھی سرتابی نہیں کرتا"۔

سیّد احمد کبیر رفاعیؒ فرماتے ہیں۔ "خبردار اللہ سے لڑائی مول نہ لینا کیوں کہ اللہ

Marfat.com

مقابلہ کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوا اور اللہ سے دوستی کرنے والا کبھی ذلیل نہیں ہوا۔ ولایت کا حصول توحید و اخلاص میں ہے۔

حضرت مریمؑ کے پاس بے موسمی پھل پائے جانا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ تختِ بلقیس کا حضرت سلیمانؑ کے پاس دور دراز ملک یمن سے لانے کا واقعہ بھی قرآن کریم میں بالتفصیل درج ہے جو آصف بن برخیا کاتبِ سلیمانؑ نے چشمِ زدن میں پیش کر دیا۔ دریائے نیل کے بند ہو جانے کا واقعہ اور عمر فاروقؓ کے رقعہ لکھنے اور دریائے نیل میں ڈالنے کا واقعہ زبانِ زدِ عام ہے۔

معرکۂ نہاوند سے آگے دارالجبرد میں ساریہؓ بن زنیم کا واقعہ جب کہ امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ نے مدینہ منورہ میں فرمایا یا ساریہ الجبل بھی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

سید احمد کبیر رفاعیؒ اور سید آدم بنوریؒ کے روضۂ مطہرہ پر حاضری کے دوران بعد دعا دستِ مبارکؐ کا روضۂ اطہرؐ سے باہر آنے کا واقعہ مشہور ہے۔ اسی طرح بے شمار کراماتِ بزرگان ہیں۔

غیر مسلموں کی شہادتیں

۱۔ ڈاکٹر ڈونالڈسن اپنی کتاب "مسلمانوں کا فلسفۂ اخلاق" میں ابن خلدون سے متفق ہے کہ تصوّف کا طریق سچائی پر مبنی ہے۔

۲۔ پروفیسر گیوم اپنی کتاب "اسلام" میں لکھتا ہے کہ قرآنی تعلیمات میں دُنیا سے بے تعلقی اور تصوّف پایا جاتا ہے۔

۳۔ پروفیسر گب اپنی کتاب "محمڈن ازم" میں لکھتا ہے کہ پروفیسر میسی نیون نے اسلامی تصوّف کا مطالعہ کر کے رائے دی ہے کہ یہ تحریک اس پرہیزگاری کا نتیجہ ہے جو قرآن سے ماخوذ ہے اور پیغمبر اسلامؐ کی سنت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

۴۔ ڈاکٹر تارا چند اپنی کتاب "ہندی ثقافت پر اسلام کا اثر" میں لکھتا ہے کہ اسلامی تصوّف کا ماخذ قرآنِ کریم اور رسولِ اکرمؐ کی زندگی ہے۔

۵۔ ڈاکٹر نکلسن اپنی کتاب "عربی کی ادبی تاریخ" میں ابنِ خلدون کی رائے سے متفق ہے

Marfat.com

۶۔ پروفیسر ہٹی اپنی کتاب "تاریخ اقوامِ عرب" میں لکھتا ہے کہ تصوّف کا ماخذ قرآن اور حدیث ہے۔

۷۔ پروفیسر براؤن اپنی کتاب "ایران کی اَدبی تاریخ" میں لکھتا ہے کہ احادیث کے علاوہ قرآن میں ایسی آیات ہیں جن کی تفسیر صوفیانہ انداز میں ممکن ہے۔

۸۔ ڈاکٹر ہنٹ اپنی کتاب "پنتھیزم" (PENTHEISM) میں لکھتا ہے کہ پروفیسر پامر نے لکھا ہے کہ تصوّف دراصل اسلام کی باطنی تعلیم کا نام ہے اس کی بنیاد قرآن ہے۔ یہ پروفیسر پامر وہی ہے جس نے ۱۸۶۴ء میں قرآنِ کریم کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔

۹۔ پروفیسر میکڈانلڈ اپنی تصنیف "شئونِ اسلام" میں لکھتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات میں تصوّف بھی پیغمبرِ اسلامؐ کے ہاں موجود ہے۔

۱۰۔ پروفیسر آربری اپنی کتاب "صوفزم" (تصوّف) میں لکھتا ہے کہ قرآن کریم صوفیوں کے لیے وہ سند ہے جس سے وہ ہدایت حاصل کرنے کے لیے رجوع کرتے ہیں۔

درج ذیل چند شاہانِ سلف عاشقانِ الٰہی کے آستانوں پر حاضر رہے۔

سلطان محمود غزنوی — خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کے در پر قدموس ہوا۔
سلطان ابوسعید مرزا — خواجہ عبیداللہ احرارؒ " " "
سلطان التمش — خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ " " "
فیروز شاہ تغلق — سید جلال الدین بخاریؒ اور خواجہ چراغ دہلویؒ کا غلام رہا۔
جلال الدین اکبر — شیخ سلیم چشتیؒ کا غلام تھا
جہانگیر اور شاہجہان — مجدد الف ثانیؒ اور میاں میر صاحبؒ کے خدمت گار رہے۔

آخر میں عرض ہے کہ کتاب پیشِ نظر میں مؤلف نصیر الدین حیدر نے جتنی بھی حکایات درج کی ہیں ان حکایات میں کوئی ایک حکایت بھی تصوّف سے خالی نہیں ہے۔ مؤلف نے نہایت محنت، جانفشانی اور عرق ریزی سے یہ ذخیرہ جمع کیا ہے۔ میں نے یہ کتاب

Marfat.com

اوّل تا آخر پڑھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جب اس کتاب کا مطالعہ شروع کیا جائے تو جی یہی چاہتا ہے کہ کتاب کو آغاز سے آخر تک پڑھ کر ہی آرام کیا جائے۔

ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ پر کوئی لفظ خلافِ ادب بھی لکھا گیا ہے مگر معنی کے حساب سے درست ہی ہوگا۔ کیوں کہ تحریر میں ادب کا مقام اس قدر بلند ہے کہ اس پر پہنچنا محال ہے۔

حکیم مقبول الٰہی اعوان بھیروی
نقش بندی مجددی
گلشن راوی، لاہور

۷ر مارچ ۱۹۸۶ء

☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر زمانہ میں بزرگانِ دین آتے رہے ہیں اور تا قیامت آتے رہیں گے ۔ اب چونکہ قیامت تک کسی نبیؑ نے نہیں آنا لیکن اولیائے کرامؒ جو انبیاءؑ کے جانشین ہیں پیدا ہوتے رہیں گے ۔ ان اولیاءؒ اور فقراءؒ کے فضائل، مناقب و کرامات قرآن کریم، احادیث اور آثارِ صحابہؓ سے ثابت ہے جن کی ایک مختصر جھلک درج ذیل ہے :

آیات جن سے اولیاءؒ و فقراءؒ کے فضائل ثابت ہوتے ہیں

۱۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا ۝ (پارہ ۵)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ لوگ اُن کے ساتھ ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے اور وہ نبیؑ، صدیق، شہید اور نیک بندے ہیں اور یہ لوگ (کیا ہی) اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ ہی کا جاننا بس کرتا ہے ۔

۲۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَاتَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (پارہ ۱۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا آگاہ رہو جو خاصانِ خدا ہیں اُن پر نہ کچھ ڈر ہے اور نہ غمگین ہوں گے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے ان کے لیے دُنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے ۔ نہیں بدلتیں اللہ کی باتیں یہی بڑی کامیابی ہے ۔

۳۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ (پارہ ۱۹)

اور فرمایا (اے ابلیس) جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا قابو نہیں ۔

۴۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ

اور فرمایا جن لوگوں نے ہماری راہ میں مشقتیں اُٹھائیں ہم انہیں اپنے راستے

Marfat.com

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ | ضرور دکھائیں گے اور بیشک اللہ تعالےٰ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

۵۔ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ (پارہ ۶) | اور فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کو دوست رکھتے ہیں۔

اَحادیث

فقراءؒ اور اولیاءؒ کے فضائل میں یوں تو بے شمار حدیثیں وارد ہوئی ہیں مگر ہم یہاں صرف ان چند حدیثوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۔ رُوِیْنَا فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَیْتُہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَ بِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے جو میرے وَلی سے عداوت باندھے تو میں اسے اپنے سے لڑائی کی اطلاع دیتا ہوں اور جن عملوں سے میرا بندہ مجھ سے قربت طلب کرتا ہے۔ اُن میں سے زیادہ محبوب میرے نزدیک وہ عبادتیں ہیں جو میں نے اس پر فرض کی ہیں اور جب ہمیشہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرا قرب طلب کرتا ہے تو میں اسے چاہنے لگتا ہوں اور جب میری محبت بڑھتی ہے تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں کہ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں کہ جس سے وہ چلتا ہے اور اگر کچھ مجھ سے مانگتا ہے تو دیتا ہوں اور

Marfat.com

جو پناہ چاہتا ہے، پناہ دیتا ہوں۔

۲۔ رُوِیْنَا فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَا یُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے ایسے شخص ہیں کہ پریشان بال، میلے کچیلے۔ دروازوں سے دھکیلے گئے ہیں کہ کسی کو ان کی کچھ پرواہ نہیں (اور اللہ کے نزدیک ان کا ایسا مرتبہ ہے) اگر اللہ پر اڑ کر کسی بات کے لیے قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ضرور ان کی قسم کو سچا کر دے۔

رُوِیْنَا فِیْ کِتَابِ التِّرْمِذِیْ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْفُقَرَآءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِیَآءِ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ

ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فقراء و مساکین اغنیا سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

احادیث سے اثبات

صحیحین میں جریج راہب کا قصہ آیا ہے کہ ایک شیرخوار بچے سے انہوں نے دریافت کیا کہ لڑکے تیرا باپ کون ہے۔ وہ بول اٹھا کہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔

اور حدیث میں غار والوں کا قصہ آیا ہے کہ غار کے منہ پر پتھر کی چٹان آگئی تھی جب انہوں نے نیک اور خالص عمل یاد کیے اور ان کے وسیلہ سے حق تعالیٰ سے دعا کی تو وہ چٹان الگ ہو گئی اور وہ اس سے نجات پا گئے۔

اور حدیث صحیح میں اس شخص کا قصہ وارد ہوا ہے جس نے بدلی میں آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر دو۔ پھر وہ بدلی کے ساتھ ساتھ گیا۔

Marfat.com

اُن بزرگانِ دین کے اسمائے گرامی

جن کی حکایات اس کتاب میں موجود ہیں

حضرت اویس قرنی رضؓ
حضرت امام ابو حنیفہ رح
حضرت ابو بکر شبلی رح
حضرت ابراہیم ادھم رح
حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رح
حضرت ابو العباس نہاوندی رح
حضرت مسروق خراسانی رح
حضرت ابو بکر وراق رح
حضرت ابو محمد مرتعش رح
حضرت ابی الحق ابراہیم بن شہریار
حضرت ابو یعقوب بصری رح
حضرت ابو الحسن بوشنجی رح
حضرت احمد حماری رح
حضرت امام احمد بن حنبل رح
〃 ابو علی شفیق بلخی رح
〃 ابو سلیمان دارانی رح
〃 امام شافعی رح

حضرت ابو وراق رح
〃 ابو تراب نخشبی رح
〃 ابو بکر واسطی رح
〃 ابو محمد جریری رح
〃 احمد خضرویہ رح حضرویہ
〃 ابو الحسن سراج رح
〃 امداد اللہ حاجی رح
〃 ابو بکر کتانی رح
〃 ابو حمزہ خراسانی
〃 ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد خواص رح
〃 ابو علی دقاق رح
〃 ابو جعفر حداد رح
〃 احمد حرب رح
〃 ابراہیم خواص رح
〃 ابو القاسم رح
〃 ابو الجوال مغربی رح
〃 ابو نصر سراج رح

حضرت احمد بن خلق بن یحییٰ رح
〃 ابو الحسن نوری رح
〃 ابو عثمان سعید بن سلام
〃 ابو العباس قصاب رح
〃 ابو علی محمد بن عبد الوہاب رح
〃 احمد بن ابراہیم المطلب رح
〃 ابو بکر عیاش رح
〃 ابو حازم مکی رح
〃 ابو العباس السیاردی رح
〃 امام خرامی رح
〃 امام نہروانی رح
〃 ارقام رح
〃 ابو علی جرجانی رح
〃 ابو حفص حداد رح
〃 ابو سعید خراز رح
〃 ابراہیم بن مہلب ساح رح
〃 ابراہیم شیبانی رح
〃 احمد بن انطاکی رح

Marfat.com

حضرت امیر خسروؒ
〃 ابو صالحؒ
〃 (شیخ) امانؒ
〃 (شاہ) ابو المعالیؒ
〃 (شیخ) ابو سعید قیلویؒ
〃 ابو عبداللہ قصیب البانؒ
〃 ابو عمرو عرشیؒ
〃 ابو الخیر اقطع
〃 (شیخ) ابو الفتح ملتانی
〃 ابو سعید مخزومی
〃 (شیخ) ابو الفوارس شاہ بن شجاع کرمانیؒ
〃 ابو عبداللہ امام بخاریؒ
〃 ابو عبداللہ جلاءؒ
〃 ابو محمد رویمؒ
〃 ابن عطاءؒ
〃 ابراہیم بن داؤد رقیؒ
〃 ابو اسحاق بخاریؒ
〃 (سید) احمد کبیرؒ
〃 ابو مطیع بلخیؒ
〃 ابو یعقوب بن اسحاق نہر جوانؒ
〃 احمد بن صمدلؒ
〃 ابو العمر ابو عباسؒ
〃 ابو عمرو نخیلؒ

حضرت (شیخ) ابو علی سیاہؒ
〃 (میر سید) اشرف جہانگیر سمنانیؒ
〃 ابو الحسن دینوریؒ
〃 ابو علی تقضیؒ
〃 احنف بن قیسؒ
〃 (شاہ) امیر ابو العلیٰؒ
〃 ابراہیم بن لیشادؒ
〃 ابو علی رباطیؒ
〃 ابن الوردؒ
〃 (سیدنا) امیر ابو العلیٰؒ
〃 ابو بکر واسطیؒ
〃 اکثم بن صیفیؒ
〃 اصمعیؒ
〃 اشعرانیؒ
〃 ابو عمران جونیؒ
〃 (شاہ) احمد کاشانیؒ
〃 ابو العالیہؒ
〃 ابو قلابہؒ
〃 ابو القاسمؒ نصر آبادی
〃 ابو الحسن علی جعفریؒ
〃 ابو حمزہ محمدؒ
〃 ابو بکر صیدلانیؒ
〃 ابو سلیمان درانیؒ
〃 بو علی سیناؒ

حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ
〃 بشر حافیؒ
〃 بو علی شاہ قلندرؒ
〃 بادر الدین شیخ غزنویؒ
〃 بہلول مجنونؒ
〃 باہو سلطانؒ
〃 بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ
〃 خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ
〃 بلال خواصؒ
〃 (شاہ) بلاولؒ
〃 (مائی) بھاگیؒ مجذوبہ
〃 (عبداللہ شاہ) بلھے شاہؒ
〃 (مولانا) برہان الدین غریبؒ
〃 (شیخ) بنان محمد الحمالؒ
〃 (شاہ) بدیع الدین مدارؒ
〃 بکر بن مزنیؒ
〃 تقی الدین محمدؒ
〃 سفیان ثوریؒ **سفیان ثوریؒ**
〃 ثابت بنانیؒ
〃 جنید بغدادیؒ
〃 (امام) جعفر صادقؒ
〃 جلال الدینؒ (مولانا روم)
〃 جمال الدین شیخؒ
〃 جمال الدین احمد ہانسویؒ
〃 جلال الدین تبریزیؒ

Marfat.com

حضرت (سلطان) جلال الدین قریشیؒ
" جعفر جلدیؒ
" جلال الدین بخاریؒ
" جھولن شاہ (المشہور گھوڑے شاہ)
" جھولہ بخاری
" (شیخ) جلال الدین مجرد سہروردی
" (شیخ) جمال الدین خنداں روؒ
" (شیخ) جلال الدین ہانسویؒ
" (مولانا شیخ) جمالیؒ
" جامیؒ
" حسن بصریؒ
" حبیب عجمیؒ
" حاتم اصمؒ
" حارث محاسبیؒ
" حافظ ضامنؒ
" حبیب راعیؒ
" حسن افغانؒ
" (ابوالفضل) حسن سرخسیؒ
" حمید الدین ناگوریؒ
" حمدون قصارؒ
" (شیخ) حسینؒ

حضرت حسین منصور حلاجؒ
" حسن مجذوب
" حمید طریدؒ
" (شاہ) حسین
(مادھو لال حسین)
" حسین ناگوریؒ
" حسان بن سنانؒ
" حامد لفافؒ
" خالد ابن صفوانؒ
" خیر نساجؒ
" خواجہ نقشبندؒ
" داؤد طائیؒ
" (پیر) داؤد جہانیاںؒ
" (مولانا) داؤدؒ
" (شیخ) داؤد شیر گڑھی
" (سید) دوست محمدؒ
" ذوالنون مصریؒ
" رابعہ بصریؒ
" رکن عالم شاہؒ
" (مولانا) رضی الدین منصورؒ
" ربیع ابن خثیمؒ
" رکن الدین ابوالفتحؒ
" ربیع بن خشیم
" سری سقطیؒ
" سہل بن عبداللہ تستریؒ
(تستری)

حضرت سعدون مجنونؒ
" سلیمان دارانیؒ
" سمنونؒ
" سفیان بن عیینہؒ
" سوہن مجذوبؒ
" سلیمان تونسویؒ
" سلمان فارسیؓ
" سیف الدین باخرزیؒ
" سالم حدادؒ
" سلمان رازیؒ
" سراج الدین (محمد شاہ عالمؒ)
" سلیم چشتیؒ
" سرمد شہیدؒ
" شفیق بلخیؒ
" شاہ شجاع کرمانیؒ
" شمس تبریزیؒ
" (شیخ) شاہی موئے تابؒ
" شیبان مصابؒ
" شعوانہؒ (بزرگ خاتون)
" شہاب الدین سہروردیؒ
" شمس الدین قادریؒ
" (شاہ) دولہؒ
" (شیخ) شہاب الدینؒ
" (میاں) شیر محمد شرقپوریؒ

Marfat.com

حضرت شمس الدین ترکؒ
〃 شعبیؒ
〃 صلاح الدین شیخؒ
〃 صالح بن عبد الکریمؒ
〃 صوفی بدھنیؒ
〃 صدر الدین عارفؒ
〃 صدر الدین احمد طیب جُھاؒ
〃 عبد القادر جیلانیؒ
(غوث الاعظم)
〃 عبد اللہ خفیفؒ
〃 عبد الواحد بن زیدؒ
〃 عتبہ بن غلامؒ
〃 عثمان حیریؒ
〃 عبد اللہ مغربیؒ
〃 عبد اللہ بن مبارکؒ
〃 علاؤ الدین صابر کلیری
〃 عثمان ہارونیؒ
〃 عمر بن عبد الرحمن اوزاعیؒ
〃 علاؤ الدین اصولیؒ
〃 عبد الرحمن پاکؒ
〃 علی ہجویری داتا گنج بخشؒ
〃 عبید اللہ صومعیؒ
〃 (شیخ) علی ہیتیؒ
〃 عبد الوہابؒ
〃 عزیز اللہ متوکلؒ

حضرت عبد القدوس گنگوہیؒ
〃 عبد الغفور رانورؒ
〃 عبد اللہ منازلؒ
〃 عبد اللہ مغربیؒ
〃 عمرو بن عثمان مکیؒ
〃 عبد اللطیف شاہ
〃 بری امامؒ
〃 (شیخ) عبد القدوس
〃 (شیخ) علی رودباریؒ
〃 عبد الرحمٰن بن یحییٰؒ
〃 عبد الحق ردولوی
〃 عون بن عبد اللہؒ
〃 عیسیٰ تہامہ یمنیؒ
〃 علی بن الموفقؒ
〃 علی بن موسیٰ الرضیؒ
〃 عبد المزنیؒ
〃 (شاہ) عبد العزیزؒ
〃 (میاں) غیاثؒ
〃 (سید) غوث علی شاہؒ
〃 (امام) غزالیؒ
〃 فضیل بن عیاضؒ
〃 فتح موصلیؒ
〃 فرید الدین شکر گنجؒ
〃 فاطمہ بی بیؒ
〃 فخر الدین مروزیؒ

حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ
〃 قطب الدین اولیاءؒ
〃 قطب الدین منورؒ
〃 کلیم اللہؒ (شاہ)
〃 (شاہ) کمال قادری کیتھلیؒ
〃 شیخ کبیرؒ (جوہر)
〃 (سید) گیسو درازؒ
〃 لقمان سرخسیؒ
〃 لعل حسینؒ
〃 مالکؒ دینارؒ / بن
〃 محمد واسعؒ
〃 محمد علی حکیم ترمذیؒ
〃 محمد بن اسلم طوسیؒ
〃 معروف کرخیؒ
〃 ممشاد دینوریؒ
〃 مجدد الف ثانیؒ
〃 شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ
〃 محمد سماکؒ
〃 معین الدین چشتیؒ
〃 محمد بن مالکؒ
〃 (شیخ محمد) میاں میرؒ
〃 منصور عمارؒ
〃 محمد ترکؒ
〃 محمد اجمل شیرازیؒ
〃 مبارک غزنویؒ (سید)
〃 مخدوم جہانیاں جہاں گشت

Marfat.com

حضرت مخلص الدینؒ (مولانا)
" میمون بن مہرانؒ
" (شاہ) میناؒ
" (شاہ) منور مجذوبؒ
" مہر علی شاہؒ
" (خواجہ) محمود بقاؒ
" نجم الدین کبریٰؒ
" (خواجہ) محمودؒ مومنیہ دوز
" (ملّا) شاہؒ
" (ملّا) عمرؒ
" محمد بن المنکدرؒ
" ابو محمد العقایدیؒ
" شیخ نجیب الدین علی بزغشؒ
" امرۃ مجہولہؒ
" عبداللہ گازرونیؒ
" حضرت سیّد فریدالدینؒ
" رضی علی مصریؒ

حضرت میران سید شاہؒ
" محمد علیؒ خیرآبادی
" محمد بن حنیفہؒ
" نظام الدین اولیاءؒ
" نصیرالدین چراغ دہلیؒ
" نجیب الدین متوکلؒ
" نظام الدین ابوالمویدؒ
" نجم الدین اصفہانیؒ
" (ملّا) نور محمد فورنامیؒ
" (شیخ) نورالدینؒ
" نعمت اللہ ولیؒ
" حبشی لونڈی رحمہا اللہ
" امراۃ فارسیہؒ
" عبدالخالق غجدوانیؒ
" شیخ ابوبکر مغازلی
" شیخ صفی الدین گازرونی

حضرت (ملّا) نعمت اللہ
" نظام الدینؒ اورنگ آبادی
" وکیعؒ
" وارث علی شاہؒ
" وہب بن منبہؒ
" (سید) ہاشم شاہؒ
" یحییٰ بن معاذؒ
" یافعیؒ شیخ
" یوسف بن حسینؒ
" یوسف اسباطؒ
" یونس ابن عبیدؒ
" خیر جیرؒ
" جاریہ مجہولہؒ
" بی بی فاطمہؒ نیشاپوری
" مولینا اللہ الدینؒ بھیروی
" شیخ ابوالحسن مزینؒ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆

۱

ایک روز حضرت حسن بصریؒ اپنی عبادت گاہ کے بالا خانے پر بیٹھے رو رہے تھے۔ اور کثرتِ گریہ سے آنسو رخسار پر بہہ رہے تھے۔ ایک آدمی نیچے سے گزرا۔ اس کے اوپر چند آنسو گر گئے۔ اس نے اوپر دیکھ کر پوچھا۔

"اے شخص! یہ قطرے جو مجھ پر گرے ہیں پاک تھے یا ناپاک"۔

آپؒ نے فرمایا۔ "بھائی! یہ مجھ گناہ گار کے ناپاک آنسو ہیں۔ انہیں دھو ڈالو"۔

۲

ایک مرتبہ حضرت حسن بصریؒ نے اپنے ملازم سے فرمایا۔ "افطاری کے لیے بازار سے روٹی اور مچھلی کے کباب لے آؤ"۔

ملازم نے تعمیل کی۔ جب افطاری کا وقت آیا تو آپ نے ملازم سے فرمایا۔ "یہ کباب اور مزے کا کھانا، مجھ جیسے فقیر سے اس کا کیا تعلق؟"

ملازم نے عرض کیا۔ "آپ ہی تو یہ کھانا لانے کے لیے فرمایا تھا"۔

Marfat.com

آپ نے یہ سُن کر سر جھکا لیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔
"باری تعالیٰ! مَیں نے دنیا کی نعمتوں پہ دھیان دیا۔ مجھ سے بھول ہوئی۔ میرا نام کہیں درویشوں کی فہرست سے مٹا نہ دینا۔"

۳

ایک مرتبہ ایک خوب صورت عورت ننگے سر، ہاتھ مُنہ کھولے، غصّہ میں بھری ہوئی حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں شوہر کی شکایت لے کر آئی۔
آپ نے فرمایا۔ "اے نیک بخت! پہلے اپنے سر مُنہ کو ڈھانپ لے پھر اپنے شوہر کی شکایت بھی کر لینا۔"
عورت شرمندہ ہوئی اور بولی۔
"معاف کیجیے، مَیں اپنے شوہر کی محبت میں از خود رفتہ ہو گئی تھی۔ اسی وجہ سے مجھے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا۔"
آپ نے اس کی یہ بات سُن کر اپنے دِل میں کہا۔
"اے حسن! اگر تو بھی اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی دوستی میں ایسی ہی محویت سے کام لیتا تو تجھے معلوم ہی نہ ہوتا کہ اس عورت کے سر پر کپڑا ہے یا نہیں۔"

۴

ایک روز حضرت حسن بصریؒ وعظ کہہ رہے تھے۔ اتفاقاً حجاج بن یوسف شمشیر برہنہ لیے چند سپاہیوں کے ہمراہ ادھر آ نکلا۔
ایک شخص جو آپ کی مجلس میں موجود تھا۔ اپنے دِل میں کہنے لگا کہ آج حسن بصریؒ کا امتحان لینا چاہیے۔ یعنی دیکھنا یہ چاہیے کہ حضرت حسن بصریؒ حجاج جیسے ظالم و سفاک حاکم کے سامنے بھی وعظ میں مشغول رہتے ہیں یا اس کی تعظیم کے لیے وعظ سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں۔
اِسی اثنا میں حجاج ان کے قریب آیا اور چاہا کہ آپ اس کی جانب متوجہ ہوں اور اس

Marfat.com

کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے لیکن آپ نے حجاج کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اسی وعظ فرماتے رہے۔

تب اس شخص نے اپنے دِل میں کہا کہ حسنؒ واقعی حسنؒ ہیں۔

جب آپ وعظ کہہ چکے تو حجاج آپ کے پاس گیا اور مصافحہ کر کے لوگوں سے کہنے لگا۔

"اے لوگو! اگر تم چاہو کہ کسی مرد کو دیکھو، تو حسنؒ کو دیکھ لو"۔

○

۵ - ایک دفعہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے آپؒ کو ایک خط لکھا جس میں درخواست کی کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں جس سے مجھے ہر کام میں مدد ملے۔

آپ نے جواب میں لکھا۔

"اگر خدا تمہارا مددگار ہے تو پھر تمہیں بے خوف رہنا چاہیے اگر خدا مددگار نہیں تو کسی سے کوئی اُمید نہ رکھو"۔

○

✱ درحقیقت وہ شخص سب سے بڑا فاسق و فاجر ہے جو چھوٹے بڑے سبھی گناہ کیے چلا جاتا ہے مگر کہتا جاتا ہے کہ کوئی خطرے کی بات نہیں۔ خدا سب کے گناہ بخشنے والا ہے۔ میرے لیے کوئی کھٹکا نہیں۔

✱ موت دُنیا کو رسوا کر رہی ہے۔ کسی دانش مند کے لیے یہاں مسرت کی گنجائش ہی اس نے کہاں چھوڑی ہے۔

○

۶ - ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوریؒ، رابعہ بصریؒ کی زیارت کے لیے آئے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک امیر کبیر آدمی نہایت افسردہ کھڑا ہے۔ آپ نے پوچھا تو وہ کہنے لگا۔

"میں دیناروں کی ایک تھیلی نذر کے لیے لایا ہوں مگر جناب رابعہؒ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ہوسکے تو آپ ہی میری سفارش کر دیں"۔

اس پر حضرت سفیان ثوریؒ اندر گئے اور اس آدمی کا پیغام پہنچایا۔ حضرت رابعہؒ نے روتے ہوئے کہا۔

"پروردگار جانتا ہے کہ میں اس سے دنیا مانگنے میں عار محسوس کرتی ہوں حالاں کہ وہ

Marfat.com

تمام دُنیا کا مالک ہے۔ بھلا ایسے شخص سے کیوں کر کچھ لوں جو اس کا مالک نہیں ہے"۔

○

۷۔ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت سفیان ثوریؒ سے پوچھا" کہ جب تک حضرت رابعہؒ ایسی ضعیف عورت نہیں آتی، اس وقت تک آپ وعظ نہیں کہتے' اس کا سبب؟"
آپ نے فرمایا:" ہاتھیوں کی غذا چیونٹیوں کو کیسے مل سکتی ہے"۔

○

۸۔ ایک متقی خراسانی اکلِ حلال کی تلاش میں مُلک شام گئے۔ وہاں کے لوگوں نے انہیں بتایا کہ حسن بصریؒ کے سوا اکلِ حلال کسی کو میسر نہیں۔
اس پر وہ متقی آپ کے پاس گیا۔ آپ اس کی بات سُن کر بولے۔
"مجھے فقیر جان کر لوگ کچھ بھیج دیتے ہیں اور زندہ رہنے کے لیے کچھ کھا بھی لیتا ہوں"
اتنا کہنے کے بعد آپ نے اس خراسانی کو گاؤں میں رہنے والے ایک شخص کا پتہ دیا۔
اور کہا اس کے پاس چلے جاؤ۔ شاید اکل حلال مل جائے۔
وہ متقی خراسانی گاؤں میں جا کر اس شخص سے ملا اور اپنا مدعا بیان کیا۔ جس پر وہ بولا۔
" اگر پہلے آجاتے تو اکلِ حلال مل جاتا مگر اب نہیں۔ اس واسطے کہ ایک روز میرے بَیل آپس میں لڑتے ہوئے دوسرے کے کھیت میں جا پڑے اور اس کے کھیت کی مٹی ان کے پاؤں میں لگ کر اس کھیت میں مل گئی اس لیے اس کھیت کا اناج اکلِ حلال نہیں رہا"

○

۹۔ شیخ سری سقطیؒ کے پاس ایک روز ابوالقاسم حضرت جنیدؒ تشریف لائے تو اُنہیں روتے ہوئے پایا۔ پوچھا کہ حضرت! آپ کیوں رو رہے ہیں۔
فرمایا" کل شب کو میری لڑکی آئی تھی۔ اس نے کہا ابّا جان! آج کی رات سخت گرمی ہے۔ مَیں یہ ٹھلیا پانی کی ٹھنڈی ہونے کے لیے کسی جگہ لٹکاتی ہوں"۔
مَیں نے کہا" اچھا جہاں موقعہ دیکھو وہاں لٹکا دو۔"
وہ تو لٹکا کر چلی گئی مگر مَیں نیند کے غلبے سے سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت نہایت حسین و جمیل جس کی نظیر دُنیا میں نہیں مل سکتی۔ آسمان سے زمین پر اُتری

Marfat.com

مَیں نے اس سے پوچھا۔ "تو کس کے لیے ہے ؟"
اُس نے کہا۔ "کسی کے لیے بھی ہی۔ مگر اس کے لیے نہیں ہوں جو ٹھنڈا پانی پیئے۔"
مَیں یہ خواب دیکھ کر بیدار ہو گیا اور اس ٹھلیا کو توڑ دیا۔
حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ اس ٹوٹی ٹھلیا کو پھر کسی نے نہ اُٹھایا۔

○

۱۰۔ حضرت اویس قرنیؓ کے بارے میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے حضرت اویس قرنیؓ کی شکل کے پیدا کر کے ان کے درمیان حضرت اویس قرنیؓ کو بہشت میں داخل کرے گا۔ تاکہ مخلوق ان کو نہ دیکھ سکے۔ سوائے اس شخص کے جس شخص کو اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ ان کی زیارت کر لے۔ کیوں کہ اویسؓ نے دُنیا میں محض اس لیے چھپ کر خدا کی عبادت کی کہ دُنیا کا کوئی آدمی ان کو نیک نہ سمجھے۔ اس لیے قیامت کے دِن بھی اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ رکھے گا کیوں کہ میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں۔ میرے سوا اُن کو کوئی نہیں پہچان سکتا"

○

۱۱۔ ربیع کا قول ہے کہ مَیں اویسؓ کی تلاش میں روانہ ہوا۔ چنانچہ جب مَیں اُن کے پاس پہنچا۔ وہ صبح کی نماز میں مشغول تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر تسبیح شروع کی۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا۔
اسی طرح دو نمازوں کے درمیان تسبیح پڑھتے اور وقت پہ نماز ادا فرماتے رہے۔
یہاں تک کہ تین دن کامل گزر گئے نہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ آرام کیا۔ چوتھی رات مَیں نے دیکھا کہ یوں ہی ذرا سی آنکھ لگی مگر فوراً ہی بیدار ہو کر مناجات کرنے لگے۔ کہ
"خداوندا! مَیں ایسی آنکھ سے جو زیادہ سوئے اور ایسے پیٹ سے جو زیادہ کھائے، تیری پناہ چاہتا ہوں۔"
مَیں نے یہ حال دیکھ کر اپنے دِل میں کہا۔ "میرے لیے اِتنی ہی بات کافی ہے اور مَیں واپس چلا آیا۔

○

Marfat.com

۱۲۔ ایک مرتبہ حضرت جعفر صادقؓ نے امام ابو حنیفہؒ سے سوال کیا کہ دانش مندی کیا تعریف ہے"۔ امام ابو حنیفہؒ نے جواب دیا۔ "جو بھلائی اور بُرائی میں امتیاز کر سکے"۔
آپؑ نے فرمایا" یہ امتیاز تو جانور بھی کر لیتے ہیں۔ کیوں کہ جو ان کی خدمت کرتا ہے وہ ان کو ایذا نہیں پہنچاتے اور جو تکلیف دیتا ہے اس کو کاٹ کھاتے ہیں"۔
اس پر حضرت ابو حنیفہؒ نے پوچھا" پھر آپ کے نزدیک دانش مندی کی کیا علامت ہے؟"
جواب دیا۔" کہ جو دو بھلائیوں میں سے بہتر بھلائی کو اختیار کرے اور دو برائیوں میں میں سے مصلحتاً کم برائی پر عمل کرے۔

○

۱۳۔ ایک دفعہ حجاج بن یوسف نے حضرت خالد ابنِ صفوانؒ سے پوچھا۔
" تمہاری نظر میں بصرہ کا سردار کون ہے؟"
خالد ابنِ صفوانؒ نے جواب دیا۔ "حضرت حسن بصریؒ"۔
اس پر حجاج نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
"یہ کیسے ممکن ہے، حسنؒ تو غلاموں کی اولاد ہیں"۔
ابنِ صفوانؒ بولے۔" حضرت حسنؒ ہی بصرہ کے سردار ہیں۔ آپ دیکھتے نہیں بصرہ کے سب چھوٹے بڑے دین میں ان کے محتاج ہیں اور حسنؒ کا حال یہ ہے کہ وہ دنیا کے کسی معاملے میں بھی ان کے محتاج نہیں ہیں۔ بصرہ میں جس کو دیکھو، ان کی باتیں اور نصیحتیں سننے کا خواہش مند ہے۔ ان کی مجلسِ علم میں پہنچنے کے لیے بے چین ہے اور ان سے کچھ سیکھنے کا مشتاق ہے"۔
حجّاج بن یوسف یہ سن کر بولا۔ "خدا کی قسم اسی کو سرداری کہتے ہیں"۔

○

۱۴۔ ایک مرتبہ حضرت داؤد طائیؒ نے حضرت جعفر صادقؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ آپ چونکہ اہلِ بیت میں سے ہیں اس لیے مجھ کو کوئی نصیحت فرمائیں"۔
لیکن آپ خاموش رہے اور جب دوبارہ داؤد طائیؒ نے کہا کہ اہلِ بیت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت بخشی ہے اس لیے نصیحت کرنا آپ پر بمنزلہ

Marfat.com

فرض کے ہے۔
یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ مجھے تو یہی خوف لگا ہوا ہے کہ روزِ محشر کہیں میرے جدِ اعلیٰ ہاتھ پکڑ کر یہ سوال نہ کر بیٹھیں کہ تو نے خود میری اتباع کیوں نہیں کی؟ اس لیے کہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں بلکہ اعمالِ صالحہ پر موقوف ہے۔"
یہ سُنکر داؤد طائی کو بہت عبرت ہوئی اور اللہ تعالےٰ سے عرض کیا کہ جب اہلِ بیت پر خوف کے غلبہ کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں آتا ہوں اور کس چیز پر فخر کر سکتا ہوں۔"

⊙

۱۵۔ سیستان کا رہنے والا ایک شخص دن رات قوتِ حلال کی تلاش میں رہتا تھا پھر اُسے معلوم ہوا کہ فلاں گاؤں میں ایک مجوسی رہتا ہے۔ اس کے پاس غلہ حلال ہے۔ چنانچہ وہ سیستانی اس مجوسی کے پاس پہنچا اور پوچھا۔" کیا اناج بیچتے ہو؟"
مجوسی نے کہا " ہاں بیچتا ہوں، تم آئے کہاں سے ہو؟"
سیستانی بولا۔" میں سیستان کا رہنے والا ہوں۔ قوتِ حلال کا بھوکا ہوں۔ تمہارے پاس سُنکر آیا ہوں۔"
مجوسی کہنے لگا" سبحان اللہ، اتنی دور سے آئے ہو، مگر تم نے کہیں بھی اکل حلال نہ پایا۔ مگر میرے پاس اکلِ حلال موجود ہے مگر واللہ علم تمہاری قیمت مالِ حرام سے ہے یا حلال سے۔ اس واسطے تمہارے ہاتھ غلہ بیچنا منظور نہیں۔"

⊙

۱۶۔ کسی شخص کی دینار کی تھیلی کھو گئی۔ اُس نے حضرت جعفر صادقؓ پر الزام عائد کرتے ہوئے کہا۔" میری تھیلی تم نے ہی چرائی ہے۔"
حضرت جعفر صادقؓ نے اس سے سوال کیا کہ" اس میں کتنی رقم تھی۔"
اس نے کہا" دو ہزار دینار۔"
چنانچہ آپ نے اُسے گھر لے جا کر دو ہزار دینار دے دیئے۔ کچھ دنوں بعد جب اس شخص کو اپنی کھوئی ہوئی تھیلی کسی دوسری جگہ سے مل گئی تو اس نے آپ کو پورا واقعہ سناتے ہوئے معافی چاہی اور رقم واپس لینے کی درخواست کی لیکن آپ نے

Marfat.com

فرمایا۔ "ہم کسی کو دے کر واپس نہیں لیتے"۔

پھر جب لوگوں کی زبان سے اس شخص کو آپ کا اسم گرامی معلوم ہوا تو وہ اپنے آپ میں سخت شرمندہ ہوا۔

○

۱۷۔ حضرت لقمانؒ سوڈان کے رہنے والے ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ یہ بہت بڑے حکیم اور دانا آدمی تھے۔ ان کی حکمت اور دانش مندی کے بہت سے قصے مشہور ہیں۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت لقمان سے پوچھا۔ "دنیا میں سب سے بڑا مالدار کون ہے؟"

فرمایا۔ "سب سے بڑا مالدار وہ ہے جو اپنے مال پر سب سے زیادہ قناعت کرنے والا ہو۔ اور جسے ذرا لالچ نہ ہو"۔

پھر پوچھا۔ "دنیا میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟"

فرمایا سب سے بڑا عالم وہ ہے جو دوسروں کے علم سے اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے"۔

○

۱۸۔ کہتے ہیں، نہاوند میں ایک امیر تھا۔ جو بغداد میں آیا اور چند لوگوں کے وسیلہ سے دربار شاہی میں پہنچ کر انعام حاصل کیا۔ واپسی کے وقت امیر کو چھینک آئی تو اس نے خلعت سے ناک صاف کر لیا۔

بادشاہ نے یہ حال دیکھ کر اسی وقت خلعت کو واپس لے لیا اور سخت ناراض ہو کر اس کو دربار سے نکال دیا۔

جب یہ حال حضرت ابو بکر شبلیؒ کو معلوم ہوا تو اپنے دل میں خیال کیا کہ جو شخص ایک انسان کی بخشی ہوئی خلعت کو خراب کرتا ہے۔ اس پر اس کو ذلت اور رسوائی اٹھانا پڑتی ہے تو جو شخص احکم الحاکمین کی عطا کی ہوئی خلعت کو خراب کرے گا وہ کس قدر عتاب کا مستحق ہوگا۔

چونکہ آپ بادشاہ وقت کے ہاں ملازم تھے اس لیے آپ اسی وقت بادشاہ کے دربار میں گئے اور اس سے کہنے لگے۔

"اے بادشاہ باوجود مخلوق ہونے کے تو اپنی عطا کی ہوئی خلعت کی بے ادبی گوارا

98214

Marfat.com

نہیں کرتا۔ حالانکہ تیری خلعت کی قدر و قیمت سب کو معلوم ہے۔ پس خداوند عالم کس طرح گوارا کر سکتا ہے کہ میں اس کی عطا کی ہوئی خلعت دوستی اور ولایت کو تجھ جیسے کی خدمت سے خراب کروں"۔

یہ کہہ کر باہر نکل آئے اور بادشاہی ملازمت کو ترک کر دیا۔

⊙

۱۹۔ ایک دفعہ حضرت ابو بکر شبلیؒ آگ لے کر کعبہ کی طرف چلے اور کہنے لگے "میں جا کر کعبہ کو جلاتا ہوں تاکہ لوگ خداوند کعبہ کی جانب متوجہ ہوں"۔

ایک دفعہ کہنے لگے۔ "میں چاہتا ہوں کہ بہشت و دوزخ کو جلا دوں تاکہ لوگ بغیر کسی ڈر یا لالچ کے عبادتِ الٰہی بجا لائیں۔

آپ سے کسی نے محبت کے معنی پوچھے تو فرمایا "جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ سب محبوب کی راہ میں لٹا دو"۔

⊙

۲۰۔ ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھمؒ کے پاس ایک شخص ایک ہزار درہم لایا اور کہا۔ "قبول فرمائیے"۔

آپ نے فرمایا۔ "میں محتاجوں سے کچھ نہیں لیا کرتا"۔

اُس نے کہا۔ "میں محتاج نہیں، دولت مند ہوں"۔

آپ نے فرمایا۔ "کیا تو اپنی ولایت میں زیادتی کا خواہش مند نہیں"۔

اُس نے کہا۔ "ضرور ہوں"۔

پھر آپ نے فرمایا۔ "درہم اُٹھا لے۔ کیوں کہ محتاجوں کا سردار تو ہی ہے"۔

⊙

۲۱۔ ایک بار لوگوں نے حضرت ابراہیم ادھمؒ سے پوچھا کہ "آپ اپنی زندگی کیسے بسر کرتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا۔ "میرے پاس چار سواریاں ہیں۔ جب مجھ پر کوئی سختی آتی ہے تو شکر کی سواری پر بیٹھ جاتا ہوں۔ جب کوئی طاعت ظہور میں آتی ہے تو اخلاص کی سواری اختیار کر لیتا ہوں۔ اگر گناہ سرزد ہوتا ہے تو توبہ کی سواری کام میں لاتا ہوں

Marfat.com

جب کوئی بلا نازل ہوتی ہے تو صبر کی سواری کام آتی ہے"۔

○

۲۲۔ ایک دفعہ لوگوں نے حضرت ادھمؒ سے پوچھا۔ "کیا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول نہیں کرتا۔"

آپ نے فرمایا۔

"خدا تعالیٰ کو جانتے ہو لیکن اس کی اطاعت نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو پہچانتے ہو مگر اُن کی پیروی نہیں کرتے۔ قرآنِ کریم پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کھاتے ہو مگر شکر ادا نہیں کرتے۔ جانتے ہو کہ دوزخ گناہ گاروں کے لیے ہے مگر اس سے ذرا نہیں ڈرتے۔ شیطان کو دشمن سمجھتے ہو مگر اس سے نہیں بھاگتے۔ موت کو برحق سمجھتے ہو مگر کوئی سامان نہیں کرتے۔ خویش و اقارب کو اپنے ہاتھوں دفن کرتے ہو لیکن عبرت نہیں پکڑتے۔ جو شخص اس طرح کا ہو، اُس کی دعا کیوں کر قبول ہو سکتی ہے۔"

○

۲۳۔ ایک دفعہ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ نے حضرت اویس قرنیؓ سے ملاقات کی۔ باتوں کے دوران حضرت عمرؓ نے آپ سے استدعا فرمائی کہ آپ کچھ دیر اسی جگہ قیام فرمائیں۔ میں آپ کے لیے کچھ لے کر آتا ہوں۔"

اس پر حضرت اویس قرنیؓ نے اپنی جیب سے دو درہم نکال کر دکھاتے ہوئے کہا۔

"یہ اُونٹ چرانے کا معاوضہ ہے۔ اگر آپ یہ ضمانت دیں کہ یہ درہم خرچ ہونے سے پہلے میری موت نہیں آئے گی تو پھر آپ کا جو جی چاہے عنایت فرمائیں ورنہ یہ دو درہم میرے لیے بہت کافی ہیں۔"

اس کے بعد آپ نے مزید فرمایا۔ "یہاں تک پہنچنے میں آپ حضرات کو جو اذیت ہوئی اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں اور اب آپ دونوں واپس ہو جائیں۔ کیوں کہ روزِ حشر قریب ہے اور میں زادِ آخرت کی فکر میں ہوں۔"

اس پر حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ واپس چلے آئے۔

○

Marfat.com

۲۴- شیخ بوعلی سیناؒ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کا شہرہ سُن کر خرقان پہنچے مگر آپ کہیں باہر گئے ہوئے تھے - آپ کی بیوی سے پُوچھا -

"شیخ کہاں ہیں ؟"

آپ کی بیوی سخت بدمزاج تھی - سُن کر بولی -

"اس ملحد و زندیق کا کیا پوچھتے ہو ؟"

ان الفاظ سے بوعلی سینا کا اعتقاد کچھ سُست پڑ گیا - جب بیوی ہی اُن کی منکر ہے تو اوروں کا کیا ذکر ، غرض باہر چلے گئے -

پھر بوعلی سیناؒ جنگل میں پہنچے - تو آپ نے دیکھا کہ حضرت خرقانیؒ ایک شیر پر سوار اور کچھ بوجھ رکھے ہوئے تشریف لا رہے ہیں - بوعلی سینا نے پوچھا - "یہ کیا حالت ہے ؟"

آپ نے فرمایا - "اگر ہم عورت کا بار نہ اُٹھائیں تو شیر ہمارا بوجھ کب اُٹھا سکتے ہیں ۔"

یہ سُن کر بوعلی سینا کا اعتقاد پھر سے بحال ہو گیا -

حضرت خرقانیؒ فرماتے ہیں "روؤ زیادہ اور ہنسو کم ، خاموش زیادہ رہو ، بات کم کرو -

○

۲۵- ایک دفعہ روم کا ایک آتش پرست حضرت ابوالعباسؒ نہاوندی کا امتحان لینے کی غرض سے آیا مگر اپنا لباس بدل کر مسلمان درویش کی صورت میں آیا - جونہی اُن کی نگاہ اس پر پڑی ، فرمایا -

"اے بیگانے ایگانوں کے کوچے میں تیرا کیا کام ؟"

وہاں سے وہ نکل کر سامنے آیا - آپ نے اس سے کچھ نہ کہا - پھر وہ چار ماہ تک ٹھہرا رہا - درویشوں کے ساتھ وضو کرتا - نماز پڑھتا - آخر ایک دن چلنے کا ارادہ کیا تو شیخ نے فرمایا -

"جب نان و نمک کا حق ہو گیا تو یہ جوانمردی سے بعید ہے کہ بیگانہ وار رہو اور بیگانہ وار چلے جاؤ -"

یہ سنکر وہ صدق دل سے مسلمان ہو گیا اور اس قدر ریاضت کی کہ آپ کے بعد

Marfat.com

وہی آپ کا خلیفہ ہُوا ۔

O

۲۶ ۔ حضرت احمد مسروق خراسانیؒ نے لوگوں سے فرمایا ۔

جس چیز سے عارف ڈرتا ہے وہ قربِ حق ہے ۔

تقویٰ یہ ہے کہ نہ آنکھوں سے دُنیا کی طرف دیکھو اور نہ دِل میں اُس کے متعلق فکر کرو ۔

زہد یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی جاندار کو اپنا بادشاہ تصور نہ کرے ۔

O

۲۷ ۔ ایک بار لوگوں کے پوچھنے پر حضرت ابو وراقؒ نے فرمایا ۔

آدمی تین طرح کے ہوتے ہیں :

۱ ۔ امراُ ۲ ۔ علماُ ۳ ۔ فقراُ

جب امراُ تباہ ہوتے ہیں تو خلقت کی معاشَ تباہ ہو جاتی ہے ۔

جب عالم تباہ ہوتے ہیں تو خلقت کا اخلاق تباہ ہو جاتا ہے ۔

جب فقراُ تباہ ہوتے ہیں تو خلقت کا دِل تباہ ہو جاتا ہے ۔

زہد تین حروف سے مرکب ہے :

ز سے ترکِ زینت

ہ سے ترکِ ہوس

د سے ترکِ دُنیا

O

۲۸ ۔ حضرت ابو محمد مرتعشؒ نے ایک مرتبہ فرمایا :

" میں نے تیس سال تک محض توکل پر حج کیے لیکن جب غور سے دیکھا تو وہ سب کے سب ہوائے نفس سے تھے ۔ ان میں سے ایک بھی حج درست نہیں تھا "

اس پہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا ۔ " آپ کو کیسے معلوم ہوا ؟ "

فرمایا ۔ " میری والدہ نے فرمایا ، پانی کا گھڑا لے آؤ ۔ ان کا یہ حکم مجھ پر ناگوار گزرا جس سے معلوم ہو گیا کہ میرے تمام کے تمام حج خواہشاتِ نفسانی کے ماتحت تھے "

Marfat.com

۲۹۔ حضرت قطب الاولیا ابی اسحٰق ابراہیم بن شہریار گازرونیؒ نے لوگوں کے پوچھنے پر بتایا۔
"بخیل، کاہل اور ملول قسم کے انسان کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔ خدا کا دوست کبھی دنیا کا دوست اور دنیا کا دوست کبھی خدا کا دوست نہیں ہو سکتا۔

○

۳۰۔ حضرت ابو یعقوب بن اسحٰق نہرجوانی نے لوگوں سے فرمایا۔
"دُنیا ایک دریا ہے جس کا کنارہ آخرت اور کشتی تقویٰ ہے اور انسان اس دریا میں مسافر ہیں۔ جس نعمت کا شکر ادا کرو گے اس کو زوال نہیں ہوگا۔ جس نعمت کا کفران کرو گے اسے پائیداری نہیں ہوگی"۔

○

۳۱۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے نمازِ عشاء بیت المقدس میں پڑھی۔ جب سب نمازی چلے گئے اور رات زیادہ ہوگئی تو دو فرشتے آسمان سے اُتر کر محراب کے پاس آکھڑے ہوئے۔
ایک نے کہا۔ "یہاں کوئی آدمی معلوم ہوتا ہے"۔
دوسرا فرشتہ بولا "ہاں، ابراہیم ادھمؒ ہے"۔
پہلا بولا۔ "وہی ابراہیم ادھمؒ جو بڑی اذیتوں اور مصیبتوں کے بعد درجۂ ولایت کو پہنچا تھا لیکن ذرا سی لغزش سے اُس درجے پر سے گر پڑا۔ افسوس اس کے حال پر، افسوس"۔
دوسرے نے پوچھا "وہ کون سی لغزش تھی"۔
پہلا فرشتہ بولا۔ "ایک مرتبہ ادھمؒ نے بصرہ میں چھوہارے خریدے تھے پھر ایک چھوہارا زمین سے اُٹھا کر اپنا سمجھ کے کھا لیا، پس کھاتے ہی فوراً اپنے درجہ سے گر گیا"۔
یہ سنتے ہی حضرت ابراہیم ادھمؒ سخت تڑپے، سخت مشکلات کے بعد بصرہ پہنچے اور چھوہارے والے کے پاس سے چھوہارے خرید کر اُسی کو دے دیئے اور اپنے حال سے اُسے آگاہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس سے فالتو چھوہارہ کھا لینے کی معافی بھی مانگ

Marfat.com

اس کے بعد روتے چلاتے بیت المقدس میں واپس آئے اور بعد نماز عشاء کے بیٹھے رہے۔ جب سب آدمی چلے گئے اور رات بھی کافی گذر گئی تو پہلے والے دونوں فرشتے پھر آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"کسی آدمی کی بُو آ رہی ہے"۔

دوسرا فرشتہ بولا "ہاں' ابراہیم ادھمؒ ہے۔

پہلا کہنے لگا۔" وہی ابراہیمؒ جو درجۂ ولایت سے گر گیا تھا پھر گریہ زاری کرنے کے بعد فضلِ الٰہی سے اُسی درجہ کو پہنچ گیا"۔

۳۲۔ ایک مرتبہ اچہ میں ایک جوگی شیخ فصیح الدین گازرونیؒ کی خدمت میں آیا۔ وہ شیخ سے بولا۔" اگر تم سچے ہو تو کوئی کرامت دکھاؤ"۔

انہوں نے فرمایا کہ دعوی لے کر تم آئے ہو' تم کرامت دکھاؤ۔"

اس پر وہ جوگی زمین پر سے ہوا میں سیدھا اُوپر کو اُڑا اور پھر اپنی جگہ پر آبیٹھا۔ اور کہا کہ تم بھی کچھ دکھاؤ۔

شیخ کی آسمان کی طرف مُنہ کر کے درگاہِ باری تعالٰی میں التجا کی کہ اے پروردگار! تُو نے بیگانوں کو یہ طاقت عطا کی ہے مجھے بھی کچھ عنایت کر"۔

بعدازاں شیخ اپنی جگہ سے قبلہ رُخ اُڑے۔ پھر مشرق کی سمت۔ پھر شمال کو۔ پھر جنوب کی طرف اور پھر اپنی جگہ پر آگئے۔

جوگی یہ دیکھ کر قائل ہو گیا اور کہا کہ میں تو صرف سیدھا اُوپر اُڑ سکتا ہوں اور آپ ہر ہر سمت اُڑ سکتے ہیں۔ واقعی آپ سچے ہیں اور ہم باطل۔

۳۳۔ ایک دن حضرت حسن بصریؒ نے لوگوں کے ساتھ قبرستان پہنچ کر فرمایا کہ اس میں ایسے ایسے افراد دفن ہیں جن کا سر آٹھ جنتوں کے مساوی نعمتیں پانے پر بھی نہ جُھک سکا اور ان کے قلوب میں ان نعمتوں کا کبھی تصوّر تک بھی نہ آیا لیکن مٹی میں اتنی

Marfat.com

آرزوئیں لے کر چلے گئے کہ اگر ان میں سے ایک کو بھی تمام آسمانوں کے مقابلہ میں رکھا جائے تو وہ خوفزدہ ہو کر پاش پاش ہو جائیں "۔

○

۳۴- مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن مَیں نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ لوگوں کی تباہی کس چیز میں پوشیدہ ہے "۔

آپ نے فرمایا -" مُردہ دلی میں "۔

مَیں نے پوچھا کہ مُردہ دِلی کا مفہوم کیا ہے "۔

آپ نے فرمایا - کہ" دنیا کی جانب راغب ہو جانا ۔

○

۳۵- کہتے ہیں کہ سات برس تک حضرت حبیبؒ عجمی کے نفس نے گوشت کی خواہش کی - مگر آپ نے نہ کھایا اور جب نفس نے بہت تنگ کیا - تو مجبور ہو کر آدھا درہم لے کر بازار کو چلے گئے - اس میں سے آدھے کی روٹی لی اور آدھے کا کباب لے کر چل پڑے ۔

ناگاہ راستے میں کسی غریب کا ایک لڑکا مِلا - آپ نے اس سے پوچھا - تُو کس کا لڑکا ہے۔

اس نے بتایا کہ اُس کا باپ مر چکا ہے اور اُس کا یہ نام تھا ۔

اتفاقاً اس لڑکے کا باپ حضرت حبیبؒ عجمی کے جاننے والوں میں تھا - آپ نے وہی روٹی اور کباب اُسے دے دیا پھر افسوس کرتے ہوئے اپنے گھر واپس چلے آئے ۔

○

۳۶- ایک دفعہ حضرت مالک دینارؒ کشتی میں سفر کر رہے تھے - منجدھار میں پہنچ کر جب ملّاح نے کرایہ طلب کیا - تو فرمایا ۔

" میرے پاس دینے کو کچھ بھی نہیں ہے "۔

یہ سُن کر ملّاح نے بد کلامی کرتے ہوئے آپ کو اتنا زد و کوب کیا کہ آپ کو غش آ گیا - اور جب غشی دُور ہوئی تو ملّاح نے دوبارہ کرایہ طلب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم نے کرایہ ادا نہ کیا تو دریا میں پھینک دوں گا "۔

اس وقت اچانک کچھ مچھلیاں منہ میں ایک ایک دینار دبائے ہوئے پانی کے اوپر کشتی کے پاس آئیں اور آپ نے ایک مچھلی کے مُنہ سے ایک دینار لے کر کرایہ ادا کر دیا۔

Marfat.com

ملاح یہ حال دیکھ کر قدموں میں گر پڑا۔
اس واقعہ کی وجہ سے لفظ دینار آپ کے نام کا حصّہ بن گیا۔

⊙

۲۷۔ ایک دفعہ حضرت مالک دینارؒ کا کسی ملحد سے مناظرہ ہوا۔ بحث کے دوران دونوں اپنے آپ کو حق پر کہتے رہے۔
آخر لوگوں نے فیصلہ کیا کہ دونوں کے ہاتھ آگ میں ڈلوائے جائیں اور جس کا ہاتھ آگ سے محفوظ رہے اُسی کو حق پر تصور کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔
دونوں نے ہاتھ آگ میں ڈال دیئے مگر کسی کے ہاتھ کو بھی ضرر نہ پہنچا۔ اس پر لوگوں نے فیصلہ کر دیا کہ دونوں ہی حق پر ہیں۔
آپ اس پر بڑے کبیدہ خاطر ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ ستر سال میں نے عبادت میں گزار دیئے مگر تُو نے مجھے ایک ملحد کے برابر کر دیا۔
ندا آئی کہ "اے مالکؒ! تیرے ہاتھوں کی برکت ہی سے ایک ملحد کا ہاتھ بھی آگ سے بچ گیا اور اگر وہ تنہا آگ میں ہاتھ ڈال دیتا تو یقیناً جل جاتا۔"

⊙

۲۸۔ ایک اللہ والے سے کسی نے پوچھا کہ کیسی گزرتی ہے؟"
آپ نے جواب میں کہا۔ "آسمان میری ہی مرضی پر حرکت کرتا ہے۔ ستارے میرے ہی کہنے کے مطابق چلتے ہیں۔ زمین میرے ہی حکم سے دانے اُگاتی ہے۔ بادل میرے ہی اشاروں پر برستے ہیں۔"
سائل نے تعجّب سے کہا۔ "یہ کیوں کر؟"
آپ نے فرمایا۔ "میری کوئی خواہش نہیں بلکہ جو کچھ وقوع میں (خدا کی طرف سے) آتا ہے۔ وہی میری خواہش ہے۔ اس لیے جو کچھ ہوتا ہے۔ میری ہی خواہش کے موافق ہوتا ہے۔"

⊙

۲۹۔ ایک دفعہ حضرت رابعہ بصریؒ کے ہاں کئی دنوں سے کھانا نہیں پکا۔ کئی دن کے بعد جب کچھ ملا۔ تو خادمہ کھانا پکانے لگی۔ پیاز کی حاجت ہوئی۔ تو اُس نے آپ

Marfat.com

سے اجازت چاہی ۔کہ اگر حکم ہو تو کسی پڑوسی سے مانگ لاؤں ۔
آپ نے فرمایا کہ زمانہ گذرا عہد کیے کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں گی بلکہ خدا سے بھی نہیں مگر سوائے اس کی رضا کے ۔
آپ گفتگو ہی فرما رہی تھیں کہ اس درمیان میں ایک پرندہ چند پیاز کی گٹھیاں اپنے چنگل میں لے آیا اور وہاں پر ڈال دیں ۔
حضرت مخدومہ نے ارشاد کیا کہ میں شیطان کے دام و تردید سے غافل نہیں ہوں ۔" اس پر پیاز کی گٹھیوں کو وہیں چھوڑ دیا اور صرف روکھی روٹی تناول فرمائی ۔

○

۴۰ ۔ ایک مرتبہ حضرت مالک دینارؒ شدید بیمار رہنے کے بعد جب صحت مند ہوئے تو کسی ضرورت کے تحت بہت ہی دشواری سے بازار تشریف لے گئے لیکن اتفاق سے اُسی وقت بادشاہ کی سواری آ رہی تھی اور لوگوں کو ہٹانے کے لیے ایک شور بلند ہوا۔
آپ اس وقت اس قدر کمزور تھے کہ ہٹنے میں تاخیر ہو گئی اور پہرہ دار نے آپ کو ایسا کوڑا مارا کہ حالتِ کرب میں آپ کے منہ سے یہ کلمہ نکل گیا کہ خدا کرے تیرے ہاتھ قطع کروا دیئے جائیں ۔
چنانچہ دوسرے ہی دن کسی جرم کی پاداش میں اس کے ہاتھ کاٹ کر چوراہے پر ڈلوا دیئے گئے لیکن آپ کو اس کی یہ حالت دیکھ کر سخت دُکھ ہُوا ۔

○

۴۱ ۔ ایک مرتبہ حضرت حسن بصریؒ نے جو سیّدہ رابعہؒ کے ہمعصر تھے، فرمایا کہ "کسی سے نکاح کر ڈالو ۔"
آپ نے کہا ۔" نکاح ایسے شخص کے لیے ضروری ہے جو کہ اپنی ہستی اور وجود رکھتا ہو اس لیے میں ذی روح نہیں ہوں بلکہ خدا کی مملوکہ ہوں۔ اُس سے میرے متعلق گفتگو کرنی چاہیئے ۔"

○

۴۲ ۔ ایک نوجوان بدمعاش حضرت مالک دینارؒ کا ہمسایہ تھا۔لوگ اس سے پریشان رہتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے اس کے مظالم کی شکایت کی ۔اِس پر

Marfat.com

آپ نے اُس کے پاس جاکر نصیحت فرمائی ۔
مگر اس نے گستاخی سے پیش آتے ہوئے کہا "میں حکومت کا آدمی ہوں اور کسی کو میرے کاموں میں دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں "۔
آپ نے جب اُسے یہ فرمایا کہ میں بادشاہ سے تیری شکایت کروں گا "۔
اس نے جواب دیا ۔ کہ وہ بہت ہی کریم ہے اور میرے خلاف کسی کی بات نہیں سُنے گا ۔
آپ نے فرمایا ۔ کہ اگر وہ نہیں سُنے گا تو میں اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا "۔
اس نے کہا ۔ " وہ بادشاہ سے بھی بہت زیادہ کریم ہے "۔
یہ سن کر آپ واپس آگئے لیکن کچھ دنوں کے بعد جب اس کے مظالم حد سے زیادہ بڑھ گئے تو لوگوں نے پھر آپ سے شکایت کی اور آپ پھر نصیحت کرنے جا پہنچے لیکن غیب سے ندا آئی کہ میرے دوست کو مت پریشان کرو ۔
آپ کو یہ ندا سُن کر بہت حیرت ہوئی اور اس نوجوان سے کہا ۔ کہ میں اس غیبی آواز کے متعلق تجھ سے پوچھنے آیا ہوں جو میں نے راستے میں سُنی ہے ۔
اس نے کہا " اگر یہ بات ہے تو میں اپنی تمام دولت راہِ خدا میں خیرات کرتا ہوں "۔ اس کے بعد وہ پورا اثاثہ خیرات کر کے کسی نامعلوم سمت کی طرف چلا گیا جس کے بعد سوائے حضرت مالک دینارؒ کے کسی نے اس کو نہیں دیکھا ۔

O

۴۳ ۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں ۔
کہ کسی سفر میں ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے درخواست کی کہ مجھے اپنی صحبت میں شامل کر لیا جائے مگر اس شرط کے ساتھ کہ کسی حال میں بھی صبر اور دوستی کا دامن چھوٹنے نہ پائے ۔
ایک دفعہ وہ شخص مجھے ایک جگہ بٹھا کر کہیں چلا گیا اور یہ وعدہ کر گیا کہ جب تک میں نہ آؤں، اس جگہ سے نہ جانا ۔ سال بھر اسی حال میں گذر گیا اور وہ شخص نہ آیا ۔ میں حسبِ وعدہ وہیں بیٹھا رہا ۔ پورا ایک سال گذر جانے پر وہ آیا اور مجھ کو اسی جگہ بیٹھے پایا ۔ پھر اس نے ویسا ہی ایک وعدہ کیا اور چلا گیا ۔

Marfat.com

الغرض یہ واقعہ تین دفعہ پیش آیا۔ آخری دفعہ جب وہ آیا تو اس کے پاس روٹی اور دودھ تھا۔ اس نے کہا۔

"مَیں خضرؑ ہوں، اور مجھ کو اس لیے بھیجا گیا ہے کہ تمہارے ساتھ کھانا کھاؤں"۔ پھر اس نے کہا۔ "اٹھو اور بغداد جاکر قیام کرو اور سفر و سیاحت کو خیرباد کرو"۔

حاضرین نے پوچھا۔ "اس تین سال کی مدت میں کھانا کہاں سے کھاتے تھے"۔

آپ نے فرمایا۔ "جو کچھ غیب سے مل جاتا اور زمین پر پڑا پاتا۔ اسی پر بسر اوقات کرتا۔

⊙

۴۴۔ ایک دفعہ خادمہ نے حضرت رابعہ بصریؒ سے عرض کی کہ موسم بہار آگیا ہے۔ باہر تشریف لاکر قدرت کی صنعت کا مشاہدہ کیجیے"۔

آپ نے فرمایا۔ "تو حجرہ کے اندر چلی آ۔ تاکہ صانع کا مشاہدہ کرے۔ مجھے صانع کی حضوری سے اتنی مہلت کہاں کہ اس کی صنعت کا مشاہدہ کرتی پھروں"۔

⊙

۴۵۔ حضرت حسن بصریؒ، حضرت شفیق بلخیؒ اور حضرت مالک دینارؒ حضرت رابعہ بصری کے پاس آئے اور محبت و صداقت پر گفتگو کرنے لگے۔ حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں جو تکلیف پر صبر نہ کرے۔

حضرت شفیقؒ نے فرمایا کہ وہ عشق کے راستہ کے قابل نہیں جو تکلیف پر شکر ادا نہ کرے۔

حضرت مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص دوست کی دی ہوئی تکلیف پر لذّت نہ پاوے۔ اس کا دعویٰ محبت صحیح نہیں۔

حضرت رابعہؒ نے تینوں کی باتیں سننے کے بعد فرمایا کہ جو شخص محبوب کے مشاہدے میں درد کو بھول نہ جاوے اُسے محبّت کا دعویٰ کرنا روا نہیں۔

⊙

۴۶۔ ایک مرتبہ کسی یہودی کے مکان کے قریب حضرت مالک دینارؒ نے مکان کرایہ پر لے لیا اور آپ کے اس مکان کا حجرہ یہودی کے دروازہ سے متصل تھا۔ چنانچہ یہودی نے دشمنی میں ایک ایسا پرنالہ بنوایا جس کے ذریعے پوری غلاظت آپ کے مکان میں ڈالتا رہا اور آپ کی نماز کی جگہ نجس ہوجایا کرتی۔ یہودی بہت عرصہ تک یہ عمل کرتا رہا لیکن آپ

Marfat.com

نے کبھی اس سے شکایت نہیں کی۔

ایک دن اس یہودی نے خود ہی آپ سے عرض کیا کہ میرے پرنالے کی وجہ سے آپ کو تو کوئی تکلیف نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ پرنالہ سے جو غلاظت گرتی ہے اس کو جھاڑو سے روزانہ دھوڈالتا ہوں اس لیے مجھ کو کوئی تکلیف نہیں۔

یہودی نے عرض کیا کہ آپ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے بعد بھی کبھی غصہ نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کا حکم ہے کہ جو لوگ غصّے پر قابو پالیتے ہیں، نہ صرف اُن کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بلکہ انہیں ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔

یہ سُن کر یہودی نے عرض کیا کہ یقیناً آپ کا مذہب بہت عمدہ ہے کیوں کہ اس میں دشمنوں کی اذیتوں پر صبر کرنے کو اچھا کیا گیا ہے۔ اس لیے آج سے میں سچّے دل سے اسلام قبول کرتا ہوں۔

⊙

۴۷۔ حضرت عبد القادر جیلانیؒ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ عہدِ رضاعت میں رمضان کے دنوں میں ماں کا دودھ پینا ترک کر دیتے تھے۔ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ شرفا کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو ماہِ رمضان میں دودھ نہیں پیتا۔

ایک مرتبہ حضرت سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں دس برس کا تھا کہ گھر سے مکتب کو جایا تھا۔ راستے میں دیکھتا کہ میرے اردگرد فرشتے چلے جا رہے ہیں۔

جب میں مکتب پہنچتا تو وہ بچّوں سے کہتے "ولی اللہ کے لیے جگہ دو۔"

اس دوران میں ایک دن مجھے ایک شخص نظر آیا۔ جس کو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے ایک فرشتے سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے۔ جس کی اتنی تعظیم کرتے ہو۔

فرشتوں نے جواب دیا۔ "یہ اولیاء اللہ میں سے ایک ولی ہے جو عظیم الشان رتبے کا مالک ہوگا۔ طریقت میں یہ ایک ایسی ہستی ہے جس کو بے روک ٹوک نعمتیں عطا کی جاتی ہیں۔ جس کو بغیر کسی حجاب کے روحانی مراتب دیئے جاتے ہیں۔ اور جس کو بلا حیل و حجّت تقرّب حاصل ہے۔"

Marfat.com

چالیس سال کے بعد مجھے معلوم ہو کہ وہ سائل اپنے زمانے کے ابدال میں سے تھا۔

○

۴۸۔ ایک دفعہ حضرت محمد واسعؒ قتیبہ بن مسلم کے ہاں ادنیٰ لباس میں تشریف لے گئے اور جب انہوں نے پوچھا کہ آپ نے ادنیٰ کپڑا کیوں پہنا ہے تو پہلی مرتبہ آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر دوسری مرتبہ سوال کرنے پر فرمایا کہ میں زہد کا مفہوم بتانا چاہتا ہوں لیکن اس لیے خاموش ہوں کہ کہیں اس میں اپنی تعریف اور حالت فقر کے بیان کرنے سے کہیں اللہ تعالیٰ سے شکوے کا پہلو نہ نکل آئے۔

○

۴۹۔ حضرت حبیب عجمیؒ ابتدائی دور میں بہت امیر تھے اور سارے اہلِ بصرہ کو سود پر قرض دیا کرتے تھے اور جب کبھی مقروض پر تقاضا کرنے جاتے تو اس وقت تک واپس نہ ہوتے جب تک قرض وصول نہ ہو جاتا اور اگر کسی مجبوری سے قرض وصول نہ ہوتا تو اپنے وقت کے ضائع ہونے کا مقروض سے جرمانہ وصول کرتے اور اس رقم سے زندگی بسر کرتے۔

ایک دن آپ کسی کے ہاں وصولی کے لیے پہنچے تو اُسے گھر پر نہ پایا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ نہ تو میرا شوہر گھر پر موجود ہے اور نہ میرے پاس تمہارے دینے کے لیے کوئی چیز ہے البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی تھی جس کا تمام گوشت تو ختم ہو چکا ہے البتہ سری باقی رہ گئی ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تم کو وہ دے سکتی ہوں۔

چنانچہ آپ سری لے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا۔ کہ یہ سری سود میں لی ہے۔ اس کو پکاؤ۔ بیوی نے کہا کہ گھر میں نہ لکڑی ہے اور نہ آٹا بھلا میں کھانا کس طرح تیار کروں؟

آپ نے کہا کہ میں ان دونوں چیزوں کا بھی انتظام مقروض لوگوں سے سود لے کر کرتا ہوں پھر سود ہی سے یہ دونوں چیزیں خرید لائے لیکن جب کھانا تیار ہو گیا تو ایک سائل نے آ کر کھانے کا سوال کیا۔

آپ نے کہا کہ تیرے دینے کے لیے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے کیوں کہ اگر تجھے کچھ دے بھی دیں تو اس سے تو دولت مند نہ ہو جائے گا لیکن ہم مفلس ہو جائیں گے۔

سائل جب مایوس ہو کر واپس چلا گیا تو بیوی نے سالن نکالنا چاہا لیکن ہانڈی سالن

Marfat.com

کے بجائے خون سے لبریز تھی۔
اس نے شوہر کو آواز دے کر کہا کہ دیکھو تمہاری کنجوسی اور بدبختی سے یہ کیا ہو گیا ہے۔ آپ کو یہ دیکھ کر عبرت حاصل ہوئی اور بیوی کو شاہد بنا کر کہا۔ آج میں ہر بُرے کام سے تائب ہوتا ہوں اور یہ کہہ کر مقروض لوگوں سے اصل رقم لینے اور سُود ختم کرنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

O

۵۰۔ حضرت حبیب عجمیؒ تائب ہونے کے بعد جب گھر سے نکلے تو راستے میں لڑکے کھیل رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر بچّوں نے آوازے کسنے شروع کر دیئے کہ ایک طرف ہو جاؤ، حبیب سود خور آ رہا ہے۔ کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم اس جیسے بدبخت بن جائیں۔
یہ سُن کر آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور حضرت بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ بے چین ہو کر دوبارہ توبہ فرمائی اور جب واپسی پر ایک مقروض شخص آپ کو دیکھ کر بھاگنے لگا تو آپ نے اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ تم مجھ سے مت بھاگو۔ اب تو مجھ کو تم سے بھاگنا چاہیئے تاکہ ایک عاصی کا سایہ تم پر نہ پڑ جائے۔
پھر جب آپ آگے بڑھے تو انہیں لڑکوں نے کہنا شروع کیا کہ راستہ دے دو۔ اب حبیب تائب ہو کر آ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیروں کی گرد اس پہ پڑ جائے اور اللہ تعالیٰ ہمارا نام گنہ گاروں میں درج کر لے۔
آپ نے بچّوں کا یہ قول سُن کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ تیری قدرت بھی عجیب ہے کہ آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تُو نے لوگوں کی زبان سے میری نیک نامی کا اعلان کر دا دیا۔

O

۵۱۔ حضرت حبیب عجمیؒ نے تائب ہونے کے بعد مُنادی کرا دی کہ جو شخص میرا مقروض ہے۔ وہ اپنی تحریر اور مال واپس لے جائے۔
اس کے علاوہ آپ نے اپنی تمام دولت راہ مولا میں لُٹا دی اور جب کچھ باقی نہ رہا

Marfat.com

توآخر میں ایک سائل کے سوال پر اپنا کرتہ تک اُتار کر دے دیا اور دوسرے سائل کے سوال پر آپ نے اپنی بیوی کی چادر بھی دے دی۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی نیم برہنہ رہ گئے۔

پھر ساحل فرات پر ایک عبادت خانہ تعمیر کر کے عبادت میں مشغول ہو گئے اور معمول بنا لیا تھا کہ دن میں تحصیل علم کے لیے حسن بصریؒ کی خدمت میں پہنچ جاتے اور رات بھر مشغولِ عبادت رہتے۔

چونکہ قرآن کریم کا تلفظ اپنے صحیح مخرج کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے تھے اس لیے آپ کو عجمی کا خطاب دے دیا گیا۔

○

۵۲ - حضرت فضیل بن عیاضؒ ایک مرتبہ اپنے بچّے کو گود میں لیے ہوئے پیار کر رہے تھے کہ بچّے نے سوال کیا کہ کیا آپ مجھے اپنا محبوب تصوّر کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا "بے شک"

پھر بچّے نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی محبوب سمجھتے ہیں۔ پھر ایک قلب میں دو چیزوں کی محبوبیت کیسے جمع ہو سکتی ہے۔

یہ سُنتے ہی بچّے کو آغوش سے اُتار کر مصروفِ عبادت ہو گئے۔

○

۵۳ - ایک کنیز بیس سال سے حضرت حبیب عجمیؒ کے ہاں رہ رہی تھی لیکن آپ نے اس کے چہرے کی جانب کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ایک دن اُسی کنیز سے آپ نے فرمایا۔

"ذرا میری کنیز کو آواز دے دو"

اُس نے عرض کیا "حضور! میں ہی تو آپ کی کنیز ہوں"

آپ نے فرمایا "تیس برس میں میرا خیال سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور طرف نہیں گیا یہی وجہ ہے کہ میں تم کو شناخت نہیں کر سکا۔

○

۵۴ - ایک رات ہارون الرشید نے فضل برمکی کو حکم دیا کہ مجھے کسی درویش سے ملواؤ۔ چنانچہ وہ اسے سفیان ثوری کی خدمت میں لے گیا۔ اور دستک دینے کے بعد جب حضرت

Marfat.com

سفیانؒ نے پوچھا "کون ہے"۔
فضل نے جواب دیا۔ "امیرالمومنین ہارون الرشید تشریف لائے ہیں"۔
حضرت سفیانؒ نے فرمایا۔ "کاش مجھے پہلے سے علم ہوتا تو میں خود استقبال کے لیے حاضر ہوتا"۔

یہ جواب سن کر ہارون الرشید نے فضل سے کہا۔ "میں جیسے درویش کا متلاشی تھا ان میں وہ اوصاف نہیں ہیں اور تم مجھے یہاں لے کر کیوں آئے ہو؟"
فضل نے عرض کیا۔ "آپ جس قسم کے بزرگ کی تلاش میں ہیں وہ اوصاف حضرت فضیل بن عیاضؒ میں ہیں"۔
یہ کہہ کر فضل ہارون الرشید کو فضیل بن عیاضؒ کے ہاں لے گیا۔ اس وقت آپ یہ تلاوت فرما رہے تھے۔
(ترجمہ) "کیا یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے برے کام کیے۔ ہم ان کو نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے"۔
یہ سن کر ہارون نے کہا کہ اس سے بڑی نصیحت اور کیا ہو سکتی ہے اور پھر جب دروازے پر دستک دینے کے جواب میں حضرت فضیلؒ نے پوچھا۔ "کون ہے؟"
تو فضل برمکی نے کہا۔ "امیرالمومنین تشریف لائے ہیں"۔
آپ نے اندر ہی سے فرمایا کہ ان کا میرے پاس کیا کام؟ اور مجھے ان سے کیا واسطہ؟ میری مشغولیت میں آپ لوگ حارج نہ ہوں"۔
فضل نے کہا۔ "اولامر کی اطاعت فرض ہے"۔
آپ نے فرمایا کہ "مجھے اذیت نہ دو"۔
پھر فضل نے کہا کہ آپ اندر داخلے کی اجازت نہیں دیتے تو ہم بلا اجازت داخل ہو جائیں گے"۔
آپ نے فرمایا "میں تو اجازت نہیں دیتا۔ ویسے بلا اجازت داخلے میں تم مختار ہو"۔
اور جب دونوں اندر داخل ہوئے تو آپ نے شمع بجھا دی تاکہ ہارون کو شکل نظر نہ آئے لیکن اتفاق سے تاریکی میں ہارون کا ہاتھ آپ کے دستِ مبارک پر پڑ گیا تو آپ نے فرمایا "کتنا نرم ہاتھ ہے۔ کاش عذاب سے نجات حاصل کر سکے"۔ یہ فرما کر نماز میں مشغول ہو گئے

Marfat.com

اور فراغتِ نماز کے بعد جب ہارون نے عرض کیا۔ "آپ کچھ ارشاد فرمائیں"۔
آپ نے فرمایا۔ "تمہارے والد حضور نبی اکرمؐ کے چچا تھے اور جب انہوں نے حضورؐ سے استدعا کی کہ مجھے کسی ملک کا حکمران بنا دیجئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں تمہارے نفس کا حکمران بناتا ہوں۔ کیوں کہ دنیاوی حکومت تو روزِ محشر وجہ ندامت بن جائے گی"۔
یہ سن کر ہارون نے عرض کی۔ "کچھ اور ارشاد فرمائیں"
آپ نے فرمایا۔ "جب عمر بن عبدالعزیزؒ کو سلطنت حاصل ہوئی تو انہوں نے کچھ ذی عقل لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میرے اوپر ایک ایسا بارِ گراں ڈال دیا گیا ہے کہ جس سے چھٹکارے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ ان میں سے ایک نے مشورہ دیا۔ آپ ہر سن رسیدہ کو باپ کی جگہ تصور کریں اور ہر جوان کو بمنزلہ بھائی کے اور بیٹے کے تصور کریں اور عورتوں کو ماں بیٹی اور بہن سمجھیں اور انہیں رشتوں کے مطابق ان سے حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔
ہارون الرشید نے پھر عرض کیا۔ "کچھ اور نصیحت فرمائیں"۔
آپ نے فرمایا۔ "پوری مملکت اسلامیہ کے باشندوں کو اپنی اولاد تصور کرو۔ بزرگوں پر مہربانی کرو۔ چھوٹوں سے بھائیوں اور اولادوں کی طرح پیش آؤ۔ پھر فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں تمہاری حسین و جمیل صورت نارِ جہنم کا ایندھن نہ بن جائے کیوں کہ محشر میں بہت سی حسین صورتوں کا نارِ جہنم میں جا کر حلیہ ہی تبدیل ہو جائے گا اور بہت سے امیر اسیر ہو جائیں گے۔ اللہ سے خائف رہتے ہوئے محشر میں جواب دہی کے لیے ہمیشہ چوکس رہو۔ کیوں کہ وہاں تم سے ایک ایک مسلمان کی باز پرس ہو گی اور اگر تمہاری قلمرو میں ایک غریب عورت بھی بھوکی سو گئی تو محشر میں تمہارا گریبان پکڑ لے گی"۔
ہارون پہ یہ پُر نصیحت گفت گو سنتے ہی غشی طاری ہو گئی اور فضل برمکی نے حضرت فضیل سے کہا۔ "جناب بس کیجئے، آپ نے تو امیر المومنین کو نیم مردہ ہی کر دیا۔
حضرت فضیل نے فرمایا۔ "اے ہامان! خاموش ہو جا۔ میں نے نہیں بلکہ تم نے اور تمہاری جماعت نے ہارون کو زندہ درگور کر دیا ہے"۔
یہ سن کر ہارون پر مزید رقت طاری ہو گئی۔ پھر ہارون نے پوچھا کہ آپ کسی کے مقروض تو نہیں ہیں"۔
فرمایا۔ "بے شک اللہ تعالیٰ کا قرض دار ہوں اور اس کی ادائیگی صرف اطاعت سے ساتھ ہو سکتی

Marfat.com

ہے لیکن اس کی ادائیگی بھی میرے بس سے باہر ہے کیوں کہ روزِ محشر میرے پاس کسی سوال کا جواب نہ ہوگا۔"

پھر ہارون نے عرض کیا کہ میرا مقصد دُنیادی قرض سے تھا۔

آپ نے فرمایا" کہ اللہ تعالیٰ نے عطا کردہ نعمتیں ہی اتنی ہیں کہ مجھے قرض لینے کی ضرورت نہیں۔ اس کے باوجود ہارون نے بطورِ نذرانہ ایک ہزار دینار کی تھیلی پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔" یہ رقم مجھے اپنی والدہ کے ورثہ میں ملی ہوئی ہے۔ اس لیے قطعاً حلال ہے۔"

یہ سُن کر آپ نے فرمایا" صد حیف میری تمام پند و نصائح بے سود ہو کر رہ گئیں۔ کیونکہ تم نے ذرا سا بھی اثر قبول نہیں کیا۔ میں تو تمہیں دعوتِ نجات دے رہا ہوں اور تم مجھے قعرِ ہلاکت میں جھونک دینا چاہتے ہو۔ کیوں کہ جو مال مستحقین کو ملنا چاہیے وہ تم غیر مستحقین میں تقسیم کرنے کے خواہاں ہو۔ اس کے بعد ہارون نے رخصت ہوتے وقت فضل سے کہا۔

" یہ واقعی صاحبِ فضل بزرگوں میں سے ہیں۔"

○

۵۵۔ کسی قاری نے بہت خوش الحانی کے ساتھ حضرت فضیل بن عیاضؒ کے سامنے کوئی آیت تلاوت کی۔

آپ نے فرمایا۔" میرے بچّے کے نزدیک جاکر تلاوت کرو لیکن سورۃ القارعہ ہرگز مت پڑھنا کیوں کہ خشیتِ الٰہی کی وجہ سے وہ ذکرِ قیامت سُننے کی استطاعت نہیں رکھتا۔"

مگر قاری نے آپ کے بچّے کے سامنے جاکر یہی سورہ قرأت کی اور آپ کے صاحبزادے ایک چیخ مار کر دُنیا سے رخصت ہوگئے۔

○

۵۶۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ کے انتقال کے وقت دو صاحبزادیاں تھیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ میرے بعد ان دونوں کو کوہ قبیس پر لے جاکر اللہ تعالیٰ سے عرض کرنا۔" فضیل نے زندگی بھر انہیں پرورش کیا اور اب جب کہ وہ قبر میں جا چکا ہے۔ تو یہ دونوں تیرے سپرد ہیں۔

Marfat.com

چنانچہ بیوی نے وصیت پر عمل کیا اور ابھی دُعا ہی میں مشغول تھی کہ سلطان بن ناصر آنکلا اور اس نے دونوں صاحبزادیوں کو اپنی کفالت میں لے کر ان کی والدہ سے اجازت کے بعد اپنے دو لڑکوں سے ان دونوں کی شادیاں کر دیں۔

○

۵۷۔ حضرت مالک دینارؒ کسی مریض کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے لے اور وہ جبل کہ قریب المرگ تھا۔ اس لیے آپ نے اس کو کلمہ پڑھنے کی تلقین فرمائی لیکن وہ کلمہ پڑھنے کے بجائے بار بار دس اور گیارہ کہتا رہا۔

پھر جب آپ نے زیادہ اصرار کیا تو اُس نے کہا میرے سامنے ایک آگ کا پہاڑ ہے۔ اور جب میں کلمہ پڑھنے کا قصد کرتا ہوں تو وہ آگ میری طرف بڑھتی ہے۔

آپ نے جب لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ سود خور بھی تھا اور کم تولنے والا بھی۔

○

۵۸۔ کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مالک دینارؒ اور حضرت محمد واسعؒ کو بہشت کی جانب لے جایا جا رہا ہے۔

اس بزرگ کے دل میں خیال آیا کہ دیکھو مالک دینارؒ جنت میں پہلے پہنچتے ہیں، یا محمد واسع۔ چنانچہ یہ دیکھ کر کہ مالک دینارؒ بہشت میں پہلے داخل ہوئے ہیں، وہ بزرگ بولے کہ محمد واسعؒ تو مالک دینارؒ سے زیادہ عامل و کامل تھے۔

ملائکہ نے جواب دیا کہ یہ تم صحیح کہتے ہو لیکن محمد واسعؒ کے پاس پہننے کے لیے دو لباس تھے اور مالک کے پاس صرف ایک۔ لہٰذا صبر و ضبط کی نسبت مالکؒ کی طرف زیادہ تھی۔ اس لیے پہلے اُنہیں جنت بھیجا گیا۔

○

۵۹۔ ایک دن حضرت محمد واسعؒ نے اپنے صاحبزادہ کو بہت مسرور دیکھ کر فرمایا کہ تم کس شے پہ نازاں ہو کہ اس قدر خوش ہو۔ کیوں کہ تمہاری ماں تو وہ عورت ہے جس کو میں نے دو سو درہم میں خریدا ہے اور تمہارا باپ خدا کی مخلوق میں سب سے بدتر ہے۔ پھر بھلا تم کس چیز پر ناز کر رہے ہو۔" اس پر صاحبزادہ گم سم ہو کر رہ گیا۔

Marfat.com

۶۰ - ایک دفعہ حضرت رابعہ بصریؒ بوجہ تکان نماز ادا کرتے ہوئے سو گئیں۔ اسی دوران ایک چور آپ کی چادر اُٹھا کر فرار ہونے لگا لیکن اُسے باہر نکلنے کا راستہ ہی نظر نہ آیا لیکن چادر اپنی جگہ رکھتے ہی راستہ نظر آ گیا۔ چور نے بوجہ حرص پھر چادر اُٹھا کر فرار ہونا چاہا۔ اور پھر راستہ نظر آنا بند ہو گیا۔

غرضیکہ اس طرح اس نے کئی مرتبہ کیا اور ہر مرتبہ راستہ مسدود نظر آیا۔ حتیٰ کہ اُس نے ندائے غیبی سُنی۔

"تو خود کو آفت میں کیوں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے کہ چادر والی تے برسوں سے خود کو ہمارے حوالے کر دیا ہے اور اس وقت سے شیطان تک اُس کے پاس نہیں پھٹک سکا پھر کسی دوسرے کی کیا مجال کہ جو چادر چوری کر سکے۔ کیوں کہ اگرچہ ایک دوست محوِ خواب ہے لیکن دوسرا دوست تو بیدار ہے۔"

اس پر چور تائب ہو گیا۔

○

۶۱ - ایک دن حضرت رابعہ بصریؒ ایک پہاڑی پر تشریف لے گئیں اور تمام صحرائی جانور آپ کے گرد جمع ہو گئے لیکن اُسی وقت جب خواجہ حسن بصریؒ وہاں پہنچے تو وہ تمام جانور فرار ہو گئے۔

حسن بصریؒ نے حیرت زدہ ہو کر آپ سے سوال کیا کہ یہ تمام جانور مجھے دیکھتے ہی فرار کیوں ہو گئے۔

اس پر حضرت رابعہ بصریؒ نے آپ سے پوچھا کہ آج آپ نے کیا کھایا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ "گوشت روٹی"۔

یہ سُنکر آپ نے فرمایا کہ "جب تم ان کا گوشت کھاؤ گے تو پھر یہ تم سے کیوں کر مانوس ہو سکتے ہیں۔"

○

۶۲ - ایک روز جب حضرت رابعہ بصریؒ ساحل فرات پر موجود تھیں تو اچانک حسن بصریؒ بھی وہاں پہنچ گئے اور پانی پر مصلّے بچھا کر فرمایا۔ "آئیے ہم دونوں نماز ادا کریں۔" میں۔ رابعہ نے جواب دیا۔ "اگر یہ مخلوق کے دکھاوے کے لیے ہے تو بہت اچھا

Marfat.com

ہے۔ کیوں کہ دوسرے لوگ ایسا کرنے سے قاصر ہیں۔
یہ کہہ کر رابعہ بصریؒ نے اپنا مصلّٰے ہَوا کے دوش پر بچھا کر فرمایا۔ "آئیے دونوں یہاں نماز ادا کریں تاکہ مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل رہیں۔"
پھر بطورِ دل جوئی رابعہ بصریؒ نے فرمایا کہ جو فعل آپ نے سرانجام دیا۔ وہ تو پانی کی معمولی سی مچھلیاں بھی کر سکتی ہیں اور جو میں نے کیا وہ ایک حقیر سی مکّھی بھی کر سکتی ہے۔ لیکن حقیقت کا ان دونوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

○

۶۳۔ قادسیہ میں ایک مرتبہ آواز سُنائی دی کہ اے لوگو! فلاں جنگل میں ایک اولیاء اللہ کی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ جلد جا کر اُن کی خبر لو کہ زیادہ دُکھ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔"
یہ سن کر سب شہر والے اس مقام پر پہنچے۔ دیکھا تو حضرت ابوالحسن نوریؒ ایک گڑھے میں پڑے ہیں اور بُرا حال ہے۔ لوگوں نے انہیں اَدب اور حفاظت کے ساتھ گڑھے میں سے نکالا۔ سوار کر کے شہر میں لائے۔ ابوالقاسم نے اپنے مکان میں ٹھہرایا۔
چند روز کے بعد جب دوبارہ سفر کا ارادہ کیا تو ابوالقاسم نے پوچھا۔ "حضرت اس قدر مصیبت اختیار کرنے میں کیا حکمت ہے۔"
آپ نے فرمایا۔ "مدّت سے اس جنگل میں سَیر کرتا پھرتا تھا۔ جب اس شہر کے نزدیک آیا تو میرا نفس بے حد خوش ہُوا۔ میں نے اپنے جی میں کہا۔ اس شہر میں ہمارے بہت سے دوست آشنا ہیں۔ خوب دعوتیں کھائیں گے اور چین سے رہیں گے۔ سب دُکھ سفر کے بھول جائیں گے۔ مجھ کو اپنے نفس کی خوشی سے بہت دُکھ ہوا۔ دل میں خیال کیا کہ صرف دعوت کھانے کے خیال سے اس قدر اُچھلتا کودتا ہے۔ کھا پاوے گا تو نہ جانے کون کون سی آفت اور قیامت برپا کرے گا۔ قسم خدائے پاک کی تجھ کو صورت اس شہر کی نہ دکھاؤں گا اگرچہ تُو تڑپ کر مر جائے۔

○

۶۴۔ ایک دن کوئی عورت حضرت حاتم اصمؒ کے پاس کوئی مسئلہ پوچھنے آئی۔ اتفاق سے اس عورت کی ریم خارج ہو گئی جس کی وجہ وہ بہت شرمندہ ہوئی لیکن حضرت حاتمؒ نے فرمایا۔
"زور سے بات کہو۔ میں بہرہ ہوں۔"

Marfat.com

پھر اس نے بلند آواز سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواب دے دیا۔
درحقیقت آپ بہرے نہیں تھے بلکہ اس عورت کی شرمندگی رفع کرنے کے لیے جان بوجھ کر بہرے بن گئے تھے اور جب تک وہ عورت زندہ رہی آپ مسلسل بہرے بنے رہے اسی مناسبت سے آپ کو اصم کہا جاتا ہے۔

○

۶۵۔ حضرت محمد رازیؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت حاتم اصمؒ کو کبھی غضب ناک ہوتے نہیں دیکھا۔ البتہ ایک بار آپ بازار جا رہے تھے تو آپ کے کسی شاگرد سے دکاندار اپنا قرض طلب کر رہا تھا۔ اس وقت آپ نے غضب ناک ہو کر اپنی چادر زمین پر پھینک دی اور پورے بازار میں سونا ہی سونا پھیل گیا۔
پھر آپ نے غصہ میں دکاندار سے فرمایا کہ اپنے قرض کے مطابق سونا اٹھا لے لیکن اگر ایک حبہ بھی زیادہ اٹھایا تو تیرے ہاتھ شل ہو جائیں گے لیکن اس نے آپ کی بات پر عمل نہ کیا اور لالچ میں کچھ زیادہ سونا اٹھا لیا۔ چنانچہ اسی وقت اس کے دونوں ہاتھ شل ہو گئے۔

○

۶۶۔ منصور بن عمارؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تفریحاً گلی کوچہ میں پھر رہا تھا۔ اچانک ایک مکان سے رونے چلانے کی آواز سنائی دی۔ کوئی شخص جنابِ الٰہی میں گڑگڑاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔
"اے مولا! اے میرے آقا! میں ہر چند گناہوں سے اپنی جان بچاتا ہوں مگر نفسانی خواہشات ہر وقت مجھ کو گھیر کر دنیا کی لذتوں میں پھنساتی ہیں اور دوزخ کے عذاب اور قیامت کی آفت کو دل سے بھلاتی ہیں۔ اس حال میں تیرے فضل و کرم کے سوا کون میرا حمایتی اور مددگار ہے"
یہ سن کر میں نے باہر سے آیۂ کریمہ ۲۸ پارہ کی تلاوت کی۔
(ترجمہ) "اے ایمان والو! بچاؤ تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو عذابِ دوزخ سے"۔
اس نے یہ سنتے ہی چیخ ماری اور گریہ وزاری شروع کر دی۔ میں آگے بڑھ گیا۔ پھر جب صبح کو اس طرف سے نکلا تو دیکھا لوگ جمع ہیں اور ایک جنازہ رکھا ہے اور کفن دفن کا سامان ہو رہا ہے۔
میں نے پوچھا "یہ جنازہ کس کا ہے؟"

Marfat.com

لوگوں نے بتایا ۔" رات عجیب معاملہ گذرا ۔ کہ یہ جوان رات بھر خوفِ الٰہی سے روتا چلاتا رہا۔ اور صبح کو مر گیا۔"

○

۶۷ - ایک دفعہ حضرت حاتم اصم ؒ نے تین شرائط پر ایک شخص کی دعوت قبول کی۔
اوّل یہ کہ جس جگہ چاہوں بیٹھوں ۔
دوم جو چاہوں کھاؤں گا۔
سوم میرے کہنے پر تجھے عمل کرنا ہوگا۔
اس شخص نے شرائط قبول کرلیں۔

چنانچہ آپ اس کے ہاں پہنچ کر جوتوں میں بیٹھ گئے اور اپنے ہی پاس سے دو روٹیاں نکال کر کھالیں۔ پھر میزبان سے فرمایا۔" ایک توا گرم کرکے لے آؤ اور جب توا آگیا تو آپ نے جلتے توے پر کھڑے ہوکر فرمایا" میں نے دو روٹیاں کھائی ہیں۔"

اتنا کہنے کے بعد توے پر سے اترے۔ پھر اہلِ مجلس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔" اگر تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت میں ہر شے کا محاسبہ ہوگا۔ تو اس جلتے توے پر کھڑے ہو جاؤ۔"

لوگوں نے عرض کیا۔" یا حضرت! یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔"

پھر آپ نے فرمایا۔" جب تم اس عمل سے اس وقت کا حساب نہیں دے سکتے تو آگ سے بنی ہوئی محشر کی زمین پر کھڑے ہوکر تمام عمر کا حساب کیسے دے سکو گے۔"

پھر آپ نے اس آیت کی تشریح فرمائی۔" (ترجمہ)" قیامت کے دن تم سے تمام نعمتوں کی باز پرس ہوگی۔"

آپ کی تشریح کا اندازِ بیان کچھ ایسا تھا کہ تمام حاضرینِ مجلس بے چین ہوکر گریہ وزاری کرنے لگے۔

۶۸ - کسی مرید نے حضرت ابوالعباس نہاوندی ؒ سے پوچھا۔" زکوٰۃ کس کو دوں؟"
آپ نے فرمایا" جس کو تم مستحق سمجھتے ہو۔"

یہ سن کر جب وہ مرید رخصت ہوا تو راستہ میں ایک بہت ہی شکستہ حال فقیر نظر پڑا چنانچہ اس نے بطور زکوٰۃ کے ایک اشرفی اس کو دے دی لیکن دوسرے دن دیکھا۔

Marfat.com

کہ وہی نابینا فقیر ایک شخص سے کہہ رہا تھا کہ کل ایک شخص نے مجھ کو ایک اشرفی دی تھی جس کی میں نے فلاں مغنیہ کے ساتھ بیٹھ کر شراب پی۔ اس واقعہ کا ذکر جب مرید نے آپ کے سامنے کرنے کا قصد کیا تو اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی آپ نے فرمایا کہ جاؤ میرا یہ ایک درم بھی اس شخص کو دے دو جو تم کو سب سے پہلے مل جائے۔

چنانچہ جب وہ مرید باہر نکلا تو اُسے ایک سید نظر آیا۔ اس نے وہ درہم اس کو پیش کر دیا اور خود بھی اس کے پیچھے چل پڑا لیکن وہ سید آبادی میں جانے کی بجائے جنگل میں جا پہنچا اور اپنے دامن میں سے ایک مُردہ تیتر نکال کر پھینک دیا اور جب مرید نے سیّد صاحب سے یہ واقعہ پوچھا۔ تو انہوں نے بتایا کہ آج سات یوم سے میرے بیوی بچّے فاقے سے ہیں اور میں سوال کرنے کی ذلّت سے بچنے کے لیے جب رزق کی تلاش میں نکلا تو جنگل میں یہ مُردہ تیتر مل گیا اور میں نے اہل وعیال کے کھانے کے لیے اسے اُٹھا لیا لیکن تمہارے ایک درہم دے دینے کے بعد میں اس کو پھینکنے یہاں چلا آیا۔ یہ واقعہ جب مُرید نے شیخ سے بیان کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا۔

"مجھ سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ حرام کی کمائی کا مال شراب خانے کی نذر ہو جاتا ہے اور جائز کمائی ایک سیّد کو مردار کھانے سے بچا لیتی ہے۔"

○

۶۹۔ ایک مرتبہ ایک شخص سرِ راہ شرارتاً حضرت شیخ ابوالحسن بوشنجیؒ کو گھونسا مار کر بھاگا لیکن جب اُسے معلوم ہُوا کہ آپ اللہ کا پیارے بندے ہیں تو اس نے ندامت کے ساتھ معذرت چاہی لیکن آپ نے فرمایا۔

"اس فعل کا فاعل میں تمہیں نہیں تصوّر کرتا کیوں کہ جس کو فاعلِ حقیقی سمجھتا ہوں اس سے غلطی کا امکان نہیں۔ اس لیے نہ مجھے تم سے کوئی شکایت ہے، نہ فاعلِ حقیقی سے شکوہ۔ کیوں کہ میں اسی قابل تھا۔

○

۷۰۔ ایک بزرگ ہمیشہ حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذیؒ کو بُرا بھلا کہتے رہتے تھے۔ چنانچہ جب آپ حج سے واپس ہوئے تو آپ کی جھونپڑی میں کُتیا نے بچّے دے رکھے تھے اور آپ ستّر مرتبہ محض اس خیال سے اُس کے سر پہ آ کر کھڑے ہوتے کہ شاید وہ کُتیا دھتکارے بغیر چلی

Marfat.com

جائے تاکہ میری ذات سے اُسے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔
چنانچہ اُسی شب بُرا بھلا کہنے والے بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی اکرمؐ فرما رہے ہیں کہ جو کتے کو بھی اذیّت نہ پہنچانا چاہتا ہو تو اس کو بُرا بھلا کہتا ہے اور اگر تجھے سعادت ابدی حاصل کرتی ہے۔ تو اس کی خدمت کر۔
چنانچہ وہ بزرگ بیدار ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے اور تائب ہو کر تاحیات آپ کی خدمت میں ہی پڑے رہے۔

○

۷۱۔ حضرت داؤد طائیؒ کا مکان بہت وسیع تھا لیکن جب اس کا ایک حصّہ منہدم ہو گیا تو آپ دوسرے حصّے میں منتقل ہو گئے اور جب وہ حصّہ بھی گر گیا تو دروازے میں منتقل ہو گئے۔ لیکن اس کی چھت بھی بہت بوسیدہ تھی اور جب لوگوں نے دروازے کی چھت ٹھیک کروانے کو کہا تو آپ نے فرمایا۔
"میں اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکا ہوں کہ دُنیا میں تعمیر کا کام نہیں کرواؤں گا۔"
آپ کے انتقال کے بعد دروازے کی وہ چھت بھی گر گئی۔

○

۷۲۔ حضرت حارث محاسبیؒ کسی مشتبہ کھانے کی جانب ہاتھ بڑھاتے تو اُنگلیاں شل ہو جاتیں جس کی وجہ سے آپ کو اکلِ حلال اور اکلِ حرام کا پتہ چل جاتا تھا۔
چنانچہ ایک مرتبہ آپ بھوک کی حالت میں حضرت جنید بغدادیؒ کے یہاں پہنچ گئے اور وہاں اتفاق سے کسی شادی میں سے کھانا آیا ہوا تھا۔ لہٰذا جب وہ کھانا حارث محاسبیؒ کے سامنے پیش کیا گیا تو ہاتھ بڑھاتے ہی اُنگلیاں شل ہو گئیں لیکن بطور تواضع آپ نے ایک لقمہ منہ میں رکھ ہی لیا اور جب وہ حلق سے نیچے نہ اُترا تو باہر جا کر اُگل دیا اور وہیں سے رخصت ہو گئے۔

○

۷۳۔ حضرت احمد حواریؒ سے روایت ہے کہ جب میں حضرت سماکؒ (جو کہ بیمار تھے) کا قارورہ لے کر طبیب کے یہاں پہنچا تو اتفاق سے وہ آتش پرست تھا اور جب میں وہاں سے واپس ہوا تو راستے میں ایک بزرگ نے سوال کیا کہ کہاں سے آرہے ہو اور میں نے پورا

Marfat.com

واقعہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا۔

"انتہائی حیرت ہے کہ خدا کا محبوب خدا کے دشمن سے مدد حاصل کرے۔ لہٰذا تم اُن سے یہ کہہ دو کہ درد کے مقام پہ ہاتھ رکھ کر یہ دُعا پڑھ لیں۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم و بالحق انزلنا و بالحق نزل

چنانچہ واپسی میں جب میں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے دُعا پڑھ کر دم کیا اور فوراً ہی صحت حاصل ہو گئی۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ وہ حضرت خضر علیہ السّلام تھے۔

○

۴۷۔ حضرت شفیق بلخیؒ فرماتے ہیں "میں ۱۴۹ھ میں حج کا ارادہ لے کر گھر سے نکلا۔ قادسیہ میں اُتر کر لوگوں کی زینت اور اُن کی کثرت دیکھ رہا تھا کہ ایک خوب صورت جوان پر نظر پڑی۔ وہ نفیس لباس پہنے ہوئے تھا۔ اُوپر اُونی چادر اور پاؤں میں جُوتی پہنے لوگوں سے الگ بیٹھا تھا۔

میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ جوان صُوفی ہے، لوگوں پہ بار ہو گا اس لیے الگ تھلگ بیٹھا ہے۔ میں اس کے پاس جا کر اسے دھمکاؤں۔ یہ سوچ کر میں اس کے قریب گیا۔

اس نے مجھے اپنی طرف متوجّہ پا کر کہا۔

"اے شفیق! گمان کرنے سے بچو، بعض گمان گناہ ہیں"۔

اتنا کہا اور مجھے چھوڑ کر چل دیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا۔ یہ بُرا ہُوا، میرے دِل میں جو کچھ تھا اُس نے کہہ دیا اور میرا نام بھی لیا۔ یہ تو کوئی مردِ صالح معلوم ہوتا ہے، میں اسے ضرور ملوں گا اور اپنی بدگمانی معاف کرواؤں گا۔

میں اس کے پیچھے چل پڑا مگر ادھر اُدھر دیکھنے کے باوجود اُسے کہیں نہ پایا۔ آخر ہم قادسیہ سے چل پڑے۔ جب ہم واقعہ میں اُترے تو اس کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ اُس کے اعضا کانپ رہے تھے اور آنسو جاری تھے۔

میں نے اپنے آپ سے کہا۔ یہ تو وہی میرا دوست ہے۔ میں اس سے مل کر اپنا قصور بدگمانی معاف کرواؤں گا۔ میں نے کچھ دیر صبر کیا اور جب وہ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو میں اس کی طرف متوجّہ ہُوا۔

جب اُس نے مجھے آتے دیکھا تو بولا۔ "اے شفیق! یہ آیت پڑھ۔ (ترجمہ) جو کوئی توبہ

Marfat.com

کرے اور ایمان لائے اور اچھے عمل کرے اور راہ پائے، میں اس کے گناہ بخش دیتا ہوں۔"
پھر وہ مجھے چھوڑ کر چلتا ہوا۔

میں نے کہا۔ یہ جوان ضرور ابدال ہے۔ میرے دل کی بات دو مرتبہ بیان کر دی۔ اس کے بعد جب ہم منیٰ میں اُترے تو میں نے اس جوان کو ایک کنوئیں پر ہاتھ میں کوزہ لیے کھڑے پایا اُس کے ہاتھ سے کوزہ کنوئیں میں گر پڑا۔ میں اُس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اُس جوان نے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی اور کہا۔

"خداوندا! اے میرے مالک! میرے سردار! تُو خوب جانتا ہے۔ میرے پاس سوائے اس کے اور کچھ نہیں، مجھ سے یہ گم نہ کرنا۔"

حضرت شفیقؒ فرماتے ہیں، "خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ کنوئیں کا پانی اُوپر تک اُبل آیا۔ اس جوان نے اپنا کوزہ لے کر پانی سے بھرا اور وضو کر کے نماز کے لیے کھڑا ہوا۔ بعد ادائے نماز ایک ریت کے ٹیلے کی طرف گیا اور ریت اُٹھا اُٹھا کر کوزے میں بھرتا تھا اور اُسے پانی سمجھ کر پیتا تھا۔ میں اس کے پاس گیا اور سلام کیا۔ اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا۔ "اپنا جھوٹا مجھے بھی عنایت کیجیے۔"

وہ بولا۔ "اے شفیق! خدا کی نعمتیں ظاہری و باطنی ہمیشہ ہمارے ساتھ ہیں۔ اپنے پروردگار کے ساتھ نیک گمان رکھو۔"

پھر مجھ کو کوزہ دیا۔ میں نے اس میں سے پیا۔ اس میں شکر اور ستو گھلے ہوئے تھے۔ خدا کی قسم اس سے لذیذ اور خوشبو دار چیز میں نے پہلے کبھی نہیں پی تھی۔ میری بھوک پیاس جاتی رہی اور کئی دن تک وہاں ٹھہرا رہا۔ کھانے پینے کی کوئی خواہش میرے دل میں پیدا نہ ہوئی۔ اس کے بعد جب ہم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آدھی رات کے وقت میں نے اُسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ نہایت عاجزی سے نماز پڑھ رہا تھا۔ اُس کے رونے کی آواز سُنی جاتی تھی۔ اسی حالت میں تمام رات گذر گئی۔ پھر وہ اپنے مصلّے پر بیٹھا تسبیح پڑھتا رہا۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر نماز فجر ادا کی اور سلام پھیر کر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور حرم سے باہر نکلا۔ میں اس کے ساتھ ہُوا۔ آگے بڑھے تو مجھے اُس کے خادم اور غلام نظر آئے۔ اثنائے راہ میں جس وضع سے تھا یہاں اُس کے خلاف پایا۔ لوگ اُس کے گرد جمع ہوئے اور اسے سلام کرتے تھے۔ میں نے ایک شخص سے جو اس کے قریب تھا، دریافت کیا۔ "یہ جوان کون ہے؟"

Marfat.com

لوگوں نے کہا ۔ " یہ حضرت امام جعفر صادقؒ ہیں "۔
مجھے سخت تعجب ہُوا کہ بے شک یہ عجیب و غریب کرامات ایسے ہی سیّد کی ہیں ۔

○

۷۵ ۔ ایک دفعہ حضرت جنید بغدادیؒ کی ملاقات مسجد کے دروازہ پر ایک ضعیف شخص کی صورت میں ابلیس سے ہو گئی ۔ آپ نے اس سے سوال کیا ۔
" آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کی کیا وجہ تھی ؟"
ابلیس نے جواب دیا ۔ " غیر اللہ کو سجدہ کرنا کہاں جائز ہے ؟"
اس جواب سے آپ سخت حیران ہوئے ۔
اُسی وقت آپ کو غیب سے آواز سُنائی دی ۔
" اس سے کہہ دو کہ تُو کاذب ہے ۔ کیوں کہ بندے کو مالک کے حکم سے انحراف کی اجازت نہیں "۔ ابلیس اُسی وقت آپ کے غیبی الہام کو بھانپ گیا اور رفو چکر ہو گیا ۔

○

۷۶ ۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ جب بلخ کے سلطان تھے تو رات کے وقت کسی کے چھت پر چلنے کی آہٹ انہیں محسوس ہوئی ۔
آواز دے کر پوچھا ۔ " چھت پر کون ہے ؟"
جواب ملا ۔ " میں آپ کا ایک واقف کار ہوں اور اپنے گمشدہ اُونٹ کی تلاش میں چھت پر آیا ہوں "۔
آپ نے فرمایا ۔ " چھت پر اُونٹ کیسے آ سکتا ہے ؟"
اس بات پر آپ کو جواب ملا ۔ " آپ کو تاج و تخت میں خدا کیسے مل سکتا ہے ؟"
یہ سُن کر آپ دم بخود ہو کر رہ گئے ۔
دوسرے دن جب کہ دربار لگا ہُوا تھا ایک بہت ہی ذی حشم شخص دربار میں حاضر ہُوا ۔ اس کی آمد نے درباریوں پر کچھ ایسا رعب ڈالا کہ کسی کو یہ پوچھنے کی سکت نہ رہی کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے ؟
وہ شخص تیزی کے ساتھ تختِ شاہی کے نزدیک پہنچ کر کھڑا ہو گیا ۔ پھر اس سے حضرت ابراہیم ادھمؒ نے سوال کیا ۔ " تم کون ہو اور کس کی تلاش میں آئے ہو ؟"

Marfat.com

اس نے جواب دیا" میں تو یہاں قیام کرنے کی نیت سے آیا تھا مگر یہ تو سرائے ہے۔ اس لیے اب یہاں قیام کر کے کیا کروں گا؟"

آپ نے فرمایا۔" بھائی! یہ سرائے نہیں بلکہ شاہی محل ہے۔"

اس پر اُس نے سوال کیا" آپ سے قبل یہاں کون آباد تھا؟"

حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا" میرے اباؤ اجداد آباد تھے"

پھر اس نے اسی طرح حضرت ابراہیم ادھمؒ سے کئی پشتوں تک پوچھا۔

پھر آخر میں یہ پوچھا۔" آپ کے بعد یہاں کون رہے گا"

آپ نے فرمایا۔" میری اولاد"

اس نے کہا" ذرا غور کیجیے کہ جس جگہ اتنے لوگ آئے اور چلے گئے اور کسی ایک کو بھی ثبات حاصل نہ ہو سکا۔ وہ جگہ اگر سرائے نہیں تو اور کیا ہے"۔ اتنا کہہ کر وہ اچانک غائب ہو گیا۔

ان واقعات نے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کی کایا ہی پلٹ دی۔ آپ نے تاج و تخت کو خیر باد کہہ دیا اور صحرا بصحرا گریہ وزاری کرتے ہوئے نیشاپور جا پہنچے اور ایک تاریک و بھیانک غار میں داخل ہو کر تقریباً نو برس تک محوِ عبادت رہے۔

آپ ہر جمعہ کو لکڑیاں جمع کر کے فروخت کر دیتے اور جو کچھ ملتا آدھا راہِ مولیٰ میں دے دیتے اور باقی ماندہ رقم سے روٹی خرید کر نمازِ جمعہ ادا کرتے اور پھر ہفتہ بھر کے لیے غار سے باہر نہ نکلتے۔

⊙

۷۷۔ ایک دفعہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنا طباق بنیے کے یہاں گروی رکھوا دیا۔ اور جب آپ اُس طباق کو چھڑوانے پہنچے تو بنیئے نے دو طباق آپ کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

" ان میں سے جو طباق آپ کا ہو۔ وہ لے جایئے۔ کیوں کہ میرے ذہن میں نہیں رہا۔ کہ آپ کا طباق ان میں سے کون سا ہے"۔

یہ سن کر آپ خاموشی سے بغیر طباق لیے واپس آگئے اور یہ صرف تقویٰ کی وجہ تھی کہ بنیئے کو طباق کے بارے میں یاد کیوں نہیں رہا کہ اُن میں سے کون سا میرا تھا۔

⊙

Marfat.com

۷۸ ۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے دو مرتبہ حضرت داؤد طائیؒ سے شرفِ نیاز حاصل کیا اور فخریہ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ پہلی ملاقات میں مَیں نے آپ کو شکستہ چھت کے نیچے بیٹھے ہوئے دیکھ کر عرض کیا کہ اس جگہ سے ہٹ جائیے کہیں ایسا نہ ہو چھت گر جائے۔ لیکن حضرت داؤد طائی نے فرمایا کہ مَیں نے آج تک چھت کی طرف نظر ہی نہیں ڈالی۔ اور دوسری ملاقات میں یہ نصیحت فرمائی کہ لوگوں سے تعلق منقطع کر لو۔

○

۷۹ ۔ حضرت محمد بن اسلم طوسیؒ نے محض اس جرم میں دو سال تک قید و مشقت کی مصیبتیں جھیلیں کہ آپ نے قرآن پاک کو مخلوق ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ جس وقت آپ کو رہا کیا گیا۔ اس وقت عبداللہ بن طاہر حاکم نیشاپور وہیں مقیم تھا اور تمام لوگ سلامی کی غرض سے حاضر ہو رہے تھے اور جب اہلِ دربار سے حاکم نے پوچھا "اب کوئی نامی گرامی شخصیت تو ایسی باقی نہیں رہی جو سلامی کے لیے نہ آئی ہو"۔

اس پر لوگوں نے جواب دیا۔ "دو ہستیاں احمد حربؒ اور محمد بن اسلمؒ حاضر دربار نہیں ہوئے۔ کیوں کہ یہ دونوں بڑے عالم و عابد ہیں اور بادشاہ کے سلام کے لیے کبھی حاضر نہیں ہوتے۔"

چنانچہ اس پر حاکم نے کہا۔ "ہم خود ان کو سلام کرنے جائیں گے"۔

جب حاکم احمد بن حربؒ کے پاس پہنچا تو انہوں نے استغراق کی کیفیت سے سر اٹھا کر فرمایا۔ "اے عبداللہ! تم بہت ہی حسین ہو لیکن اس حسن و جوانی کو خدا کی نافرمانی پر قربان نہ کرنا۔"

اس کے بعد جب حاکم محمد بن اسلمؒ کی چوکھٹ پر پہنچا تو یوم جمعہ کی وجہ سے انہوں نے اسے اندر آنے کی اجازت نہ دی لیکن عبداللہ بن طاہر بھی نمازِ جمعہ کے وقت تک گھوڑے پر سوار آپ کا انتظار کرتا رہا اور جب آپ مکان سے برآمد ہوئے تو گھوڑے سے اتر کر اس نے قدم بوسی کرتے ہوئے عرض کیا۔

"اے اللہ! مَیں چوں کہ بہت برا انسان ہوں، اس لیے تیرا محبوب مجھ سے دشمنی رکھتا ہے۔ لیکن وہ چونکہ تیرا محبوب ہے اس لیے مَیں بھی اس کو محبوب رکھتا ہوں اور اس کے طفیل میں میری مغفرت فرما دے۔"

○

Marfat.com

۸۰ - حضرت ابو وراقؒ حضرت خضرؑ کے شوقِ دیدار میں روزانہ جنگل میں پہنچ جاتے تھے اور آمد ورفت کے دوران تلاوت کرتے رہتے۔ چنانچہ جب آپ ایک مرتبہ جنگل میں پہنچے تو ایک اور صاحب بھی آپ کے ہمراہ ہو لیے۔ دونوں راستہ بھر گفت گو کرتے رہے لیکن واپسی کے بعد ان صاحب نے فرمایا کہ میں خضرؑ ہوں۔ جن سے ملاقات کے لیے تم بے چین تھے لیکن آج تم نے میری معیّت کی وجہ سے تلاوت بھی ملتوی کر دی اور جب صحبتِ خضرؑ تمہیں خدا سے فراموش کر سکتی ہے تو دوسروں کی معیّت ذکرِ الٰہی سے کیوں دور نہ کر دے گی۔ لہٰذا سب سے بہتر شے گوشہ نشینی ہے۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔

۸۱ - کم عمری ہی میں حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذیؒ نے دو طلباء کو اپنے ہمراہ غیر ملک حصولِ تعلیم کے لیے آمادہ کر لیا لیکن آپ کو والدہ کے بڑھاپے کی وجہ سے اپنا ارادہ موخر کرنا پڑا لیکن جن طلباء کو آپ نے آمادہ کیا تھا وہ بغرضِ تعلیم روانہ ہو گئے۔
آپ اس واقعہ سے اس حد تک غمگین ہوئے کہ قبرستان میں جا کر گریہ وزاری کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ جب میرے دونوں ساتھی حصولِ علم کے بعد واپس آئیں گے تو مجھے اُن کے سامنے ندامت ہوا کرے گی۔
ایک دن حضرت خضرؑ نے آ کر فرمایا کہ روزانہ اس جگہ آ کر مجھ سے تعلیم حاصل کر لیا کرو پھر انشاء اللہ کبھی کسی کے پیچھے نہ رہو گے۔
اس کے بعد آپ نے مسلسل تین سال تک تعلیم حاصل کر کے بہت بلند مقام حاصل کیا اور جس وقت آپ کو یہ معلوم ہوا کہ میرے اُستاد حضرت خضرؑ ہیں تو آپ کو مکمل یقین ہو گیا کہ ایسا صاحبِ مرتبت اُستاد مجھے صرف والدہ کی خدمت کرنے کی وجہ سے ملا ہے۔

۸۲ - کسی کسان کا گدھا گم ہو گیا تو اُس نے اپنے دور کے بزرگ حضرت شیخ ابوالحسن بوشنجیؒ پر چوری کا الزام لگاتے ہوئے کہا۔
"خیریت اسی میں ہے کہ میرا گدھا واپس کر دو۔"
اور جب آپ کے مسلسل انکار پر بھی وہ شخص نہ مانا، تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور

Marfat.com

دعا کی۔ "یا اللہ! مجھے اس مصیبت سے نجات عطا کر"۔
چنانچہ اس دعا کے ساتھ ہی اس شخص کا گدھا مل گیا۔ اس کے بعد اس نے معذرت طلب کرتے عرض کیا۔
"یہ تو میں خوب اچھی طرح سے جانتا تھا کہ آپ نے میرا گدھا نہیں چرایا ہے لیکن جس انداز سے آپ کی دعا قبول ہوئی میری ہرگز نہ ہوتی۔ اسی بنا پر میں نے آپ کو موردِ الزام ٹھہرایا تھا"۔

⊙

۸۳۔ کسی سرمایہ دار نے حضرت ابو علی شفیق بلخیؒ سے عرض کیا۔
"لوگ آپ کو محنت مزدوری کرنے کی وجہ سے کمتر سمجھتے ہیں لہذا اپنے اخراجات کے لیے کچھ رقم مجھ سے لے لیا کیجیے"۔
آپ نے فرمایا۔ "اگر پانچ چیزوں کا خوف نہ ہوتا تو شاید میں آپ کی درخواست پر غور کرتا۔ اوّل یہ کہ مجھے دینے سے تیری دولت میں کمی ہوگی۔
دوم میرے پاس سے رقم کے چوری ہو جانے کا بھی خطرہ ہے۔
سوم یہ کہ ممکن ہے، تجھے میرے اوپر رقم خرچ کرنے کا غم پیدا ہو جائے۔
چہارم یہ کہ ممکن ہے۔ میرے اندر کوئی عیب پیدا ہو جانے کی وجہ سے تو اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگے۔
پنجم یہ کہ تیری موت کے بعد میں پھر بھکاری رہ جاؤں گا"۔

⊙

۸۴۔ حضرت رابعہ بصریؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کیسی ہے؟
حضرت رابعہؒ نے فرمایا۔ "بے حد شکل، لیکن محبتِ الٰہی نے مجھے دوستیِ خلق سے بے نیاز کر دیا ہے"۔

⊙

۸۵۔ حاکم روم کچھ رقم سالانہ ہارون الرشید کے پاس بھیجا کرتا تھا لیکن ایک مرتبہ چند راہبوں کو خلیفہ کے پاس بھیج کر یہ شرط لگادی کہ اگر آپ کے دینی علماء مناظرے میں ان راہبوں سے جیت گئے تو میں رقم کی ادائیگی جاری رکھوں گا۔ اگر نہ جیتے تو رقم ادا کرنی بند کر

Marfat.com

دوں گا۔"

چنانچہ خلیفہ نے تمام علماء کو مجتمع کر کے حضرت امام شافعیؒ کو مناظرہ پر آمادہ کیا۔ اس پر آپ نے پانی کے اوپر مصلیٰ بچھا کر راہبوں سے کہا۔"یہاں آکر مناظرہ کرو"۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر سب ایمان لے آئے اور جب اس بات کی اطلاع حاکم روم کو پہنچی تو اُس نے کہا کہ یہ بہت اچھا ہوا۔ اس لیے کہ اگر وہ شخص یہاں آجاتا تو پورا روم مسلمان ہوجاتا۔

۸۶۔ حضرت احمد حواریؒ حضرت ابوسلیمان دارانیؒ کے بارے فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خلوت میں نماز ادا کی۔ جس سے مجھے بہت سکون محسوس ہوا اور جب میں نے اپنا واقعہ اپنے پیر و مرشد حضرت سلیمان دارانیؒ سے عرض کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ "تم اتنے بوڑھے ہوگئے لیکن تمہیں خلوت و جلوت کی کیفیات کا اندازہ نہ ہو سکا۔ حالانکہ خلوت ہو یا جلوت خداوند تعالیٰ سے روک دینے والی کوئی شے نہیں ہے۔

○

۸۷۔ ایک مرتبہ رات کا پہلا پہر گذر جانے کے بعد حضرت سری سقطیؒ حضرت فتح موصلیؒ سے ملاقات کے لیے چلے۔ راستہ میں سپاہیوں نے آپ کو چور سمجھتے ہوئے گرفتار کر لیا اور صبح کو جب تمام قیدیوں کے قتل کا حکم دیا گیا۔ تو آپ کی باری آنے پر جلاد نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

جب جلاد سے اس کی وجہ پوچھی تو اُس نے بتایا۔

"ایک بوڑھے خدا رسیدہ بزرگ میرے سامنے کھڑے مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اسے قتل نہ کرو اور وہ بزرگ حضرت فتح موصلیؒ ہیں"

اِس پر حضرت سری سقطیؒ کو رہا کر دیا گیا اور آپ فتح موصلیؒ کے ہمراہ چلے گئے۔

○

۸۸۔ کسی نے حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں پانچ سو دینار پیش کیے۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا۔"تمہارے پاس اور بھی رقم ہے"۔

اُس نے جب اثبات میں جواب دیا تو مزید پوچھا۔"تمہیں اور مال کی بھی حاجت ہے"۔

Marfat.com

اس نے کہا۔ "جی ہاں"۔

اس پر آپ نے فرمایا۔ "اپنے پانچ سو دینار واپس لے جاؤ۔ کیوں کہ تمہیں مجھ سے زیادہ ان کی ضرورت ہے۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود مجھے ان کی حاجت نہیں اور تیرے پاس مزید رقم موجود ہے۔ لیکن پھر بھی تو ان کا محتاج ہے"۔

○

۸۹ ۔ حضرت ابو وراقؒ کے ایک صاحبزادے قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے (ترجمہ) یعنی "ایک دن بچے بوڑھے ہو جائیں گے"۔ تو وہ خوفِ الٰہی سے اس حد تک متاثر ہوئے کہ فوراً ان کا دم نکل گیا اور وہ مر گئے۔

حضرت ابو وراقؒ ان کے مزار پر روتے ہوئے فرمایا کرتے تھے۔ "کس قدر افسوسناک ہے یہ بات کہ اس بچے نے ایک ہی آیت کے خوف سے جان دے دی لیکن میرے اُوپر برسوں کی تلاوت کے بعد یہ آیت اثر انداز نہ ہو سکی"۔

○

۹۰ ۔ طویل سفر کے بعد دو درویش حضرت عبداللہ خفیفؒ کے ہاں حاضر ہوئے ان کو معلوم ہوا کہ حضرت شاہی دربار میں ہیں۔

یہ جان کر ان دونوں نے سوچا کہ یہ کس قسم کے بزرگ ہیں جو دربارِ شاہی میں حاضری دیتے ہیں۔ یہ سوچ کر دونوں بازار کی جانب نکل گئے اور اپنے خرقہ کی جیب سلوانے کے لیے درزی کی دکان پر پہنچے۔ اسی دوران درزی کی قینچی گم ہو گئی اور اس نے ان دونوں کو چوری کے شبہ میں سپاہیوں کے حوالے کر دیا اور جب پولیس دونوں کو لے کر شاہی دربار پہنچی تو حضرت عبداللہ خفیفؒ نے بادشاہ سے سفارش کرتے ہوئے فرمایا۔ "یہ دونوں چور نہیں ہیں لہٰذا ان کو چھوڑ دیا جائے" چنانچہ آپ کی سفارش پر دونوں کو رہا کر دیا گیا۔

اس کے بعد آپ نے ان دونوں سے فرمایا۔ "میں دربارِ شاہی میں محض اسی غرض سے موجود رہتا ہوں"۔

اس پر دونوں نے معافی مانگی اور آپ کے مریدوں میں شامل ہو گئے۔

○

Marfat.com

91 - حضرت سری سقطیؒ کے ایک مُرید فرماتے ہیں کہ حضرت سری سقطیؒ کے ہاں ایک عورت اُن کی شاگرد رہتی تھی اور اُس عورت کا ایک لڑکا کسی معلّم کے پاس پڑھتا تھا - ایک روز معلّم نے اُس عورت کے لڑکے کو پن چکی پر بھیج دیا - وہ لڑکا پانی میں ڈوب گیا -

معلّم نے لڑکے کے ڈوب کر مرنے کی اطلاع حضرت سری سقطیؒ کو دی - اس پر حضرت سری سقطیؒ اپنے ساتھیوں سمیت اُس عورت کے پاس آئے - اسے صبر کے بارے میں بہت کچھ سُنایا - اس کے بعد خدا کی رضا کے بارے میں فرمایا -

اس عورت نے سب کچھ سُننے کے بعد عرض کیا "حضرت! آپ کا ان باتوں سے کیا تعلق ہے"

آپ نے فرمایا - "تمہارا بیٹا پانی میں ڈوب گیا ہے"

بولی - "میرا بیٹا ؟"

سری سقطیؒ بولے "ہاں تیرا بیٹا"

اس پر وہ بڑے وثوق سے بولی - "ہرگز نہیں - حق تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا"

حضرت سری سقطیؒ بولے "اس میں کوئی شک نہیں ہے، تمہارا بیٹا واقعی ڈوب گیا ہے"

وہ بولی - "اگر فی الواقعہ یہ بات درست ہے تو آپ مجھے اس موقع پر لے چلیں"

اس پر سری سقطیؒ اور اُن کے ساتھی اس عورت کو لے کر نہر پر گئے اور اُسے بتایا کہ تمہارا بیٹا اس جگہ ڈوبا ہے"

اس پر اُس عورت نے اپنے بیٹے کا نام لے کر اُسے پکارا - "بیٹا محمدؐ!"

اُسے فوراً ہی اپنے بیٹے کی جانب سے جواب ملا - "امّاں! مَیں یہاں پانی میں ہوں"

یہ آواز سُن کر وہ عوت پانی میں اُتری اور اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر پانی سے باہر لے آئی پھر اُسے لے کر اپنے گھر چلی گئی -

اس عجیب و غریب واقعہ پر حضرت سری سقطیؒ نے حضرت جنیدؒ کی طرف توجہ فرمائی اور عرض کیا کہ یہ کیا قصّہ ہے ؟

حضرت جنیدؒ نے فرمایا "یہ عورت احکامِ الٰہیہ کے سبب سے اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ

Marfat.com

رکھتی ہے۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا معاملہ اس کے ساتھ یہ ہے کہ اس کے متعلق جب کوئی واقعہ ہوتا ہے۔ اسے پہلے اطلاع کی جاتی ہے اور اس غرق کے واقعہ سے اسے آگاہی نہیں دی گئی۔ اس لیے اس عورت نے اس واقعہ سے انکار کیا اور نہایت وثوق سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہرگز نہیں کیا۔

○

۹۲۔ حضرت معروف کرخیؒ کے ماموں کوتوال شہر تھے۔ انہوں نے آپ کو جنگل میں اس حالت سے دیکھا کہ ایک کتا آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے اور ایک لقمہ خود کھاتے ہیں اور اس کو کھلاتے ہیں۔

یہ حالت دیکھ کر ماموں نے آپ سے کہا۔ "تم کو حیا نہیں آتی کہ کتے کو کھانا کھلا رہے ہو؟"

آپ نے فرمایا۔ "حیا ہی کی وجہ سے میں اسے کھلا رہا ہوں"۔ اور یہ کہہ کر جب آپ نے آسمان کی جانب دیکھا تو ایک پرندہ اپنی آنکھ اور چہرے کو پروں سے ڈھانپے ہوئے آپ کے دستِ مبارک پر آ بیٹھا اور ماموں سے فرمایا۔

"خدا سے حیا کرنے والی ہر شے حیا کرتی ہے۔"

○

۹۳۔ ایک مرتبہ حضرت ابوتراب نخشبیؒ کو جنگل میں انڈا اور روٹی کھانے کی خواہش ہوئی۔ لیکن اُسی دم آپ راستہ بھول کر ایک ایسی جگہ جا پہنچے جہاں کچھ اہلِ قافلہ شور و غل مچا رہے تھے۔ وہ انہیں تنہا دیکھ کر آگے بڑھے اور لپٹ کر بولے۔ "یہ وہی ہے جس نے ہمارا سامان چرایا ہے۔"

اتنا کہہ کر انہوں نے حضرت ابوتراب نخشبیؒ کو پیٹنا شروع کر دیا لیکن ایک بوڑھے نے اُنہیں شناخت کر لیا۔ وہ لوگوں سے بولا۔ "یہ چوری نہیں کر سکتے، یہ تو بہت بڑے بزرگ ہیں۔"

یہ سن کر سب ان سے معافی کے خواستگار ہوئے لیکن انہوں نے لوگوں سے فرمایا۔ "اے مجھے آپ لوگوں کی مار سے جو تکلیف پہنچی ہے اس کا شکوہ نہیں کیوں کہ آج میرے نفس کو خوب ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔"

Marfat.com

پھر اس بزرگ نے آپ کو اپنے گھر لے جا کر آپ کے سامنے انڈا اور روٹی رکھی لیکن آپ کو کھانے میں کچھ جھجک محسوس ہوئی۔ اُسی وقت آپ کو ندائے غیبی آئی۔
"تجھے خواہش کی سزا مل گئی، اب کھانا کھالے لیکن تیرے نفس کی خواہش سزا پائے بغیر کبھی پوری نہیں ہو گی۔"

○

۹۴۔ حضرت یحیٰ بن معاذؒ کے ایک بھائی بحیثیت مجاور کے مکّہ معظمہ میں مقیم تھے۔ اُنہوں نے مکّہ سے آپ کو تحریر کیا۔
"مجھے تین چیزوں کی تمنّا تھی۔ اوّل یہ کہ کسی متبرّک مقام پر سکونت کا موقع مل جائے، دوم یہ کہ میری خدمت کے لیے ایک خادم بھی ہو۔ لہٰذا یہ دونوں خواہشیں پوری ہو گئیں۔ اب تیسری خواہش صرف یہ ہے کہ مرنے سے قبل ایک مرتبہ آپ سے ملاقات ہو جائے۔ خدا سے دُعا کیجیے کہ یہ تمنّا بھی پوری ہو جائے۔"
آپ نے اپنے بھائی کو یہ جواب روانہ کیا "انسان کو تو بذاتِ خود متبرّک ہونا چاہیے تاکہ اس کی برکت سے جائے قیام بھی متبرک ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ آپ کو تو خادم بننا چاہیے تھا نہ کہ مخدوم۔ سوم یہ کہ اگر آپ خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتے تو مَیں آپ کو ہرگز یاد نہ آتا۔

لہٰذا یادِ الٰہی میں بہن بھائی بیوی بچّے سب کو فراموش کر دینا چاہیے کیوں کہ وصالِ خداوندی کے بعد بندہ خود بخود سب کو بھول جاتا ہے اور اگر آپ خدا ہی کو نہ پا سکے تو پھر مجھ سے ملاقات بھی بے سود ہے۔" سبحان اللہ

○

۹۵۔ ایک دفعہ شاہ کرمان نے حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا تو آپ نے تین دِنوں کی مہلت طلب کی۔
ان تین دِنوں میں آپ مسجد کے چاروں طرف محض اس نیّت سے چکّر کاٹتے رہے، کہ کوئی درویشِ کامل مل جائے تو وہ بیٹی کا نکاح اس سے کر دیں۔
چنانچہ تیسرے دِن ایک بزرگ خلوصِ قلب کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے مل گئے۔ آپ نے اس سے دریافت کیا "کیا تم نکاح کے خواہش مند ہو"

Marfat.com

انہوں نے جواب دیا ۔" میں تو بہت ہی بدحال ہوں، مجھ سے کون اپنی لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے "۔
آپ نے فرمایا ۔" میں اپنی لڑکی تمہارے نکاح میں دیتا ہوں "۔
چنانچہ باہمی رضامندی سے نکاح ہو گیا اور جب آپ کی صاحبزادی شوہر کے پاس پہنچیں تو دیکھا کہ ایک کوزے میں پانی اور ایک ٹکڑا سوکھی ہوئی روٹی کا رکھا ہے اور جب شوہر سے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا ۔" آدھا پانی اور آدھی روٹی کل کھائی تھی اور آدھی آج کے لیے بچا رکھی تھی "۔
یہ سُن کر جب بیوی نے اپنے والدین کے ہاں جانے کی خواہش کی تو شوہر نے کہا کہ میں تو پہلے ہی سے جانتا تھا کہ شاہی خاندان کی لڑکی فقیر کے ساتھ گذارا نہیں کر سکتی "۔ لیکن بیوی نے جواب دیا۔
" یہ بات نہیں ہے، بلکہ میں تو اپنے والد سے یہ شکایت کرنے جا رہی ہوں کہ انہوں نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تیرا نکاح کسی متقی سے کر رہا ہوں مگر اب مجھے معلوم ہو کہ میرا نکاح تو ایسے شخص سے کر دیا گیا ہے جو خدا پر قانع نہیں ہے اور دوسرے دن کے لیے کھانا بچا کر رکھتا ہے ۔ یہ بات توکّل کے قطعی منافی ہے۔ لہٰذا اس گھر میں یا تو میں رہوں گی یا یہ روٹی رہے گی "۔

○

۹۶ ۔ ایک مرتبہ بلخ میں قحط سالی ہو گئی اُسی دوران حضرت ابو علی شفیق بلخیؒ نے ایک غلام کو بازار میں بہت خوش خوش جاتے ہوئے دیکھا ۔ آپ نے اُسے روک کر پوچھا ۔
" لوگ تو قحط سے برباد ہوئے پھر رہے ہیں مگر تُو کس بات پر خوش چلا جا رہا ہے "۔
اس پر غلام نے جواب دیا ۔" میرے آقا کے یہاں بہت غلہ موجود ہے اور وہ مجھے کبھی بھوکا نہیں رکھے گا "۔
آپ نے غلام سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کی ۔" اے اللہ ! جب ایک غلام کو اپنے آقا پر اس قدر اعتماد ہے تو تیری ذات پر کیوں نہ اعتماد کروں جب کہ تُو مالک الملک ہے "۔
اتنا کہنے کے بعد حضرت ابو علی شفیق بلخیؒ نے سختی کے ساتھ دُنیا سے کنارہ کشی کر لی ۔ حتیٰ کہ آپ کا توکّل معراجِ کمال تک جا پہنچا اور آپ اکثر فرمایا کرتے تھے ۔" میرا استاد تو

Marfat.com

ایک غلام ہے "۔

○

۹۷ - ایک دن حضرت ابوبکر واسطیؒ کسی کام سے باغیچہ میں پہنچے تو ایک چھوٹے سے پرندے نے اُن کے سر پر اڑنا شروع کر دیا۔ آپ نے اُسے پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا۔ اُسی وقت ایک چھوٹا سا پرندہ اور آیا اور آپ کے سر پہ بیٹھ کر چیخنے لگا۔ حضرت کو خیال آیا، کہ اُن کے ہاتھ میں جو پرندہ ہے، وہ یا تو اس آنے والے پرندے کا بچہ ہے یا اس کی مادہ ہے۔ چنانچہ رحم کرتے ہوئے انہوں نے اس پرندے کو چھوڑ دیا۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر واسطیؒ بیمار پڑ گئے اور ایک سال تک مسلسل بیمار پڑے رہے پھر ایک رات انہوں نے خواب میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے عرض کیا۔

" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بیماری اور کمزوری کی وجہ سے ایک سال سے بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہوں۔ لہٰذا آپؐ میرے لیے دعا فرمائیں "۔

حضورؐ نے فرمایا: " یہ حالت اس پرندے کی شکایت کی وجہ سے ہوئی ہے جو اس نے اللہ کے حضور کی ہے، اس لیے مجھ سے کسی قسم کی معذرت بے نتیجہ ہے "۔

پھر ایک دن اسی بیماری کے دوران جب آپ تکیے کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے تو ایک اژدہا بلی کے بچے کو منہ میں دبائے ہوئے نمودار ہوا۔ آپ نے اژدہے کو ڈنڈا مارا جس پر بچہ اس کے منہ سے نکل گیا۔ اُسی وقت ایک بلی آکر اس بچے کو اپنے ساتھ لے گئی۔

بلی کے جاتے ہی حضرت ابوبکر واسطیؒ تندرست ہو گئے اور پھر کھڑے ہو کر نماز بھی ادا کی۔ اُسی شب آپ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے عرض کیا۔ " حضورؐ! آج میں بالکل تندرست ہو گیا ہوں "۔

اس پر حضورؐ نے فرمایا۔

" ایک بلی نے اللہ تعالیٰ کے حضور تیرا شکریہ ادا کیا ہے "۔

۹۸ - حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ نے لوگوں سے فرمایا۔

' پیٹ بھر کر کھانے سے خواہشات نفسانی اپنے عروج پہ پہنچ جاتی ہیں اور نفس اپنی

Marfat.com

مُرادیں طلب کرنے لگتا ہے۔ حلال رزق سے محرومی خلوت نشینی کے لیے فائدہ مند نہیں ہو سکتی اور حلال رزق اُسی کو ملتا ہے جس کو خدا چاہے۔
جو شخص بھوک، ذلّت اور قناعت کو اپنا لیتا ہے اسی کو لذتِ عبادت بھی حاصل ہوتی ہے اور فاقہ کش کو ابلیس بھی فریب نہیں دے سکتا اور رزقِ حلال سے مکمل اعضا عبادت کی جانب رہتے ہیں اور حرام رزق سے رغبت اور معصیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔"

⊙

۹۹ - حضرت عبداللہ خفیفؒ فرماتے ہیں۔
"عہدِ شباب میں ایک شخص نے مجھے دعوت دی اور جب میں اس کے ہاں کھانے کے لیے بیٹھا تو معلوم ہُوا کہ جو گوشت اس نے میرے لیے پکوایا تھا، وہ گل سڑ گیا ہے لیکن چونکہ وہ شخص اپنے ہاتھوں سے نوالہ بنا کر مجھے کھلا رہا تھا اس لیے میں نے اس کی دل شکنی کی وجہ سے اُسے کچھ نہ کہا اور جب اس کی نظر میرے چہرے پر پڑی تو وہ تاڑ گیا کہ گوشت درست طریقے سے نہیں پکایا گیا ہے۔ اس پر وہ شرمندہ ہُوا۔
اس کے بعد میں اس شخص کے گھر سے حج کا قصد کر کے قافلہ کے ہمراہ جب قادسیہ پہنچا، تو اہلِ قافلہ راستہ بھول گئے اور کئی دِنوں تک کھانے کے لیے کوئی شے نہ ملی۔ آخر کار اضطراری حالت میں چالیس دینار کا ایک کتا خریدا گیا اور گوشت بھون کر جب سب کھانے بیٹھے تو مجھے اُس شخص کا شرمندہ ہونا یاد آ گیا۔
میرے اس احساسِ ندامت کے ساتھ ہی کھویا ہوا راستہ مل گیا۔ پھر حج سے واپسی پر میں نے اس شخص کو تلاش کیا اور اس سے اپنی ناگواری کی معافی مانگتے ہوئے کہا۔
"اس دن تیرے یہاں سڑا ہُوا گوشت میرے دِل پر بوجھ بن گیا تھا لیکن دورانِ سفر کتّے کا گوشت بھی مجھے بُرا معلوم نہ ہُوا۔"

⊙

۱۰۰ - بغداد کی جامع مسجد میں ایک ایسے بزرگ قیام پذیر تھے جو ہمیشہ ایک ہی لباس پہنے رہتے تھے۔ حضرت ابو محمد جریریؒ نے جب اُن سے اس کی وجہ پوچھی تو اُنہوں نے کہا۔ "میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت نہایت قیمتی اور شاندار لباس

Marfat.com

میں ملبوس جنت میں دسترخوان پر بیٹھی ہوئی ہے - لیکن جب میں بھی اُن کے درمیان جا بیٹھا تو ایک فرشتہ نے مجھے وہاں سے اُٹھاتے ہوئے کہا کہ تو اس جگہ بیٹھنے کے قابل نہیں کیوں کہ یہ سب وہ بندے ہیں جنہوں نے تاحیات ایک ہی لباس استعمال کیا ہے - چنانچہ اُس دن سے میں نے بھی ایک لباس کے سوا کبھی دوسرا لباس نہیں پہنا -"

○

۱۰۱ - حضرت بایزید بسطامیؒ کا ایک پڑوسی یہودی تھا - وہ کہیں باہر چلا گیا تو بیوی غربت کی وجہ سے اپنے گھر میں چراغ بھی روشن نہ کر سکی - اندھیرے کی وجہ سے اُس کا بچہ تمام رات روتا رہتا تھا -

آپ کو پتہ چلا - تو آپ ہر رات اُس کے ہاں چراغ رکھ آتے - جب یہودی واپس آیا تو اُس کی بیوی نے اُسے تمام واقعہ سنایا جسے سُن کر یہودی بولا -

"کس قدر افسوس ناک ہے یہ بات کہ اتنا عظیم بزرگ ہمارا پڑوسی ہو اور ہم گمراہی میں زندگی بسر کریں -"

چنانچہ میاں بیوی دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سچے دل سے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا -

○

۱۰۲ - عبدالواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور تین رات یہ سوال کیا - کہ "اے اللہ مجھے اُس شخص کو دکھا دیجئے جو جنت میں میرا رفیق ہوگا"

میرے اس سوال پر ارشاد ہوا کہ "اے عبدالواحد! جنت میں تیرا رفیق میمونہ سوداء ہے" -

میں نے عرض کیا "وہ کہاں ہے؟"

ارشاد ہوا کہ وہ کوفہ میں فلاں قبیلہ میں ہے -

میں کوفہ میں اُس پتہ پر گیا اور لوگوں سے پوچھا کہ اس نام کی عورت کہاں ہے؟

لوگوں نے جواب دیا - "وہ تو ایک دیوانی ہے، بکریاں چرایا کرتی ہے -"

میں نے کہا - "میں اُس کو دیکھنا چاہتا ہوں -"

ایک شخص نے جواب دیا - "فلاں جنگل میں چلے جاؤ وہ مل جائے گی -"

Marfat.com

مَیں اس مقام پر گیا، دیکھا تو وہ کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی ہے اور اُس کے سامنے ایک عصا پڑا ہے۔ وہ ایک اُون کا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اُس کپڑے پر یہ لکھا ہُوا ہے۔

"یہ نہ تو بیچی جا سکتی ہے اور نہ خریدی"۔

اس کے علاوہ ایک عجیب واقعہ یہ بھی دیکھا کہ بکریاں اور بھیڑیئے ایک جگہ چر رہے ہیں۔ نہ تو بھیڑیئے بکریوں کو کھاتے ہیں اور نہ بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں۔ جب اُس نے مجھے دیکھا۔ تو نماز کو مختصر کیا اور سلام پھیر کر کہا۔

"اے ابنِ زید! اس وقت جاؤ، یہ وقت وعدے کا نہیں ہے۔ کل آنا"۔

مَیں نے پوچھا "تجھے کس نے بتایا ہے کہ مَیں ابنِ زید ہوں"۔

وہ بولی: "یہ خبر نہیں، مگر حدیث میں ہے کہ روحیں لشکر کی ایک جگہ ہیں جن روحوں میں وہاں تعارف ہو گیا وہ یہاں بھی آپس میں ایک دوسری سے الفت کرتی ہیں اور جو وہاں ایک دوسرے سے ناواقف اور انجان رہیں ان کا یہاں بھی اختلاف رہتا ہے"۔

پھر مَیں نے اُسے کچھ اور نصیحت کرنے کو کہا۔

وہ کہنے لگی: "جس بندے کو دُنیا کی کوئی چیز حق تعالیٰ نے دی اور پھر وہ اُسی کی طلب میں رہا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے اپنی خلوت کی محبّت سلب فرما لیتا ہے اور قُرب کو بُعد سے بدل دیتا ہے اور اُس کی بجائے وحشت اُس کے دِل میں بٹھا دیتا ہے"۔ پھر میمونہ نے چند عبرت ناک اشعار پڑھے۔

پھر مَیں نے پوچھا "بھیڑیے بکریوں کے ساتھ کس طرح رہ رہے ہیں؟"

اُس نے جواب دیا "جاؤ، یہ باتیں مت کرو۔ مَیں نے اپنے مولا سے صُلح کر لی ہے اس لیے اس نے بھیڑیئے اور بکریوں میں بھی محبت پیدا کر دی ہے"۔

○

۱۰۳۔ ایک مرتبہ کوئی جماعت کسی خطرناک راستہ پر سفر کرنا چاہتی تھی۔ چلنے سے پہلے لوگوں نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی ایسی دُعا بتا دیجیے جس کی بدولت ہم راستے کے مصائب سے محفوظ رہ سکیں"۔

آپ نے فرمایا "جب تمہیں کوئی مصیبت آئے تو مجھ کو یاد کر لینا"۔

Marfat.com

لوگ سفر پر روانہ ہوگئے - دورانِ سفر وہ آپ کی بات بھول گئے - راستے میں اُن لوگوں کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا - ایک شخص جس کے پاس مال و اسباب بہت زیادہ تھا جب ڈاکو اس کی جانب متوجہ ہوئے تو اس نے سچے دِل سے آپ کو یاد کیا جس کے نتیجہ میں وہ شخص اپنے مال و اسباب سمیت تمام لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگیا - ڈاکوؤں کو اس شخص کے غائب ہوجانے پر بڑا تعجّب ہُوا - مگر جن لوگوں نے حضرت ابوالحسنؒ کو یاد نہیں کیا تھا وہ سب ڈاکوؤں کے ہاتھوں لُٹ گئے -

پھر ڈاکوؤں کی واپسی کے بعد وہ شخص اپنے ساتھیوں کی نظروں کے سامنے آگیا - لوگوں لوگوں نے حیران ہوتے ہوئے اُس سے پوچھا " تو کہاں غائب ہوگیا تھا "

اس نے جواب دیا " میں نے سچے دِل سے حضرت ابوالحسن خرقانی کو یاد کیا تھا اور خدا نے اپنی قدرت سے مجھے سب کی نگاہوں سے پوشیدہ فرمادیا "

اس واقعہ کے بعد جب وہ جماعت خرقان واپس لوٹی تو لوگوں نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے عرض کیا " ہم صدق دِل کے ساتھ خدا کو یاد کرتے رہے لیکن اس کے باوجود ہمارا مال لوٹ لیا گیا لیکن جس شخص نے آپ کو یاد کیا وہ بچ گیا - اس کی کیا وجہ ہے ؟"

آپ نے فرمایا - " تم صِرف زبانی طور پر خدا کو یاد کرنے والے ہو مگر ابوالحسن خلوصِ قلب سے خدا کو یاد کرتا ہے - لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ تم ابوالحسن کو یاد کرلیا کرو کیوں کہ ابوالحسنؒ تمہارے لیے خدا کو یاد کرتا ہے اور خدا کو صرف زبانی یاد کرنا بے سُود ہوتا ہے " -

○

۱۰۴ - حضرت مالکؒ بن دینار سے روایت ہے - وہ فرماتے ہیں کہ مَیں ایک روز بصرہ کے جنگل میں گیا - وہاں دیکھا کہ ایک مقام پر سعدون مجنونؒ بیٹھے ہوئے ہیں - مَیں نے پوچھا " آپ کا کیا حال ہے ؟"

سعدون نے فرمایا " اے مالک ! اُس شخص کا کیا حال دریافت کرتے ہو جس کا صبح و شام بڑے بھاری سفر کا ارادہ ہو اور کچھ سامان اور توشہ اس کے پاس نہ ہو اور تمام بندوں کے حاکم اور عادل کے ہاں اُس کی پیشی ہو " - یہ کہہ کر بہت روئے -

مَیں نے پوچھا " کیوں روتے ہو ؟"

اس پر فرمایا - " قسم ہے اللہ کی کہ مَیں دُنیا کی مُحبت میں یا موت اور مصائب کے ڈر سے

Marfat.com

نہیں روتا بلکہ اس وجہ سے کہ میری عمر کا ایک دِن ایسا گزر گیا کہ اس میں مجھ سے اچھا عمل نہیں ہُوا اور نیز مجھے زادِ راہ کی قلّت اور راہ دُور دراز ہونا اور سخت گھاٹی کا پیش آنا رُلا رہا ہے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میرا ٹھکانا جنّت ہے یا دوزخ "۔

مالک دینارؒ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اُن سے یہ کلامِ حکمت آمیز سُن کر کہا۔" لوگ تو آپ کو مجنوں کہتے ہیں مگر آپ تو بڑے عاقل ہیں"۔

سعدون نے فرمایا۔" آپ بھی لوگوں کے دھوکے میں آگئے۔ لوگوں نے مجھے مجنوں سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ مجھ میں کوئی بھی جنون کی بات نہیں۔ البتہ میرے مولا کی محبت میرے دل اور میرے گوشت پوست، رگ ریشہ و ہڈیوں اور خون میں رچ گئی ہے۔ اس محبت کی وجہ سے مَیں متحیّر و فریفتہ ہوں"۔

مَیں نے عرض کیا۔" اے سعدون! آپ لوگوں کے پاس کیوں نہیں بیٹھتے اور ان سے کیوں نہیں مِلتے جُلتے"۔

یہ سُن کر سعدونؒ نے دو شعر پڑھے۔

(ترجمہ) عزیز لوگوں سے بالکل الگ رہا کر اور حق تعالیٰ کو اپنا مصاحب اور ساتھی بنا لوگوں کو جس طرح چاہے آزما کر دیکھ لے۔ وہ ہر حالت میں تجھے بچھو ہی نظر آئینگے"۔

○

۱۰۵۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ فرماتے ہیں کہ مَیں نے ایک مرتبہ حضرت جبرائیلؑ کو خواب میں دیکھا کہ وہ کوئی کتاب بغل میں دبائے ہوئے ہیں اور میرے پوچھنے پر کہ اس کتاب میں کیا ہے حضرت جبرائیل نے فرمایا۔" اس میں اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے نام درج کرتا رہتا ہوں"۔

مَیں نے پوچھا۔" کیا اس میں میرا نام بھی درج ہے"۔

حضرت جبرائیل نے فرمایا۔" تمہارا شمار خدا کے دوستوں میں نہیں ہوتا"۔

مَیں نے عرض کیا۔" مَیں اس کے دوستوں کا دوست ضرور ہوں"۔

میرے اس جواب پر کچھ دیر تک حضرت جبرائیلؑ ساکت رہے پھر فرمایا۔

" مجھے اللہ کی جانب سے یہ حکم مِلا ہے کہ اس کتاب میں سب سے پہلے تمہارا نام درج کروں۔ اس کے بعد دوسروں کا۔ کیوں کہ اس راستہ میں مایوسی کے بعد ہی اُمید ہوتی ہے"۔

○

Marfat.com

۱۰۶ - حضرت بشر حافیؒ کی توبہ کا واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ حالتِ دیوانگی میں کہیں چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک کاغذ پڑا ہوا ملا - اس کاغذ پر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ لکھا ہوا تھا ، آپ نے اس کاغذ کو عطر سے معطر کر کے کسی بلند مقام پر رکھ دیا - اسی شب خواب میں کسی درویش نے دیکھا کہ انہیں منجانب اللہ یہ حکم ملا ہے کہ بشر حافی کو یہ خوشخبری سُنا دو کہ ہمارے نام کو معطر کر کے جو تم نے تعظیماً ایک بلند مقام پر رکھا ہے - اس کی وجہ سے ہم تمہیں بھی پاکیزہ مراتب عطا کریں گے ۔"

جب وہ بزرگ خواب سے بیدار ہوئے تو انہیں خیال آیا کہ بشر حافی تو فسق و فجور میں مبتلا ہیں اس لیے شاید میرا خواب درست نہیں ہے لیکن جب دوسری اور تیسری مرتبہ بھی آپ کو یہی خواب آیا تو آپ بشر حافی کے گھر پہنچے - وہاں سے معلوم ہوا کہ آپ شراب خانے میں ہیں اور جب وہ درویش شراب خانے میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ بشر حافی نشہ میں چور اور بدمست پڑے ہوئے ہیں -

اس پر آپ نے ایک شخص سے کہا کہ وہ جا کر بشر حافی سے کہے کہ میں اس کے لیے ایک ضروری پیغام لے کر آیا ہوں - چنانچہ جب اس شخص نے بشر حافی کو بزرگ کا پیغام دیا تو سُن کر کانپ اٹھے اور بولے -

"خدا جانے وہ بزرگ میرے لیے عتابِ الٰہی کا پیغام لائے ہیں یا کسی اور سزا کا ۔"

اس پر آپ تائب ہو کر اسی وقت شراب خانہ سے باہر نکل گئے - اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت بشر حافی کو وہ مراتب عطا فرمائے کہ آپ کا ذکر بھی دلوں کے لیے سکون کا سبب بن گیا - آپ ننگے پاؤں پھرا کرتے تھے -

کسی نے آپ سے پوچھا " آپ ننگے پاؤں کیوں پھرتے ہیں ؟"

آپ نے فرمایا - " اللہ تعالیٰ نے ۲۹ ویں پارہ سورہ نوحؑ میں فرمایا ہے -

(آیت ترجمہ) " زمین کو ہم نے بچھونا بنایا تمہارے آرام کے واسطے ۔"

پس اللہ تعالیٰ کے بچھونے پر کیوں کر جوتا رکھوں ۔"

اس دور میں جانوروں نے کوچہ و بازار میں گندگی کرنا چھوڑ دیا کہ مبادا پاؤں بشر حافی کا بھر جائے - حافی ننگے پاؤں والے کو کہتے ہیں ، ورنہ اُن کا نام صرف بشر تھا -

ایک مرتبہ کسی نے گلی میں گوبر پڑا دیکھا - اس پر اس نے کہا " بشر حافی نے رحلت

Marfat.com

فرمائی ہے" دریافت کیا تو حقیقت میں اُسی وقت انتقال فرمایا تھا۔

○

۱۰۷۔ حضرت ابراہیم ادہمؒ نے ایک متوکل سے پوچھا۔ "تمہارے پاس کھانا کہاں سے آتا ہے؟"
اُس نے جواب دیا۔ "یہ سوال تو آپ اللہ تعالیٰ سے کریں۔ میرے پاس تو ایسی بیہودہ بات کا جواب نہیں ہے۔"

○

۱۰۸۔ ایک مرتبہ حجام حضرت ابراہیم ادہمؒ کا خط بنا رہا تھا۔ کسی نے عرض کیا۔ "حجام کو کچھ معاوضہ دے دیجئے گا۔"
اس پر آپ نے ایک تھیلی اُٹھا کر اس کو دے دی لیکن اُسی وقت اتفاق سے ایک سائل بھی آ گیا اور حجام نے وہی تھیلی اُسے دے دی۔
یہ دیکھ کر آپ نے حجام سے فرمایا۔ "اس میں تو سونا اور اشرفیاں بھری ہوئی تھیں۔
وہ بولا۔" اس کا علم تو مجھ کو بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ انسان اپنے دل سے غنی ہوتا ہے نہ کہ دولت سے لیکن میں جس کی راہ میں لٹاتا ہوں شاید اس سے آپ ناواقف ہیں۔"
حضرت ابراہیم ادہمؒ فرماتے ہیں کہ اُس کا یہ جملہ سُن کر مجھے بے حد ندامت ہوئی اور میں نے نفس سے کہا۔ تو نے جیسا کیا ویسی تمہیں سزا ملی

○

۱۰۹۔ حضرت ابراہیم ادہمؒ کسی پہاڑی پر بیٹھے ایک بزرگ سے مصروفِ گفتگو تھے۔
بزرگ نے سوال کیا۔" اہلِ حق کے مکمل ہونے کی کیا علامت ہے؟"
آپ نے فرمایا۔" اگر وہ پہاڑ کو چلنے کا حکم دیں تو وہ اپنی جگہ چھوڑ دے۔"
آپ کے اتنا کہتے ہی پہاڑ حرکت میں آ گیا۔ جس پر آپ نے فرمایا۔" میں نے تجھے چلنے کو نہیں کہا تھا۔" اس پر پہاڑ رک گیا۔

○

۱۱۰۔ ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادہمؒ دریائے دجلہ کے کنارے اپنی گدڑی سی رہے تھے۔ کسی نے نزدیک آ کر کہا۔" حکومت چھوڑ کر تم نے کیا حاصل کیا؟"
یہ سُن کر آپ نے اپنی سوئی دریا میں پھینک دی۔ چند لمحوں بعد بے شمار مچھلیاں اپنے

Marfat.com

اپنے منہ میں سونے کی ایک ایک سوئی دبائے ہوئے نمودار ہوئیں۔ آپ نے فرمایا۔
"مجھے تو اپنی سوئی درکار ہے"۔ چنانچہ ایک مچھلی آپ کی سوئی بھی لے کر آگئی۔ آپ نے اپنی سوئی لے کر اس شخص سے فرمایا۔
"بھائی! حکومت کو خیرباد کہنے کے بعد یہی ایک معمولی سی شے حاصل ہوئی ہے"۔

○

۱۱۱۔ کسی نے حضرت بشر حافیؒ کو موسم سرما میں برہنہ اور کپکپاتے ہوئے دیکھ کر پوچھا" آپ اتنی اذیتیں کیوں برداشت کرتے ہیں؟"
آپ نے فرمایا۔" اس وجہ سے کہ اس سردی میں فقرا صاحب حاجت ہوں گے۔ ان کا کیا حال ہوگا اور میرے پاس اتنا دینے کو نہیں ہے کہ ان کی احتیاج ختم کر سکوں۔ اس لیے جسمانی طور پہ ان کا شریک حال رہتا ہوں"۔

○

۱۱۲۔ ایک شخص مکہ میں نیند سے بیدار ہوا۔ تو دیکھا کہ جس تھیلی میں زر رکھا ہوا تھا وہ کسی نے اڑا لی ہے۔ ایک بزرگ عابد جو قریب ہی دیکھا تو انہی پہ چوری کی تہمت لگا دی۔ وہ عابد اسے اپنے گھر لے گیا اور پوچھا کہ کتنی رقم تھی"۔
اس نے کہا۔" اتنی"۔
عابد نے اتنی ہی رقم اسے حوالے کر دی۔ جونہی وہ شخص عابد کے گھر سے باہر نکلا تو اسے بتایا گیا کہ فلاں دوست نے یونہی مذاق کے طور پہ وہ تھیلی وہاں سے اٹھا لی تھی۔
وہ شخص عابد کی رقم واپس کرنے آیا تو اس نے واپس لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا" یہ رقم تمہیں دیتے وقت میں نے "فی سبیل اللہ" کہہ دیا تھا۔ لہٰذا یہ رقم واپس لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔
آخر جب اس نے بہت ہی اصرار کیا، تو کہا۔" میں تو یہ رقم کسی صورت میں بھی واپس نہیں لوں گا۔ ہاں یوں کرو کہ اسے غریبوں میں بانٹ دو"۔
چنانچہ اس شخص نے وہ رقم غریبوں کے درمیان بانٹ دی۔ بزرگان سلف اللہ کے نام پر دی ہوئی کوئی بھی شے واپس نہیں لیا کرتے تھے۔

○

Marfat.com

۱۱۳۔ ایک مرتبہ کوئی قافلہ اُس راہ سے گذر رہا تھا۔ جس راہ پر حضرت فضیل بن عیاض اور اُن کے ساتھی قافلے لوٹا کرتے تھے۔ قافلہ والوں کو جلد ہی پتہ چل گیا کہ وہ ڈاکوؤں کے گھیرے میں آگئے ہیں۔

قافلے والوں کے ایک مالدار کے پاس بہت رقم تھی۔ چنانچہ اس نے ڈاکوؤں کے خوف سے یہ سوچ کر کہ اگر رقم ہی بچ جائے تو بہت اچھا ہے اور صحرا میں رقم دفن کرنے کیلئے جگہ کی تلاش میں نکلا تو وہاں ایک بزرگ کو مصلّے بچھائے تسبیح پڑھتے دیکھ کر مطمئن سا ہو گیا اور وہ رقم بطور امانت کے انکے پاس رکھ کر جب قافلہ میں پہنچا، تو پورا قافلہ ڈاکوؤں کی نظر ہو چکا تھا۔

چنانچہ وہ شخص جب اپنی رقم کی واپسی کے لیے اُن بزرگ کے پاس گیا تو دیکھا۔ وہ شخص ڈاکوؤں کے ساتھ مل کر مالِ غنیمت تقسیم کر رہے ہیں۔ اس بچارے نے اظہارِ تاسف کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے ہی ہاتھوں اپنی رقم ایک ڈاکو کے حوالے کر دی۔ لیکن فضیل ؒ نے اُسے اپنے قریب بُلا کر پوچھا کہ یہاں کیوں آئے ہو۔ اس نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ اپنی رقم کی واپسی کے لیے"

آپ نے فرمایا "جس جگہ رکھ کر گئے تھے، وہیں سے اُٹھالو"۔

جب وہ شخص اپنی رقم مصلّی پر سے اُٹھا کر واپس ہو گیا تو آپ کے ساتھیوں نے پوچھا۔ "یہ رقم باہمی تقسیم کرنے کی بجائے آپ نے واپس کیوں کر دی؟"

آپ نے فرمایا۔ "اُس نے مجھ پر اعتماد کیا اور میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہوں"۔

(یہ واقعہ حضرت فضیل بن عیاض ؒ کے اُس دَور کا ہے جب آپ پوری طرح سے تائب نہیں ہوئے تھے۔ البتہ قافلے لوٹنے کے دَور میں بھی آپ نماز روزہ کے سختی سے پابند تھے)

○

۱۱۴۔ ایک دن لوگوں نے حضرت ابراہیم ادھم ؒ سے سوال کیا۔ "حالتِ فقر میں آپ کو کبھی مسرّت بھی حاصل ہوئی؟"

آپ نے فرمایا بہت مرتبہ، ایک مرتبہ میں گندے کپڑوں اور بڑھے ہوئے بالوں کی حالت میں کشتی پر سوار ہو گیا اور اہلِ کشتی میرا مذاق اُڑانے لگے۔ حتیٰ کہ ایک مسخرہ بار بار

Marfat.com

میرے بال نوچتا اور گھونسے مارتا رہا۔
چنانچہ اُس وقت مجھے اپنے نفس کی رسوائی پر بے حد مُسّرت ہوئی اور پھر اسی دوران دریا میں طوفان آگیا اور ملاح نے کہا کہ اس دیوانے کو دریا میں پھینک دو اور جب لوگوں نے میرا کان پکڑ کر پھینکنا چاہا تو طوفان ٹھہر گیا اور مجھے اپنی ذلّت پر بے حد خُوشی ہوئی۔

○

۱۱۵- حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ملک شام میں گیا تو وہاں ایک خوب صورت باغ میں ہوا- اس باغ میں مَیں نے ایک نوجوان کو سیب کے درخت کے نیچے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ مَیں نے آگے بڑھ کر اسے سلام کیا- اُس نے کچھ جواب نہ دیا دوسری مرتبہ پھر مَیں نے سلام کیا تو اس نے اپنی نماز کو ختم کر کے زمین پر اُنگلی سے یہ شعر لکھے۔

(ترجمہ) " زبان بولنے سے اس لیے روکی گئی ہے کہ وہ طرح طرح کی مصیبتوں اور آفتوں کی غار ہے اور آفات کو کھینچنے والی ہے۔ اس لیے تمہیں چاہیئے کہ جب بولو، اللہ ہی کا ذکر کرو اور اُسے کسی وقت بھی نہ بھولو اور ہر حالت میں اس کی حمد کرتے رہو"۔
حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ مَیں یہ دیکھ کر بہت دیر تک روتا رہا اور پھر مَیں نے بھی جواب میں زمین پر اُنگلی سے یہ شعر لکھ دیئے۔

(ترجمہ) " ہر لکھنے والا ایک دن قبر میں خاک ہو جائے گا اور اس کے اعمال ہمیشہ باقی رہیں گے۔ اس لیے تمہیں لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے ایسی شے کے سوا کہ جس کے دیکھنے سے قیامت میں خوشی و مسرت ہو، کچھ نہ لکھو"۔

اُس جوان نے یہ اشعار پڑھ کر ایک چیخ ماری اور جاں بحق تسلیم کی۔ مَیں نے چاہا کہ اُسے غُسل دے کر دفن کروں کہ یکایک مجھے کوئی پکار کر کہنے لگا۔
" ذوالنونؒ! اسے چھوڑ دے، حق تعالیٰ نے اس سے وعدہ فرمالیا ہے کہ اس کی تجہیز و تکفین فرشتے کریں گے"۔
ذوالنون لکھتے ہیں، مَیں یہ سُن کر الگ ہو گیا اور درخت کے نیچے نماز پڑھنے لگا۔ چند رکعتیں پڑھ کر جو مَیں نے لاش کی جانب دیکھا تو وہاں نشان تک نہ پایا اور نہ اُس کی کچھ خبر ہوئی۔

○

Marfat.com

۱۱۶- ایک مرتبہ حضرت حسن بصریؒ تجارت کی غرض سے روم گئے اور جب وہاں کے وزیر کے پاس بغرضِ ملاقات پہنچے تو وہ کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا۔
اُس نے پوچھا۔ "کیا آپ بھی میرے ساتھ چلیں گے"۔
حضرت کے اثبات پر دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگل میں جا پہنچے۔ وہاں آپ نے دیکھا کہ انتہائی قیمتی کپڑے کا ایک خیمہ ہے اور اُس کے چاروں طرف مسلح فوجی طواف کر کے واپس جا رہے ہیں۔ پھر علماء اور با حشمت افراد وہاں پہنچے اور خیمہ کے قریب کچھ کہہ کر رخصت ہو گئے۔ پھر حکماء اور میر منشی وغیرہ پہنچے اور کچھ کہہ کر چل دیئے پھر نہایت خوبرو کنیزیں زر و جواہر کے تھال سر پر رکھے ہوئے آئیں اور وہ بھی اسی طرح کچھ کہہ کر چلی گئیں۔ پھر بادشاہ اور وزیر بھی کچھ کہہ کر واپس ہو گئے۔ آپ نے حیرت زدہ ہو کر جب وزیر سے واقعہ معلوم کیا تو اس نے بتایا۔
"بادشاہ کا ایک خوبرو جوان بیٹا مر گیا تھا اور وہی اس خیمہ میں دفن ہے۔ چنانچہ آج کی طرح ہر سال یہاں تمام لوگ آتے ہیں۔ سب سے پہلے فوج آ کر کہتی ہے کہ اگر جنگ کے ذریعے تیری موت ٹل سکتی تو ہم جنگ کر کے تجھے موت کے ہاتھوں سے واپس لے لیتے مگر اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنا ممکن نہیں۔
اس کے بعد حکماء آ کر کہتے ہیں کہ اگر عقل و حکمت سے موت کو روکا جا سکتا تو ہم یقیناً روک لیتے۔ پھر علماء و مشائخ آ کر کہتے ہیں کہ اگر دعاؤں سے موت کو دفع کیا جا سکتا تو ہم دفع کر دیتے۔ پھر حسین کنیزیں آ کر کہتی ہیں کہ اگر حُسن و جمال سے موت کو ٹالا جا سکتا تو ہم ٹال دیتیں۔ پھر بادشاہ وزیر کے ساتھ آ کر کہتا ہے کہ اے میرے بیٹے! ہم نے حکماء اور اطباء کے ذریعے بہت کوشش کی لیکن تقدیرِ الٰہی کو کون مٹا سکتا ہے اور اب آئندہ سال تک تجھ پر ہمارا سلام ہو۔ یہ کہہ کر وہ واپس ہو جاتا ہے۔
حضرت حسن بصریؒ نے یہ واقعہ سُن کر قسم کھائی کہ زندگی بھر کبھی نہیں ہنسوں گا اور دنیا سے بیزار ہو کر فکرِ آخرت میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔

○

۱۱۷- حضرت حاتم اصمؒ نے لوگوں سے فرمایا۔
"اگر اہلِ دُنیا یہ پوچھیں کہ تم نے حاتم اصمؒ سے کیا حاصل کیا؟ تو یہ کبھی نہ کہنا کہ ہم نے

Marfat.com

اس سے علم و حکمت حاصل کیجیے بلکہ یہ کہنا کہ ہم نے صرف دو باتیں سیکھی ہیں۔
اوّل یہ کہ جو شے اپنے قبضہ میں ہو اس پر خوش رہو۔ دوم اس چیز کی توقع کبھی نہ رکھو جو اپنے قبضہ میں نہ ہو"۔
کسی تونگر نے آپ کو کچھ رقم دینے کی پیش کش کی تو آپ نے اُسے منع کرتے ہوئے فرمایا۔
"مَیں اس ڈر سے تم سے یہ رقم نہیں لیتا کہ تیری موت کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ سے یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ زمین کا رزاق تو مر گیا اس لیے اب تُو میری ضروریات پُوری کر"۔

○

۱۱۸۔ حضرت احمد حواریؒ کا اپنے پیر و مرشد حضرت سلیمان دارانیؒ سے یہ معاہدہ تھا کہ ہم دونوں کسی بات میں بھی ایک دوسرے سے اختلاف نہیں کریں گے۔
چنانچہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان دارانیؒ عالمِ وجد میں تھے کہ آپ نے احمد حواریؒ سے فرمایا۔
" کیا تنور گرم ہے"؟ پھر اسی وجدانی کیفیت میں آپ نے حضرت احمد حواریؒ سے فرمایا"۔ تم جا کر تنور میں بیٹھ جاؤ"۔
یہ معاہدہ کے مطابق فوراً جلتے تنور میں جا بیٹھے اور پھر کچھ دیر کے بعد جب حضرت سلیمانؒ کو یاد آیا کہ مَیں نے تو حالتِ وجد میں احمد حواری کو تنور میں بیٹھنے کو کہہ دیا تھا۔
اس بات کا خیال کرتے ہی آپ نے دیکھا تو احمد حواریؒ کو تنور میں بیٹھے پایا اور جب حضرت سلیمانؒ دارانیؒ کے کہنے پر باہر نکلے تو آگ نے آپ کے اُوپر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔

○

۱۱۹۔ جب حضرت احمد حضرویہؒ اپنی بیوی کے ہمراہ حضرت بایزیدؒ سے ملاقات کے لیے پہنچے تو آپ کی بیوی نے اُن سے نہایت بیباکانہ طور پر گفت گو کی اور ان کا طریقۂ گفت گو آپ کو سخت ناگوار گزرا اور آپ نے تنبیہہ کی کہ غیر مردوں سے بیباکانہ گفت گو زیب نہیں دیتی"۔
لیکن بیوی نے جواب دیا"۔ خواہشِ نفس کی تکمیل میں جس طرح آپ میرے رازداں ہیں اسی طرح حضرت بایزیدؒ خواہش طریقت میں میرے ہمراز ہیں اور انہی کی وجہ سے مجھے دیدارِ الٰہی نصیب ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ تو میری صحبت کے متمنّی رہتے ہیں اور وہ اس سے بے نیاز ہیں"۔

Marfat.com

ایک دن حضرت بایزیدؒ نے ان کے ہاتھ پر مہندی لگی دیکھ کر پوچھا ۔ " فاطمہ یہ مہندی کیوں لگائی ہے "۔

انہوں نے عرض کیا ۔ " اب تک آپ نے میرے ہاتھ اور مہندی پر نظر نہیں ڈالی تھی اس لیے مَیں آپ کے نزدیک بیٹھ جاتی تھی لیکن آج سے آپ کی صحبت میرے لیے ناجائز ہے "۔ اس کے بعد حضرت احمدؒ بیوی سمیت نیشاپور میں مقیم ہو گئے ۔

۱۲۰ ۔ حضرت ابو علی شفیق بلخیؒ ایک خاص واقعہ سے متاثر ہو کر تائب ہوئے تھے ۔ وہ واقعہ یہ تھا کہ جب آپ بغرضِ تجارت ترکی پہنچے تو وہاں کا ایک مشہور بُت کدہ دیکھنے پہنچ گئے اور وہاں ایک پجاری سے فرمایا ۔ "

" تجھے ایک قادر اور زندہ خدا کو نظر انداز کر کے ایک بے جان بُت کی پُوجا کرتے ہوئے ندامت نہیں ہوتی "۔

اُس نے جواب دیا " آپ جو حصولِ رزق کے لیے دُنیا بھر میں تجارت کرتے پھرتے ہیں ۔ اس سے ندامت نہیں ہوتی اور کیا آپ کا خالق گھر بیٹھے رزق پہنچانے پر قادر نہیں ہے "۔

بُت پرست کی بات دل پر اثر کر گئی ۔ آپ اُسی وقت وطن واپس چل پڑے ۔ راستے میں کسی نے آپ سے آپ کا پیشہ دریافت کیا ۔

آپ نے فرمایا " مَیں تجارت کرتا ہوں "۔

اس نے آپ کی اس بات پر آپ کو طعنہ دیتے ہوئے کہا ۔ " آپ کے مقدر کا جو کچھ ہے وہ تو گھر بیٹھے بھی میسر آسکتا ہے لیکن مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید آپ خدا پر شاکر نہیں ہیں "۔

اس واقعہ سے آپ اور زیادہ متاثر ہوئے اور جب گھر پہنچے تو معلوم ہُوا کہ شہر کے ایک سردار کا کُتا گم ہو گیا ہے اور شبہ میں آپ کے ہمسایہ کو گرفتار کر لیا گیا ہے ۔ چنانچہ آپ نے سردار کو یقین دلا کر کہ تمہارا کتا تین یوم کے اندر اندر مل جائے گا اپنے ہمسایہ کو رہا کرا لیا اور جس نے کُتا چوری کیا تھا وہ تیسرے دن آپ کے پاس کُتا لے کر پہنچ گیا ۔ اس پر آپ نے سردار کے ہاں کُتا بھجوانے کے بعد دُنیا سے کنارہ کشی کر لی ۔

Marfat.com

۱۲۱ - حضرت داؤد طائیؒ کے تائب ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ کسی گویئے نے آپ کے سامنے مندرجہ ذیل شعر پڑھا۔

(ترجمہ) کون سا چہرہ خاک میں نہیں ملا اور کون سی آنکھ زمین پر نہیں بہی

یہ سن کر عالم بے خودی میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں پہنچ گئے اور اپنا پورا واقعہ بیان کر کے کہا۔ "میری طبیعت دنیا سے اُچاٹ ہو چکی ہے اور ایک نا معلوم سی شے قلب کو مضطرب کیے ہوئے ہے"۔

یہ سن کر امام صاحبؒ نے فرمایا۔ "گوشہ نشینی اختیار کر لو"۔

چنانچہ اُسی وقت سے آپ گوشہ نشین ہو گئے پھر کچھ عرصہ کے بعد امام صاحبؒ نے فرمایا۔

"اب یہ بہتر ہے کہ لوگوں سے رابطہ قائم کر کے ان کی باتوں پر صبر وضبط سے کام لو"۔

چنانچہ ایک برس تک تعمیل حکم میں بزرگوں کی صحبت میں رہ کر ان کے اقوال سے بہرہ ور ہوئے لیکن خود ہمیشہ خاموش رہتے تھے۔

○

۱۲۲ - حضرت ابو سلیمان دارانیؒ نے لوگوں سے فرمایا "احتلام بھی ایک قہر ہے جو شکم سیری کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ شکم سیری چھ اور خرابیوں کو جنم دیتی ہے۔ اول عبادت میں دل نہ لگنا۔ دوم حکمت کی باتیں یاد نہ رہنا۔ سوم شفقت کرنے سے محروم ہو جانا۔ چہارم عبادت کا بارِ خاطر بن جانا۔ پنجم خواہشات نفسانی میں اضافہ ہو جانا۔ ششم پاخانہ سے اتنی مہلت نہ ملنا جو مسجد میں جا کر عبادت کر سکے۔

○

۱۲۳ - انتقال کے وقت لوگوں نے حضرت سلیمان دارانیؒ سے عرض کیا۔ "آپ اس خدا کے پاس جا رہے ہیں جو غفور الرحیم ہے۔ لہٰذا ہمیں کوئی بشارت دے دیجئے"۔ آپ نے فرمایا۔ "میں تو اس خدا کے پاس جا رہا ہوں جو گناہِ صغیرہ پر محاسبہ کرتا ہے اور گناہِ کبیرہ پر سزا دیتا ہے"۔ اتنا کہنے کے بعد آپ نے انتقال فرمایا۔

○

۱۲۴ - حضرت مالک دینارؒ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ایک دن حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ لوگوں کی تباہی کس چیز میں پوشیدہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ کہ مُردہ دلی میں ہے

Marfat.com

مَیں نے پوچھا۔ ”مُردہ دلی کا کیا مطلب ہے ؟“
حضرت نے فرمایا۔ ”دُنیا کی جانب راغب ہو جانا مُردہ دلی ہے۔“

○

۱۲۵۔ ایک مرتبہ حضرت حبیب عجمیؒ کسی کونے میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے کہ جس کا قلب تجھ سے مسرور نہ ہو، اس کو کوئی مسرّت حاصل نہیں ہوئی اور جس کو تجھ سے اُنس نہ ہو، اس کو کسی سے اُنس نہ ہو۔“

لوگوں نے پوچھا۔ ”جب آپ گوشہ نشین ہو کر دُنیا کی تمام باتوں سے الگ ہو چکے ہیں تو یہ بتایئے کہ رضا کس شئے میں ہے ؟“

آپ نے فرمایا، ”رضا تو صرف اسی قلب کو ہے جس میں کوئی کدورت نہ ہو۔“

○

۱۲۶۔ ایک دن حضرت محمد سماکؒ اور حضرت ذوالنونؒ حضرت رابعہ بصریؒ کے یہاں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں حضرت عتبہؒ بھی نیا لباس زیب تن کیے اور اکڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ حضرت سماکؒ نے پوچھا۔ ”یہ آج کیسی چال چل رہے ہو ؟“

حضرت عتبہ بن غلامؒ نے فرمایا۔ ”میرا نام غلام جبّار ہے اسی لیے اکڑ کر چل رہا ہوں۔“ یہ کہتے ہی غش کھا کر زمین پر گر گئے اور جب لوگوں نے پاس جا کر دیکھا تو آپ کو مردہ پایا اس کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کا نصف چہرہ سیاہ پڑ گیا ہے اور آپ سے جب اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا۔

” ایک مرتبہ دورِ طالبِ علمی میں بڑے داڑھی مونچھوں والے ایک خوب صورت لڑکے کو غور سے دیکھا تھا۔ چنانچہ جب مرنے کے بعد مجھے جنّت کی جانب لے جایا جا رہا تھا تو جہنم پر سے گذرتے ہوئے ایک سانپ نے میرے رخسار پر کاٹتے ہوئے کہا۔ کہ بس ایک نظر دیکھنے کی یہ سزا ہے اور اگر تُو کبھی اس لڑکے کو زیادہ توجہ سے دیکھتا تو میں بھی تجھے بہت زیادہ اذیت پہنچاتا۔

۱۲۷۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک مرتبہ قسم کھائی کہ وہ پیدل حج کو جائے گا اور جب حج کے دن قریب آئے تو عراق سے بیت اللہ تک نہایت قیمتی بیش قیمت مخملی فرش بچھائے

Marfat.com

گئے۔ اس پر خلیفہ پا پیادہ چلا۔ جب وہ چلتے چلتے تھک گیا تو ایک مقام پہ ایک میل کے سہارے بیٹھ گیا۔ اسی حالت میں تھا کہ سعدون مجنونؒ کا اس طرف گذر ہوا اور خلیفہ سے ملا۔

سعدونؒ نے چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا۔ "مان لے اور فرض کر لے کہ دُنیا تیرے موافق ہے۔ لیکن کیا حاصل کیا موت نہ آئے گی۔ پس تو دُنیا کو کیا کرلے گا تجھے تو ایک میل ہی کافی ہے۔ اے طالبِ دُنیا خبردار ہو۔ دُنیا کو اپنے دشمن کے لیے چھوڑ دے۔ جس طرح زمانہ نے تجھے ہنسایا، اسی طرح یہ زمانہ ایک دن تجھے رُلائے گا۔"

ہارون الرشید نے جب یہ اشعار سُنے۔ ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوکر گر پڑا اور اتنی دیر بے ہوش رہا کہ تین نمازیں فوت ہوگئیں۔

جب ہوش آیا تو حضرت سعدونؒ کو تلاش کروایا۔ مگر ان کا کہیں پتہ نہ ملا۔

⊙

۱۲۸۔ کسی شخص نے حضرت ذوالنون مصریؒ کو اطلاع دی کہ فلاں مقام پہ ایک نوجوان عابد ہے۔ اس اطلاع پر جب آپ اس سے نیاز حاصل کرنے پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک درخت پر اُلٹا لٹکا ہوا۔ اپنے نفس سے مسلسل یہ کہہ رہا ہے کہ جب تک عبادتِ الٰہی میں میری ہمنوائی نہیں کرلے گا۔ میں تجھے یوں ہی اذیت دیتا رہوں گا حتیٰ کہ تیری موت واقع ہوجائے۔

یہ واقعہ دیکھ کر آپ کو اس پہ ایسا ترس آیا کہ رونے لگے اور جب عابد نوجوان نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ جو ایک بے حیا معصیت کار پر ترس کھا کر رو رہا ہے۔" یہ سُن کر آپ نے اس کے سامنے جا کر سلام کیا اور حال احوال پوچھا۔

اس پر اس نے حضرت ذوالنون مصری کو بتایا۔ "چوں کہ یہ بدن عبادتِ الٰہی پر آمادہ نہیں ہے۔ اس لیے یہ سزا دے رہا ہوں۔"

آپ نے کہا۔ "مجھے تو یہ گمان ہوا کہ شاید تم نے کسی کو قتل کر دیا ہے یا کوئی گناہِ عظیم سرزد ہوگیا ہے۔"

اس نے جواب دیا۔ "تمام گناہ مخلوق سے میل جول کی وجہ سے جنم لیتے ہیں۔ اس

Marfat.com

لیے مَیں مخلوق سے رسم و راہ کو بڑا گناہ تصوّر کرتا ہوں"۔
آپ نے فرمایا۔ "تم تو واقعی بہت بڑے زاہد ہو"۔
اُس نے جواب میں کہا۔ "اگر تم کسی بڑے زاہد کو دیکھنا چاہتے ہو تو سامنے کے پہاڑ پر جا کر دیکھو"۔
چنانچہ اُس کے کہنے پر جب آپ پہاڑ پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک نوجوان، جس کا ایک پیر کٹا ہُوا باہر پڑا تھا اور جسم بھی کیڑوں کی خوراک بنا ہُوا تھا۔ آپ نے اس سے اس صورتِ حال کے بارے میں پُوچھا تو وہ نوجوان بولا۔
"ایک دِن میں اسی جگہ مصروفِ عبادت تھا کہ ایک خوب صورت عورت سامنے سے گزری جس کو دیکھ کر مَیں فریبِ شیطانی میں مُبتلا ہُوا، اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ اس وقت مجھے یہ ندا سُنائی دی کہ اے بے غیرت! تیس سال خدا کی عبادت و اطاعت میں گزار کر آج شیطان کی عبادت کرنے چلا ہے۔ لہٰذا مَیں نے اُسی وقت اپنا ایک پیر قطع کر دیا کہ گناہ کے لیے پہلا قدم اسی پیر سے بڑھایا تھا۔ اب آپ ہی بتائیے کہ آپ مجھ جیسے گناہ گار کے پاس کیوں آئے ہیں اور اگر واقعی آپ کو کسی بڑے زاہد کی جستجو ہے، تو اس پہاڑ کی چوٹی پر چلے جائیے"۔
لیکن جب پہاڑ کی بلندی کی وجہ سے آپ کا اُوپر پہنچنا ناممکن ہو گیا تو اس نوجوان نے خود ہی اُس بزرگ کا قِصّہ شروع کر دیا۔ اُس نے بتایا۔
"پہاڑ کی چوٹی پر جو بزرگ ہیں، اُن سے ایک دِن کسی نے یہ کہہ دیا کہ روزی محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ بس اس دن سے اُنہوں نے یہ عہد کر لیا کہ جس روزی میں مخلوق کا ہاتھ ہو گا وہ مَیں استعمال نہیں کروں گا اور جب بغیر کچھ کھائے چند دن گزر گئے، تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیّوں کو حکم دے دیا کہ ان کے گِرد جمع ہو کر انہیں شہد مہیّا کرتی رہیں۔ چنانچہ ہمیشہ وہ شہد ہی استعمال کرتے ہیں"۔
یہ سُن کر حضرت ذوالنوّن نے درسِ عبرت حاصل کیا اور اُسی وقت سے ریاضت و عبادت میں مصروف ہو گئے۔

⊙

۱۲۹ - ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ کسی بزرگ سے نیاز حاصل کرنے پہنچے۔ جس

Marfat.com

جس وقت آپ اُن کے نزدیک جا بیٹھے تو دیکھا کہ انھوں نے قبلہ کی جانب تھوک دیا۔ یہ دیکھ کر آپ ملاقات کیے بغیر واپس آگئے اور لوگوں سے فرمایا "اگر وہ بزرگ مدارجِ طریقت کو جانتا تو شریعت کے منافی کام نہ کرتا۔"

آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ مسجد جاتے وقت راستے میں بھی نہ تھوکتے۔ سفرِ حج میں چند قدموں کے بعد آپ نماز ادا کرتے ہوئے فرماتے کہ بیت اللہ دنیاوی بادشاہوں کا دربار نہیں جہاں انسان ایک دم پہنچ جائے۔

اسی احترام کی بدولت آپ بارہ سال کے بعد مکّہ معظمہ پہنچے۔

○

۱۲۰۔ ایک دفعہ کوئی درویش حضرت شاہ رکن عالمؒ کی، جو کہ حضرت زکریا ملتانیؒ کے پوتے تھے شہرت سن کر خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے چہرے پر نور دیکھ کر اس نے اپنے دل میں سوچا کہ اس کا راز آپ کی غذا میں پوشیدہ ہے۔ اُس نے فیصلہ کیا کہ میں آپ سے وہی غذا طلب کروں گا جو آپ خود کھاتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی خانقاہ میں درویشوں کے لیے جو غذا مہیا کی جاتی تھی۔ وہ کسی امیر کے دسترخوان پر بھی نہ ہوتی تھی۔ درویش نے یہ غذا کھانے سے انکار کر دیا اور اصرار کیا کہ میں وہی غذا کھاؤں گا جو شاہ صاحبؒ کھاتے ہیں۔ لوگوں نے اس کو بہت سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔

آخر شاہ رکنِ عالمؒ کو اطلاع دی گئی اور انھوں نے اپنے دسترخوان سے اُس کے لیے کھانا بھجوایا۔ درویش یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس میں جَو کی روٹیاں اور بے نمک سبزی کے سوا کچھ نہ تھا۔ وہ یہ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا اور تنہائی میں جا کر حضرت سے معافی مانگی۔

○

۱۲۱۔ بیٹ سے کہ در لعل حسین میں دربار حضرت لعل حسینؒ کا ہے۔

حضرت لعل حسینؒ کا واقعہ ہے کہ دریائے سندھ میں طغیانی آئی ہوئی تھی۔ اس علاقہ کا دریا میں غرق ہونے کا خطرہ تھا۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اب دریائے سندھ سخت جوش میں ہے۔ کیا کیا جائے، توجّہ فرمائیں۔ اس پر

Marfat.com

آپ دریائے سندھ کے کنارے تشریف لے گئے اور ایک لکڑی کا ٹکڑا زمین میں گاڑ دیا پھر دُعا کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہ دریا کی حد ہے۔ آئندہ اس جگہ سے آگے دریائے سندھ نہیں بڑھے گا۔"

آپ کی زبان کا یہ اثر ہوا کہ کروڑ لعل عیسٰن کا شہر بالکل دریائے سندھ کے کنارے پر ہے لیکن آج تک اس جگہ سے دریائے سندھ نے تجاوز نہیں کیا۔

○

۱۳۲۔ ایک مرتبہ سخت قحط پڑ گیا جس پر لوگوں نے حضرت لعل حسینؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بارش کے لیے دعا کرنے کے لیے عرض کیا۔

آپ نے دُعا فرمائی، خوب بارش ہوئی۔ پھر لوگوں نے شکایت کی کہ اب گندم کا بیج نہیں ہے۔ کیا بوئیں فصل کیسے ہوگی۔"

آپ نے فرمایا۔" بھوسہ زمین میں ڈال دو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گندم کے بیج کا کام دے گا۔"

اس پر لوگوں نے واقعی گندم کا بھوسہ زمین میں ڈال دیا۔ گندم خوب ہوئی اور قحط سالی کا خاتمہ ہو گیا۔

○

۱۳۳۔ ایک دفعہ حضرت احمد خضرویہؒ کسی بزرگ کی خانقاہ میں بوسیدہ لباس پہنے ہوئے پہنچے۔ تو وہاں کے لوگوں نے آپ کو حقارت سے دیکھا لیکن آپ خاموش رہے۔

پھر ایک مرتبہ کنوئیں میں ڈول گر گیا۔ تو آپ نے اُنہیں بزرگ کے یہاں جا کر کہا کہ دُعا فرما دیجئے کہ ڈول کنوئیں سے باہر آجائے۔"

یہ سُن کر وہ بزرگ حیرت زدہ رہ گئے لیکن آپ نے فرمایا۔ اگر اجازت ہو تو میں خود دُعا کر دوں۔"

چنانچہ اجازت کے بعد جب آپ نے دُعا فرمائی تو ڈول خود بخود کنوئیں سے باہر آگیا۔ یہ دیکھ کر ان تمام لوگوں نے آپ کی تعظیم کی تو آپ نے فرمایا۔

"اپنے مُریدوں کو ہدایت فرمادیں کہ مسافر کو تحقیر کی نظر سے نہ دیکھا کریں۔"

○

Marfat.com

۱۲۴۔ حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ کا حافظہ بہت اچھا تھا۔ ایک مرتبہ جو بات سن لیتے وہ دل میں اتر جاتی۔ ابتدائی عمر میں ہی آپ نے تمام علوم حاصل کر لیے۔ آپ بڑے بڑے مسائل منٹوں میں حل کر دیتے تھے۔

ایک دن اچانک حضرت بوعلی قلندرؒ کی طبیعت میں انقلاب آ گیا۔ حاضرین معمول کے مطابق مجلس میں حاضر تھے مگر آپ نے کسی سے کوئی بات نہ کی۔ لوگ حیران تھے کہ آپ تو بہت بامروّت ہیں۔ اب یکایک کیوں بے رخی سے پیش آ رہے ہیں۔ جب آپ سے اس خاموشی اور بے مروّتی کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا۔

"یہ ہجوم کیسا ہے؟ لوگ کیوں کھڑے ہیں؟ جلتے کیوں نہیں، ہر طرف آگ ہی آگ ہے"۔

پھر آپ نے تمام کتابیں اپنے سر پر رکھیں اور انہیں دریا میں بہا کر کہا۔ "میں نے اپنی عقل کا سرمایا غرق کر دیا علم کی محفل بکھر گئی"۔

یہ کہہ کر آپ دریا کے پانی میں اتر گئے۔ آپ نے دریا میں کھڑے ہو کر طویل چلہ کشی کی۔ یہاں تک مچھلیاں آپ کے پاؤں کا گوشت بھی کھا گئیں۔

○

۱۲۵۔ ہند کا بادشاہ غیاث الدین تغلق حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے پرخاش رکھتا تھا۔ اس عقل کے اندھے بادشاہ نے بنگال کی جنگ پر روانہ ہوتے ہوئے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو حکم بھجوایا۔

"نظام الدینؒ! میرے بنگال سے لوٹنے سے پہلے تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو دہلی چھوڑ دے۔ ورنہ تجھے ایسی سزا دوں گا کہ ہندوستان کے لوگ قیامت تک یاد رکھیں گے"۔

حضرتؒ نے بادشاہ کا حکم نامہ پڑھ کر اس کی پشت پر لکھا۔ "ہنوز دلی دور است (ابھی دلی دور ہے)

بنگال کی بغاوت کچلنے کے بعد غیاث الدین تغلق واپس لوٹا تو دہلی میں فتح کا جشن منانے کے لیے جونا خاں نے جمنا کے کنارے ایک محل تعمیر کروایا۔

جوں جوں بادشاہ دہلی کے قریب آ رہا تھا حضرت کے مریدوں کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ مگر آپ مسکرا کر بار بار یہی کہتے رہے "ہنوز دلی دور است"۔

غیاث الدین تغلق جشن میں شرکت کے لیے محل میں داخل ہوا ہی تھا کہ اچانک پورا محل

Marfat.com

دھڑام سے گر پڑا۔ بادشاہ اور اس کے ساتھی ملبے میں دب کر مر گئے۔

○

۱۳۶۔ ایک دفعہ رات کے وقت حضرت احمد خضرویہؒ کے ہاں چور آ گیا۔ چور کو گھر میں کوئی شے نہ ملی۔ جب وہ خالی ہاتھ جانے لگا تو آپ نے فرمایا۔
"میرے ساتھ رات بھر عبادت کرو اور اس عبادت کا جو کچھ صلہ مجھ کو ملے گا وہ میں تمہیں عطا کر دوں گا۔"
چنانچہ وہ چور رات بھر آپ کے ہمراہ عبادت کرتا رہا اور صبح کو جب کسی دولت مند نے بطور نذرانہ سو دینار بھیجے تو آپ نے وہ سارے دینار چور کو دیتے ہوئے فرمایا۔
"یہ تو صرف ایک شب کی عبادت کا معاوضہ ہے۔"
یہ سنکر چور نے کہا۔ "لعنت ہے میری زندگی پر۔ میں نے آج تک اُس خدا کو فراموش کیے رکھا جس کی ایک رات عبادت کرنے کا صلہ یہ ملتا ہے۔"
پھر اس چور نے ہمیشہ کے لیے توبہ کی اور آپ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گیا۔

○

۱۳۷۔ ابوالحسن سراجؒ کہتے ہیں کہ میں بیت اللہ کا حج کرنے کے لیے اپنے گھر سے چلا۔ راستہ میں ایک خوب صورت عورت جس کے حسن و جمال نے ایک عالم کو روشن کیا ہوا تھا نظر پڑی۔ "خدا کی قسم آج تک کہیں ایسی حسین و جمیل عورت نظر نہیں آئی۔ شاید یہ حسن و جمال بے فکری کی وجہ سے ہے۔"
میری یہ بات اُس عورت نے سن لی اور بولی۔ "اے مرد! تُو نے یہ کیا کہا۔ خدا کی قسم میں غموں سے جکڑی ہوئی ہوں۔ دل فکروں سے زخمی ہے۔ اس غم میں میرا کوئی شریک نہیں۔"
میں نے پوچھا۔ "وہ غم کیا ہے؟"
اس نے بتایا "میرے شوہر نے ایک بکری قربانی کی ذبح کی۔ اس وقت میرے دو چھوٹے لڑکے آپس میں کھیل رہے تھے۔ ایک چھوٹا بچہ شیرخوار میری گود میں تھا۔ میں کھانا پکانے اُٹھی۔ بڑے لڑکے نے چھوٹے سے کہا۔ "آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ ہمارے باپ نے بکری کے ساتھ کیا سلوک کیا۔" چھوٹے نے کہا۔ "ضرور بتاؤ۔"

Marfat.com

اس پر بڑے لڑکے نے چھوٹے لڑکے کو پچھاڑ کر ذبح کر ڈالا اور خود پہاڑ پر بھاگ گیا۔ وہاں اس کو بھیڑیے نے پھاڑ ڈالا۔ اس کا باپ اس کی تلاش میں گیا، وہ شدتِ پیاس سے مر گیا۔ چھوٹے بچے کو چولھے کے پاس چھوڑ کر میں دروازے تک گئی کہ دیکھوں وہ کہاں گیا ہے، ہانڈی چولھے پر تھی، چھوٹے بچے نے گرم ہانڈی اپنے اوپر انڈیل لی اور وہ بھی جل کر مر گیا۔ یہ خبر میری بڑی لڑکی کو جو اپنے شوہر کے پاس تھی پہنچی، وہ سنتے ہی پچھاڑ کھا کر زمین پر گری اور مر گئی۔ زمانے نے مجھے تنہا کر کے چھوڑ دیا۔"

پھر میں نے اس سے پوچھا۔ "تو ان بڑی مصیبتوں پر کیسے صبر کرتی ہے؟"

اُس نے جواب دیا۔ "کوئی ایسا نہیں جو صبر اور گھبراہٹ میں فرق محسوس کرے اور اس کو ان دونوں کے درمیان راہ نہ مل جائے۔ صبر کا انجام نیک ہے اور گھبرانے والے کو کچھ عوض نہیں ملتا۔"

یہ کہہ کر وہ عورت چلی گئی۔

⊙

۱۴۸۔ حضرت خضرؑ فرماتے ہیں۔ "ایک ابدال نے مجھ سے پوچھا۔" آپ نے کسی ایسے خدا کے ولی کو دیکھا جو آپ سے درجہ میں بڑا ہو"۔

اُس نے جواب دیا۔ "ہاں، میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں گیا وہاں شیخ عبدالرزاقؒ کو دیکھا۔ ان کے گرد ایک گروہ بیٹھا حدیثِ پاک سُن رہا تھا اور مسجد شریف کے ایک کونے میں ایک جوان زانوؤں میں سر دیئے بیٹھا تھا۔

مَیں اس سے کہا۔ "اے جوان! کیا تم نہیں جانتے کہ لوگ شیخ عبدالرزاق سے حدیثِ پاک سُن رہے ہیں تم اُن کے ساتھ کیوں نہیں سُنتے۔"

اس جوان نے میرے کہنے کی کچھ پرواہ نہیں کی اور نہ سر اُٹھایا اور کہا۔" وہاں وہ لوگ ہیں جو عبدالرزاقؒ سے حدیث سُنتے ہیں اور یہاں وہ لوگ ہیں جو رزاق سے سُنتے ہیں، نہ کہ اس کے بندے سے"

مَیں نے کہا۔ "اگر تمہارا کہنا سچ ہے تو بتاؤ مَیں کون ہوں۔"

اس جوان نے سر اُٹھا کر کہا۔ "اگر فراست وسمجھ مومن کی سچ ہے۔ تو آپ خضرؑ ہیں۔" اس پر مَیں نے اپنے جی میں کہا کہ اللہ کے دوست بھی ہیں جن کو بوجہ اُن کے

Marfat.com

عالی مرتبہ ہونے کے میں نہیں پہچانتا "

⊙

۱۳۹-ایک مرتبہ حاجی امداد اللہؒ کے ہاں بہت سے مہمان آگئے - کھانا کم تھا - حضرت نے اپنا رومال بھیج دیا کہ اس سے کھانے کو ڈھانک دو - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا - اس سے کھانے میں ایسی برکت ہوئی کہ سب نے کھانا کھا لیا اور کھانا بچ بھی گیا -

حضرت حافظ ضامنؒ کو آپ کی اس کرامت کا علم ہوا تو عرض کیا کہ حضرت آپ کا رومال سلامت چاہیئے، اب قحط کیوں پڑے گا؟

حضرت شرمندہ ہوگئے اور فرمایا - " واقعی غلطی ہوگئی توبہ کرتا ہوں پھر ایسا نہ ہوگا "

⊙

۱۴۰ - ایک مدت تک مولانا رومؒ کو شمس تبریزؒ کی جدائی نے بے قرار و بے تاب رکھا - ایک دن اسی جوش و خروش کی حالت میں گھر سے نکلے - راستے میں شیخ صلاح الدین زرکوب کی دکان تھی وہ چاندی کے ورق کوٹ رہے تھے -

مولانا پر ہتھوڑے کی آواز نے سماع کا اثر پیدا کیا - وہیں کھڑے ہوگئے اور وجد کی حالت طاری ہوگئی - شیخ صلاح الدین مولانا کی حالت دیکھ کر اسی طرح ورق کوٹتے رہے یہاں تک کہ بہت سی چاندی ضائع ہوگئی لیکن انھوں نے ہاتھ نہ روکا -

آخر شیخ زرکوب باہر نکل آئے - مولانا نے ان کو آغوش میں لے لیا اور اس جوش و مستی میں دوپہر سے عصر تک یہ شعر گاتے رہے -

یکے گنجے پدید آمد ازین کان زرکوبی

زہے صورت زہے معنی زہے خوبی زہے خوبی

(ترجمہ)

شیخ صلاح الدین نے وہیں کھڑے کھڑے دکان لٹا دی اور دامن جھاڑ کر مولانا کے ساتھ ہوگئے

⊙

۱۴۱ - ایک دفعہ جاڑوں کے موسم میں حضرت مولانا رومؒ حسام الدین چلپی کے پاس گئے -

Marfat.com

چونکہ رات کافی بیت چکی تھی اور دروازے بھی بند تھے۔ اس لیے آپ نے اس خیال سے کہ لوگوں کو زحمت نہ ہو، وہیں ٹھہر گئے۔ برف گر کر سر پر جمتی رہی مگر آپ نے دروازہ نہ کھٹکھٹایا۔ صبح کو دروازہ کھلا تو آپ کو برف میں دیکھا۔ حسام الدین کو خبر کی گئی۔ وہ دوڑے ہوئے آئے اور پاؤں پر گر پڑے اور رونے لگے۔

مولانا نے اُنہیں گلے سے لگالیا اور تسلی دی۔ حضرت مولانا رومؒ ایسے اخلاق اور وضع کے بزرگ تھے۔

⊙

۱۴۲۔ ایک دفعہ حضرت مولانا رومؒ بازار میں جا رہے تھے۔ لڑکوں نے دیکھا تو ہاتھ چومنے کے لیے بڑھے۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ لڑکے ہر طرف سے آتے اور ہاتھ چومتے جاتے مولانا بھی ان کی دلداری کے لیے اُن کے ہاتھ چومتے۔

ایک لڑکا کسی کام میں مشغول تھا۔ اُس نے کہا "مولانا! ذرا ٹھہریئے میں کام سے فارغ ہو لوں"۔

مولانا اس وقت تک وہیں کھڑے رہے۔ جب تک لڑکا اپنے کام سے فارغ نہ ہوگیا جب وہ فارغ ہوا تو اس نے آگے بڑھ کر دست بوسی کی عزّت حاصل کی۔

⊙

۱۴۳۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ کوفہ کی جامع مسجد میں تین دن رہا۔ ان تین دنوں میں نہ میں نے کچھ کھایا اور نہ ہی کچھ پیا۔ بھوک اور پیاس نے مجھے شکستہ حال کر دیا۔ اسی حالت میں بیٹھا تھا کہ ایک دیوانہ مسجد کے دروازے سے نمودار ہوا۔ اُس نے اپنے ایک ہاتھ میں بڑا پتھر پکڑ رکھا تھا۔ اور گلے میں طوق پڑا تھا۔

لڑکے اُس کے گرد تھے۔ وہ دیوانہ مسجد میں چکّر کاٹنے لگا۔ جب وہ میرے سامنے آیا تو مجھے گھورنے لگا۔ میں اپنے جی میں گھبرایا اور دل میں کہا۔

"خداوندا! آپ نے مجھے بھوکا بھی رکھا اور پھر ایسے شخص کو مجھ پر مسلّط کر دیا جو مجھے قتل بھی کر سکتا ہے"۔

میں اسی سوچ میں تھا کہ دیوانے نے میری جانب دیکھتے ہوئے یہ شعر پڑھا۔

(ترجمہ) تجھ میں صبر کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اے کاش مجھے خبر ہوتی کہ تیرے صبر کا

Marfat.com

کوئی اختتام بھی ہے۔"
یہ سن کر میرے ہوش ٹھکانے لگے اور میرا گھبرانا جاتا رہا۔ میں نے اُس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔
"اے مخدوم! اگر امید نہ ہوتی، تو میں صبر نہ کرتا۔"
اُس نے کہا۔ "تیری اُمید کی جائے قرار کہاں ہے؟"
میں نے جواب میں کہا۔ "میری اُمید کی جائے قرار وہی ہے جہاں عارفین کے انکار قرار پاتے ہیں۔"
وہ بولا۔ "اے فضیل! تم نے خوب کہا۔ بے شک عارفین کے قلوب کی آبادی افکار ہیں اور حزن و غم اُن کے اوطاق۔ میں نے اُس حزن کو پہچان کیا ہے۔ اس لیے اس سے اُنس حاصل کیا ہے۔ عارفین ہی کے عقول صحیح اور اُن کے دل انوارِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے اور اُن کی ارواح ملکوتِ اعلیٰ میں معلق ہیں"۔
حضرت فضیل فرماتے ہیں کہ اُن کے مستانہ کلام نے مجھے ایسا بے خود بنا دیا کہ اس دن میں متواتر بے آب و دانہ پڑا رہا۔
"اُسے بڑی خوش حالی نصیب ہو جو مخلوق سے وحشت پکڑے اور حق سے اُنس حاصل کرے۔"

○

۱۴۴۔ ایک مرتبہ حضرت عثمان حیریؒ اپنے مُریدوں کے ہمراہ بازار میں تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے اپنے مکان کی چھت سے راکھ پھینکی جو پوری کی پوری آپ پر پڑی۔ یہ دیکھ کر مُریدوں نے بہت پیچ و تاب کھائے۔
مگر آپ نے فرمایا۔ "یہ بہت قابلِ شکر امر ہے کہ جو سر آگ کا سزاوار تھا اس پر صرف راکھ ہی پڑی"۔

○

۱۴۵۔ محمدؒ بن صباح فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم بصرہ میں تھے کہ وہاں بارش نہ ہوئی۔ اس پہ بصرہ والے دُعائے باراں کے لیے شہر سے نکل کر جنگل میں آئے۔ جنگل میں پہنچ کر کیا دیکھتے ہیں کہ سعدون مجنونؒ سرِ راہ بیٹھے ہیں۔ جب اُنہوں نے لوگوں کا

Marfat.com

ہجوم دیکھا تو اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو؟
مَیں نے آگے بڑھ کر کہا۔" بارش کی دُعا کے لیے "۔
اس پر انہوں نے مجھ سے پوچھا۔" کیا کدورتِ ارضی اور نفرت سے پاک دِلوں کے ساتھ آئے ہو یا خالی دِلوں کے ساتھ۔"
مَیں نے جواب دیا۔" ہم کدورت ارضی اور نفرت و حقارت سے پاک دِلوں کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں"۔
آپ نے فرمایا۔" اگر یہ بات ہے تو بیٹھو اور دُعا کرو"۔
اس پر ہم سب بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کرنے لگے۔ دُعا کرتے کرتے دن چڑھ آیا۔ دھوپ چمکنے لگی، کہیں ابر کا نام و نشان تک نظر نہ آیا۔ بلکہ آسمان پہلے سے بھی زیادہ صاف دکھائی دینے لگا۔ سورج کی تیزی بڑھ گئی۔ سعدونؒ نے یہ حالت دیکھ کر ہماری طرف دیکھا۔ پھر فرمایا۔
" ارے بے ہودہ لوگو! اگر تمہارے دِل کدورتِ ارضی اور نفرت و حقارت سے پاک ہوتے تو کیا اب تک بارش نہ ہو جاتی "۔
اس کے بعد آپ خود اُٹھے، وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ نماز پڑھنے کے بعد آسمان کی جانب کچھ دیکھ کر فرمایا جسے مَیں مطلق نہ سمجھا۔
خدا کی قسم سعدون نے ابھی اپنا کلام ختم بھی نہ کیا تھا کہ بادل گرجا، بجلی چمکی اور خوب زور سے بارش ہو گئی۔ پھر ہم نے سعدونؒ سے دریافت کیا کہ آپ نے آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے کیا کہا تھا"۔
آپ نے فرمایا۔" ہم نے جو کچھ بھی کہا اور کیا محض اپنے ربّ پر توکّل کرتے ہوئے کہا اور کیا"۔

○

۱۴۷۔ ایک دفعہ حضرت ذوالنون مصریؒ نے حضرت بایزید بسطامیؒ کی خدمت میں جائے نماز ارسال کی۔ آپ نے وہ جائے نماز یہ کہہ کر واپس کر دی کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں البتہ ایک مسند کی ضرورت ہے۔ اس بات سے آپ کا یہ مقصد تھا۔ کہ مجھے نماز معاف ہو چکی ہے۔ اس پر حضرت ذوالنون مصریؒ نے آپ کو نفیس قسم

Marfat.com

پر جا بیٹھا اور پیالیاں غالب ہو گئیں۔
یہ دیکھ کر آپ نے بھی اُسی دن سے توکل پر کمر باندھ لی اور یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے کو کبھی تکلیف نہیں ہوتی۔

○

۱۵۲ - حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے ایک اور بھی بھائی تھے۔ اگر آپ رات کو عبادت میں مشغول ہوتے تو دوسرے بھائی پوری رات اپنی ماں کی خدمت گزاری کرتے رہتے۔ ایک دن جب دوسرے بھائی کا نمبر ماں کی خدمت کرنے کا تھا تو اُس نے آپ سے کہا۔
"اگر آپ آج میرے بجائے والدہ کی خدمت میں رہ جائیں تو میں رات بھر عبادت کر لوں"۔
چنانچہ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور خود والدہ مبارک کی خدمت میں رہے لیکن اُسی شب عبادت کے دوران آپ کے بھائی نے یہ ندا سنی "ہم نے تمہارے بھائی کی مغفرت کرنے کے ساتھ تمہیں بھی اُن کے طفیل میں بخش دیا"۔
یہ سُن کر انہیں سخت حیرت ہوئی اور خدا سے عرض کیا "یا اللہ! میں تو تیری عبادت کر رہا ہوں اور وہ ماں کی خدمت گذاری میں ہے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ میری مغفرت کی بجائے اس کی مغفرت کر کے مجھے اس کا طفیلی بنایا گیا۔
ندا آئی "ہمیں تیری عبادت کی حاجت نہیں بلکہ محتاج ماں کی خدمت کرنے والے کی اطاعت ہمارے لیے خوشی کا سبب ہے"۔

○

۱۵۳ - حضرت شیخ ابوبکر کتانیؒ فرماتے ہیں۔ "میں نے خواب میں ایک خوب صورت شخص سے پوچھا" تو کون ہے؟"
اُس نے جواب دیا۔ "میرا نام تقویٰ ہے اور میں غم گیں دلوں میں رہتا ہوں"۔
پھر میں نے خواب میں ایک بدشکل عورت سے سوال کیا کہ تو کون ہے"
اس نے جواب دیا۔ "میں مصیبت ہوں اور عیش و عشرت کرنے والے دلوں میں رہتی ہوں"۔
اس کے بعد میں بیدار ہوا تو میں نے اپنے دل میں عہد کر لیا کہ آج کے بعد مسرورو

Marfat.com

زندگی کی بجائے ہمیشہ غم گین زندگی بسر کروں گا۔"

⊙

۱۵۴- حضرت ابوالقاسم جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں۔ میں نے ابلیس لعین کو خواب میں ننگا دیکھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"کیا تجھے اس حال میں انسانوں سے شرم نہیں آتی"۔

وہ بولا "کیا یہ لوگ تمہارے نزدیک انسان ہیں؟"

میں نے جواب میں کہا۔ "ہاں، تو اس بات کو جانتا ہے"۔

ابلیس نے کہا۔ "اگر یہ لوگ انسان ہوتے تو جیسے لڑکے گولی کے ساتھ کھیلتے ہیں میں ان کے ساتھ نہ کھیلتا۔ درحقیقت یہ انسان نہیں ہیں۔ انسان تو اور ہیں"۔

میں نے پوچھا۔ "وہ کون ہیں؟"

وہ بولا۔ "مسجد شونیزیہ میں چند انسان ہیں جن کی عبادت و پرہیزگاری سے میرا بدن دُبلا ہو گیا اور ان کی آتشِ حسد سے میرا جگر کباب ہے۔ جب میں ان کا قصد کرتا ہوں۔ خداوند تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہیں میں جلنے کے قریب ہو جاتا ہوں وہ میرے نزدیک انسان ہیں"۔

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں جب میں خواب سے بیدار ہوا اُس مسجد میں گیا جس کا ذکر ابلیس نے کیا تھا۔ وہاں مجھے تین مرد نظر آئے جو اپنے سر گدڑیوں میں ڈالے بیٹھے تھے۔ جب ان کو میری آہٹ معلوم ہوئی کہ کوئی غیر شخص ہے تو ایک نے گدڑی سے سر نکالا اور کہا۔

"اے ابوالقاسم! ابلیس لعین کی بات سے دھوکہ نہ کھانا۔"

اتنا کہنے کے بعد پھر اپنا سر گدڑی میں لے لیا۔

⊙

۱۵۵- شیخ ابوحمزہ خراسانیؒ فرماتے ہیں۔ ایک سال میں حج کو گیا۔ میں جا رہا تھا کہ ایک کنوئیں میں جا گرا۔ میرے دل نے کہا کنوئیں سے نکلنے کے لیے کسی سے مدد لینی چاہیے۔ پھر میں نے کہا۔ ہرگز کسی سے مدد نہیں لوں گا۔ اس پر میں نے کسی کو مدد کے لیے نہ پکارا۔ اس کے بعد دو شخص کنوئیں پر سے گذرے۔ ایک نے

Marfat.com

کہا۔ آؤ اس کنوئیں کا منہ بند کر دیں۔ تاکہ کوئی شخص اس میں گر نہ جائے پھر وہ رسّی اور مٹی لائے اور کنوئیں کا منہ پاٹ دیا اور اس کا نشان تک مٹا دیا۔ مَیں نے چلّانے کا ارادہ کیا پھر جی میں کہا۔ خدا کی قسم! ہرگز نہ چلاؤں گا۔ بلکہ جو ان دونوں سے قریب (خدا) ہے، اسی کو پکاروں گا۔ یہ سوچ کر خاموش ہو رہا۔ ایک ساعت گذری تھی کہ کوئی آیا اور کنوئیں کا منہ کھول کر اس نے اپنا پاؤں کنوئیں میں لٹکایا اور کچھ گنگنانے کی آواز آئی جس کا مطلب یہ تھا کہ مجھ سے لپٹ جاؤ۔

مَیں مطلب سمجھ گیا اور اس کے پاؤں سے لٹک گیا۔ اس نے مجھے کنوئیں سے نکال لیا۔ مَیں نے دیکھا کہ جس نے مجھے کنوئیں سے نکالا ہے وہ ایک درندہ ہے پھر مجھے غیب سے آواز آئی۔

"کیا یہ اچھا نہیں ہوا کہ ہم نے تجھے تلف ہونے سے تلف کرنے والی چیز کے ذریعے نجات دی"۔

○

۱۵۶۔ ایک دفعہ کسی درویش نے حضرت ممشاد دینوری سے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو مَیں آپ کے لیے حلوہ تیار کر دوں۔

یہ سن کر آپ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ ارادت اور حلوہ کا کیا تعلق؟"

یہ سنتے ہی وہ درویش اٹھ کر رخصت ہو گیا اور چلتے چلتے اس جملہ کو دہراتا رہا کہ ارادت و حلوہ کا کیا تعلق"۔ اور یہی کہتے کہتے ایک جنگل میں پہنچ کر انتقال کر لیا۔ اور جب اس واقعہ کا علم آپ کو ہوا تو آپ نے بہت توبہ کی۔

○

۱۵۷۔ حضرت ابواسحٰق ابراہیم بن احمد خواص کو چلتے ہوئے ایک جگہ ترش انار کے درخت دکھائی دیے لیکن آپ نے طبیعت چاہنے کے باوجود ترشی کے خوف سے ایک دانہ بھی زبان پر نہیں رکھا۔

پھر آگے چل کر آپ کو ایک لنجا اور ٹنڈا شخص دکھائی دیا۔ اس کے جسم میں کیڑے پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے اس کی جانب رحم بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

"اگر تم چاہو تو میں تمہاری صحت یابی کے لیے اللہ سے دُعا کروں"۔
لیکن اس نے آپ کو دُعا کرنے سے منع کر دیا اور جب آپ نے پوچھا کہ تم دُعا کرنے کے لیے منع کیوں کرتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا۔
"میں نے اللہ کی پسند کو اپنے لیے پسند کر لیا ہے۔ اس لیے اُس کے آگے میرے بارے میں دُعا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں"۔
پھر انہوں نے اس سے کہا۔ "اگر تم اجازت دو تو میں تمہارے جسم پر سے مکھیاں وغیرہ اڑا دوں"۔
جس کے جواب میں اُس نے کہا۔ "پہلے اپنے قلب میں سے شیریں انار کی خواہش تو نکال دو۔ اس کے بعد میری صحت یابی کی جانب توجہ دینا"۔
اور جب حضرت نے پوچھا۔ "تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میرے دِل میں شیریں انار کی خواہش ہے"۔
اس نے جواب دیا۔ "خدا شناس پر خداوند تعالیٰ ہر شے واضح کر دیتا ہے"۔
پھر جب حضرت ابواسحٰق نے یہ پوچھا۔ "کیا تمہیں اپنے جسم کے کیڑے مکوڑوں سے اذیت نہیں ہوتی"۔ تو اس نے جواب دیا۔
"یہ سب اللہ ہی کے حکم سے میرے جسم کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ اس لیے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوتی"۔

○

۱۵۸۔ حضرت حاتم اصم نے ایک مرتبہ وعظ کے دوران فرمایا۔ "اے اللہ! اس مجلس میں جو سب سے زیادہ گنہ گار ہو اس کی مغفرت فرما دے"۔
اتفاق سے وہاں ایک کفن چور بھی موجود تھا اور جب رات کو اُس نے کفن چرانے کی غرض سے ایک قبر کو کھودا تو اُسے ندا آئی۔ "آج ہی تو حاتم کے صدقہ میں تیری مغفرت ہوئی تھی اور آج ہی تو پھر گنہ کے لیے آ پہنچا"۔
یہ ندا سُن کر اس نے ہمیشہ کے لیے توبہ کر لی۔

۱۵۹۔ حضرت شیخ ابو علی دقاق کا ابتدائی دور مرو میں گذرا تھا۔ ایک دن آپ نے شیطان کو

Marfat.com

رنجیدہ اور سر پر خاک ڈالتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔ "تو نے اپنی یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے۔ اور کس مصیبت اور پریشانی نے تجھے یہ حالت بنانے پر مجبور کیا ہے؟"
اُس نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے جس خلعت کو سات لاکھ سال سے طلب کرتا رہا وہ خلعت اس نے ایک آٹا فروش کو پہنا دی۔"
اس کا اشارہ آپ کی جانب تھا۔

⊙

۱۶۰۔ ایک مرتبہ شام کے سفر میں حضرت ابو اسحٰق ابراہیم شیبانیؒ کی طبیعت مسور کی دال کھانے کو چاہی۔ آپ اس خواہش کے بارے میں بتاتے ہیں کہ جونہی میں نے اس بات کی خواہش کی اُسی وقت میرے سامنے مسور کی دال سے لبریز ایک پیالہ آ گیا جس کو میں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا۔
اس کے بعد شام کو جب میں بازار میں سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک جگہ چند مٹکے رکھے ہوئے ہیں اور جب میں نے ان پر غور سے نظر ڈالی تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ ان میں شراب بھری ہوئی ہے۔ یہ سن کر مجھے خیال ہوا کہ جب یہ بات میرے علم میں آ چکی ہے کہ یہ شراب سے لبریز ہیں تو ان سب کو توڑ دینا میرا فرض ہے۔ اور اس خیال کے ساتھ ہی میں نے تمام مٹکے توڑ ڈالے اور جس کی وجہ سے شراب سڑک پر بہنے لگی اور جس شخص نے مجھے بتایا تھا کہ یہ شراب کے مٹکے ہیں وہ مجھے حاکم وقت تصوّر کرتے ہوئے چُپ ہو گیا لیکن جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ میں حاکم وقت نہیں ہوں تو وہ مجھے پکڑ کر ابن طرلون کے پاس لے گیا۔
اُس نے پورا واقعہ سننے کے بعد حکم دیا کہ ان کو سو چھڑیاں مار کر قید میں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ مجھے سو چھڑیاں مار کر قید میں ڈال دیا گیا۔
میں عرصہ تک قید میں پڑا رہا پھر ایک دن جب حضرت شیخ عبداللہؒ کا اس طرف سے گزر ہوا تو اُن کی سفارش سے مجھے قید سے رہا کر دیا گیا اور جب رہائی کے بعد میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ "تمہیں کس جرم کی سزا میں قید ہوئی تھی؟"
میں نے عرض کیا۔ "ایک دن میں نے شکم سیر ہو کر مسور کی دال کھائی تھی جس کی سزا

Marfat.com

میں سو چھڑیاں بھی ماری گئیں اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں"۔
یہ سن کر حضرت عبداللہؒ نے فرمایا" تمہارے جرم کے مقابلہ میں یہ سزا تو بہت ہی کم ہے"۔

⊙

۱۶۱۔ ایک مرتبہ حضرت ابو علی دقاقؒ کا تاجر مرید بیمار ہو گیا تو آپ اس کی عیادت کو گئے اور اس سے سوال کیا" تمہاری بیماری کا سبب کیا ہے؟"
اُس نے عرض کیا کہ ایک رات نماز تہجد کے لیے بیدار ہوا۔ تو جیسے ہی وضو کر کے نماز کے لیے کھڑا ہوا تو کمر میں شدید قسم کا درد اُٹھا اور فوراً ہی تیز بخار ہو گیا"۔
یہ سن کر آپ نے غضب ناک ہو کر فرمایا۔" تجھے نمازِ تہجد سے کیا غرض تھی۔ تیرے لیے تو یہی بہت ہے کہ تُو خواہشاتِ دُنیا کو ترک کر دے۔ اور یہ تیرے لیے نمازِ تہجد سے بھی زیادہ بہتر ہے کیوں کہ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو یقیناً کمر کے درد میں گرفتار رہے گا اور اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی کے سر میں درد ہو اور وہ پاؤں پر دوا لگائے یا کسی کا ہاتھ ناپاک ہو جائے اور وہ آستین کو دھونے بیٹھ جائے تو قطعاً بے سود ہو گا کیونکہ اس طرح کے فعل سے نہ تو سر کا درد رفع ہو سکتا ہے اور نہ ہاتھ کی نجاست ختم ہو سکتی ہے"۔

⊙

۱۶۲۔ شیخ ابو جعفر حدادؒ جو کہ شیخ جنید بغدادیؒ کے اُستادِ محترم تھے۔ فرماتے ہیں" میں مکّہ معظمہ میں مقیم تھا۔ میرے بال بہت بڑھ گئے تھے۔ بال کٹوانے کے لیے میرے پاس پیسے نہیں تھے۔ میں ایک ایسے حجام کے پاس گیا جو میرے نزدیک ایک نیک انسان تھا۔ میں نے اُس سے کہا۔
"خُدا کے واسطے میری حجامت بنا دے"۔
اس نے کہا۔" ہاں، بہت خوشی سے حاضر ہوں"۔
حجام ایک دُنیا دار کی حجامت بنا رہا تھا، اس کو چھوڑ کر مجھ کو بٹھایا اور میرے بال کاٹ دیئے۔ فارغ ہونے کے بعد اُس نے مجھے ایک بند پرچہ دیا۔ اس پرچہ میں چند درہم تھے۔ وہ مجھ سے بولا۔" اس سے آپ اپنی دوسری ضروریات پوری کریں"۔

Marfat.com

مَیں نے وہ درہم اس سے لے لیے اور دل میں نیّت کی کہ آج جو بھی مجھے سب سے پہلے مل کر جو دے گا وہ مَیں حجام کو دے دوں گا۔
اس کے بعد مَیں مسجد میں گیا۔ وہاں ایک میرا بھائی اہلِ طریقت ملا۔ اُس نے مجھ سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
"تمہارا ایک بھائی بصرے سے یہ تھیلی جس میں تین سو دینار ہیں تمہارے لیے لایا ہے"۔
مَیں نے وہ تھیلی اس سے لے لی اور حجام کے پاس گیا اور اس سے بولا۔
"لو یہ تین سو دینار ہیں۔ انہیں اپنے کاموں میں اللہ کے واسطے خرچ کرو"۔
اُس نے جواب دیا۔ "اے شیخ! تم کو شرم نہیں آتی۔ تم نے مجھ سے کہا تھا کہ اللہ واسطے میری حجامت بنا دو۔ اب مَیں اللہ واسطے کیے ہوئے کام کی اُجرت تم سے لے لوں۔ تم یہ لے جاؤ، خدا تم سے درگزر فرمائے"۔

⊙

۱۶۳۔ ایک دن حضرت ابو علی دقاقؒ دیدہ زیب لباس میں ملبوس تھے۔ اسی دم شیخ ابو الحسن نوریؒ کہنہ و بوسیدہ پوستین پہنے ہوئے آپ کے سامنے آ گئے۔
آپ نے مُسکرا کر سوال کیا۔ "اے ابو الحسنؒ! تم نے یہ پوستین کس قیمت میں خریدی ہے؟" اُنہوں نے آپ کو ایک ضرب لگا کر کہا۔
"مَیں نے پوری دُنیا کے معاوضے میں اس کو خریدا ہے اور یہ مجھے اس قدر عزیز ہے کہ اگر اس کے بدلے میں تمام جنّتیں بھی عطا کر دی جائیں جب بھی اپنی پوستین نہیں دوں گا"۔

یہ جواب سُن کر آپ نے روتے ہوئے فرمایا۔
"آج سے کبھی کسی درویش سے مذاق نہیں کروں گا"۔

⊙

۱۶۴۔ شیخ بدر الدین غزنویؒ سن رسیدہ تھے اور بہت ضعیف ہو چکے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ "شیخ بوڑھے ہو چکے ہیں رقص کس طرح فرماتے ہوں گے؟"
آپ نے سُنا تو جواب دیا۔ "شیخ رقص نہیں کرتا۔ یہ عشق رقص کرتا ہے۔ جہاں عشق ہے وہاں رقص رہے"۔

⊙

Marfat.com

۱۶۵۔ کسی شخص نے حضرت شیخ ابو علی دقاقؒ کو اپنے ہاں مرو میں مدعو کیا۔ اس شخص کے گھر جاتے ہوئے آپ کو راستہ میں ایک بڑھیا مل گئی جو یہ کہہ رہی تھی کہ اے اللہ! تُو نے مجھے کثیر الاولاد ہونے کے باوجود فقر و فاقہ میں مبتلا کر دیا ہے۔ آخر اس میں تیری مصلحت کیا ہے؟"

آپ اس بڑھیا کے یہ جملے سننے کے بعد خاموشی سے چلے گئے اور جب مرو میں اپنے میزبان کے ہاں پہنچے تو اس سے فرمایا۔" ایک طباق میں بہت سا کھانا بھر کر لے آؤ۔"

یہ سن کر وہ شخص بہت خوش ہوا اور اس نے اپنے آپ میں یہ سوچا کہ شاید آپ اپنے گھر کھانا لے جا کر کھانا چاہتے ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ حضرت کا کوئی گھر نہیں ہے جب وہ میزبان طباق بھر کر لے آیا تو آپ اس کو سر پر رکھے ہوئے بڑھیا کے مکان کی طرف چل دیئے اور تمام کھانا اس کے مکان پر دے آئے۔

یہ عجز و انکساری خاص بندوں میں ہوتی ہے۔ عام لوگ اس سے محروم ہوتے ہیں۔

۱۶۶۔ حضرت ابو اسحاق ابراہیم شیبانیؒ فرماتے ہیں کہ مَیں نے چالیس سال حضرت عبداللہ مغربیؒ کی خدمت میں بسر کیے لیکن اس عرصہ میں کبھی کوئی ایسی شے نہیں کھائی، جو عام لوگوں کی غذا ہوا کرتی ہے اور نہ کبھی خانہ کعبہ کی چھت کے سوا کسی دوسری چھت کے نیچے آرام کیا۔ لیکن اس تمام عرصہ میں نہ تو کبھی میرے بال و ناخن بڑھے اور نہ کبھی میرا لباس کثیف ہوا۔ حتیٰ کہ زندگی میں آج تک مَیں نے اپنی خواہش سے کوئی شے نہیں کھائی۔

۱۶۷۔ ایک دن حضرت ابو علی دقاقؒ منبر پر اپنے وعظ میں انسانی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا ذکر فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا

" انسان ظلم کرنے والا، جہالت میں مبتلا رہنے والا اور خود بینی و حسد کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ تمام صفات معیوب ہیں اس لیے ہر کسی کو ان سے احتراز ضروری ہے۔"

انسان کی برائی سن کر ایک درویش نے کھڑے ہو کر کہا۔" گو انسان برائیوں کا مجسمہ

Marfat.com

ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو دوستی کے قابل بھی قرار دیا ہے اور یہ سب سے بہتر صفت ہے۔"

یہ سن کر آپ نے فرمایا۔" واقعی تو صحیح کہتا اور تیرا قول اس آیتِ قرآنی کے مطابق ہے۔ (ترجمہ) اللہ ان کو محبوب سمجھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو محبوب تصور کرتے ہیں۔"

⊙

۱۶۸۔ حضرت احمد حربؒ نے اپنے صاحبزادے کو توکل کی اس طرح تعلیم دی کہ ایک دیوار میں سوراخ کر کے بیٹے سے کہہ دیا کہ جس شے کی خواہش ہوا کرے اس سوراخ سے طلب کر لیا کرو اور بیوی سے یہ کہہ دیا کہ تم سوراخ کی دوسری جانب سے وہ چیز رکھ دیا کرو۔

چنانچہ ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہا لیکن اتفاق سے ایک دن بیوی کہیں چلی گئیں اور صاحبزادے نے سوراخ کے پاس جا کر کھانا طلب کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھانا مہیا فرما دیا۔ اور جب آپ مصروفِ طعام تھے تو والدہ آگئیں اور پوچھا کہ تمہیں کھانا کہاں سے ملا؟

انہوں نے کہا۔" جہاں سے روزانہ ملتا تھا۔"

اس وقت حضرت احمد حربؒ نے بیوی سے فرمایا کہ آئندہ تم کوئی چیز سوراخ میں نہ رکھنا کیوں کہ اب مقصد حاصل ہو چکا ہے اور اب اللہ تعالیٰ بلا واسطہ پہنچاتا رہے گا۔"

⊙

۱۶۹۔ ایک دن حضرت احمد حربؒ کے ہاں چند سید بغرض ملاقات پہنچے۔ آپ ان کے ساتھ بے حد احترام و تعظیم کے ساتھ پیش آئے۔ اسی وقت آپ کا ایک شریر بچہ گستاخانہ طور پر رباب بجاتا ہوا باہر نکلا۔ اس کی یہ حرکت سادات کو بہت بری لگی۔ آپ نے اُن سے فرمایا۔

" اس بچے کی گستاخی نظر انداز فرمائیں کیوں کہ اس بچے کا نطفہ اس رات قائم ہوا تھا جب میرے ہمسایہ کے یہاں بادشاہ کے پاس سے کھانا آیا تھا اور اس ہمسائے نے وہ کھانا مجھے بھی کھلایا تھا اسی وجہ سے یہ بچہ گستاخ پیدا ہوا۔"

⊙

Marfat.com

۱۷۰ حضرت شیخ ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں ۔" مَیں ایک مرتبہ جنگل میں گیا۔ ایک نصرانی نظر آیا جو کمر میں زنّار باندھے ہوئے تھا۔ اس نے میرے ساتھ رہنا چاہا۔ مَیں نے اُس کی بات مان لی ۔ پھر ہم سات دنوں تک برابر ایک دوسرے کے ساتھ رہے۔ آٹھویں دن نصرانی نے مجھ سے کہا ۔

" اے دینِ حقیقی کے عابد کچھ کرامات دکھلاؤ ، ہم بھوکے ہیں "۔

اس پر مَیں نے خدا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔" اے باری تعالیٰ ! اس کافر کے روبرو میری عزّت رکھیو"۔

پھر مَیں نے دیکھا کہ ایک طباق جس میں روٹی گوشت ، تازہ کھجور اور پانی رکھا ہے ۔ ہم دونوں کے سامنے آیا ۔ ہم دونوں نے کھایا پیا۔ اس کے بعد سات دنوں تک چلتے رہے پھر مَیں نے نصرانی سے کہا ۔" اے عابدِ نصرانی! کچھ تم بھی کرامات دکھاؤ اب تمہاری باری ہے "۔

اس نے عصا پر تکیہ لگا کر دُعا کی ۔ دُعا کے فوراً ہی بعد دو طباق ہمارے سامنے آئے ان دونوں میں میرے طباق سے دوگنا کھانا تھا۔ مجھ کو یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔ اور اس سے میری حالت بھی بدل گئی ۔

اس کے پیہم اصرار پر مَیں نے کھانا نہیں کھایا ۔ پھر اُس نے مجھ سے کہا کہ آپ کھائیے مَیں آپ کو دُو بشارتیں دیتا ہوں ۔

ایک ان میں کلمہ شہادت ہے اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ واشهد ان مُحَمَّدًا الرسول اللّٰه ۔

کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے زنار اُتار کر پھینک ۔

دوسری بشارت یہ ہے کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ کے روبرو دُعا کی کہ اے خداوندا ! اگر اس بندے کے واسطے تیرے پاس کچھ حصّہ ہے تو ہم پر اپنے فضل وکرم کا دروازہ کھول دے "۔

شیخ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم دونوں نے کھایا پیا اور چل دیئے اور حج سے فارغ ہو کر ایک سال مکّہ معظمہ میں قیام کیا ۔ وہ عابد وہاں مرگیا اور بطحا میں دفن ہوا۔

Marfat.com

۱۷۱۔ کہتے ہیں، ایک جوان کعبہ کا طواف کر رہا تھا اور درود شریف کا شغل رکھتا تھا۔ کسی نے اُس سے پوچھا۔ "تم کو اس ورد کا کچھ اثر معلوم ہوا۔"

جواب دیا۔ "ہاں۔ مَیں اور میرے والد حج کو چلے۔ راہ میں میرے والد بیمار ہو کر مر گئے۔ ان کا منہ کالا اور آنکھیں کرنجی ہو گئیں۔ پیٹ پھول گیا۔ مَیں رویا اور کہا۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۞ میرے باپ مسافرت میں مر گئے اور ایسے مرے۔"

جب رات ہوئی مجھ پہ نیند غالب آئی۔ خواب میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ سفید کپڑے پہنے ہیں۔ عمدہ عطر کی خوشبو آ رہی ہے۔ حضورؐ میرے باپ کے پاس آئے اور میرے باپ کے منہ پہ ہاتھ پھیرا۔ دُودھ سے زیادہ سفید اور روشن چہرہ ہو گیا۔ پھر پیٹ پہ ہاتھ پھیرا، جیسا تھا ویسا ہو گیا۔

پھر حضرتؐ نے جانا چاہا۔ مَیں اُٹھ کھڑا ہوا اور حضرتؐ کی چادر مبارک پکڑ کر عرض کیا۔ "اے میرے سردار! قسم اُس ذات کی جس نے آپ کو اس حالتِ مسافرت میں میرے باپ کے پاس بھیجا۔ آپ کون ہیں۔"

آپ نے فرمایا۔ "تُو مجھے نہیں پہچانتا میں محمّد رسولِ خدا صلعم ہوں۔ یہ تیرا باپ بڑا نافرمان، گنہ گار تھا مگر مجھ پہ درود بہت بھیجا کرتا تھا۔ جب اس پہ یہ مصیبت نازل ہوئی مجھ سے فریاد کی۔ مَیں اس کی فریاد کو پہنچا اور مَیں ہر ایک کا فریاد رس ہوں جو دنیا میں بکثرت مجھ پہ درود بھیجتا ہو۔"

۞

۱۷۲۔ حضرت احمد حربؒ کی والدہ محترمہ نے ایک دن پالتو مُرغ پکا کر آپ سے کھانے کے لیے کہا تو آپ نے فرمایا کہ اس مرغ نے ایک مرتبہ ہمسایہ کی چھت پر جا کر چند دانے کھا لیے تھے۔ اس لیے مَیں اس کا گوشت نہیں کھا سکتا، چنانچہ آپ نے وہ گوشت نہ کھایا۔

ایک مرتبہ حجام آپ کا خط بنا رہا تھا اور آپ ذکرِ الٰہی میں مصروف تھے۔ حجام نے عرض کیا کہ کچھ دیر کے لیے ذکرِ الٰہی سے ٹھہر جائیے۔"

آپ نے فرمایا۔ "تم اپنا کام کرو، مَیں اپنا کام کر رہا ہوں، اور اِس حالت میں

Marfat.com

کئی جگہ سے آپ کا لب کٹ گیا لیکن آپ نے ذکرِ الٰہی نہ چھوڑا۔

۱۷۳۔ شیخ ابوبکر کتانیؒ فرماتے ہیں۔ موسمِ حج میں مکہ معظمہ کے مقام پر مسئلہ محبت صوفیائے کرامؒ کے درمیان پیش ہوا۔ مشائخ نے اس مسئلہ میں گفتگو کی۔ حضرت جنیدؒ اُن سب میں کم سن تھے۔

سب نے ان سے کہا "کچھ تم بھی بیان کرو۔ جو تمہارے نزدیک حق ہو ظاہر کرو"۔ حضرت جنیدؒ نے اپنا سر جھکایا اور آنسو ان کے جاری ہو گئے پھر کہا "محب وہ بندہ ہے جو اپنی خودی سے جاتا رہا۔ خدا کے ذکر سے ملا ہو، اس کے حق ادا کرتا ہو خدا کی طرف دل سے دیکھتا ہو۔ اُس کے دل کو انوارِ ہیبت نے جلا دیا ہو، اس کے لیے صاف شراب خدا کی محبت کا پیالہ تھا۔ خداوند عالم الغیب کے پردوں سے اُس کے واسطے ظاہر ہو گیا ہو۔ اگر کلام کرے تو اللہ کے ساتھ۔ یعنی خدا اس کی زبان ہے۔ اگر بولے تو اللہ ہی سے۔ اگر حرکت کرے تو خدا ہی کے حکم سے۔ اگر تسکین پائے تو خدا ہی کے ساتھ۔ وہ اللہ کے ساتھ ہے اور اللہ کے واسطے اور اللہ کے ہمراہ"۔

تمام مشائخ رونے لگے اور کہا۔ "اس سے زیادہ اور کوئی کیا بیان کرے گا۔ اے تاج العارفین! خدا تجھ کو اور زیادہ عقل و دانائی عطا فرمائے"۔

۱۷۴۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت سمنونؒ کو طواف میں دیکھا اور وہ لچک کر خوش خوش چلتے تھے۔

میں نے کہا۔ "اے شیخ! تم کو خداوند عالم کے روبرو کھڑے ہونے کی قسم ہے۔ مجھ کو خبر دو کس بات سے تم واصل الی اللہ ہوئے"۔

یہ سُنا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو کہا۔ "اے بھائی میں نے اپنے نفس پہ پانچ خصلتیں لازم کر لیں ہیں۔ پہلی خصلت یہ ہے کہ جو کچھ مجھ میں (اپنے خواہشِ نفسانی سے) زندہ تھا اُسے مار ڈالا اور جو چیز مجھ میں مُردہ تھی اور وہ میرا دل ہے۔ زندہ کیا۔ دوسرے جو میری نظروں سے غائب تھا اس کو روبرو جانا۔ یعنی آخرت کا حصّہ اس کو باقی رہنے والا سمجھا اور جو میرے روبرو حاضر

Marfat.com

تھا۔ اس کو غائب تصوّر کیا۔ یعنی دنیوی عیش کو فانی جان کر اس سے ملتفت نہ ہُوا۔ تیسرے جو چیز میرے نزدیک فانی تھی (یعنی تقویٰ خوفِ خدا) اس کو باقی رکھا جو میرے نزدیک باقی تھے (یعنی خواہشِ نفس) اس کو فنا کر دیا۔ چوتھے جس چیز سے لوگ وحشت کرتے ہیں۔ مَیں نے اس سے اُنس و محبت کی اور جس چیز سے لوگ الفت کرتے ہیں مَیں اس سے بھاگا۔"
یہ کہہ کر حضرت سمنونؒ چلے گئے۔

۱۷۵۔ ایک دن حضرت ابو القاسم نصر آبادی نے ایک یہودی سے سوال کیا کہ مَیں نے خربوزہ خریدنا ہے اس لیے نصف دانگ رقم دے دو۔
لیکن یہودی نے آپ کو جھڑک دیا۔ اس کے باوجود آپ نے تین چار مرتبہ یہودی کے پاس جا کر اپنا سوال دوہرایا۔ جب آخری بار آپ نے سوال کیا تو اس نے کہا۔ "تم عجیب قسم کے انسان ہو۔ اِتنی مرتبہ منع کر دینے کے باوجود بھی اپنے سوال سے باز نہیں آئے۔"
آپ نے فرمایا۔ "اگر فقیر لوگ اتنی سی بات پر خوفزدہ ہو جائیں تو ان کو اعلیٰ مدارج کیسے حاصل ہو سکتے ہیں۔"
یہودی آپ کا یہ قول سُن کر اُسی وقت دل سے مسلمان ہو گیا۔

۱۷۶۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میری تیس برس کی ہدایت کا نتیجہ صرف اتنا نکلا کہ ایک شہزادہ صحیح معنوں میں ہدایت یافتہ ہو سکا اور وہ اس طرح کہ ایک دفعہ وہ میری مسجد کے سامنے سے گذر رہا تھا تو مَیں اس وقت یہ جملہ کہہ رہا تھا کہ کمزور کا طاقتور سے جنگ کرنا نہایت احمقانہ فعل ہے۔"
یہ سُن کر شہزادے نے مجھ سے پوچھا۔ "مَیں آپ کے جملے کا مفہوم نہیں سمجھا۔"
مَیں نے اس سے کہا۔ "اس سے زیادہ احمق کون ہو سکتا ہے جو خدا سے جنگ کرے۔" یہ سُن کر وہ چلا گیا۔ پھر اس نے دوسرے دِن آ کر مجھ سے پوچھا۔ وصالِ خداوندی کے لیے کون سی راہ اختیار کی جائے۔"

Marfat.com

میں نے کہا۔" دو راہیں ہیں۔ ایک چھوٹی اور دوسری طویل۔ چھوٹی تو یہ ہے کہ خواہشاتِ دُنیا اور معصیت کو چھوڑ دے اور طویل راہ یہ ہے کہ خدا کے سوا سب سے کنارہ کش ہو جائے۔

اُس نے عرض کیا۔" میں بھی طویل راہ اختیار کر رہا ہوں"۔ اس کے بعد وہی شہزادہ اپنی عبادت اور ریاضت سے ابدالوں کے مقام پر پہنچ گیا۔

○

۱۷۷۔ کسی نے حضرت بایزید بسطامیؒ سے عرش کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔" عرش تو میں خود ہوں۔ پھر کرسی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ کرسی بھی میں خود ہوں۔ پھر قلم کے متعلق بھی یہی فرمایا۔

اس کے بعد سوال کرنے والے نے کہا۔" اللہ تعالیٰ کے تو اور بھی بہت سے مقرب بندے ہیں مثلاً حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔"

اس پر بھی آپ نے یہی فرمایا کہ وہ بھی میں ہی ہوں۔ پھر سائل نے فرشتوں کے بارے میں پوچھا تو جب بھی یہی فرمایا کہ وہ بھی میں ہی ہوں۔

یہ جواب سن کر جب وہ خاموش ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ حق میں فنائیت کے بعد تمام چیزوں کو اپنی ہی ہستی میں ضم پاتا ہوں۔ اس لیے کہ حق میں سب چیزیں موجود ہیں۔"

○

۱۷۸۔ بغداد کے فرقہ معتزلہ نے ہنگامہ کھڑا کر کے یہ چاہا کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کسی طرح یہ تسلیم کر لیں کہ قرآن مخلوق ہے اور اس سلسلہ میں دربارِ خلافت سے ایسے لوگوں کو بہت کڑی سزائیں بھی دی گئیں جو قرآن کو مخلوق تسلیم نہیں کرتے تھے چنانچہ آپ کو بھی سزا دی گئی اور جس وقت آپ کو ایک ہزار کوڑے لگائے جا رہے تھے تو اتفاق سے آپ کا کمر بند کھل گیا لیکن غائب سے دو ہاتھ نمودار ہوئے اور آپ کا کمر بند باندھ کر غائب ہو گئے مگر اتنی شدید سزاؤں کے باوجود آپ نے قرآن کو مخلوق تسلیم نہیں کیا اور جب آپ چھوڑ دیئے گئے تو لوگوں نے پوچھا

Marfat.com

"جن فتنہ پردازوں نے آپ کو اتنی اذیتیں پہنچائی ہیں اُن کے لیے آپ کی کیا رائے ہے۔" آپ نے فرمایا۔" وہ مجھے اپنے خیال کے مطابق گمراہ تصوّر کرتے ہیں اس لیے تمام تکلیفیں صرف خدا کے لیے دی گئی ہیں۔ اس لیے مَیں قیامت کے روز ان سے کوئی مواخذہ نہیں کروں گا۔"

○

۱۷۹۔ حضرت بشر حافیؒ کا قول ہے کہ" امام احمد بن حنبلؒ مجھ سے بدرجہا افضل ہیں کیوں کہ مَیں تو صرف اپنے ہی واسطے رزقِ حلال کی کوشش کرتا ہوں لیکن وہ اپنے اہلِ وعیال کے لیے بھی حلال رزق حاصل کرتے ہیں۔"

○

۱۸۰۔ حضرت امام شافعیؒ جب تیرہ سال کی عمر کو پہنچے تو آپ نے بیت اللہ شریف میں لوگوں سے فرمایا۔

"جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو، مجھ سے پوچھو۔"

اور جب آپ پندرہ سال کے ہوئے تو آپ نے فتویٰ دینا شروع کر دیا۔

حضرت احمد بن حنبلؒ آپ کا بہت احترام اور خدمت کیا کرتے تھے اور جب کسی نے یہ اعتراض کیا کہ آپ جیسے اہلِ علم کے لیے ایک کم عمر شخص کی مدارات کرنا مناسب نہیں۔ آپ نے جواب دیا۔" میرے پاس جس قدر علم ہے اس کے معانی و مطالب سے وہ مجھ سے زیادہ باخبر ہے اور اسی کی خدمت سے مجھے احادیث کے حقائق معلوم ہوتے ہیں اور اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو ہم علم کے دروازے ہی پر کھڑے رہ جاتے اور فقہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند رہ جاتا۔ اس دَور میں وہ اسلام کا سب سے بڑا محسن ہے۔

وہ فقہ معانی اور علومِ لغت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا اور حضور اکرمؐ کے اس قول کے مطابق کہ ہر صدی کی ابتدا میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا کہ اہلِ علم اس سے علمِ دین حاصل کریں گے اور اس صدی کی ابتدا امام شافعیؒ سے ہوئی ہے۔"

○

۱۸۱۔ ابوالجوال مغربیؒ فرماتے ہیں کہ مَیں اور ایک صالح شخص بیت المقدس میں

Marfat.com

بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک جوان ہمارے پاس آ نکلا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے گرد شہر کے بچّے جمع ہیں اور ڈھیلے پتھر اور کنکریاں مار رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دیوانہ ہے۔

جوان مسجد میں گیا اور پکار کر کہا "اے اللہ! مجھے اس دُنیا سے راحت دے"۔

اس پر مَیں نے اُس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ "یہ بات تو تُو نے دانائی کی کہی، یہ حکمت کی بات تُو نے کہاں سے سیکھی"۔

اُس جوان نے مجھے جواب دیا۔ "جو شخص خاص اللہ کے واسطے خدمت و عبادت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے حکمت کی نادر باتیں سکھا دیتا ہے اور عصمت کے اسباب سے اس کی تائید فرماتا ہے اور مجھے جنون نہیں بلکہ اضطراب و خوف ہے"۔

اتنا کہنے کہنے کے بعد اس نے چند اشعار درد اور شوق کے پڑھے۔ میں نے کہا۔ "یہ اشعار تو تم نے خوب پڑھے۔ جس نے تمہیں مجنوں کہا، اُس نے سخت غلطی کی"۔

یہ سن کر میری طرف دیکھ کر رویا۔ پھر بولا۔ "کچھ جانتے ہو کہ اخوانِ طریقت کس طرح مرتبۂ وصل کو پہنچے"۔

اور جب مَیں نے اس بات کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا "انہوں نے اپنے اخلاق کو تمام نجاستوں سے پاک کر کے تھوڑے سے رزق پر قناعت کی اور محبّت الٰہی سے تمام آفاق میں متحیّر پھرے اور راستبازی کی آزار اور خوفِ الٰہی کی ردا سے آراستہ ہوئے اور اس دُنیائے فانیہ کو دارِ باقی کے عوض فروخت کر دیا اور میلان اور عزم اختیار کیا۔ پھر ان کی یہ حالت ہوئی کہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بیابانوں میں رہے اور مخلوق سے غائب ہو گئے۔ ان کی شان یہ ہے کہ اگر وہ حاضر بھی ہوں تو اُن کو کوئی نہ پہچانے اور اگر غائب ہوں تو کوئی ان کو نہ ڈھونڈے اور جو مر جائیں تو کوئی ان کے جنازہ پر نہ آوے"۔

وہ یہ کہہ کر چلا گیا اور مَیں اس کی باتوں سے دُنیا کو بھول گیا۔

○

۱۸۲۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ابتدائی دَور میں ایک کنیز کی محبّت میں گرفتار ہو گئے اور محبت کا عرصہ بہت طول پکڑ گیا۔ چنانچہ سردیوں کی ایک رات میں آپ صبح تک

Marfat.com

اس کے مکان کے سامنے انتظار میں کھڑے رہے اور جب سحر نمودار ہوئی تو رات کے بے کار جانے کا بے حد ملال ہوا اور دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر میں یہ رات عبادت میں گزارتا تو اس بیداری سے وہ لاکھ درجہ بہتر تھا۔ پس اسی تصور سے آپ نے تائب ہو کر عبادت و ریاضت کو صدق دلی کے ساتھ اپنا مشغلہ بنا لیا۔

○

۱۸۳۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے پاس ایک ایسا ملازم تھا جس سے آپ نے یہ معاملہ طے کیا کہ اگر تم محنت مزدوری کر کے اتنی رقم مجھے دے دو تو میں تم کو آزاد کر دوں گا۔ ایک دن کسی نے آپ سے یہ کہہ دیا کہ آپ کا غلام تازہ قبروں سے کفن چرا کر اور بازار میں فروخت کر کے آپ کی رقم ادا کرتا ہے۔

یہ سنکر آپ کو بے حد ملال ہوا۔ پھر ایک رات چپکے سے غلام کے پیچھے پیچھے قبرستان میں جا پہنچے۔ قبرستان میں پہنچ کر غلام نے ایک قبر کھودی اور نماز میں مشغول ہو گیا اور جب آپ نے قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور اپنے گلے میں طوق پہنے ہوئے گریہ وزاری کر رہا ہے۔ آپ یہ دیکھ کر اپنے آپ میں رو پڑے۔ آپ نے پوری رات باہر اور غلام نے قبر میں عبادت کرنے میں گذار دی۔ پھر صبح کو غلام نے قبر کو بند کیا اور فجر کی نماز مسجد میں جا کر ادا کی اور یہ دعا کرتا رہا۔

"اے اللہ! اب رات گذر چکی ہے اور میرا آقا اب رقم طلب کرے گا لہٰذا اپنے کرم سے تو ہی کچھ انتظام فرما دے"۔

اس دعا کے بعد ایک نور نمودار ہوا اور اس نے درہم کی شکل اختیار کر لی۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ یہ واقعہ دیکھ کر غلام کے قدموں میں گر پڑے اور فرمایا۔

"کاش تو آقا اور میں غلام ہوتا"۔

یہ جملہ سن کر غلام نے پھر دعا کی۔ "اے اللہ! اب میرا راز فاش ہو گیا ہے اس لیے اب مجھے دنیا سے اٹھا لے"۔

اتنا کہنے کے ساتھ ہی غلام نے آپ کی آغوش میں دم توڑ دیا۔

○

۱۸۴۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے حضرت حاتمؒ سے فرمایا۔ "میں تمہیں ان چار چیزوں سے

Marfat.com

آگاہ کرتا ہوں۔ جن کو عوام نے اپنی غفلت کی بنا پر فراموش کر دیا۔ اوّل یہ کہ لوگوں پر اتہام لگا کر ان کو بُرا بھلا کہنا۔ احکامِ خداوندی سے غافل بنا دیتا ہے۔
دوم کسی مومن کے عروج پر حسد کرنا۔ ناشکری کا پیش خیمہ ہے۔
سوم ناجائز دولت جمع کرنے سے انسان آخرت کو بھول جاتا ہے۔
چہارم خداوند تعالیٰ کی وعید پر خوفزدہ نہ ہونے اور ان وعدوں پر اظہارِ مایوسی کرنے سے کفر عاید ہو جاتا ہے اور یہ سب چیزیں انتہائی بری ہیں۔

O

۱۸۵- ایک مرتبہ عمرو لیث ایسا بیمار ہوا کہ تمام حکیموں نے جواب دے دیا۔ اس پر اس نے حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ تستری کو اپنے پاس بلا کر دعا کی درخواست کی۔
آپ نے فرمایا۔ "دعا اسی کے حق میں اثر انداز ہوتی ہے۔ جو تائب ہو چکا ہو۔ لہٰذا پہلے تم توبہ کر کے قیدیوں کو رہا کرو۔"
اس پر عمرو لیث نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ آپ نے دعا کی۔ "اے اللہ! جس طرح تُو نے اپنی نافرمانی کی ذلت اس کو عطا کی۔ اسی طرح میری عبادت کی عظمت بھی اس کو دکھا دے۔"
آپ کی اس دعا پر عمرو لیث تندرست ہو گیا۔ پھر اس نے بہت سی دولت آپ کو پیش کرنا چاہی لیکن آپ نے دولت لینے سے انکار کر دیا۔ واپسی پر ایک مرید نے آپ سے عرض کیا۔ "اگر آپ نذرانہ قبول کر لیتے تو میں قرض سے سبکدوش ہو جاتا۔"
آپ نے فرمایا۔ "اگر تجھے زر دیکھنا ہے تو سامنے دیکھ۔"
اس پر جب مرید نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اسے چاروں طرف سونا ہی سونا دکھائی دیا۔ آپ نے فرمایا۔
"خدا نے جس کو یہ مرتبہ عطا کیا ہو۔ اس کو دولت کی تمنا کیسے ہو سکتی ہے۔"

O

۱۸۶- حضرت جنید بغدادیؒ کو اپنے ایک مرید سے اس کے مؤدب ہونے کی وجہ سے بہت اُنس تھا مگر دوسرے مریدوں کو اس اُنسیت پر رشک پیدا ہو گیا چنانچہ

Marfat.com

آپ نے ہر مُرید کو ایک مُرغ اور ایک چاقو دے کر یہ حکم دیا کہ ان کو ایسی جگہ جا کر ذبح کرو کہ کوئی نہ دیکھ سکے ۔
کچھ دیر کے بعد تمام مُریدین تو ذبح شُدہ مُرغ لے کر حاضر ہو گئے لیکن وہ مُرید جس سے آپ کو اُنس تھا زندہ مُرغ لیے ہوئے آیا اور عرض کیا "مجھے کوئی جگہ ایسی نہیں ملی جہاں خدا موجود نہیں تھا ۔"
یہ کیفیت دیکھ کر تمام مریدین اپنے رشک سے تائب ہو گئے ۔

○

۱۸۷ - ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید حج کے لیے مکّہ معظمہ گئے اور وہاں چند روز قیام کرنے کے بعد کُوچ کا حکم دیا ۔ چنانچہ سب لوگوں نے کُوچ کیا ۔ حضرت بہلول مجنونؒ بھی لوگوں کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے ۔ لڑکوں نے حضرت بہلولؒ کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا ۔ وہ دوسروں سے بھی کہتے کہ اس دیوانے کو خوب تنگ کرو ۔ اسی اثنا میں خلیفہ ہارون الرشید کی سواری نزدیک آ گئی جس پر تمام بچے بھاگ گئے ۔ جب ہارون الرشید کی سواری حضرت بہلولؒ کے نزدیک پہنچی تو انہوں نے خلیفہ کو باآواز بلند پکارتے ہوئے کہا ۔ " اے امیرالمومنین ! اے امیرالمومنین ! "
ہارون الرشید نے پردہ اُٹھا کر جواب دیا ۔ " لبیک اے مجنوں ! کیا کہتے ہو ؟ "
بہلول نے فرمایا ۔ " اے امیرالمومنین ! ہم سے ایمن بن مائل نے قدامہ بن عبداللہ عامری سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ منیٰ میں ایک ایسے اُونٹ پر سوار دیکھا کہ اس پر نہایت گھٹیا قسم کا کجاوہ تھا اور کوئی بھی حضورؐ کی سواری کے اِرد گرد لوگوں کو نہیں ہٹاتا تھا ۔ نہ کوئی کسی سے مار دھاڑ کرتا تھا ۔ پس اے امیرالمومنین ! اس سفر میں تیرا تواضع اور پستی اختیار کرنا اس تکبّر اور بڑائی سے بہتر ہے ۔ "
ہارون الرشید یہ سُن کر رونے لگا اور اس قدر رویا کہ آنسو زمین پر گرنے لگے پھر بہلول سے کہا ۔ " اے بہلول ! ہمیں کچھ اور نصیحت کی باتیں سُنا ۔ "
حضرت بہلولؒ نے یہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے ۔
" یہ مان لے کہ تُو ساری زمین کا مالک ہوا اور یہ بھی مان لے کہ تمام عالم تیرا مطیع

Marfat.com

ہو گیا لیکن اگر یہ سب کچھ ہو گیا تو پھر کیا نفع - کل تیرا ٹھکانہ قبر کے اندر ہوگا اور وہ تیرے اُوپر مٹی ڈالتا ہوگا ''۔

ہارون الرشید یہ سُن کر بہت رویا اور کہا - '' بہلول تم نے خُوب بات کہی - کچھ اور کہو''۔ بہلول نے کہا - '' اے امیر المومنین ! جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال اور جمال عطا فرمایا ہو اور اس نے اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا اپنے جمال کو حرام سے بچایا وہ حق تعالیٰ کے دفتر میں اللہ کے مقبول بندوں کی فہرست میں شامل ہوگا''۔

ہارون الرشید نے کہا - '' بہلول ! تم نے خوب کہا اور انعام کے بھی مستحق ہوتے ''۔

بہلول نے کہا - '' اپنا انعام اُسے دے جو لے ، ہمیں تمہارے انعام کی کوئی حاجت نہیں''۔

پھر ہارون نے کہا - '' بہلول ! اگر تمہارے ذمے کوئی قرض ہو تو کہو میں ادا کروں''

بہلول ؒ نے فرمایا - '' میں دین کے بدلے دُنیا نہیں چاہتا - اہلِ حق کو ان کا حق دے ، اور اپنے نفس کا قرض ادا کر''۔

پھر ہارون الرشید نے کہا '' اگر راسے ہو تو کچھ وظیفہ مقرر کر دیا جائے ''۔

بہلول ؒ نے یہ سُن کر آسمان کی جانب دیکھا پھر فرمایا - '' امیر المومنین ! میں اور تُو دونوں اللہ کے بندے ہیں پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے یاد رکھے اور مجھے بھول جائے''۔

ہارون الرشید نے یہ سُن کر پردہ چھوڑ دیا اور سواری آگے بڑھ گئی -

○

۱۸۸ - حضرت فضیل بن عیاض ؒ کے تائب ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ کوئی قافلہ آپ کے قرب میں آکر ٹھہرا - اس قافلہ میں کوئی شخص یہ آیت تلاوت کر رہا تھا -

(ترجمہ) کیا اہلِ ایمان کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے قلوب اللہ کے ذکر سے خوفزدہ ہو جائیں ''۔

اس آیت کا فضیل کے قلب پر ایسا اثر ہوا کہ جیسے کسی نے تیر مار دیا ہو - آپ نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا - '' یہ غارت گری کا کھیل کب تک جاری رہے گا اور اب وہ وقت آچکا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں چل پڑیں ''۔

یہ کہہ کر کافی دیر تک زار و قطار روتے رہے - اس کے بعد آپ عبادت میں مشغول ہو گئے - پھر ایک صحرا میں جا نکلے جہاں ایک قافلہ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا - اہلِ قافلہ

Marfat.com

یں سے کوئی کہہ رہا تھا کہ اس راستے میں فضیل ڈاکے مارتا ہے۔ لہٰذا ہمیں راستہ تبدیل کر دینا چاہیئے۔

یہ سُن کر آپ نے قافلہ والوں سے فرمایا "اب قطعاً بے خوف ہو جاؤ۔ اس لیے کہ مَیں نے راہزنی سے توبہ کر لی ہے"۔

پھر آپ نے اُن تمام لوگوں سے جن کو آپ سے اذیتیں پہنچی تھیں۔ معافی طلب کر لی لیکن ایک یہودی نے آپ کو معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے معاف کرنے کے لیے یہ شرط پیش کی کہ اگر تم سامنے والی پہاڑی کو یہاں سے ہٹا دو تو مَیں معاف کر دوں گا"۔

چنانچہ آپ نے اس پہاڑی کی مٹی ہٹانی شروع کر دی اور اتفاق سے ایک دن ایسی آندھی آئی کہ وہ پوری پہاڑی اپنی جگہ سے ختم ہو گئی۔ یہودی نے جب یہ دیکھا۔ تو اس نے اپنے دل سے اپنی دُشمنی ختم کر دی اور عرض کیا۔
"مَیں نے اپنے دِل میں عہد کیا تھا کہ جب تک تم میرا لُوٹا ہوا مال واپس نہیں کرو گے مَیں تمہیں معاف نہیں کروں گا لہٰذا اس وقت میرے تکیے کے نیچے اشرفیوں کی ایک تھیلی رکھی ہوئی ہے وہ آپ اٹھا کر مجھے دے دیں تاکہ میری قسم کا کفارہ ادا ہو جائے"۔ چنانچہ آپ نے وہ تھیلی اُٹھا کر اُسے دے دی۔ اس کے بعد اُس یہودی نے یہ شرط پیش کی کہ پہلے مجھے مسلمان کر لو۔ پھر معاف کر دوں گا۔ اس پر آپ نے اُسے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔

اسلام لانے کے بعد اُس نے آپ کو بتایا۔ "میرے مسلمان ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ مَیں نے توراۃ میں پڑھا تھا کہ اگر صدقِ دِل سے تائب ہونے والا خاک کو ہاتھ لگا دیتا ہے تو وہ سونا بن جاتی ہے لیکن مجھے اس پر یقین نہیں تھا۔ اور آج جبکہ میری تھیلی میں مٹی بھری ہوئی تھی اور آپ نے اسے اُٹھا کر مجھے دی تو اس میں سے واقعی سونا نکل آیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ نہ صرف آپ کی توبہ سچّی ہے بلکہ آپ کا دین بھی سچا ہے"۔

○

۱۸۹۔ ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصریؒ نے سات شب و روز روزے رکھے اور رات کے

Marfat.com

وقت قطعاً آرام بھی نہ کیا لیکن جب آٹھویں روز بھوک کی شدّت پر نفس نے یہ فریاد کی کہ مجھے کب تک اذیّت دوگی ـــــ اسی وقت ایک شخص کھانے کی کوئی شے پیالے میں لیے ہوئے حاضر ہوا۔ آپ نے اس شخص سے پیالہ لے کر رکھ دیا پھر شمع روشن کرنے اُٹھیں اور اسی وقت ایک بلّی کہیں سے آئی اور اُس نے وہ پیالہ اُلٹ دیا اور جب پانی سے روزہ کھولنے اُٹھیں تو شمع بجھ گئی اور پانی کا آبخورہ بھی ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔

اس وقت آپ نے ایک دلدوز آہ بھر کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا "میرے ساتھ یہ کیسا معاملہ کیا جا رہا ہے"۔

ندا آئی۔ "اگر دُنیاوی نعمتوں کی طلب گار ہو تو ہم عطا کیے دیتے ہیں لیکن اس کے عوض اپنا درد تمہارے دِل سے نکال لیں گے۔ اس لیے کہ ہمارے غم اور دنیاوی غم کا ایک دل میں جمع ہونا ممکن نہیں اور نہ کبھی جُداگانہ مرادیں ایک دِل میں جمع ہو سکتی ہیں"۔ یہ ندا سُنتے ہی آپ نے دامنِ اُمید چھوڑ کر اپنا دِل حُبِّ دُنیا سے اس طرح خالی کر لیا کہ جس طرح موت کے وقت مرنے والا اُمیدِ زندگی ترک کر کے قلب کو دنیاوی تصوّرات سے خالی کر دیتا ہے۔ اس کے بعد آپ بھی دُنیا سے اس طرح کنارہ کش ہو گئیں کہ ہر صبح یہ دُعا کرتیں۔

"اے اللہ! مجھے اس طرح اپنی طرف متوجّہ فرما لے کہ اہلِ جہاں مجھے تیرے سوا کسی کام میں مشغول نہ دیکھ سکیں"۔

○

۱۹۰۔ تیس برس تک حضرت فضیل بن عیاضؒ کو کبھی کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا لیکن جب آپ کے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو آپ مسکرا رہے تھے اور جب لوگوں نے آپ سے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا۔ "چونکہ اللہ تعالیٰ اس کے مرنے سے خوش ہوا۔ لہٰذا میں بھی اس کی رضا میں خوش ہو کر مسکرا دیا"۔

○

۱۹۱۔ ایک قافلہ حج کی نیّت سے روانہ ہونے لگا تو اہلِ قافلہ نے حضرت بشر حافیؒ کو بھی ہمراہ چلنے کے لیے عرض کیا۔ لیکن آپ نے ساتھ چلنے کے لیے تین شرطیں پیش کر دیں۔

Marfat.com

"اوّل یہ کہ کوئی شخص اپنے ہمراہ توشہ نہ لے ۔ دوئم یہ کہ کسی سے کبھی کچھ طلب نہ کرے ۔ سوئم یہ کہ اگر کوئی کچھ پیش بھی کرے تو قبول نہ کرے"۔

یہ سُن کر اہلِ قافلہ نے عرض کیا کہ پہلی دو شرطیں تو ہمیں منظور ہیں لیکن تیسری شرط قابلِ قبول نہیں ۔ اس پر آپ نے فرمایا ۔

" توکّل حجّاج کا توشۂ سفر ہے اور اگر تم یہ قصد کر لیتے کہ کسی سے کچھ نہ لیں گے ۔ تو خدا پر توکّل بھی ہو جاتا اور درجۂ ولایت بھی حاصل ہو جاتا "۔

O

۱۹۲ ۔ حضرت احمد حرب ؒ کا ایک ہمسایہ آتش پرست تھا ۔ ایک دفعہ دورانِ سفر اُس آتش پرست کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ۔ آپ دِل جوئی کے لیے اس کے یہاں تشریف لے گئے ۔ وہ بڑے احترام کے ساتھ پیش آیا چونکہ وہ زمانہ قحط سالی کا تھا اس لیے آتش پرست نے اپنے دِل میں خیال کیا کہ شاید آپ کھانا کھانے کی غرض سے چلے آئے ہیں ۔ چنانچہ اُس نے کھانے کا انتظام کرنا چاہا ۔ اس پر آپ نے اُسے فرمایا "ہم کھانے کی غرض سے نہیں بلکہ دلجوئی کے لیے آئے ہیں"۔

اس پر آتش پرست نے جواب میں عرض کیا "میرا مال لُٹ گیا لیکن تین چیزیں لائقِ شکر ہیں ۔ اوّل یہ کہ دوسروں نے میرا مال لوٹا لیکن میں نے کبھی کسی کا مال نہیں لوٹا دوئم یہ کہ اب بھی میرے پاس نصف دولت باقی ہے ۔ سوئم یہ کہ میرا مذہب محفوظ رہ گیا "۔

یہ سُن کر آپ نے پوچھا "تم آگ کیوں پُوجتے ہو؟"

اس نے کہا "محض اس لیے کہ روزِ محشر جہنم کی آگ سے بھی محفوظ رہوں اور خدا کا قُرب بھی حاصل ہو جائے "۔

آپ نے فرمایا "آگ کی حقیقت تو اتنی سی ہے کہ اگر ایک بچّہ اس پر پانی ڈال دے تو بُجھ جائے گی ۔ اس کے علاوہ تم ستّرؔ سال سے آگ کو پوج رہے ہو لیکن آج تک اس آگ نے تمہارے ساتھ کیا حُسنِ سلوک کیا کہ جس کی بِنا پر تم قیامت کے روز اس سے بہتری کی توقع رکھتے ہو"۔

آپ کے اس قول سے متاثر ہو کر اُس نے عرض کیا " اگر آپ میرے چار سوالوں کا جواب

Marfat.com

دے دیں تو میں آپ کے دین پر ایمان لا سکتا ہوں ۔
اوّل خدا نے مخلوق کو کیوں تخلیق کیا ؟ دوم تخلیق کے بعد رزق کیوں دیا ؟ سوم رزق دینے کے بعد موت سے کیوں دوچار کیا ؟ چہارم مارنے کے بعد زندہ کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ؟"
آپ نے جواب دیا " تخلیق مخلوق کا مقصد یہ ہے کہ خالق کی شناخت ہو سکے۔ رزق عطا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی رزاقی کا اندازہ کیا جا سکے اور موت کا مقصد اس کی جبّاری وقہاری کا اندازہ کرنا ہے اور موت کے بعد زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اس کے قادر ہونے کو تسلیم کیا جا سکے ۔"
اتنا کہنے کے بعد آپ بہت دیر تک آگ میں ہاتھ ڈالے بیٹھے رہے لیکن آگ نے آپ کا ہاتھ متاثر نہ ہوا ۔ یہ دیکھ کر وہ آتش پرست فوراً مسلمان ہو گیا ۔

○

۱۹۳ ۔ حضرت حاتم اصمؒ نے ایک دن بغداد میں خلیفہ سے ملاقات کے وقت فرمایا " السّلام علیکم یا زاہد !"
خلیفہ نے کہا ۔ " میں تو زاہد نہیں ہوں بلکہ آپ زاہد ہیں ۔"
آپ نے فرمایا ۔ " خدا کا یہ فرمان ہے قل متاع الدنیا قلیل یعنی اے نبیؐ ! فرما دیجئے کہ دُنیا کی متاع بہت تھوڑی ہے اور چونکہ تو قلیل شے پر قانع ہو گیا اس لیے زاہد ہے اور میں دنیا و آخرت پر بھی قانع نہ ہو سکا اس لیے میں کیسے زاہد ہو سکتا ہوں ۔"

○

۱۹۴ ۔ ایک دن کچھ لوگوں نے حضرت صالح بن عبد الکریمؒ سے سوال کیا کہ خوف اور اُمید میں کون سی شے بہتر ہے ۔"
آپ نے فرمایا " بہتر تو یہ ہے کہ دونوں ہی ہوں لیکن اُمید سے خوف کا پلڑا بھاری ہے ۔" اور جب اسی قول کو حضرت سلیمان دارانیؒ کے سامنے نقل کیا گیا تو آپ نے فرمایا ۔ " میرے نزدیک تو تمام عبادات کا دارومدار ہی خوف پر ہے ۔ کیوں کہ اُمید عبادت سے بے نیاز کر دیتی ہے اور دین و دُنیا کی بنیاد ہی خوف پر قائم ہے ' اور جب خوف

پر اُمید کا غلبہ ہوجاتا ہے تو قلب کی شامت آجاتی ہے اور خوف کی زیادتی سے عبادت میں بھی زیادتی رونما ہوجاتی ہے"۔ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ خدا سے اتنا ڈرو کہ رحمت سے مایوس نہ ہو اور نہ اتنی امید رکھو کہ عذاب سے بے خوف ہوجاؤ"۔

○

۱۹۵۔ حضرت محمد بن اسلم طوسیؒ قرض لے کر فقراء کو دے دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے اپنا قرض طلب کیا لیکن آپ کے پاس دینے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔ لیکن آپ نے اُسی وقت اپنا قلم تراشا اور اُسی تراش کا ایک ٹکڑا زمین پر سے اُٹھا کر یہودی کو دیتے ہوئے فرمایا۔" یہ لے جاؤ"۔

جب یہودی نے وہ ٹکڑا ہاتھ میں لے کر غور سے دیکھا تو وہ سونا تھا۔ چنانچہ یہودی کو خیال ہُوا کہ جس مذہب میں ایسے ایسے خدا رسیدہ ہوں وہ مذہب کبھی باطل نہیں ہوسکتا اس بات کا خیال کرتے ہی وہ یہودی مسلمان ہوگیا۔

○

۱۹۶۔ حضرت حاتم اصمؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے سوال کیا کہ آپ رزق کی جستجو کرتے ہیں یا نہیں؟"

امام صاحب نے جواب دیا کہ یقیناً متلاشی رہتا ہوں"۔

آپ نے پوچھا۔" قبل از وقت یا بعد از وقت یا بروقت تلاش کرتے ہو"۔

یہ سن کر امام صاحب سکتہ میں آگئے۔ اس لیے کہ اگر یہ کہیں کہ قبل از وقت تلاش کرتا ہوں تو فرمائیں گے کہ تم تضیع اوقات کرتے ہو اور اگر بعد از وقت کہہ دوں تو کہیں گے کہ گذشتہ شے کی تلاش بے معنی ہے اور یہ کہوں کہ بروقت تلاش کرتا ہوں تو فرمائیں گے موجود شے کی جستجو سے کیا فائدہ۔

لیکن اس واقعہ کے بارے میں ایک بزرگ نے یہ فرمایا۔" تلاشِ رزق نہ فرض ہے نہ سُنت اس لیے اس کی جستجو ہی بے سود ہے کیوں کہ رزق تو ہم کو خود تلاش کرتا پھرتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔" رزق تو خود تمہارے پاس پہنچتا ہے تمہیں جستجو کی کیا ضرورت ہے؟

○

۱۹۷ ۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کو سفرِ حج کے دوران کہیں سے بھی کھانا نہ ملا - اس پر ابلیس نے سامنے آکر کہا۔ "سلطنت چھوڑ کر سوائے فاقہ کشی کے اور کیا ملا ؟"
اس وقت آپ نے اپنے دِل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے عرض کیا "کہ دشمن کو دوست کے پیچھے کیوں لگا دیا ؟"
اس پر جواب ملا۔ "تمہاری جیب میں جو چیز ہے اُسے پھینک دو تاکہ تمہیں اس کا راز معلوم ہو جائے ۔"
چنانچہ جب آپ نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو تھوڑی سی چاندی برآمد ہوئی - جونہی آپ نے اُسے پھینکا ابلیس اُسی وقت رفو چکر ہو گیا ۔

○

۱۹۸ ۔ انتقال کے وقت بشر حافیؒ شدید مضطرب ہوئے - اس پر لوگوں نے پوچھا۔ "کیا ترکِ دُنیا کا غم ہے ؟"
آپ نے فرمایا۔ "نہیں، بلکہ بارگاہِ خداوندی میں جانے کا خوف ہے ۔"
ایک شخص نے آپ کی موت کے وقت اپنی مفلسی کا رونا رویا - اس پر آپ نے اسے اپنا پیراہن اُتار کر دے دیا اور خود دوسرے کا مستعار لے کر پہن لیا ۔
آپ کا فرمان ہے "تین کام بہت مشکل ہیں - اوّل مفلسی میں سخاوت، دوم خوف میں صداقت، سوم خلوت میں تقویٰ ۔

○

۱۹۹ ۔ ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصریؒ کشتی پر سفر کر رہے تھے کہ کسی بیوپاری کا موتی کھو گیا ۔ سب نے آپ پر شک کرتے ہوئے آپ کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا ۔ آپ نے آسمان کی جانب نظر اُٹھا کر کہا۔ "اے اللہ ! تُو علیم ہے کہ میں نے کبھی چوری نہیں کی ۔"
آپ نے یہ کہا تو اُسی وقت دریا میں سے صدہا مچھلیاں مُنہ میں ایک ایک موتی دبائے نمودار ہو گئیں ۔ اس پر آپ نے ایک مچھلی کے مُنہ سے موتی نکال کر اُس بیوپاری کو دے دیا ۔ اس کرامت کے مشاہدے کے بعد تمام مسافروں نے آپ سے معافی طلب کی ۔ اسی واقعہ پر آپ کا خطاب ذوالنون پڑ گیا ۔

○

۲۰۰۔ کسی نے حضرت بایزید بسطامیؒ سے سوال کیا کہ آپ کے پاس کثرت سے عورتیں کیوں رہتی ہیں۔ اس میں کیا راز ہے؟
آپ نے فرمایا۔ "یہ ملائکہ ہیں جن کو میں علمی مسائل سمجھاتا ہوں۔ ایک شب فلک اوّل کے ملائکہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کے ہمراہ عبادت کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ میری زبان میں وہ طاقت نہیں کہ جس سے میں ذکرِ الٰہی کر سکوں۔
اسی طرح ساتوں افلاک کے ملائکہ میرے پاس جمع ہو گئے اور سب نے وہی خواہش ظاہر کی جو فلکِ اوّل کے فرشتوں نے کی تھی اور میں نے سب کو پہلا ہی جواب دیا اور جب انہوں نے پوچھا۔ "ذکرِ الٰہی کی طاقت آپ میں کب پیدا ہو گی"
میں نے جواب میں کہا۔ "قیامت میں جب سزا و جزا ہو جائیں گے اور میں طوافِ عرش کرتا ہوا اللہ اللہ کہہ رہا ہوں گا۔"

○

۲۰۱۔ جب ہارون الرشید امام ابو یوسفؒ کے ہمراہ حضرت داؤد طائیؒ کے پاس بغرضِ ملاقات حاضر ہوا تو حضرت نے ملاقات سے انکار کرتے ہوئے فرمایا۔ "میں دُنیادار ظالموں سے نہیں ملتا۔"
لیکن ہارون الرشید کی والدہ نے بے حد اصرار کیا تو آپ نے اجازت دے دی۔ ملاقات کے بعد جب ہارون الرشید رخصت ہونے لگا تو اس نے آپ کی خدمت میں اشرفیوں کی تھیلی پیش کرنا چاہی مگر آپ نے واپس کرتے ہوئے فرمایا۔ "میں نے اپنا مکان جائز دولت کے عوض فروخت کیا ہے اس لیے میرے پاس اخراجات کے لیے رقم موجود ہے اور میں یہ دُعا بھی کرتا ہوں کہ جب یہ رقم ختم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ مجھے دُنیا سے اٹھا لے۔"

○

۲۰۲۔ حضرت حارث محاسبیؒ کو ورثہ میں تیس ہزار درہم ملے تھے لیکن آپ نے انہیں بیت المال میں داخل کرواتے ہوئے فرمایا۔ "حضورِ اکرمؐ کا یہ ارشادِ گرامی ہے کہ قدریہ مسلک کے لوگ میری اُمت کے مجوسی ہیں اور مسلمانوں کو ان کا

ترکہ نہیں لینا چاہیے اور چونکہ میرے والد قدریہ مسلک کے حامی تھے - اس لیے بحیثیت مسلمان میں ان کا ترکہ نہیں لے سکتا "۔

○

۲۰۳ - حضرت بشر حافیؒ نے چالیس برس تک خواہش کرنے کے باوجود بکری کی سری نہیں کھائی تھی اور ہمیشہ باقلہ کی ترکاری کھانے کو جی چاہتا رہا لیکن اس کے باوجود اس ترکاری کو بھی کبھی نہیں کھایا - اس کے علاوہ آپ نے کبھی حکومت کی جاری کردہ نہر سے پانی نہیں پیا -

پھر ایک مرتبہ جب لوگوں نے یہ سوال کیا " کہ آپ کو یہ مراتب کیسے حاصل ہوئے" تو آپ نے فرمایا " خدا کے علاوہ میں نے کبھی کسی اور پر اظہارِ خیال نہیں کیا اور میں وعظ و نصیحت سے یہ بہتر تصور کرتا ہوں کہ لوگوں کے سامنے خدا کا ذکر کرتا رہوں " ۔

○

۲۰۴ - حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بغرضِ حج روانہ ہوا لیکن راستے میں اتنی تاخیر ہو گئی کہ صرف چار یوم حج میں باقی رہ گئے اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب کی بار میں حج سے محروم ہو جاؤں گا - لہٰذا ایسی کون سی شکل اختیار کی جائے کہ جس سے حج پر پہنچا جائے -

میں اسی فراق و غم میں ڈوبا ہوا تھا کہ ایک بڑھیا نے مجھ سے آکر کہا " میرے ساتھ چل میں تجھے عرفات تک پہنچائے دیتی ہوں "۔

چنانچہ میں اس بڑھیا کے ہمراہ چل پڑا اور جب راہ میں کوئی دریا آپڑتا تو وہ کہتی کہ آنکھیں بند کر لو اور جب میں اس پر عمل کرتا کہ میں صرف کمر کمر تک پانی میں چل رہا ہوں اور جب دریا عبور کر لیتا تو وہ کہتی کہ آنکھیں کھول دو -

غرضیکہ اسی طرح اس نے مجھے عرفات تک پہنچا دیا اور فراغتِ حج کے بعد بڑھیا نے مجھ سے کہا " چلو میں اپنے بیٹے سے تمہاری ملاقات کراؤں " ۔

اور جب میں نے اس کے ہمراہ چل کر دیکھا کہ ایک بہت ہی کمزور سا نوجوان نورانی صورت کا بیٹھا ہوا ہے اور ماں کو دیکھتے ہی قدموں میں گر کر کہنے لگا -

" مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تم دونوں کو اللہ تعالیٰ نے میری تجہیز و تکفین کے لیے بھیجا ہے -

کیوں کہ میری موت کا وقت بہت ہی قریب ہے "۔
یہ کہتے ہی وہ فوت ہو گیا - پھر مَیں نے غسل دے کر اُسے قبر میں اُتارا - اس کے بعد بڑھیا مجھ سے بولی -
" اب تم رخصت ہو جاؤ کیوں کہ مَیں اپنی زندگی بیٹے کی قبر پہ گذارنا چاہتی ہوں اور آئندہ سال جب تم آؤ گے تو مَیں تمہیں نہ مل سکوں گی لیکن میرے لیے ہمیشہ دعائے خیر کرتے رہنا -

O

۲۰۵ - ایک مجذوب قسم کا شخص پراگندہ حال اور چہرہ غبار آلود حضرت ابراہیم بن ادھم کے سامنے آ گیا تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس کا منہ دھویا اور فرمایا -
" جو منہ ذکرِ الٰہی کا مظہر ہو اس کو پراگندہ نہیں ہونا چاہیئے "۔
کچھ دیر کے بعد جب اس مجذوب کو ہوش آیا تو لوگوں نے پورا واقعہ اُس سے بیان کیا جس کو سن کر اس نے توبہ کی - پھر حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے کہہ رہا ہے -
" تم نے محض خدا کے واسطے ایک مجذوب کا منہ دھویا اللہ تعالیٰ نے تمہارا قلب دھو ڈالا "۔

O

۲۰۶ - حضرت بایزید بسطامیؒ نے حالتِ وجد میں یہ کہہ دیا کہ سُبحَانی ما اعظم الشانی یعنی مَیں پاک ہوں اور میری شان بہت بڑی ہے اور جب اختتامِ وجد کے بعد ارادت مندوں نے یہ سوال کیا کہ یہ جملہ آپ نے کیوں کہا ؟ تو آپ نے فرمایا -
" مجھے تو علم نہیں کہ مَیں نے کوئی ایسا جملہ کہا ہو لیکن اگر آئندہ اس قسم کا کوئی جملہ میری زبان سے نکل جائے تو مجھے قتل کر ڈالنا "۔
اس کے بعد دوبارہ حالتِ وجد میں پھر آپ نے یہی جملہ کہا جس پہ آپ کے مریدین آپ کو قتل کر دینے پر آمادہ ہو گئے لیکن پورے مکان میں اُنہیں ہر سمت بایزید ہی بایزید نظر آئے اور جب اُنہوں نے چھریاں چلانی شروع کیں تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے پانی پہ چھریاں چل رہی ہوں اور آپ کے اُوپر اس کا قطعاً کوئی

اثر نہ ہُوا۔ پھر جب کچھ وقفہ کے بعد وہ حالت رفتہ رفتہ ختم ہوتی چلی گئی، تو دیکھا کہ آپ محراب میں کھڑے ہیں اور جب مریدین نے واقعہ بیان کیا تو فرمایا۔
"اصل بایزید تو مَیں ہوں اور جن کو تم نے دیکھا وہ بایزید نہیں تھے۔"

○

۲۰۷۔ کسی عورت نے امام احمد بن حنبلؒ سے یہ مسئلہ دریافت کیا۔ "مَیں اپنی چھت پر سُوت کات رہی تھی کہ اُسی دوران شاہی روشنی کا گذر ہُوا اور پھر مَیں نے اُسی روشنی میں تھوڑا سا سُوت کات لیا۔ اب آپ فرمائیے کہ وہ سُوت جائز ہے یا ناجائز۔"
یہ سُن کر امام صاحب نے اُس عورت سے پُوچھا۔ "تم کون ہو؟" اور اس قسم کا مسئلہ کیوں دریافت کرتی ہو؟"
اُس عورت نے جواب دیا۔ "مَیں بشر حافی کی ہمشیرہ ہوں۔"
امام صاحب نے فرمایا۔ "تمہارے لیے وہ سُوت جائز نہیں۔ کیوں کہ تم اہلِ تقویٰ کے خاندان سے ہو۔ اور تمہیں اپنے بھائی کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے۔ جو مشتبہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے تو ہاتھ بھی ان کی پیروی نہیں کرتا تھا۔"

○

۲۰۸۔ حضرت امام شافعیؒ کی والدہ محترمہ بہت بزرگ تھیں۔ اور اکثر لوگ اپنی امانتیں آپ کے پاس بطور امانت رکھوا دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ دو آدمیوں نے کپڑوں سے بھرا ہُوا صندوق آپ کے پاس بطور امانت رکھوا دیا۔ اس کے بعد ایک شخص آ کر وہ صندوق لے گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد دوسرے شخص نے آکر صندوق کا مطالبہ کیا اس پہ آپ نے فرمایا۔ "مَیں تمہارے ساتھی کو وہ صندوق دے چکی ہوں۔"
وہ بولا۔ "جب ہم دونوں نے صندوق آپ کے پاس رکھوایا تھا تو پھر آپ نے میری موجودگی کے بغیر اُس کو صندوق کیسے دے دیا؟"
اس بات سے امام شافعیؒ کی والدہ محترمہ بہت شرمندہ ہوئیں لیکن اُسی وقت امام شافعیؒ بھی گھر میں آگئے اور والدہ محترمہ سے کیفیت دریافت کرنے کے بعد اُس شخص سے بولے۔
"تمہارا صندوق موجود ہے لیکن تم تنہا کیسے آگئے۔ اپنے ساتھی کو ہمراہ کیوں نہیں

لائے۔ جاؤ پہلے اپنے ساتھی کو جا کر لاؤ پھر صندوق ملے گا۔"
یہ جواب سن کر وہ شخص حیران ہوتا ہوا واپس چلا گیا۔

○

۲۰۹۔ حضرت یحییٰ بن معاذؒ نے لوگوں سے فرمایا "تین قسم کے لوگوں سے ہمیشہ پرہیز کرو۔
اوّل غافل علماء سے، دوم کاہل قاریوں سے، سوم جاہل صوفیوں سے۔
اولیائے کرام کو تین باتوں سے پہچانیئے۔ اوّل وہ خالق پر بھروسہ رکھتے ہوں دوم مخلوق سے بے نیاز ہوں۔ سوم خُدا کو یاد کرتے ہوں۔
دانش مندوں کی تین علامتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ امراء کو حسد کے بجائے بنظرِ نصیحت دیکھے دوم شہوت کے بجائے عورت پر نگاہِ شفقت ڈالے۔ سوم درویش کو غرور و تکبّر کے بجائے تواضع کی نظر سے دیکھے۔
چھُپ کر گناہ کرنے والے کو خدا ظاہر میں ذلّت عطا کرتا ہے۔
جو غم خدا سے دُور کر دے، اس سے وہ گناہ بہتر ہے جو خُدا کا محتاج بنا دے۔"

○

۲۱۰۔ ایک دفعہ سفر کے دوران حضرت مجدّد الف ثانیؒ اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کے ساتھ ایک سرائے میں ٹھہرے۔ آپ نے آنکھیں بند کر کے کچھ خاموشی اختیار کی اور پھر فرمایا۔" لوگو! مجھے معلوم ہُوا ہے کہ اس سرائے پر کوئی مصیبت نازل ہونے والی ہے۔"
حاضرین نے دریافت کیا۔ "حضرت! اس سے بچنے کی تدبیر بھی ارشاد فرمائیں"۔
آپ نے فرمایا "دُعائے ماثورہ پڑھتے رہو، جو یہ دُعا پڑھتا رہے گا، اس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔"
تھوڑی دیر کے بعد ہی سرائے میں آگ لگ گئی اور سرائے کا بہت سا حصّہ جل گیا۔ لیکن جن لوگوں نے آپ کی ہدایت پر عمل کیا اُن کا سامان جلنے اور تباہ ہونے سے بچ گیا۔

○

۲۱۱۔ کسی شخص نے حضرت احمد خضرویہؒ سے اپنے افلاس کا رونا رویا۔ تو آپ نے فرمایا۔ "جتنے بھی پیشے ہو سکتے ہیں۔ اُن کا نام علیحدہ علیحدہ پرچیوں پر لکھ کر ایک لوٹے

میں ڈال کر میرے پاس لے آؤ۔"
اس نے آپ کے حکم پر عمل کیا۔ حضرت احمد حضرویہؒ نے جب لوٹے میں ہاتھ ڈال کر ایک پرچی نکالی تو اس پر چوری کا پیشہ درج تھا۔
آپ نے اُسے حکم دیا کہ تمہیں یہی پیشہ اختیار کرنا چاہیئے۔ پہلے تو وہ یہ سُن کر سخت پریشان ہُوا لیکن شیخ کے حکم کی وجہ سے چوروں کے گروہ میں شامل ہو گیا۔ چوروں نے اس سے وعدہ لے لیا کہ جس طرح وہ حکم دینگے، اُس پر اُسے عمل کرنا ہو گا۔
چنانچہ ایک دن اس گروہ نے کسی قافلہ کو لُوٹ کر ایک دولت مند کو قیدی بنا لیا اور جب اس نئے چور کو اس دولت مند کے قتل کرنے کو کہا۔ تو اس چور کو یہ خیال آیا کہ اس طرح تو یہ لوگ صد ہا انسانوں کو قتل کر چکے ہوں گے۔ لہذا بہتر صورت یہ ہے، کہ ان کے سردار ہی کو قتل کر دیا جائے۔ اس خیال کے ساتھ ہی اس نے سردار کو قتل کر ڈالا۔
یہ دیکھ کر تمام چور ڈر کے مارے فرار ہو گئے اور جس دولت مند کو قیدی کیا تھا اس کو رہا کر دیا۔ جس کے صلہ میں اُس دولت مند نے اس کو اتنی دولت دے دی کہ یہ خود امیر کبیر بن گیا اور پھر تمام عمر عبادت اور خوفِ خُدا میں گذار دی۔

○

۲۱۲۔ کسی نے حضرت ابو تراب نخشبیؒ سے عرض کیا کہ اگر آپ کو کسی شے کی حاجت ہو، تو حکم کیجئے۔
آپ نے جواب دیا۔" مجھے تو خُدا سے بھی حاجت نہیں ہے اس لیے کہ مَیں تو اس کی رضا پر خوش ہوں۔ وہ جس حال میں چاہے رکھے۔ درویش کو جو مِل جائے وہی اس کا کھانا ہے اور جس سے جسم ڈھانپا جائے وہی لباس ہے اور جس جگہ رہ رہا ہو وہی اس کا مکان ہے۔

○

۲۱۳۔ جب حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ کے ہاں لڑکا پیدا ہُوا تو اس کے سینہ پر سفید حروف میں اللہ جل شانہٗ لکھا ہُوا تھا لیکن جب وہ لڑکا جوان ہُوا تو لہو ولعب میں مشغول ہو کر بربط پر گانا گایا کرتا تھا۔ چنانچہ جب رات کے وقت ایک محلہ سے گاتا ہُوا گذرا

تو ایک نئی دُلہن جو اپنے شوہر کے ساتھ محوِ خواب تھی، بے چین ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور باہر جھانکنے لگی۔

اسی اثنا میں اس کے شوہر کی آنکھ کھُل گئی، بیوی کو پاس نہ پاکر اُٹھا اور بیوی کے پاس پہنچ کر اس لڑکے سے مخاطب ہو کر بولا۔ "شاید ابھی تیری توبہ کا وقت نہیں آیا"۔

یہ سُنکر لڑکے نے پُر اثر انداز میں جواب دیا۔ "یقیناً وقت آچکا ہے"۔

یہ کہہ کر بربط توڑ دیا اور اُسی دن سے ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو گیا اور درجۂ کمال کو پہنچا۔

حضرت شاہ شجاعؒ فرمایا کرتے تھے کہ "جو مقام مجھے چالیس سال میں حاصل نہ ہوا وہ میرے بیٹے کو چالیس دنوں میں مل گیا"۔

○

۲۱۴۔ ایک مرتبہ دورانِ وعظ مصاحب کا نائب احمد بن یزید بڑی شان و شوکت کے ساتھ حضرت سری سقطیؒ کی مجلسِ وعظ میں آپہنچا۔ اس وقت آپ یہ فرما رہے تھے۔

"مخلوقات میں کوئی مخلوق بھی انسان سے کمزور نہیں لیکن اس کے باوجود بھی انسان بڑے بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا رہتا ہے"۔

اس تقریر کا احمد بن یزید پر ایسا اثر ہوا کہ گھر جا کر کچھ کھائے پیئے بغیر رات بھر عبادت میں مشغول رہا اور صبح ہونے پر فقیرانہ لباس پہنا اور حضرت سری سقطیؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عرض کیا۔ "آپ کے بیان سے جو کل میرے اوپر اثر ہوا ہے وہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اب میرے دل میں حُبِّ دنیا سے نجات حاصل کر کے گوشہ نشینی کا رجحان پیدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا آپ راہِ طریقت کی تعلیم سے آگاہ فرمائیں"۔

آپ نے فرمایا۔ "عام تعلیم تو یہ ہے کہ پنجگانہ نماز ادا کرتے ہوئے احکامِ شرعیہ کی پابندی کرو اور سلوک کی خاص تعلیم یہ ہے کہ دُنیا کو خیرباد کہہ کر اس طرح مصروفِ عبادت ہو جاؤ کہ خدا کے سوا کسی سے کچھ طلب نہ کرو اور اگر کوئی دینا بھی چاہے جب بھی مت لو"۔

اس پر احمد بن یزید نحیف و نزار نامعلوم سمت کی طرف روانہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد احمد بن یزید کی والدہ روتی پیٹتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولی۔

"میرا تو ایک ہی بچّہ تھا اور وہ بھی آپ کی محبت میں دیوانہ ہو کر نہ جانے کہاں چلا گیا ہے"۔ آپ نے اُسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ "فکر نہ کرو جب وہ آجائے گا میں نہیں

آگاہ کر دوں گا"۔

کچھ دنوں کے بعد احمد بن یزید انتہائی خستہ حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔" آپ نے مجھے خوابِ غفلت سے بیدار کر کے جو کرم مجھ پر کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر دے"۔

اُسی وقت احمد بن یزید کی والدہ اور بیوی بچے بھی حاضر ہو گئے اور ان کی زبوں حالی دیکھ کر لپٹ کر رونے لگے اور ان کے ساتھ ساتھ اہلِ مجلس پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ پھر والدہ اور بیوی نے گھر چلنے پر اصرار کیا مگر آپ نے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔

اس پر بیوی نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔" اگر گھر نہیں چلنا تو اپنے بچے کو اپنے ہمراہ رکھو"۔

بیوی نے تو یہ چاہا تھا کہ شاید اولاد کی محبّت ہی آپ کا دل پھیر دے مگر آپ نے بچے کا لباس اُتار کر کمبل اوڑھا دیا اور جب ہاتھ میں کشکول دے کر بچے کو لے کر چلنے لگے، تو ماں سے بچے کا یہ حال دیکھا نہ گیا۔ اور اس کو ساتھ لے جانے سے منع کر دیا۔

پھر برسوں کے بعد کسی نے حضرت سری سقطیؒ سے آکر عرض کیا۔" مجھ کو احمد بن یزید نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ میری موت قریب ہے اگر آپ قدم رنجہ فرمائیں تو بہتر ہوگا"۔

اس پیغام پر جب آپ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ قبرستان کی مٹی پر پڑے ہیں۔ چنانچہ آپ نے احمد بن یزیدؒ کا سر اپنی آغوش میں رکھا۔ اس پر انہوں نے آنکھ کھول کر کہا۔" آپ بالکل خاتمہ کے وقت پہنچے ہیں"۔

یہ کہہ کر حضرت سری سقطیؒ کی آغوش میں دُنیا سے رخصت ہو گئے۔

O

۲۱۵۔ اوائل میں حضرت سری سقطی گرے پڑے پھل فروخت کیا کرتے تھے۔ اس لیے لوگ آپ کو سقط فروش کہنے لگے، اسی سے سقطی کہلائے۔

اُسی عہد میں بغداد کے بازار میں آگ لگی مگر اُس آگ سے آپ کی دکان محفوظ رہ گئی۔ آپ نے بطورِ شکرانے کے دکان کا تمام مال صدقہ کر دیا۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کو یہ مراتب کیسے حاصل ہوئے؟

آپ نے فرمایا۔" ایک مرتبہ حبیب راعیؒ میری دکان پر تشریف لائے۔ ایک یتیم بچہ

اُن کے ہمراہ تھا۔ اُنھوں نے مجھے فرمایا "اس یتیم بچّے کو کپڑے دلادو۔"
اور جب مَیں نے تعمیل کر دی تو آپ نے دُعا کی۔ "اللہ تعالیٰ تمہیں وہ مراتب عطا کرے کہ تم دُنیا اور دُنیا کی خواہشات کو اپنا دشمن تصوّر کرنے لگو۔"
چنانچہ اس دن سے خدا نے مجھے عظیم مراتب سے نوازا۔

○

۲۱۶۔ بغداد میں سات آتش پرست نہایت عابد اور مرتاض رہتے تھے اور ان کا دستور تھا کہ ہر چھ ماہ کے بعد ایک لقمہ کھایا کرتے تھے۔ حلقتِ خدا اُن کی گرویدہ تھی۔
ایک مرتبہ یہ ساتوں آدمی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ جب اُن لوگوں کی نظر آپ پر پڑی تو آپ کے پُر جلال چہرے کی تاب نہ لاکر ان سب کا رنگ زرد پڑ گیا۔ طاقت نے جواب دے دیا اور وہ سب بے اختیار آپ کے قدموں میں گر پڑے۔
آپ نے اُن سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ "تم لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ خدا کے سوا دوسرے کی عبادت کرتے ہو۔ جب تک تم لوگ خدا کی پرستش نہیں کرو گے۔ دوزخ کی آگ سے بچ نہیں سکتے۔"

اس پر اُن میں سے ایک آدمی نے عرض کیا۔ "اے خواجہؒ! ہم تو تیرے خدا کی عبادت نہیں کرتے مگر تم تو کرتے ہو۔ اگر آپ کو ہماری آگ نہ جلائے تو ہم آپ کے خدا پر ایمان لانے کے لیے تیار ہیں۔"
"اللہ اکبر! تم یہ کہتے ہو، مَیں تو درکنار، آگ میری جوتیوں کو بھی نہیں جلا سکتی۔"
یہ کہہ کر آپ نے اپنی مبارک جوتیوں کو آگ میں ڈال دیا اور فرمایا۔ "اے آگ معین الدین کی جوتیوں کو محفوظ رکھ۔"
کہتے ہیں کہ آگ اسی وقت سرد پڑ گئی اور غیب سے آواز آئی۔ "آگ کی کیا مجال کہ میرے دوست کی جوتیوں کو جلا سکے۔"
آتش پرست یہ کرامات دیکھ کر صدقِ دل سے مسلمان ہو گئے۔

○

۲۱۷۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے زمانہ میں ایک بے گناہ شخص کو اس دور کے حاکم

نے سُولی پر چڑھا دیا۔ مقتول کی ماں حضرت خواجہ معین الدین غریب نوازؒ کی خدمت میں روتی اور فریاد کرتی ہوئی حاضر ہوئی۔ حضرت اس وقت وضو فرما رہے تھے۔ عورت کے فریاد کرنے پر آپ نے معاملہ کی تصدیق کروائی۔ جب عورت کی بات سچی ثابت ہوئی تو آپ اُسی وقت اپنا عصا ہاتھ میں لے کر روانہ ہوئے۔ ہزارہا فقیر، خدام اور معززین شہر آپ کے ہمراہ ہو گئے۔

ہر شخص اپنی جگہ حیران و پریشان تھا کہ ایسا کون سا واقعہ ہو گیا ہے کہ جس نے حضرت کو اتنا بے قرار کر دیا ہے۔

جب آپ مقتول کی لاش کے پاس پہنچے تو اُسے خاموشی کے ساتھ گھورتے رہے۔ پھر عصائے مبارک کے اشارہ سے فرمایا "اے مقتول! اگر تو واقعی بے گناہ مارا گیا ہے تو خدا کے حکم سے زندہ ہو جا۔"

کہتے ہیں کہ ان کلمات کے فرماتے ہی وہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور پھر ادب کے ساتھ جناب کے قدموں میں گر پڑا۔ اس کے بعد اجازت لے کر اپنی ماں کے ہمراہ چلا گیا۔

○

۲۱۸۔ ایک مرتبہ حضرت فتح موصلیؒ نے لوہار کی جلتی ہوئی بھٹی میں ہاتھ ڈال کر لوہے کا ایک گرم ٹکڑا ہاتھ میں لے لیا۔ پھر آپ نے فرمایا "اس کا نام صدق ہے۔"

آپ نے خواب میں حضرت علیؓ کو نصیحت کرنے کے لیے عرض کیا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا "بہ نیتِ ثواب اُمراء کے لیے فقراء کی تواضع احسن ہے لیکن اس سے زیادہ احسن یہ ہے کہ فقراء امراء سے نفرت کریں۔"

○

۲۱۹۔ حضرت بابا فرید الدین شکر گنجؒ نے اپنے بھانجے حضرت علاؤ الدین صابر کلیریؒ کو لنگر خانے کا نگران مقرر کرتے ہوئے فرمایا۔ "فقیروں کی غذا کا اہتمام اس طرح کرو۔ کہ کوئی بھوکا نہ رہے۔"

اس پر انہوں نے بجا طور پر حکم کی بجا آوری کی۔ کئی ماہ کے بعد حضرت صابرؒ کی والدہ آپ سے ملنے آئیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ آپ سُوکھ کر کانٹا ہو گئے ہیں وہ انہیں اپنے بھائی حضرت فرید الدینؒ کے پاس لے گئیں اور شکایت کی کہ میں نے

علاؤالدینؒ کو آپ کے پاس اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ اس کی صحت تباہ ہو جائے۔"
بہن کی اس شکایت پر حضرت بابا فریدؒ نے آپ کو تنہائی میں بلا کر پوچھا۔ "تم لنگر خانے کا نگران ہوتے ہوئے بھی اتنے کمزور ہو، کیا کھانا نہیں کھاتے؟"
آپ نے فرمایا۔ "آپ نے کھانا تقسیم کرنے کے لیے فرمایا تھا مجھے کھانے کا حکم نہیں دیا تھا۔" اس پر باباؒ نے آپ کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔
"بے شک تو صابر ہے۔"

○

۲۲۰- ایک مرتبہ سلطان غیاث الدین تغلق نے مولانا ظہیر الدین لنگ سے پوچھا۔ "آپ نے شیخ رکن الدینؒ کی کوئی کرامت دیکھی ہے؟"
مولانا نے فرمایا۔ "ایک بار جمعہ کے روز بہت سے لوگ اُن کی قدمبوسی کے لیے جمع تھے میں نے دل میں خیال کیا کہ شاید شیخ کے پاس کوئی تسخیر کا عمل ہے۔ میں بھی عالم ہوں لیکن میری طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔ میں نے سوچا کہ اگلے دن صبح کو شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ پوچھنا چاہیے کہ وضو کرتے وقت کلّی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں کیا حکمت ہے؟
رات کو جب سویا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ شیخ مجھ کو حلوا کھلا رہے ہیں جس کی شیرینی دن تک میرے حلق میں رہی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر یہی کرامت ہے تو شیطان بھی عوام کو اسی طرح گمراہ کرتا ہے، صبح سویرے جا کر یہ مسئلہ ضرور پوچھنا چاہیے۔
صبح کو جب میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے دیکھ کر فرمایا۔ "میں تمہارا ہی منتظر تھا۔" پھر چند لمحوں کے سکوت کے بعد فرمایا۔
"جنابت دو قسم کی ہوتی ہے۔ جنابتِ دل اور جنابت تن۔ جنابت تن وہ ہے جو بیوی کے ساتھ صحبت کرنے سے حاصل ہو اور دل کی جنابت نالائقوں کی صحبت سے ہوتی ہے۔ جنابتِ تن تو پانی سے پاک ہو جاتی ہے لیکن دل کی جنابت آنسوؤں سے دھوئی جاتی ہے ——
پانی میں تین صفتیں ہونی چاہئیں کہ اس کو پاکیزہ اور جنابت کو دور کرنے والا کہا جا سکے اور وہ تین صفتیں لون (رنگ) طعم (مزہ) اور ریح (بو) ہیں۔ اسی لیے شریعت نے وضو میں کلّی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو مقدّم رکھا ہے۔ تاکہ کلّی سے مزہ

معلوم ہوجائے اور ناک میں پانی ڈالنے سے اس کی بُو کا پتہ چل جائے "
شیخ کی ان باتوں سے میرے بدن سے پسینہ جاری ہو گیا ۔ پھر آپ نے فرمایا ۔
"جس طرح نبی کی صُورت میں شیطان ظاہر نہیں ہو سکتا اسی طرح شیخ حقیقی کی صورت میں بھی شیطان نمودار نہیں ہو سکتا کیونکہ شیخ حقیقی کو نبی کی کامل متابعت حاصل ہوتی ہے ۔ تم علومِ قال سے تو مالامال ہو مگر علومِ حال سے قطعی بیگانہ اور خالی ہو"۔
شیخ رکن الدین کی ان باتوں نے مجھ پر خاطر خواہ اثر ڈالا ۔

O

۲۲۱ ۔ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر شبلیؒ نے اپنے نئے کپڑے جسم پر سے اُتار کر جلا ڈالے ۔ اس پر لوگوں نے عرض کیا کہ شریعت میں بلا وجہ مال کا ضیاع حرام ہے "
آپ نے فرمایا " قرآن نے کہا ہے کہ جس شے پر تمہارا قلب مائل ہو گا ہم اس کو بھی تمہارے ساتھ آگ میں جلا دیں گے ۔ چونکہ میرا قلب اس وقت نئے کپڑوں پر مائل ہو گیا تھا ۔ اس لیے میں نے ان کو دنیا میں ہی جلا ڈالا"

O

۲۲۲ ۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ فرماتے ہیں کہ خواب میں میں بہشت کے تین بزرگوں سے ملاقات کر کے یہ سوال کر رہا ہوں کہ دُنیا میں سب سے ڈرا دُنی شے آپ کو کیا پیش آئی ۔"
انہوں نے جواب دیا " کہ خاتمہ کا ڈر سب سے زیادہ تھا "
پھر ایک روز خواب میں میں نے ابلیس سے پوچھا ۔ " تیرے نزدیک سب سے زیادہ پریشان کن کون سی شے ہے "
اس نے جواب دیا " بندے کا خدا کے ہمراہ راز و نیاز "۔
ایک مرتبہ میں نے ابلیس کو پکڑ کر پوچھا کہ جب تک تُو خدا کی واحدانیت کے بارے میں نہیں بتائے گا ۔ تجھ کو نہیں چھوڑوں گا "
چنانچہ اس نے اس قدر تشریح کے ساتھ معارفِ واحدانیت بیان کیے کہ اس انداز میں کوئی عارف بھی بیان نہیں کر سکتا "

O

۲۲۳۔ حضرت معروف کرخیؒ لوگوں کے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک گروہ رقص و سرود اور مے نوشی کرتے ہوئے مل گیا اور جب آپ کے ہمراہیوں نے ان کے حق میں بددعا کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا۔

"اے اللہ! جس طرح آج تُو نے ان کو بہتر عیش دے رکھا ہے۔ آئندہ اس سے بھی بہتر عیش ان کو عطا کرتا رہ"۔

اس دُعا کے ساتھ ہی وہ گروہ شراب و رباب پھینک کر آپ کے سامنے حاضر ہو گیا اور بیعت حاصل کر کے بُرے افعال سے ہمیشہ کے لیے توبہ کی۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔

"جو شیرینی سے مر سکتا ہے اس کو زہر دینے سے کیا حاصل"۔

○

۲۲۴۔ حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ عید کے دن میں نے حضرت معروف کرخیؒ کو کھجوریں چُنتے ہوئے دیکھ کر وجہ پوچھی تو فرمایا۔

"یہ سامنے والا یتیم بچہ اس لیے اُداس ہے کہ تمام بچے نئے لباس میں ملبوس ہیں اور اس کے پاس کپڑے تک نہیں۔ مَیں کھجوریں چُن کر فروخت کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے لیے نئے کپڑے خرید سکوں"۔

اس پر مَیں نے آپ سے عرض کیا "یہ کام تو مَیں بھی انجام دے سکتا ہوں۔ آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں"۔

اتنا کہنے کے بعد مَیں اس یتیم بچے کو اپنے ہمراہ لے آیا اور اس کو نیا لباس پہنایا۔ اس نیکی کے صلہ میں جو نُور مجھ کو عطا کیا گیا اس سے میری کائنات ہی بدل گئی۔

○

۲۲۵۔ حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن خواصؒ اپنے بارے میں ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

"ایک مرتبہ میں جنگل میں ایک ایسے درخت کے قریب پہنچا جہاں پانی موجود تھا۔ لیکن وہاں ایک شیر غراتا ہوا جب میری طرف بڑھا تو مَیں راضی بہ رضا ہو کر خاموش کھڑا ہو گیا اور اپنے دل میں یہ تصور کر لیا کہ اگر میری موت اسی شیر کے ہاتھوں مقدر ہو چکی ہے تو مَیں بچ کر کہیں نہیں جا سکتا اور اگر ایسا نہیں ہے تو یہ مجھے ہرگز ہلاک

نہیں کر سکتا اور جب وہ شیر میرے نزدیک آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ لنگڑا ہے اور پاؤں زخمی ہونے کی وجہ سے تکلیف میں ہے۔ میں نے ایک لکڑی سے اس کا زخم کھرچ کر خون اور پیپ قطعاً صاف کیا اور اپنی گدڑی میں سے کپڑا پھاڑ زخم پر پٹی پٹی باندھ دی جس کے بعد وہ اُٹھ کر ایک طرف چلا گیا اور کچھ وقفہ کے بعد اپنے دو بچوں کو ہمراہ لے کر میرے پاس آیا۔

اس کے بچے شکریہ کے طور پر میرے چاروں طرف گھومنے لگے۔ اس حرکت سے اُن کا یہ مطلب ظاہر ہوتا تھا کہ ہم تیرے احسان کے بدلہ میں اپنی جان تک تجھ پر قربان کر سکتے ہیں۔ اس وقت روٹی کی چند ٹکیاں ان کے منہ میں تھیں جن کو انہوں نے میرے سامنے رکھ دیا۔ میں ان کے اس جذبہ سے بے حد متاثر ہوا۔

○

۲۲۶۔ حضرت ابو نصر سراجؒ موسم سرما کی ایک رات اپنے عقیدت مندوں سے معرفت کے بارے میں کچھ بیان فرما رہے تھے۔ آپ کے سامنے آگ جل رہی تھی۔ دورانِ بیان آپ کو ایسا جوش آیا کہ اُٹھ کر آگ کے اوپر سجدۂ شکر میں گر پڑے لیکن سر اُٹھانے کے بعد معلوم ہوا کہ آپ کا ایک بال بھی آگ سے متاثر نہ ہوا۔ پھر آپ نے مریدوں سے فرمایا۔ "بارگاہِ الٰہی میں اظہارِ عجز کرنے والے ہمیشہ سرخرو رہیں گے اور آگ کبھی اُن کو جلا نہیں سکے گی۔

○

۲۲۷۔ ایک دن حضرت جنیدؒ نے حضرت ابو بکر شبلیؒ کو عالم وجد میں مضطرب دیکھ کر کہا۔
"اگر تم اپنے امور خدا کے سپرد کر دو تو تمہیں سکون مل سکتا ہے"۔
آپ نے جواب دیا "مجھے تو اس وقت سکون مل سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ میرے امور میرے اوپر چھوڑ دے"۔
یہ سن کر حضرت جنید نے فرمایا۔ "شبلیؒ کی تلوار سے خون ٹپکتا ہے"۔

○

۲۲۸۔ ایک بار لوگوں نے حضرت ابو بکر شبلیؒ سے عرض کیا "ہم آپ کو غیر اطمینانی حالت میں دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ یا تو آپ خدا کے ساتھ نہیں ہیں یا خدا آپ کے ساتھ نہیں"۔

اس پر آپ نے لوگوں کو جواب دیا۔ "اگر میں خدا کے ساتھ ہوتا تو میں میں ہوتا لیکن میں تو اس کی ذات میں گم ہو کر رہ گیا ہوں۔ یاد رکھو، میں ہمیشہ اس خیال سے خوش ہوتا ہوں کہ مجھے خدا کا مشاہدہ و اُنس حاصل ہے لیکن اب محسوس ہوا کہ اُنس تو صرف اپنے ہی ہم جنس سے ہو سکتا ہے۔"

○

۲۲۹۔ محمد بن مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مکّہ معظمہ سے بطحا کو جا رہا تھا کہ ناگاہ سر کے اُوپر سے آواز آئی۔ اُوپر دیکھا تو حضرت احمد بن خلق بن یحیٰیؒ کو سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہوا پر جاتے ہوئے دیکھا۔ سلام علیک ہوئی۔

"میں نے پوچھا۔ "کہاں جاتے ہو؟"

جواب دیا۔ "ایک ولی کی ملاقات کو جاتا ہوں۔"

میں نے عرض کیا۔ "اللہ تعالیٰ نے تمہیں بڑا رتبہ دیا ہے۔ اُس ولی کو اپنے پاس کیوں نہیں بُلا لیا۔"

فرمایا۔ "بزرگوں کی خدمت میں جانا بُلانے سے بہتر ہے۔"

اِتنا کہہ کر وہ چلے گئے۔ واقعی بزرگوں کا اَدب ہر کسی کو واجب ہے۔"

○

۲۳۰۔ ایک بزرگ کی کسی شخص نے دعوت کی۔ جب وہ انہیں گھر لے گیا۔ تو چند لمحے بٹھانے کے بعد بولا۔ "تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائیے ابھی کھانا تیار نہیں ہُوا۔" اس پر وہ بزرگ اپنے گھر لوٹ آئے۔

کچھ دیر بعد وہی شخص دوبارہ اُن کے ہاں پہنچا اور بولا۔ "حضور! جلد چلیے کھانا تیار ہے۔"

وہ اُٹھ کر پھر ساتھ چل پڑے مگر اس شخص نے دوبارہ انہیں یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ کھانا ابھی تیار نہیں ہے۔ اسی طرح اُس شخص نے سات مرتبہ اُن سے یہی سلوک کیا۔ آخری مرتبہ وہ اُن کے قدموں میں گر پڑا اور کہنے لگا۔

"میں نے یہ گستاخی محض اس وجہ سے کی کہ آپ کو آزماؤں کہ آپ کس صبر و تحمّل کے بزرگ ہیں لیکن میں نے جیسا سُنا تھا اُس سے بھی زیادہ پایا۔"

اس پر انھوں نے فرمایا۔ "یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ ہر کتے میں یہ خصلت موجود ہے
جب اس کو کھانا دکھاؤ گے، فوراً چلا آئے گا اور جب جھڑک دو گے چلا جائے گا۔
تم اس سے ہزار بار بھی ایسا کرو گے تو وہ کبھی تنگ نہ ہو گا۔"
یہ سن کر وہ شخص اپنے آپ میں بے حد شرمندہ ہوا۔

○

۲۲۱۔ ایک دن ہارون الرشید اور ابو یوسف حضرت داؤد طائی کی ملاقات کے لیے گئے
آپ نے اُن دونوں کے لیے دروازہ نہ کھولا۔ جس پر ابو یوسف نے انہیں پکارتے
ہوئے کہا۔ "جو علم تم نے پڑھا ہے کیا اس میں یہ بھی مسئلہ ہے کہ جو کوئی ملاقات کو
آئے تو اس سے ملاقات نہ کرو۔"
آپ نے فرمایا۔ "میں نے جو علم پڑھا ہے، اس میں تم جیسے بندوں کی ملاقات سے
منع فرمایا گیا ہے۔"
اس پر ابو یوسف نے آپ کی والدہ محترمہ کی وساطت اور سفارش سے آپ سے ملاقات
کی۔ ہارون الرشید نے عرض کیا۔ "کچھ حاجت ہو تو فرمائیے۔"
آپ نے فرمایا۔ "ہاں، تم ایک گٹھڑی آٹا اپنے سر پر رکھ کر لاؤ۔"
بادشاہ بولا۔ "ٹھیک ہے، رات کو لے آؤں گا۔"
آپ نے فرمایا۔ "نہیں، یہ آٹا دن کو لانا ہو گا۔"
بادشاہ نے کہا۔ "پھر جنگل کی جانب سے لاؤں گا۔"
آپ نے فرمایا۔ "نہیں، دن کو لاؤ اور بیچ بازار میں سے گذر کر لاؤ۔" اس پر بادشاہ
چپ ہو گیا۔
پھر آپ نے فرمایا۔ "مجھ کو آٹے کی حاجت نہیں ہے صرف تم کو آزمانا تھا۔ کس بل
بوتے پر بادشاہت کر رہے ہو، اور سارے جہان جہاں کا بوجھ اپنی گردن پر لیے
ہوئے ہو۔ تمہیں تو دُنیا سے شرم آتی ہے۔"
اس پر بادشاہ زار و قطار رویا پھر بہت سے زر و جواہر اُن کے پاس رکھ کر چلا گیا۔
اس کے جاتے ہی آپ نے وہ سب زر و جواہر اُٹھا کر مکان سے باہر پھینک دیا۔

○

۲۲۲ - حضرت عثمان ہارونیؒ اپنے وطن ہارون میں مقیم تھے کہ ایک اجنبی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مرید بننے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ ایک عرصہ تک آپ اس کی تعلیم و تربیت فرماتے رہے۔ بعد میں یہ اجنبی حضرت خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند خواجہ غریب نوازؒ کے نام سے مشہور ہوا۔

آپ خواجہ معین الدینؒ کے ساتھ مکّہ معظمہ تشریف لے گئے اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دعا کی۔ "اے پروردگار! میرے اس درویش کو قبول فرما۔"

آپ کی دعا قبول ہوئی۔ اس کے بعد آپ مدینہ منوّرہ تشریف لے گئے اور وہیں سے خواجہ غریب نوازؒ کو ہندوستان جانے کا حکم ہوا۔

○

۲۲۳ - ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ اپنے باغ کی کھدائی کر رہے تھے تو وہاں سے چاندی برآمد ہوئی۔ آپ نے اس جگہ کو بند کر کے دوسری جگہ سے کھدائی شروع کی۔ تو وہاں سے سونا برآمد ہوا۔ پھر تیسری جگہ سے مروارید اور چوتھی جگہ سے جواہرات برآمد ہوئے لیکن آپ نے کسی کو بھی ہاتھ نہ لگایا اور اللہ سے مخاطب ہو کر عرض کیا۔

"ابوالحسن ان چیزوں پر فریفتہ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو کیا اگر دین و دنیا دونوں بھی مہیّا ہو جائیں جب بھی وہ تجھ سے انحراف نہیں کر سکتا۔"

ہل چلاتے وقت جب نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ بیلوں کو چھوڑ کر نماز پڑھنی شروع کر دیتے۔ جب نماز پڑھ کر کھیت کی جانب دیکھتے تو زمین کو تیار پاتے تھے۔

○

۲۲۴ - عمر بن عبدالرحمٰن اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کی رات کو میرا ایک پڑوسی میرے پاس آکر کہنے لگا۔ "صبح کو عید ہے اور میرے بچّے بہت زیادہ ہیں۔ میرے پاس ان کو عیدی دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اگر حضرت کچھ مدد فرمائیں تو بڑی شفقت اور مہربانی ہو گی۔"

یہ سنکر مجھے اس پر رحم آیا۔ پچیس درہم جو میں نے اپنے بچّوں کو عیدی دینے کے رکھے ہوئے تھے فوراً اس خیال سے اسے دے دیئے کہ خدا مجھ کو اور دے دے گا۔ ناگاہ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے مجھے اپنے پاس بلاتے ہوئے کمال

ادب سے کہا۔

" میں آپ کے باپ کا غلام ہوں لیکن شیطان کے بہکانے پر آپ کے گھر سے بھاگ نکلا تھا لیکن میں جہاں کہیں بھی گیا ضمیر کی ملامت نے مجھے چین نہ لینے دیا۔ اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ علاوہ ازیں میرے پاس پچیس دینار سُرخ ہیں ۔ چونکہ آپ میرے مالک ہیں اس لیے آپ ان دیناروں کو جیسا چاہیں خرچ کریں۔ آپ کو ان پر پورا اختیار ہے"۔

میں وہ دینار لے کر گھر میں داخل ہُوا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا۔ پھر گھر والوں کو یہ قصّہ سناتے ہوئے کہا۔

" اللہ تعالیٰ نے پچیس درہم کے بدلے پچیس دینار سُرخ عطا فرمائے"۔ اس کے بعد میں نے اس غلام کو بخوشی آزاد کر دیا۔

O

۲۳۵۔ جب ہلاکو خاں کے سپہ سالار بیجو خاں نے قونیہ پر حملہ کیا اور اپنی فوجیں شہر کے چاروں طرف پھیلا دیں تو اہلِ شہر تنگ آکر مولانا رومؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ایک ٹیلے پر جو بیجو خاں کے خیمہ گاہ کے سامنے تھا جاکر مصلّے بچھا دیا اور نماز پڑھنی شروع کر دی ۔

بیجو خاں کے سپاہیوں نے جب آپ کو دیکھا تو تیر چلا کر آپ کو ہلاک کرنا چاہا۔ مگر کمانیں کھنچ نہ سکیں ۔ آخر گھوڑے بڑھائے تاکہ تلوار سے قتل کر دیں لیکن گھوڑے بھی اپنی جگہ سے ہل نہ سکے ۔ تمام شہر میں غُل غپاڑہ پڑ گیا۔

لوگوں نے بیجو خاں سے جاکر یہ واقعہ بیان کیا۔ اس پر اس نے خیمہ سے نکل کر خود مولانا رومؒ پر کئی تیر چلائے مگر ایک بھی مولانا رومؒ کو جاکر نہ لگا۔ جھلا کر گھوڑے سے اُتر پڑا اور مولانا کی طرف چلا لیکن پاؤں نہ اُٹھ سکے۔ آخر محاصرہ چھوڑ کر چلا گیا۔

O

۲۳۶۔ اتفاق سے مولانا رومؒ کے گھر میں کبھی تنگی بھی آجاتی تھی۔ اس پر آپ کے صاحبزادے آپ سے عرض کیا کرتے کہ اگر کچھ آئے تو اس میں سے کچھ بچا کر بھی رکھ لینا چاہیئے چنانچہ آپ کبھی کبھار ایسا بھی کر لیا کرتے تھے لیکن جس دن گھر میں کھانے کا کچھ سامان

نہ ہوتا تو آپ بہت خوش ہوتے اور فرماتے ۔" آج ہمارے گھر میں درویشی کی بُو آتی ہے ۔"

○

۲۴۷ ۔ حضرت معین الدین چشتیؒ اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ اجمیر پہنچے اور شہر کے باہر ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا ۔

اس جگہ ایک چراگاہ تھی جہاں مہاراجہ اجمیر کے اونٹ چرائے جاتے تھے ۔ اتفاقاً ایک ساربان ادھر آنکلا اور فقیر کی اس جماعت کو دیکھ کر ناراض ہوتے ہوئے بولا " یہاں مہاراجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں اس لیے تم لوگ یہاں سے اٹھ کر کہیں اور چلے جاؤ ۔"

حضرت خواجہؒ کو ساربان کی بات ناگوار گزری ۔ آپ یہ فرماتے ہوئے اس جگہ سے اٹھ گئے ۔" کہ لو تمہارے اونٹ ہی یہاں بیٹھے رہیں ۔ ہم اٹھ جاتے ہیں ۔"

چراگاہ کے اونٹ جہاں کہیں بیٹھے ہوئے تھے دوبارہ نہیں اٹھ سکے ۔ ساربان نے بہت کوشش کی مگر معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین سے چپک گئے ہیں ۔ اس کے بعد ساربان نے راجہ کے ہاں پہنچ کر یہ واقعہ راجہ کو سنایا ۔ اس پر راجہ نے ساربان سے کہا کہ اس کا علاج یہ ہے کہ تم فوراً جاکر اس فقیر کے پاؤں پر گر پڑو اور نہایت عاجزی سے رحم کی درخواست کرو ۔

چنانچہ حسب الحکم ساربان حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدموں میں سر رکھ کر گڑگڑانے لگا ۔

جب اس کی عاجزی وزاری حد سے بڑھ گئی تو جناب خواجہؒ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا ۔" جاؤ تمہارے اونٹ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ۔"

یہ حکم پاکر ساربان جب چراگاہ میں پہنچا تو دیکھتا کیا ہے کہ تمام اونٹ بھلے چنگے کھڑے ہیں ۔

○

۲۴۸ ۔ جس زمانے میں جواہر سنگھ جاٹ نے دہلی کو لوٹا اور وہاں قتل وغارت کا بازار گرم ہوا اس وقت بستی چراغ دہلی میں ایک مالدار برہمن رہتا تھا ۔ وہ اس لوٹ مار سے خوفزدہ ہو کر حضرت شیخ نصیر الدین شاہ چراغ دہلوی کے مزار پر پہنچا اور بولا " سرکار ! دہلی تباہ و

برباد ہو رہی ہے اور تباہی و بربادی کے شعلے بستی چراغِ دہلی کو بھی اپنی لپیٹ میں لینے والے ہیں۔ ہم آپ کی رعایا ہیں' خدا کے لیے ہماری مدد کیجیے"۔

یہ کہہ کر برہمن اپنے مکان پر آیا اور دن بھر حضرتؒ سے لو لگائے بیٹھا رہا۔ رات کو وہ سویا تو خواب میں دیکھا کہ حضرت چراغ دہلیؒ اس سے فرمارہے ہیں" تم اطمینان سے دروازہ بند کیے بیٹھے رہو۔ وہ تمہاری طرف آئیں گے تو اندھے ہو جائیں گے"۔

جیسے ہی برہمن کی آنکھ کھلی' اس نے فوراً اپنے گھر والوں کو یہ خوشخبری سنائی۔ جو لوگ چراغ دہلیؒ کے زیادہ عقیدت مند نہیں تھے وہ برہمن کی بات سن کر مسکرائے۔

خوں خوار جاٹ دہلی کو تباہ و برباد کرتے رہے۔ لوگوں کی چیخ و پکار چراغِ دہلویؒ کے رہنے والوں تک پہنچتی رہی۔ جاٹ جب بھی علاقہ چراغِ دہلی کی طرف بڑھتے انہیں کچھ دکھائی نہ دیتا۔ مجبور ہو کر جاٹوں نے تمام واقعہ اپنے سردار جواہر سنگھ کو سنایا۔ پہلے تو اس کو یقین نہ آیا مگر ساتھیوں کے یقین دلانے پر وہ اُن کے ساتھ چراغ دہلوئیؒ کی جانب بڑھا اس نے لوگوں سے پوچھا" کیا اس علاقے میں کوئی خاص بات ہے"۔

ایک بوڑھے نے جواب دیا" اس علاقے میں حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ کا مزار اقدس ہے"۔

اس کے بعد جواہر سنگھ نے کسی سے کچھ نہ پوچھا۔ چند قدم آگے بڑھا اور چراغ دہلویؒ کے مزار کی جانب منہ کر کے کہا" حضرت! میں اپنے ساتھیوں کی گستاخی پر شرمندہ ہوں اور مزار مبارک پر حاضر ہونا چاہتا ہوں"۔

جواہر سنگھ کی زبان سے جیسے ہی یہ الفاظ ادا ہوئے چراغِ دہلیؒ کی پوری بستی اس طرح اس کے سامنے آگئی جیسے اس کی آنکھوں پر پڑا ہوا پردہ ہٹا دیا گیا ہو۔ تمام جاٹوں نے عقیدت سے اپنے سر جھکا دیے۔ اس کے بعد غسل کر کے مزارِ مبارک پر پھولوں کی چادر چڑھا کر واپس لوٹ گئے۔

O

۲۳۹۔ ایک روز ایک ملنگ حضرت نصیر الدین چراغِ دہلیؒ سے ملنے آیا۔ خادموں نے اُسے پیسے دینے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہ مانا۔ آخر مجبور ہو کر انھوں نے اس کو آپ کے پاس بھیج دیا۔ ملنگ اندر پہنچا اور حضرت سے کوئی چیز مانگنے لگا۔ حضرت نے ملنگ

کو اشارے سے سمجھایا کہ کچھ دیر صبر کرو، عبادت سے فارغ ہو کر اپنے ہاتھ سے میں وہ چیز تم کو دوں گا۔ لیکن ملنگ نہ مانا اور چھری نکال کر آپ کے جسم مبارک پر کئی وار کیے پھر حجرے سے نکل کر بھاگ گیا۔

اس کے ہاتھ میں خون آلود چھری دیکھ کر خادموں نے دوڑ کر اس کو پکڑ لیا اور کھینچتے ہوئے آپ کے پاس لائے۔ حضرتؒ نے مریدوں سے فرمایا۔ "اسے چھوڑ دو" پھر ملنگ کو پچاس اشرفیاں اور ایک گھوڑا دے کر فرمایا۔

"فوراً دہلی کی حدود سے نکل جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے زخمی ہونے کی خبر عام ہو جائے اور میرا کوئی عقیدت مند تجھے ہلاک کر دے"۔

○

۲۴۰ - حضرت شاہ رکن عالمؒ کی والدہ آپ کی پیدائش سے قبل حضرت زکریا ملتانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضرتؒ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ تمام اہلِ خاندان حیران ہوئے کیونکہ یہ بات خلافِ معمول تھی۔ حضرت زکریاؒ نے سب کے حیران ہونے پر فرمایا۔

"میں نے اس لڑکی کی تعظیم نہیں کی بلکہ اس بچے کی عزت کی ہے جس کی یہ ماں بننے والی ہے۔ وہ ہمارے خاندان کا ایسا چشم و چراغ ہو گا جس کے نور سے تاریکی دور ہو گی"۔

○

۲۴۱ - حضرت شاہ کلیم اللہؒ جہان آبادی کے عہد میں جمنا میں اتنا زبردست سیلاب آیا کہ دہلی کے غرق ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔

جب سب تدبیریں ناکام ہو گئیں تو لوگ شاہ کلیم اللہؒ کے پاس آئے اور آپ کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے آگاہ کیا۔ آپ فوراً جمنا کے کنارے پہنچے۔ آپ کے ہاتھ میں قرآنِ مجید تھا۔ آپ نے دعا فرمائی۔

"یا اللہ! تیری مقدس کتاب ہمارے پاس ہے۔ کیا تو اس کی موجودگی میں ہمیں غرق کر دے گا"۔ آپ کے اتنا کہتے ہی دریا کا پانی اترنا شروع ہو گیا۔

○

۲۴۲ - حضرت سلطان باہوؒ کے زمانہ میں شورکوٹ کے قریبی علاقے کا ایک رئیس کنگال ہو گیا۔ ایک بزرگ نے اسے سلطان باہوؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا

کئی میل کا سفر طے کرنے کے بعد جب وہ شورکوٹ پہنچا تو یہ دیکھ کر اُسے سخت رنج پہنچا کہ سلطان باہُوؒ ہل چلا رہے ہیں۔
"بھلا ایسا شخص میری کیا مدد کر سکتا ہے؟" اتنا سوچ کر جب وہ واپس ہونے لگا، توحضرت باہُوؒ نے اس کو آواز دی اور واپس جانے کی وجہ پوچھی۔
رئیس نے بتایا کہ میں آپ سے مالی امداد حاصل کرنے آیا تھا لیکن جب آپ کا یہ حال ہے تو میری مدد کیا کر سکتے ہیں۔"
سُلطان باہُوؒ نے رئیس کی اس بات پر اُسی وقت زمین سے ایک مٹی کا ڈھیلا اُٹھایا اور اُسے زمین پر دے مارا۔ اُس شخص نے نگاہ ڈالی تو حیران رہ گیا، زمین پر پڑے ہوئے تمام پتھر اور ڈھیلے سونے کے ہو گئے تھے۔
سلطان باہُوؒ نے فرمایا۔ "جا اپنی ضرورت کے مطابق سونا اُٹھا لے"۔

○

۲۴۳۔ ایک مرتبہ بادشاہ شاہ جہاں کا بیٹا دارا شکوہ بیمار ہو گیا اور طبیب اس کے علاج سے عاجز آ گئے۔ اس وقت دارا شکوہ کی عمر بیس[۲] سال کی تھی۔ شاہ جہاں اس کو حضرت میاں میرؒ کے پاس لے گیا اور کہا کہ "طبیبوں نے اس کے علاج سے ہاتھ کھینچ لیا ہے، آپ توجہ فرمائیں۔"
حضرت میاں میرؒ نے ایک پیالہ پانی کا دم کر کے دیا کہ اس کو پلایا جائے۔ اس پانی کے استعمال سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اُسی ہفتے شفا عطا کر دی۔

○

۲۴۴۔ شیخ جمال الدینؒ کے ایک فرزند دانش مند تھے جو دیوانے ہو گئے تھے۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ فرماتے ہیں کہ وہ گاہے گاہے ہوش میں آتے اور عقل کی باتیں کرتے تھے۔
ایک دن اُن کی زبان سے سنا العلم حجاب اللہ الاکبر (علم اللہ کا بہت بڑا حجاب ہے) میں سمجھ گیا، یہ حقیقی مجذوب ہیں۔ میں نے اس کلام کی وضاحت چاہی تو کہنے لگے "علم غیر حق ہے اور جو کچھ غیر حق ہے وہی حجابِ حق ہے۔"

○

۲۴۵۔ شیخ عارفؒ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کے مرید ہیں۔ کہتے ہیں کہ اُچ شریف و ملتان کے ایک حکمران نے آپ کے توسط سے ایک سو ٹنکے حضرت شیخ عارفؒ کے پاس بطور نذر بھیجے۔ آپ نے پچاس ٹنکے تو اپنے پاس رکھ لیے اور باقی پچاس شیخ گنج شکرؒ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

حضرت شیخ نے تبسّم کیا اور فرمایا "عارف! تم نے برادرانہ تقسیم کی ہے"۔

اس پر حضرت عارفؒ سخت شرمندہ ہوئے اور فوراً پچاس ٹنکے جو آپ نے چھپا رکھے تھے، نکال کر حاضر کر دیے۔ پھر بہت عجز کیا اور مرید ہو کر سر منڈوا دیا۔ اس کے بعد راسخ الخدمت ہو گئے۔

○

۲۴۶۔ حضرت محبوب الٰہیؒ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی وفات کے بعد دہلی کے ایک بزرگ حضرت شیخ یافعیؒ نے فرمایا "دہلی کے تمام شیخ رخصت ہوئے۔ اب صرف شیخ نصیرالدین باقی رہ گیا ہے جو دہلی کا چراغ ہے"۔

اس کے بعد آپ اسی لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کے مزار کے اطراف کا علاقہ بھی چراغِ دہلی کہلاتا ہے۔

○

۲۴۷۔ جلال الدین مولانا رومؒ کے بارے میں ایک واقعہ بہت مشہور ہے۔ ایک دن آپ کے چاروں طرف کتابیں بکھری ہوئی تھیں اور آپ لوگوں کو نصیحت فرما رہے تھے کہ اچانک آپ کی مجلس میں ایک پریشان حال شخص داخل ہوا اور کتابوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا "یہ کیا ہے؟"

مولانا رومؒ نے کہا۔ "یہ وہ چیز ہے جسے تم نہیں جانتے"۔

اجنبی نے غور سے مولانا رومؒ کی طرف دیکھا پھر کتابیں اُٹھا کر حوض میں پھینک دیں۔ مولانا غصّے سے کانپنے لگے۔

آپ نے فرمایا۔ "یہ تم نے کیا غضب کیا؟ ان کتابوں کی قیمت کا تمہیں اندازہ نہیں۔ انہیں خریدنے کے لیے کسی بادشاہ کا خزانہ بھی ناکافی ہے"۔

اجنبی نے مسکراتے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈال کر تمام کتابیں نکال لیں۔ تمام کتابیں خشک

تھیں اور سامان پر پانی کی ایک بوند بھی نہ تھی۔
مولانا رومؒ نے حیرت سے پوچھا۔ "یہ کیا ہے؟"
اجنبی یہ کہتے ہوئے چلا گیا۔ "یہ وہ ہے جسے تم نہیں جانتے"۔
اجنبی کے روانہ ہوتے ہی مولانا رومؒ کا بُرا حال ہوگیا اور آپ اسی وقت اس اجنبی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ دُور دُور تک تلاش کرنے کے بعد آپ نے اُسے جالیا۔ وہ اجنبی حضرت شمس تبریزیؒ تھے۔

○

۲۴۸۔ قونیہ میں گرم پانی کا ایک چشمہ تھا۔ ایک دن کچھ جذامی وہاں آکر نہانے لگے۔ آپ کے خادموں نے اُنہیں ہٹانا چاہاں مگر آپ نے خادموں کو منع کردیا اور پھر اُسی جگہ سے پانی لے کر نہانے لگے۔ اللہ تعالٰی کے کرم سے آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

○

۲۴۹۔ ایک مرتبہ عید کے دن شیخ نجیب الدین متوکّلؒ کے گھر میں درویش جمع ہوئے۔ اُس دن آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ بالا خانے پر جاکر یادِ حق میں مشغول ہوگئے اور اپنے دل میں کہتے تھے۔ "یا اللہ عید کا دن ایسے ہی گذر جائے اور میرے بچّے کھانے کو ترس جائیں اور مسافر آئیں تو وہ بھی نامُراد واپس جائیں"۔
اسی خیال میں تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پیرِ مرد چھت پر سے چلا آرہا ہے اس پیر مرد نے آگے بڑھ کر آپ کی خدمت میں کھانے سے بھرا ہُوا خوان پیش کیا اور کہا۔
"تمہارے توکّل کی دھوم عرشِ علاؔ میں مچی ہوئی ہے۔ اور تم ایسے خیال میں مشغول ہو"۔
آپ نے فرمایا۔ "حق تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے اپنے لیے یہ خیال نہیں کیا بلکہ اپنے یاروں کے لیے ملتفت ہُوا تھا۔"
غالباً وہ بزرگ خواجہ خضرؑ تھے۔

○

۲۵۰۔ حضرت غوث الاعظمؒ ابھی تین برس ہی کے تھے کہ ایک دن آپ کے والدِ محترم کو یوسف گیلانیؒ نامی بزرگ نے اطلاع دی کہ ہرمز بن سفیان آپ لوگوں کو قتل کرنے کی فکر میں ہے۔
آپ کے والدِ محترم گھر آئے اور اس سے پہلے کہ حضرت یوسف گیلانیؒ کی خبر اپنی بیوی کو سنائیں، اُس نے اپنے شوہر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ "لڑکا بار بار کہتا ہے کہ بغداد چلو"۔
اس پر آپ کے والدِ محترم نے کوئی بات نہ کی۔ بلکہ اُسی وقت سب کو لے کر بغداد کی جانب روانہ ہو گئے۔

○

۲۵۱۔ ایک دفعہ سفر کے دوران حضرت عثمان ہارونیؒ ایک ایسے گاؤں میں داخل ہوئے جہاں کے لوگ آگ کی پوجا کرتے تھے۔ شام قریب تھی اس لیے آپ عصر کی نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ نماز کے بعد آپ نے ایک مُرید کو بھیجا کہ سامنے کے گاؤں سے آگ لے آئے۔
مُرید پہنچا تو آتش کدے کے پیر نے اُسے جھڑکا اور بتایا کہ یہ آگ پاک ہے اور وہ اسے کسی قیمت پر بھی نہیں دے سکتا۔ مُرید ناکام واپس آگیا۔
مغرب کی نماز کے بعد حضرت عثمانؒ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آتش کدے پر پہنچے۔ اور اُنہیں سمجھایا کہ آگ ایک حقیر مخلوق ہے اور اس کی عبادت کرنا زندگی کو ضائع کرنا ہے۔ مگر وہ لوگ نسلوں سے آگ کی پوجا کرتے آئے تھے۔ اس لیے انہوں نے حضرت عثمانؒ کی ایک نہ مانی ۔ مجبوراً حضرت عثمانؒ نے آتش کدے کے پیر کے سات سالہ بچّے کو گود میں اُٹھایا اور آگ میں کُود پڑے آگ پُوجنے والوں نے چیخ و پکار شروع کر دی مگر بچّہ آپ کی گود میں سکون سے بیٹھا آتش پرستوں کی جانب دیکھ دیکھ کر مُسکرا کر رہتا۔
آپ کچھ دیر آگ میں رہے پھر بڑے اطمینان سے باہر نکل آئے۔ آپ کو اور بچّے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ یہ دیکھ کر تمام آتش پرست آپ کے قدموں پر گر پڑے اور اسلام قبول کر لیا۔
اس کے بعد آپ نے پیر کا نام عبدہٗ اور بچّے کا نام ابراہیم رکھا۔ آتش کدے کی جگہ

ایک چھوٹی سی مسجد بنائی۔

○

۲۵۲- ایک مرتبہ حضرت غوث الاعظمؒ وعظ فرما رہے تھے کہ بارش شروع ہو گئی اور لوگ آہستہ آہستہ کھسکنے لگے۔ حضرت غوث پاکؒ نے آسمان کی طرف نظر کی اور فرمایا۔

"یا الٰہی! میں لوگوں کو تیرے ذکر کے لیے جمع کرتا ہوں اور تو اُن کو منتشر کر رہا ہے"۔

اسی وقت بارش رُک گئی۔ لوگ بھی چلتے چلتے رُک گئے اور واپس آ کر اپنی اپنی جگہ پہ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد آپ اطمینان سے وعظ فرماتے رہے۔

○

۲۵۳- ہمشیرہ کے ضد کرنے پر حضرت بابا فریدالدین شکر گنجؒ نے اپنی ایک صاحبزادی کی شادی اپنے بھانجے علاؤالدین صابر کلیری کے ساتھ کر دی۔

جب حضرت صابرؒ نے اپنی دلہن کو دیکھا تو ماں سے پوچھا "یہ کون ہے"؟

والدہ محترمہ نے بڑی محبّت سے جواب دیا۔ "بیٹا! یہ تیری بیوی اور شریکِ حیات ہے"۔

حضرت مخدوم نے فرمایا۔ "میں تو ایک کا ہو چکا پھر درمیان میں یہ دوسرا کون آگیا"؟

یہ کہہ کر آپ نے دُلہن کی طرف دیکھا۔ فوراً ہی ایک شعلہ سا بھڑکا اور ایک رات کی دلہن جل کر خاک سیاہ ہو گئی۔

○

۲۵۴- سہارن پور جس کی تحصیل رُڑکی ہے۔ اسی رُڑکی کا گاؤں کلیر شریف ہے۔ اس علاقے کا حاکم بہت سنگدل اور ظالم تھا۔ حضرت علاؤالدین صابرؒ ایک عرصہ تک کلیر کی سرائے میں مقیم رہے۔

کلیر کے باشندے آپ کے پاس آ کر حاکم وقت کی شکایت کرتے مگر آپ ہر مرتبہ یہ کہہ کر ٹال دیتے کہ صبر کرو۔ ابھی انتظار کی گھڑیاں ختم نہیں ہوئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد جمعہ کے دن حضرت صابرؒ جمعہ کی نماز کے لیے جامع مسجد تشریف لے جانے لگے۔ جاتے ہوئے آپ نے سرائے کی بوڑھی مالکن سے فرمایا۔

"اپنے بیٹے کو ہدایت کر دینا کہ آج وہ جمعہ کی نماز کو نہ جائے"۔ مگر وہ آپ کا مطلب سمجھنے سے قاصر رہی۔

آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور اگلی صف میں امام کے قریب بیٹھ گئے۔

امام نے آپ سے کہا "یہ جگہ حاکم کے لیے ہے"۔

آپ نے نہایت نرمی سے فرمایا۔ "خدا کے گھر میں سب برابر ہیں"۔

مگر امام نے آپ کی ایک نہ مانی۔ آپ کو اس حد تک مجبور کیا کہ آپ اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ نے مسجد کی چھت کی طرف نظر ڈالتے ہوئے فرمایا۔ "حجت پوری ہو چکی۔ اب تو کسی کو کوئی شکایت نہ ہوگی"۔

لوگ آپ کی باتوں کو سمجھ نہ سکے اور آپ کا مذاق اڑانے لگے۔ حضرت خاموشی سے مسجد کے دروازے پر آکھڑے ہوئے۔ اتنے میں حاکم بھی آگیا۔ جیسے ہی وہ مسجد میں داخل ہوا۔ سب اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔

مخدوم پاکؒ نے ایک آہ بھرتے ہوئے فرمایا۔ "افسوس، یہ لوگ خدا سے زیادہ آدمی کا احترام کرتے ہیں"۔

خطبہ کے بعد نماز شروع ہوئی اور جب امام کے ساتھ دوسرے نمازی سجدے میں گئے تو آپ نے مسجد کے میناروں کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا۔ "تمام عالم اپنی بندگی کا اظہار کر رہا ہے پھر تم کیوں سجدہ نہیں کرتے؟"

ابھی آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہی ہوئے تھے کہ مسجد گر گئی اور حاکم کے ساتھ تمام نمازی بھی دب کر مر گئے۔

سرائے کی مالکن کا بیٹا بھی نماز پڑھنے آیا ہوا تھا۔ وہ واقعہ سُنکر دوڑی ہوئی پہنچی اس نے آپ سے کہا کہ اس کا بیٹا آپ ہی کی وجہ سے مرا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ "میں نے پہلے ہی تجھے منع کر دیا تھا۔ پھر بھی اگر میری وجہ سے تیرا بیٹا ہلاک ہوا ہے تو اینٹوں اور پتھروں کے ڈھیر میں سے اسے تلاش کر لے"۔

بڑھیا بے قرار ہو کر ملبہ کی طرف دوڑی۔ جب اس نے ملبہ ہٹایا تو اس کا بیٹا زندہ تھا۔

اس مسجد کے کھنڈر آج بھی کلیر شریف میں موجود ہیں۔

○

۲۵۵۔ حضرت سمنون محبؒ نے سفرِ حج سے واپسی پر اہلِ فید کے اصرار پر وعظ فرمایا۔
لیکن عوام آپ کے وعظ سے متاثر نہ ہوئی اور نہ ہی کسی نے کوئی اثر قبول کیا اس

پہ آپ نے قندیلوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ۔ "اب میں تمہیں محبت کا مفہوم سمجھاتا ہوں"۔ اور جب آپ نے مفہوم بیان کرنا شروع کیا تو قندیلوں پہ ایسا وجد طاری ہوا کہ باہم ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں ۔

○

۲۵۶۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ روم کے گرد و نواح میں میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک شخص کو شکنجہ میں کس کر مار پیٹ کر رہے ہیں اور ایک شخص دُور کھڑا کہہ رہا ہے کہ اس کو اچھی طرح مارو ، ورنہ بڑا بُت خفا ہو جائے گا اور جب میں نے پٹنے والے سے پوچھا کہ یہ لوگ تجھے کیوں مار رہے ہیں تو اس نے کہا ۔ "ہمارا یہ مذہبی عقیدہ ہے کہ گناہوں سے پاک ہوئے بغیر بڑے بُت کا نام زبان سے نہیں نکال سکتے اور اس کے ڈر سے میں گریہ وزاری بھی نہیں کر سکتا "۔
یہ سُن کر آپ نے فرمایا ۔ " خدا کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے مجھے وہ دین عطا کیا جس میں خدا کا نام لیتے ہی بندہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جب اس کی معرفت حاصل کرتا ہے تو سکوت اختیار کر لیتا ہے ۔ جیسا کہ خدا کا ارشاد ہے کہ خدا کی شناخت کرنے والوں کی زبان گنگ ہو جاتی ہے ۔

○

۲۵۷۔ حضرت سفیان ثوریؒ کے عہد میں ایک مرتبہ حالتِ نماز میں خلیفۂ وقت نے اپنی داڑھی پہ ہاتھ پھیر لیا ۔ اس پہ حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا ۔ " ایسی نماز قطعی بے حقیقت ہے اور قیامت کے دن تیری نماز گیند کی طرح منہ پر ماری جائے گی "۔
خلیفہ نے جھڑک کر کہا ۔ " خاموش رہو "۔
آپ نے فرمایا ۔ " حق گوئی میں خموشی کیسی "؟
یہ سنتے ہی خلیفہ نے غضب ناک ہو کر حکم دیا ۔ " اس کو پھانسی دے دو "۔
دوسرے دن ٹھیک پھانسی کے وقت آپ ایک بزرگ حضرت سفیان بن عیینہؒ کے زانو پر سر رکھے پیر پھیلا کر آنکھیں بند کیے ہوئے تھے ۔ لوگوں نے آپ سے کہا ۔ " پھانسی کا وقت قریب ہے "۔
آپ نے فرمایا ۔ " مجھے اس کا ذرہ برابر خوف نہیں لیکن حق گوئی سے کبھی باز نہ آؤں گا

پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔
"اے اللہ! خلیفہ مجھے بے قصور سزا دینا چاہتا ہے اس لیے اس کو بدلہ ملنا چاہیے"
اس دُعا کے ساتھ ہی ایک دھماکہ کے ساتھ زمین شق ہوئی اور خلیفہ وزراء سمیت اس میں دھنس گیا۔

○

۲۵۸۔ ابن شریحؒ سے لوگوں نے سوال کیا۔ "کیا جنید بغدادیؒ کا کلام ان کے علم کے مطابق ہوتا ہے"
انہوں نے جواب دیا۔ "یہ تو میں نہیں جانتا۔ البتہ ان کی گفتگو ایسی ضرور ہوتی ہے جیسے خدا تعالیٰ ان کی زبان سے کلام کر رہا ہو اور میرے قول کی یہ دلیل ہے کہ جب جنید توحید کو بیان کرتے ہیں تو ایسا جدید مضمون ہوتا ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھنے سے قاصر ہے"۔

○

۲۵۹۔ غسل کے دوران حضرت ابوالحسن نوریؒ کے کوئی کپڑے اُٹھا کر چلتا بنا تو اس کے دونوں ہاتھ بیکار ہو گئے اور جب وہ کپڑے واپس لے آیا تو آپ نے دُعا کی۔" اے اللہ! اس نے میرے کپڑے واپس کر دیئے تو بھی اس کے ہاتھوں کی توانائی لوٹا دے"۔
چنانچہ وہ اُسی وقت ٹھیک ہو گیا۔
ایک دفعہ کسی نے آپ سے سوال کیا۔" اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟
آپ نے فرمایا۔" جب میں غسل کرتا ہوں تو وہ میرے کپڑوں کی نگرانی کرتا ہے"۔
لوگوں نے پوچھا۔" یہ کیسے؟"
آپ نے فرمایا۔" ایک دن میں حمام میں تھا، تو کوئی میرے کپڑے اُٹھا کر چل دیا۔ اور جب میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے کپڑے طلب کیے تو وہ شخص واپس آ کر معذرت کے ساتھ میرے کپڑے دے گیا"۔

○

۲۶۰۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے ایک مرتبہ لال رنگ کا سیب ہاتھ میں لے کر فرمایا۔" یہ تو بہت ہی لطیف ہے"۔

چنانچہ اُسی وقت غیب سے ندا آئی ۔ کہ ہمارا نام سیب کے لیے استعمال کرتے ہوئے حیا نہیں آئی اور اس جرم میں اللہ تعالیٰ نے چالیس دن کے لیے اپنی یاد آپ کے دل سے نکال دی ۔
لیکن اس کے بعد حضرت بایزیدؒ نے قسم کھالی کہ اب کبھی بسطام کا پھل نہیں کھاؤنگا۔

○

۲۶۱ ۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا معمول تھا کہ ایک سال حج کرتے، دوسرے سال شریکِ جہاد رہتے اور تیسرے سال تجارت کرکے جو کچھ بھی نفع حاصل کرتے وہ سب مستحقین میں تقسیم فرمادیتے اور فقراء کو کھجوریں کھلاتے تو گٹھلیاں شمار کرتے جاتے اور جو شخص جس قدر کھجوریں کھاتا، اسی حساب سے ہر شخص کو اُتنے ہی درہم دے دیتے ۔

○

۲۶۲ ۔ ایک پادری عبادات و مجاہدات کرتے کرتے بہت کمزور ہو گیا تھا اور جب حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے دریافت کیا کہ خدا کا راستہ کیسا ہے ؛
اُس نے جواب دیا ۔ "تم عارف ہونے کی وجہ سے یقیناً خدا اور اس کی راہوں سے ضرور واقف ہوگے ۔ میں نے تو آج تک اللہ ہی کو نہیں پہچانا پھر بھلا اس کا راستہ کیسے بتا سکتا ہوں ۔ میں تو پہچانے بغیر ہی اس کی عبادت کرتے کرتے اس قدر ضعیف ہو گیا ہوں لیکن تم نہ جانے کس قسم کے عارف ہو کہ خدا کا خوف بھی نہیں کرتے ۔"
یہ سُن کر آپ کو ایسی عبرت ہوئی کہ ہر یوم آپ کے خوفِ خداوندی میں اضافہ ہی ہوتا گیا ۔

○

۲۶۳ ۔ کسی شخص نے اشرفیوں کی دو تھیلیاں حضرت سفیان ثوریؒ کی خدمت میں ارسال کرتے ہوئے یہ پیغام بھیجا ۔ کہ چونکہ آپ میرے والد کے دوست ہیں اور اب وہ فوت ہو چکے ہیں لیکن ان کی پاکیزہ کمائی میں سے یہ تھیلیاں ارسالِ خدمت ہیں ۔ آپ ان کو اپنے اخراجات کے لیے قبول فرمالیں ۔
لیکن آپ نے وہ تھیلیاں واپس بھیجتے ہوئے یہ پیغام بھیجا ۔ "تمہارے والد سے میرے تعلقات صرف دین کے لیے تھے، نہ کہ دُنیا کے لیے ۔"

اس واقعہ کی اطلاع جب حضرت سفیان ثوریؒ کے صاحب زادے کو ہوئی تو انہوں نے عرض کیا۔ "میں نادار اور عیالدار ہوں۔ اگر یہ رقم آپ مجھے دے دیتے تو میرے بہت سے کام نکل سکتے تھے"۔

اس پر آپ نے فرمایا۔ "میں دینی تعلقات کو دُنیاوی معاوضہ میں فروخت نہیں کرسکتا۔ البتہ اگر وہ شخص خود تم کو دے دے تو تم خرچ کرسکتے ہو"۔

○

۲۶۴ - حضرت ابوعلی شفیق بلخیؒ نے خلیفہ ہارون الرشید سے سوال کیا کہ اگر ریگستان میں تم پیاس سے تڑپ رہے ہو اور کوئی شخص نصف حکومت کے معاوضہ میں تمہیں ایک گلاس پانی دینا چاہے تو کیا تم اس کو قبول کرلوگے"۔

ہارون الرشید نے جواب دیا۔ "یقیناً قبول کرلوں گا"۔

پھر آپ نے پوچھا۔ "اگر اس پانی کے استعمال سے تمہارا پیشاب بند ہوجائے اور شدّت تکلیف میں کوئی طبیب علاج کے معاوضہ میں بقیہ نصف سلطنت طلب کرے تب تم کیا کروگے"؟

ہارون الرشید نے جواب دیا۔ "نصف سلطنت اس کے حوالے کردوں گا"۔

یہ سُن کر آپ نے فرمایا۔ "وہ سلطنت باعثِ افتخار نہیں ہوسکتی۔ جو صرف پانی کے ایک گھونٹ پر فروخت ہوسکے"۔ اس جواب کے بعد ہارون الرشید بہت دیر تک روتا رہا۔

○

۲۶۵ - ایک مرتبہ حضرت معروف کرخیؒ قرآن و مُصلّےٰ مسجد میں چھوڑ کر دریا پر پاکیزگی کی غرض سے تشریف لے گئے۔ دریں اثنا ایک بڑھیا آپ کا قرآن و مصلّیٰ مسجد سے اُٹھا کر چلتی بنی اور جب راستہ میں آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے گردن جھکائے ہوئے بڑھیا سے فرمایا۔ "کیا تمہارا کوئی بچہ قرآن پڑھتا ہے"۔

بڑھیا نے نفی میں جواب دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔

"میرا قرآن تو واپس کردو۔ البتہ مصلّیٰ میں نے تمہیں ہبہ کردیا۔"

وہ بڑھیا آپ کی اس بات سے ایسی متاثر ہوئی کہ اسی وقت دونوں چیزیں واپس

کر دیں ۔

۲۶۶ ۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ یمن کے بزرگوں میں سے ایک شخص کے بارے میں میں نے یہ سنا کہ وہ خوف وخشوع ۔ تواضع اور حکمت میں یکتائے فن ہے ۔ جب میں حج کے لیے بیت اللہ گیا اور وہاں سے فارغ ہوا تو دل میں شوق پیدا ہوا کہ اس بزرگ یمنی کی زیارت کرنی چاہیئے ۔ جس کے بارے میں میں نے بہت کچھ سن رکھا ہے ۔

میرے ساتھ چند اصحاب میرے ہم خیال بھی تھے اور ان میں ایک جوان ایسا تھا کہ صلحاء کی علامت سے اس کا چہرہ روشن اور خوف الٰہی کا پورا منظر تھا ۔ بغیر کسی بیماری کے اس کا چہرہ زرد اور بلا درد کے اس کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا تھا ۔ تنہائی پسند تھا ۔ دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی اس پر کوئی مصیبت پڑی ہے ۔ ہم اُسے ملامت کرتے ہوئے کہا کرتے کہ بھائی اپنے نفس پر اتنی سختی مناسب نہیں ۔ کچھ آرام بھی کر لینا چاہیئے ۔ لیکن وہ سنکر چُپ ہو رہتا ، کوئی جواب نہ دیتا ـــــــ

وہ جوان ہم میں یمن تک ساتھ رہا ۔ یمن پہنچ کر ہم نے اس بزرگ کا گھر تلاش کیا ۔ دروازے پر پہنچ کر دستک دی ۔ وہ بزرگ باہر آیا ۔ ہم نے دیکھا اُس کا چہرہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی قبر سے اُٹھ کر آیا ہے ۔

سب سے پہلے ہم میں سے اس جوان نے سلام وکلام اور مصافحہ کیا ۔ اُس نے "مرحبا" کہا ۔ پھر ہم سب نے بھی سلام کیا ۔ پھر سب بیٹھ گئے ۔

اس جوان نے ہم سے پہلے اُس بزرگ سے بات چیت کرنی شروع کی اور کہنے لگا ۔ "حضرت ! آپ اور آپ جیسے بزرگوں کو حق تعالیٰ نے دلوں کے امراض طبیب اور معالج بنایا ہے اور میرے دِل میں ایک زخم ہے اور ایسی بیماری ہے کہ وہ دِل میں راسخ ہو چکی ہے اگر آپ اپنے پاس سے کچھ مرہم عنایت فرمائیں تو نہایت کرم و احسان ہوگا" ۔

شیخ نے فرمایا "جو کچھ تمھیں پوچھنا ہو پوچھو" ۔

جوان نے پوچھا ۔ "حضرت خوفِ الٰہی کی علامت کیا ہے ؟"

شیخ نے فرمایا " جب خوف الٰہی ہوا کرتا ہے تو دوسرے سب خوفوں سے بندہ محفوظ ہو جاتا ہے اور اللہ ہی کا خوف دِل میں گڑ جاتا ہے" ۔

وہ جوان یہ بات سُن کر تھرّا اُٹھا پھر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو اس نے پوچھا۔ "حضرت بندہ کو کب یہ یقین ہوتا ہے کہ مَیں خائف ہو گیا ہوں"۔

شیخ نے فرمایا۔ "دُنیا کی لذتوں کو اس طرح چھوڑ دے جیسے کوئی بیمار بیماری بڑھ جانے کے خوف سے کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کرتا ہے اور کڑوی دوا پر صبر کرتا ہے۔ اسی طرح یہ خائف بھی دُنیا کی لذتوں کو چھوڑ دیتا ہے"۔

یہ سن کر اس جوان نے ایسی چیخ ماری کہ ہم یہ سمجھے کہ اس کی رُوح عالم بالا کو پرواز کر گئی ہے پھر دیر کے بعد اسے ہوش آیا تو اس نے شیخ سے پوچھا "حضرت یہ فرمائیے کہ خدا تعالیٰ کی محبّت کی علامت کیا ہے"؟

شیخ نے فرمایا۔" اے دوست محبّت کا بہت بڑا درجہ ہے۔ جنہیں خداوند تعالیٰ سے محبّت ہو جاتی ہے تو ان کے قلوب سے حجاب اُٹھا دیا جاتا ہے اور وہ اپنے دِلوں کے انوار سے محبوبِ حقیقی کی عظمت و جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں ان کی رُوح روحانیہ، ان کے قلوب حجبیہ اور ان کی عقول سماویہ ہو جاتی ہیں اور وہ ملائکہ کی جماعت کے ساتھ رہتے ہیں اور ان امور کو آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں اور حق تعالیٰ کی عبادت میں اپنی پوری استطاعت صرف کر ڈالتے ہیں اور اس عبادت سے نہ انہیں جنّت کی طمع ہوتی ہے اور نہ ہی جہنم کا خوف"۔

یہ سُن کر اس جوان نے ایک چیخ ماری اور اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔ شیخ نے اُسے بوسہ دیا پھر وہ رو کر بولے۔

"دیکھو خائفین کا تضرّع اور محبّین کا یہ درجہ ہے"۔

○

۲۶۷۔ مالک بن دینارؒ ایک روز بصرہ کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ ایک کنیز کو نہایت جاہ و جلال کے ساتھ جاتے دیکھا۔ آپ نے اُسے آواز دے کر پوچھا۔" کیا تیرا مالک تجھے بیچتا ہے"۔

اس نے کہا۔" شیخ! کیا کہتے ہو۔ ذرا پھر تو کہو"۔

مالک نے کہا۔" تیرا مالک تجھے بیچتا ہے یا نہیں"۔

اس نے کہا۔" بالفرض اگر فروخت بھی کرے تو کیا تجھ جیسا مفلس خرید لے گا"۔

آپ نے فرمایا۔ "ہاں، تُو کیا چیز ہے، مَیں تجھ سے بھی اچھی خرید سکتا ہوں"۔
وہ سُن کر ہنس پڑی اور خادموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو ہمارے ساتھ تک لے آؤ۔
خادم لے آیا۔ وہ اپنے مالک کے پاس گئی اور سارا قصّہ بیان کیا۔ وہ سُن کر بے اختیار ہنسا کہ ایسے درویش کو ہم بھی دیکھیں۔ یہ کہہ کر مالک بن دینارؒ کو اپنے پاس بلایا۔
آپ کو دیکھتے ہی اس کے قلب پر رعب چھا گیا۔ پوچھا "آپ کیا چاہتے ہیں؟"
آپ نے فرمایا۔ "یہ کنیز میرے ہاتھ بیچ دو"۔
اس نے کہا۔ "آپ اس کی قیمت دے سکتے ہیں"۔
آپ نے فرمایا۔ "اس کی قیمت ہے ہی کیا؟ میرے نزدیک تو اس کی قیمت کھجور کی دو سڑی گٹھلیاں ہیں"۔
یہ سُن کر سب ہنس پڑے اور پوچھنے لگے "یہ قیمت آپ نے کیوں کر تجویز فرمائی؟"
آپ نے کنیز کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا۔ "اس میں بہت سے عیب ہیں۔ عیب دار شے کی قیمت ایسی ہی ہوا کرتی ہے"۔
جب اس نے عیبوں کی تفصیل پوچھی تو آپ نے فرمایا۔
"سنو! جب یہ عطر نہیں لگاتی تو اس میں بدبُو آنے لگتی ہے۔ یہ منہ صاف نہ کرے تو منہ گندہ ہو جاتا ہے۔ بُو آنے لگتی ہے اور جو کنگھی چوٹی نہ کرے اور تیل نہ ڈالے تو جوئیں پڑ جاتی ہیں اور بال پراگندہ اور غبار آلود ہو جاتے ہیں اور زیادہ عمر کی ہو جانے پر بوڑھی ہو کر کسی کام کی نہ رہے گی۔ حیض اسے آتا ہے۔ پیشاب پاخانہ یہ کرتی ہے۔ طرح طرح کی نجاستوں سے یہ آلودہ ہے۔ ہر قسم کی کدورتیں اور رنج و غم اسے پیش آتے رہتے ہیں۔
یہ تو ظاہری عیب ہیں، اب باطنی سُنو۔ خود غرض اتنی ہے کہ تم سے جو محبت ہے۔ وہ غرض کے ساتھ ہے۔ یہ وفا کرنے والی نہیں اور اس کی دوستی سچی دوستی نہیں۔ تمہارے بعد تمہارے جانشین سے ایسی ہی مل جائے گی جیسا کہ اب تم سے ملی ہوئی ہے۔ اس لیے اس کا اعتبار نہیں اور میرے پاس اس سے کم قیمت کی کنیز ہے کہ اُس کے لیے میری ایک کوڑی بھی صَرف نہیں ہوئی اور وہ سب باتوں میں اس سے فائق ہے۔ کافور زعفران مشک۔ جوہر اور نور سے اس کی پیدائش ہے۔ اگر کسی کھاری پانی میں اُس کا آبِ دہن گرا دیا جائے۔ تو وہ شیریں اور خوش ذائقہ ہو جائے اور جو کسی مُردے کو اپنا کلام سُنا دے

تو وہ بھی بول اُٹھے اور جو اس کی ایک کلائی سورج کے سامنے ظاہر ہو جائے تو سورج شرمندہ ہو جائے اور جو تاریکی میں ظاہر ہو تو اُجالا ہو جائے اور جو وہ پوشاک وزیور سے آراستہ ہو کر دنیا میں آجائے تو تمام جہان معطر ہو جائے۔ مشک اور زعفران کے باغوں اور یاقوت و مرجان کی شاخوں میں اُس نے پرورش پائی ہے اور طرح طرح کے آرام میں رہی ہے اور تسنیم کے پانی سے غذا دی گئی ہے۔ اپنے عہد کی پوری ہے۔ دوستی کو نباہنے والی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ ان میں سے کون سی خریدنے کے لائق ہے۔"

وہ شخص بولا۔ "جس کی آپ نے مدح وثنا کی ہے یہی مستحق خریدنے اور طلب کرنے کے ہے۔"

شیخ نے فرمایا۔ "پھر اس کی قیمت تو ہر وقت ہر شخص کے پاس ہے۔ اس میں کچھ بھی صرف نہیں ہوتا۔"

اس شخص نے پوچھا۔ "جناب فرمائیے تو اس کی قیمت کیا ہے؟"

شیخ نے فرمایا۔ "اس کی قیمت یہ ہے کہ رات بھر میں ایک گھڑی کے لیے جملہ امور سے فارغ ہو جاؤ اور نہایت اخلاص کے ساتھ دو رکعت پڑھو۔ اور اس کی قیمت یہ ہے کہ کھانا جب تمہارے سامنے چُنا جائے تو اس وقت کسی بھوکے کو خالص اللہ کی رضا کے لیے دے دیا کرو۔ اور اس کی قیمت یہ ہے کہ راہ میں اگر کوئی نجاست یا اینٹ ڈھیلا پڑا ہو اُسے اُٹھا کر راستہ سے پرے ہٹا دو۔ اور اس کی قیمت یہ ہے کہ اپنی عمر کو تنگ دستی اور فقر و فاقہ اور بقدرِ ضرورت سامان پر اکتفا کرنے میں گذار دو اور اس مکار دنیا سے اپنے فکر کو بالکل الگ کر دو اور حرص سے برکنار ہو کر قناعت کی دولت کو لو پھر اس کا یہ ثمرہ ہو گا کہ کل تم بالکل چین سے ہو جاؤ گے اور جنت میں جو آرام و راحت کا مخزن ہے عیش اُڑاؤ گے۔"

اس شخص نے ساری بات سُننے کے بعد کنیز سے کہا۔ "سُنتی ہے شیخ کیا فرماتے ہیں۔ یہ سچ ہے یا جھوٹ۔"

کنیز بولی۔ "سچ کہتے ہیں اور خیر خواہی کی بات ارشاد فرماتے ہیں۔"

وہ شخص بولا۔ "اگر یہی بات ہے تو میں نے تجھے اللہ واسطے آزاد کیا اور فلاں فلاں جائداد تجھے دی اور پھر غلاموں سے کہا۔ "تم کو بھی آزاد کیا اور فلاں فلاں زمین تمہارے نام کر دی۔ اور یہ گھر اور تمام مال اللہ کی راہ میں دیا۔"

دروازہ پر ایک بہت موٹا کپڑا پڑا تھا اُسے کھینچ لیا اور تمام پوشاک فاخرہ اُتار کر اُسے پہن لیا ۔

اس کنیز نے یہ حال دیکھ کر کہا ۔" تمہارے بعد میرا کون ہے ؟"

اس نے بھی اپنا لباس اُتار کر پھینک دیا اور ایک موٹا کپڑا پہن لیا اور وہ بھی اس کے ساتھ ہو گئی ۔ مالک بن دینارؒ نے یہ حال دیکھ کر ان کے لیے دعائے خیر فرمائی ۔

○

۲۶۸ ۔ حضرت شیخ ابوالعباس نہاوندیؒ ٹوپیاں سیا کرتے تھے اور اسی کام سے وہ اپنی گذر اوقات کرتے تھے اور جب تک وہ اپنی بنی ہوئی ایک ٹوپی فروخت نہیں کر لیتے تھے دوسری ٹوپی نہیں سیتے تھے ۔

آپ ایک ٹوپی کی قیمت دو درہم سے کم نہیں لیا کرتے تھے ۔ ٹوپی فروخت کرنے کے بعد ایک درہم تو اس شخص کو دے دیتے جو سب سے پہلے آپ کے پاس آیا اور ایک درہم کی روٹی خرید کر کسی درویش کے ہمراہ تنہائی میں بیٹھ کر کھا لیا کرتے تھے ۔

○

۲۶۹ ۔ حضرت شیخ ابوعثمان سعید بن سلامؒ نے اپنے ایک مرید سے پوچھا ۔" اگر تم سے کوئی یہ سوال کرے کہ تمہارا معبود کس حالت پر قائم ہے تو تم کیا جواب دو گے ؟"

مرید نے عرض کیا ۔" میں یہ جواب دوں گا کہ جس حالت پر ازل میں تھا اُس پر اب بھی ہے ۔"

پھر آپ نے پوچھا ۔" اگر تم سے کوئی یہ سوال کرے کہ تمہارا معبود ازل میں کس حالت پر قائم تھا تو تم کیا جواب دو گے ؟"

اس نے کہا ۔" میرا یہ جواب ہو گا کہ وہ جس حالت میں اب ہے ازل میں بھی اسی حالت پر تھا ۔"

آپ نے اس کے جواب پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ۔" تمہارا جواب درست ہے ۔"

○

۲۷۰ ۔ حضرت شیخ ابوعلی محمد بن عبدالوہاب ثقفیؒ کی ہمسائیگی میں ایک کبوتر باز رہتا تھا اور

جب وہ کبوتر اُڑاتے وقت ان کو کنکر مارنے لگا تو کنکر آپ کی پیشانی پہ آ کر لگا جس کی وجہ سے آپ لہولہان ہو گئے ۔ یہ دیکھ کر مُریدین کو بہت غصہ آیا اور انہوں نے قصد کر لیا کہ حاکم کے سامنے کبوتر باز کو لے جا کر سزا دلوائیں گے لیکن آپ نے مریدوں کو منع کرتے ہوئے فرمایا ۔

"اس کبوتر باز کو درخت کی ایک ٹہنی دے آؤ اور یہ سمجھا دو کہ آئندہ سے کنکر مارنے کے بجائے ٹہنی سے کبوتروں کو اڑایا کرے "۔

○

۲۷۱ - ایک مرتبہ بیابان میں حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ کو ایک بہت ہی بدحال بڑھیا ملی ۔ آپ اس کے حالِ زار پر بڑے متاثر ہوئے ۔ آپ نے اس کی مدد کرنا چاہی تو اس بڑھیا نے ہاتھ اُٹھا مٹھی بند کر لی ۔ اور جب مٹھی کھولی تو اس میں سونا تھا ۔ پھر اُس نے آپ سے کہا ۔ "تم جیب سے رقم نکالتے ہو لیکن مجھے غیب سے ملتی ہے"

یہ کہہ کر وہ اچانک غائب ہو گئی اور جب آپ نے بیت اللہ پہنچ کر طواف کرنا شروع کیا تو دورانِ طواف دیکھا کہ کعبہ خود بڑھیا کا طواف کر رہا ہے اور جب آپ اس بڑھیا کے نزدیک پہنچے تو وہ بولی ۔

"جو اختیاری طور پہ یہاں پہنچتا ہے اس کیلئے طوافِ کعبہ ضروری ہے لیکن جو اضطراری عالم میں آتے ہیں کعبہ خود اُن کا طواف کرتا ہے "۔

○

۲۷۲ - نمازِ جمعہ سے قبل حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ سے کوئی بزرگ ملنے کے لیے آئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ کے نزدیک ایک سانپ کنڈلی مارے ہوئے بیٹھا ہے اور جب وہ بزرگ اجازت لے کر قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا ۔

"جو حقیقت آسمان سے ناواقف ہوتا ہے وہی زمین کی چیزوں سے خوف کھاتا ہے"۔

اتنا کہنے کے بعد آپ نے دوبارہ اس بزرگ سے پوچھا ۔

" نمازِ جمعہ کے لیے کیا خیال ہے "

انہوں نے کہا ۔ " مسجد یہاں سے ۲۴ گھنٹے کی مسافت کے فاصلے پہ ہے "۔

یہ سن کر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور چشم زدن میں مسجد کے اندر داخل ہو گئے اور نماز

کے بعد لوگوں پر نظر ڈالتے ہوئے فرمایا "مخلص صاحبِ ایمان تو بہت قلیل ہیں البتہ کلمہ گو بہت زیادہ ہیں"۔

○

۲۷۳۔ ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادیؒ آشوبِ چشم میں مبتلا ہو گئے۔ اس پر ایک آتش پرست طبیب نے آنکھوں پر پانی نہ لگنے کی ہدایت کی۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ وضو کرنا تو میرے لیے ضروری ہے اور طبیب کے جانے کے بعد وضو کر کے نمازِ عشاء ادا کر کے سو گئے اور جب صبح کو بیدار ہوئے تو دردِ چشم ختم ہو چکا تھا اور پھر آپ کو یہ ندا سنائی دی۔

"چونکہ تم نے ہماری عبادت کی وجہ سے آنکھوں کی پرواہ نہیں کی۔ اس لیے ہم نے تمہاری تکلیف رفع کر دی"۔

جب طبیب نے آپ کی آنکھوں کو تندرست دیکھ کر سوال کیا کہ ایک ہی شب میں آپ کی آنکھیں تندرست کیسے ہو گئیں"؟

آپ نے فرمایا۔ "وضو کرنے سے"

یہ سن کر وہ آتش پرست بولا۔ "درحقیقت میں ہی مریض تھا اور آپ طبیب" اتنا کہنے کے بعد وہ آتش پرست آپ کے ہاتھوں پر مسلمان ہو گیا۔

○

۲۷۴۔ حضرت ابو محمد مرتعشؒ بغداد کے کسی محلہ سے گذر رہے تھے کہ پیاس محسوس ہوئی اور جب آپ نے ایک مکان پر پہنچ کر پانی طلب کیا۔ تو ایک نہایت حسین لڑکی پانی لے کر آئی۔ آپ اسے دیکھ کر عاشق ہو گئے۔ پھر آپ نے اس لڑکی کے والد سے جب اپنی قلبی کیفیت کا اظہار کیا تو اس نے بخوشی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ اور آپ کی گدڑی اُتار کر نہایت نفیس لباس پہنا دیا لیکن جس وقت آپ حجلۂ عروسی میں پہنچے تو نماز میں مشغول ہو گئے اور پھر اچانک شور مچا دیا۔ "یہ لباس اُتار کر میری گدڑی واپس دے دو۔"

آخر کار بیوی کو طلاق دے کر واپس باہر نکل آئے اور جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی، تو فرمایا۔ "مجھے غیب سے یہ ندا آئی کہ تو نے

ہم نے نیک لوگوں کا لباس تجھ سے چھین لیا اور اگر پھر کسی ایسے جرم کا ارتکاب کیا۔ تو تمہارا لباسِ باطنی بھی ضبط کر لیا جائے گا۔"

○

۲۷۵۔ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ قبرستان سے تشریف لا رہے تھے کہ آپ کو راستے میں ایک بسطامی نوجوان بربط بجاتا ہوا ملا۔ آپ نے اُسے دیکھ کر لاحول پڑھی۔ اس پر اُس نوجوان نے بربط کو اتنی زور سے آپ کے سر پر دے مارا کہ آپ کا سر پھٹ گیا اور بربط ٹوٹ گیا آپ نے گھر واپس آ کر اُس نوجوان کو بربط کی قیمت اور کچھ حلوہ بھیجتے ہوئے پیغام دیا کہ اس رقم سے دوسرا بربط خرید لو اور حلوہ وغیرہ خوب کھاؤ تاکہ شکستہ بربط کا غم دور ہو جائے۔
جب آپ کا یہ پیغام اُس نوجوان کو ملا تو وہ آپ کے اخلاق سے بے حد متاثر ہوا۔ اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت طلب کی اور ہمیشہ کے لیے وہ اور اس کا ایک ساتھی تائب ہو گئے۔

○

۲۷۶۔ جب لوگوں نے امام احمد بن حنبلؒ سے محبت کا مفہوم پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ جب تک بشر حافیؒ حیات ہیں اُن سے دریافت کرو۔ پھر سوال کیا گیا کہ زہد کس کو کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "عوام کا زہد تو حرام اشیاء کو ترک کر دینا ہے اور خواص کا زہد حلال چیزوں میں زیادتی کی طمع نہ کرنا ہے اور عارفین کے زہد کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

پھر سوال کیا گیا" کہ جو جاہل قسم کے صوفیا مسجد میں متوکل بن کر بیٹھ جاتے ہیں ان کے متعلق کیا رائے ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا" ایسے لوگوں کو غنیمت سمجھو کیونکہ علم کی وجہ سے اُنھوں نے توکل اختیار کیا ہے۔"
جب لوگوں نے عرض کیا کہ یہ تو محض روٹیاں حاصل کرنے کا ایک بہانہ ہے تو آپ نے فرمایا۔
"دُنیا میں کوئی جماعت بھی روٹیوں سے بے نیاز نہیں۔"

○

۲۷۷۔ حضرت احمد بن ابراہیم المطلبؒ فرماتے ہیں" ایک مرتبہ حضرت بشرؒ نے مجھ سے

فرمایا کہ حضرت معروفؒ کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ میں نمازِ فجر کے بعد آپ کے پاس آؤں گا۔"

لیکن آپ عشاء کے وقت بھی تشریف نہ لائے۔ میں شدت سے آپ کا منتظر تھا پھر میں نے دیکھا کہ آپ اپنا مصلّٰی اُٹھا کر دریائے دجلہ پر پہنچے اور پانی کے اُوپر چل کر صبح تک حضرت معروفؒ سے مصروفِ گفتگو رہے اور صبح کو پھر پانی پر چلتے ہوئے واپس آگئے۔

اس پر میں نے اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر اور اُن کے قدم پکڑ کر اپنے لیے دُعا کی درخواست کی۔

آپ نے دُعا دے کر فرمایا۔" جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس کو میری حیات میں کسی سے بیان نہ کرنا۔"

O

۲۷۸۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر عیاشؒ حضرت داؤد طائیؒ کے یہاں پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت روٹی کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لیے رو رہے ہیں اور جب حضرت عیاش نے وجہ پوچھی، تو فرمایا۔

" دل تو چاہتا ہے کہ اسے کھا لوں لیکن یہ پتہ نہیں کہ یہ رزقِ حلال بھی ہے یا نہیں۔"

O

۲۷۹۔ ایک شخص نے حضرت داؤد طائیؒ کے یہاں پانی کا گھڑا دھوپ میں رکھا ہوا دیکھ کر عرض کی۔" اس کو سایہ میں کیوں نہیں رکھا؟"

آپ نے فرمایا" جس وقت میں نے یہاں رکھا تھا۔ اس وقت سایہ تھا لیکن اب دھوپ میں سے اُٹھاتے ہوئے مجھے اس لیے ندامت ہوتی ہے کہ محض اپنی راحت کے لیے تضیع اوقات کرتے ہوئے ذکرِ الٰہی سے خاموش رہوں۔"

O

۲۸۰۔ حضرت یحییٰ بن معاذؒ حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ کے گہرے دوستوں میں سے تھے۔ چنانچہ جب دونوں ایک ہی شہر میں جمع ہوئے تو حضرت یحییٰؒ نے اپنی مجلسِ وعظ میں آپ کو بھی مدعو کیا لیکن آپ نہیں گئے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد جب آپ حضرت

یحییٰ رح کے ہاں پہنچے، تو ایک گوشہ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ اس وقت حضرت یحییٰ رح وعظ میں مشغول تھے لیکن اچانک آپ کی زبان بند ہو گئی۔

کچھ وقفے بعد آپ نے فرمایا۔ "اس مجلس میں شاید مجھ سے بھی بہتر کوئی واعظ موجود ہے۔ جس کے تصرّف نے میری زبان بند کر دی ہے"

یہ سُن کر حضرت شاہ شجاع کرمانی رح سامنے آئے اور فرمایا۔

"میں اسی وجہ سے آپ کی مجلسِ وعظ میں شریک ہونا نہیں چاہتا تھا"۔

○

۲۸۱۔ ایک مرتبہ حضرت حبیب عجمی رح کی بیوی نے آپ سے کہا کہ خورد و نوش کے لیے کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہیے۔ اس پر آپ مزدوری کرنے کے لیے گھر سے نکلے لیکن دن بھر عبادت میں مشغول رہ کر جب گھر پہنچے، تو بیوی نے سوال کیا "کیا لائے ہو؟"

آپ نے جواب دیا کہ جس کی مزدوری کی ہے وہ بہت کرم والا ہے اور اس کے کرم ہی کی وجہ سے مجھ میں اُجرت طلب کرنے کی جرأت نہ ہو سکی لیکن اس نے خود ہی کہہ دیا ہے کہ دس یوم کے بعد جب تم کو ضرورت ہو گی تو پوری اُجرت دے دوں گا۔

پھر جب دس دن کے بعد آپ کو خیال آیا کہ آج گھر پر جا کر کیا جواب دوں گا تو ایک طرف تو آپ اپنے تصور میں غرق چلے جا رہے تھے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے ایک بوری آٹا، ایک ذبح شدہ بکری، گھی، شہد اور تین سو درہم ایک غیبی شخص کے ذریعہ آپ کے گھر پہنچا دیئے اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا کہ حبیب رح سے کہہ دینا کہ اپنے کام کو ترقی دیں جس کے صلہ میں ہم اس سے بھی زیادہ مزدوری دیں گے"

چنانچہ جب آپ گھر کے دروازے پر پہنچے تو گھر میں سے کھانے کی خوشبو آ رہی تھی۔ اندر جا کر بیوی سے صورتِ حال دریافت کی، تو اس نے پورا واقعہ اور پیغام آپ کو سُنا دیا۔ یہ سُن کر آپ کو خیال آیا کہ جب صرف دس یوم کی عدم توجہی کی ریاضت کا اللہ تعالیٰ نے یہ نعم البدل عطا فرمایا ہے۔ اگر زیادہ دل جمعی کے ساتھ عبادت کروں تو نہ جانے کیا انعامات حاصل ہوں گے۔ چنانچہ اسی دن سے دُنیا کو چھوڑ کر اس درجہ عبادت میں غرق ہو گئے کہ مستجاب الدعوات کے درجہ تک پہنچے اور آپ کی دعاؤں سے مخلوق کو بہت مفاد حاصل ہوا۔

○

۲۸۲ - حضرت ذوالنون مصریؒ کے دور میں ایک شخص اولیائے کرامؒ کو خبطی تصور کرتا تھا۔ اس پر حضرت ذوالنونؒ نے اُس شخص کو ایک انگشتری دے کر فرمایا کہ "اس کو بھٹیارے کی دکان پر ایک دینار میں فروخت کر آؤ۔"

اس پر جب وہ شخص بھٹیارے کے پاس گیا تو بھٹیارے نے اُس سے کہا کہ "تو اس کی قیمت زیادہ مانگ رہا ہے۔ کچھ کم کر۔"

اس کے بعد جب وہ شخص وہی انگوٹھی لے کر ایک سنار کے پاس پہنچا تو اس نے ایک ہزار دینار قیمت لگائی اور جب اُس شخص نے آپ سے پورا واقعہ بیان کیا۔ تو اس کو ذوالنون مصریؒ نے جواب دیا کہ "جس طرح بھٹیارہ انگشتری کی قیمت سے آشنا نہیں۔ اسی طرح تم بھی مراتبِ اولیاءؒ سے ناآشنا ہو۔"

O

۲۸۳ - ایک دن حضرت ذوالنون مصریؒ نے لوگوں سے فرمایا کہ مصائب میں صبر کرنا۔ تعجب خیز نہیں۔ بلکہ مصائب میں خوش رہنا تعجب کی بات ہے۔ اس کے علاوہ انسان پر چھ چیزوں کی وجہ سے تباہی آتی ہے۔

۱۔ اعمالِ صالحہ سے کوتاہی کرنا۔ ۲۔ ابلیس کا فرمانبردار ہونا۔

۳۔ موت کو قریب نہ سمجھنا۔ ۴۔ رضائے الٰہی کو چھوڑ کر مخلوق کی رضامندی حاصل کرنا۔

۵۔ تقاضائے نفس پر سُنت کو ترک کر دینا۔

۶۔ اکابرین کی غلطی کو سند بنا کر ان کے فضائل پر نظر نہ کرنا اور اپنی غلطی کو ان کے سر تھوپنا۔

یاد رکھو۔ جس طرح ہر جُرم کی ایک سزا ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح ذکرِ الٰہی سے غفلت کی سزا دنیاوی محبت ہے۔

O

۲۸۴ - حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ دورانِ سفر ایک برف پوش صحرا میں سے گذرا تو دیکھا ایک آتش پرست ہر سمت دانا بکھیر رہا ہے اور جب آپ نے وجہ دریافت کی تو اس نے عرض کیا کہ ایسی حالت میں چونکہ پرندوں کو کہیں سے بھی دانہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ثواب کی نیّت سے دانا بکھیر رہا ہوں۔

مَیں نے اُس آتش پرست سے کہا۔ "اُس کے یہاں غیر کی روزی ناپسندیدہ ہے۔"
اس نے عرض کیا۔ "میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ میری نیّت کو دیکھ رہا ہے۔"
اس کے بعد مَیں نے اُس آتش پرست کو ایّامِ حج میں نہایت ذوق وشوق کے ساتھ طوافِ کعبہ میں مصروف پایا اور طواف کے بعد اُس نے مجھ سے کہا۔
"آپ نے دیکھا کہ مَیں نے جو دانہ بکھیرا تھا۔ اس کا ثمرہ کتنی بہتر شکل میں ملا ہے" یہ سُنتے ہی مَیں نے پُرجوش لہجہ میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ کیا تُو نے چالیس برس آتش پرستی کرنے والے کو چند دانوں کے عوضِ ارزاں فروشی کرتے ہوئے اتنی عظیم نعمت کیوں عطا کر دی۔"

اس پر ندا آئی کہ "ہم اپنی مرضی کے مختار ہیں۔ ہمارے امور میں کسی کو مداخلت کی اجازت نہیں"۔

○

۲۸۵۔ کسی نے حضرت ابراہیم ادھمؒ سے ایک صاحبِ وجد اور عبادت وریاضت میں مشغول رہنے والے نوجوان کی بہت تعریف کی۔ چنانچہ ملاقات کا شوق لیے حضرت ادھمؒ اُن کے ہاں پہنچے۔
اس نوجوان نے آپ سے تین یوم کے لیے اپنے یہاں مہمان رکھنے کی مِنّت کی۔ اور جب آپ نے ان تین دِنوں میں اُس نوجوان کے کردار واحوال کا مطالعہ کیا تو محسوس کیا کہ اس کی جتنی تعریف سُنی تھی اس سے کہیں زیادہ بہتر ثابت ہُوا ہے۔ اس پر آپ نے شرمندہ ہو کر فرمایا۔ "ہم تو کسی قدر کاہل وجود ہیں مگر یہ شب بیداری کرتا رہتا ہے۔" لیکن پھر آپ کو یہ خیال آیا کہ کہیں یہ نوجوان ابلیس کے کسی فریب میں مبتلا تو نہیں ہے۔ اس لیے یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ حلال رزق استعمال کرتا ہے یا نہیں۔ اور جب آپ کو پتہ کرنے پر یقین ہو گیا کہ اس کی روزی حلال نہیں ہے تو پھر آپ نے اسے اپنے ہاں تین دنوں تک مہمان رہنے کو کہا۔
اس کے بعد اسے اپنے ہمراہ لا کر کھانا کھلایا۔ جس کے بعد اس کی پہلی سی حالت برقرار نہ رہی اور جب اس نے پوچھا کہ "آپ نے یہ کیا کر دیا۔"
اس پر حضرت ادھمؒ نے فرمایا۔ "تجھے رزقِ حلال حاصل نہ ہونے کی وجہ سے شیطان

کی کارفرمائیاں جاری تھیں اور اب میرے یہاں کے رزقِ حلال نے تیری باطنی حالت کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے اور تجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمام عبادت و ریاضت کا تعلق صرف رزقِ حلال پر موقوف ہے۔"

○

۲۸۶۔ حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کسی جگہ تشریف فرما تھے کہ حضرت حبیب عجمیؒ بھی اتفاق سے وہاں پہنچ گئے۔ انہیں دیکھ کر امام حنبلؒ نے کہا۔" میں ان سے ایک سوال کروں گا۔"

لیکن امام شافعیؒ نے منع کرتے ہوئے کہا۔" واصل باللہ لوگوں سے کیا سوال کرو گے ؛ ان کا تو مسلک ہی جُداگانہ ہوتا ہے۔"

امام شافعیؒ کے منع کرنے کے باوجود امام احمد بن حنبل نے یہ سوال کر ہی ڈالا "کہ جس شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضا ہو گئی ہو اور وہ یہ بھول گیا ہو کہ کون سی نماز قضا ہوئی تو اس کو کیا کرنا چاہیے۔"

حضرت حبیب عجمیؒ نے فرمایا۔" سب نمازوں کی قضا کرے اس لیے کہ وہ خدا سے غافل ہو کر اس قدر بے ادبی کا مرتکب کیوں ہوا۔"

یہ سُن کر حضرت امام شافعیؒ حضرت امام حنبل سے بولے۔" میں نے اسی لیے منع کیا تھا کہ ان لوگوں سے کوئی سوال نہ کرو۔"

○

۲۸۷۔ بصرہ میں کوئی امیر آدمی فوت ہو گیا۔ اُس کی پوری جائداد اُس کی اکلوتی لڑکی کو ملی۔ جو بہت خوب صورت تھی۔ ایک دن اس لڑکی نے حضرت ثابتؒ بنانی کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔" میں نکاح کرنا چاہتی ہوں لیکن میری خواہش ہے کہ نکاح مالک بن دینارؒ کے ساتھ ہو۔ تاکہ ذکرِ الٰہی اور دُنیاوی کاموں میں وہ میری معاونت کر سکیں۔"

چنانچہ حضرت ثابتؒ بنانی نے اس لڑکی کا پیغام مالک بن دینارؒ کو پہنچا دیا۔

آپ نے پیغام سُن کر فرمایا۔" میں تو دُنیا کو طلاق دے چکا ہوں اور چونکہ عورت کا شمار بھی دُنیا ہی میں ہوتا ہے۔ اس لیے طلاق شدہ عورت سے نکاح جائز نہیں۔"

○

۲۸۸ - لوگوں نے ایک مرتبہ حضرت عتبہ بن غلامؒ کو موسم سرما میں صرف ایک کرتے میں دیکھا اور اس کے باوجود آپ کا جسم پسینہ سے شرابور تھا اور جب لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا۔

"مدت گذری کہ میرے یہاں کچھ مہمان آئے تھے اور انھوں نے بلا اجازت میرے ہمسایہ کی دیوار میں سے تھوڑی سی مٹی لے لی۔ چنانچہ اس وقت سے آج تک جب بھی میری نظر اس کی دیوار پر پڑتی ہے تو میں شرمندگی سے پسینہ پسینہ ہو جاتا ہوں، حالانکہ میرا ہمسایہ معاف بھی کر چکا ہے۔"

○

۲۸۹ - جب ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ سفر سے واپسی پر اپنے مکان کے دروازے پر پہنچے تو دروازے سے کان لگا کر اپنی والدہ محترمہ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ وہ وضو کرتے ہوئے فرما رہی تھیں۔

"یا اللہ! میرے مسافر کو راحت سے رکھنا۔ بزرگوں کو اس سے خوش رکھ کر اچھا بدلہ دینا۔"

یہ سن کر پہلے تو آپ روتے رہے پھر دروازے پر دستک دی تو والدہ نے پوچھا "کون ہے؟"

آپ نے عرض کیا۔ "آپ کا مسافر"

چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول کر ملاقات کرتے ہوئے فرمایا۔ "تم نے اس قدر طویل سفر اختیار کیا کہ روتے روتے میری بصارت ختم ہوگئی اور غم سے کمر جھک گئی۔"

اس پر آپ نے فرمایا۔ "جس کام کو میں نے بعد کے لیے چھوڑا تھا وہ پہلے ہی ہو گیا۔ اور وہ میری والدہ کی خوشنودی تھی۔"

○

۲۹۰ - ایک مرتبہ حضرت بایزیدؒ کی والدہ محترمہ نے رات کو پانی مانگا لیکن اس وقت گھر میں قطعاً پانی نہیں تھا۔ چنانچہ آپ گھڑا لے کر نہر سے پانی لائے مگر آمد و رفت کی تاخیر کی وجہ سے آپ کی والدہ پھر سے سو گئیں۔ آپ رات بھر پانی لیے کھڑے رہے حتیٰ کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی آبخورے میں منجمد ہو گیا اور جب والدہ کی دوبارہ

بیداری پر آپ نے اُنہیں پانی پیش کیا تو والدہ محترمہ نے فرمایا ۔" بایزیدؒ! تم نے پانی رکھ دیا ہوتا ۔ اِتنی دیر کھڑا رہنے کی کیا ضرورت تھی "۔

اس پر حضرت بایزیدؒ نے عرض کیا ۔" محض اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی نہ پئیں اور آپ کو تکلیف پہنچے "۔

یہ سن کر آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو بے شمار دُعائیں دیں ۔

○

۲۹۱ ۔ ایک اجتماع میں بشر حافیؒ رضائے الٰہی کے اوصاف بیان فرما رہے تھے، کہ ایک شخص نے عرض کیا ۔" یہ تو ہم بخوبی جانتے ہیں کہ آپ بہت ہی باصفا باکمال اور مخلوق سے بے نیاز ہیں لیکن اس میں کیا حرج ہے کہ اگر پوشیدہ طور پر دُوسروں سے کچھ لے کر فقراء میں تقسیم کر دیا کریں "۔

گو یہ بات آپ کو ناگوار گزری پھر بھی مسکراتے ہوئے فرمایا ۔" فقراء کی بھی تین قسمیں ہیں ۔ اوّل وہ جو نہ تو مخلوق سے کچھ طلب کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کے کچھ دینے کے باوجود قبول کرتے ہیں ۔ ان کا شمار تو ایسے روحانی بندوں میں ہوتا ہے کہ جو کچھ خدا تعالےٰ سے مانگتے ہیں مِل جاتا ہے ۔ دوم وہ خود تو کسی سے طلب کرتے نہیں لیکن اگر کوئی دے دے تو قبول کر لیتے ہیں ۔ یہ متوسّط قسم کے متوکل ہوتے ہیں ۔ اور انہیں جنّت کی تمام نعمتیں حاصل ہوں گی ۔ سوم وہ جو نفس کشی کرتے ہوئے صبر و ضبط سے کام لے کر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں "۔

آپ کے اس بیان سے لوگوں کو دوبارہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے اس موضوع پر مزید گفتگو کریں ۔

○

۲۹۲ ۔ ایک مرتبہ حضرت حاتم اصمؒ نے جہاد کے ارادہ سے بیوی سے پوچھا ۔" تمہیں چار ماہ کے اخراجات کے لیے کتنی رقم کی ضرورت ہے "۔

بیوی نے عرض کیا ۔" جتنی میری زندگی ہو اُتنی رقم دے دو "۔

آپ نے فرمایا ۔" زندگی تو میرے قبضۂ قدرت سے باہر ہے "۔

اس پر بیوی نے کہا ۔" پھر میرا رزق آپ کے ہاتھوں میں کیسے ہو سکتا ہے "۔

آپ یہ سُن کر چُپ ہو رہے - اس کے بعد آپ جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے چلے گئے -

O

۲۹۳ - حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ نہ تو کبھی دیوار سے ٹیک لگاتے تھے اور نہ پاؤں پھیلاتے تھے - اچانک آپ نے ایک مرتبہ دیوار سے پشت لگا کر پاؤں پھیلاتے ہوئے لوگوں سے فرمایا " آج جو کچھ مجھ سے پوچھنا ہے پوچھ لو "
اس پر لوگوں نے تعجّب کا اظہار کرتے ہوئے کہا - " آج یہ کیا عجیب ماجرا ہے ؛ (یعنی ٹیک لگانے اور پاؤں پھیلانے کا)
آپ نے فرمایا " جب تک اُستاد حیات تھے، ان کا ادب لازمی تھا "
یہ سُن کر لوگوں نے تاریخ اور وقت کو ذہن میں رکھا - اس کے بعد پتہ چلا کہ ٹھیک اُسی وقت اور اُسی دن حضرت ذوالنون مصریؒ کا انتقال ہُوا تھا -

O

۲۹۴ - ایک دن حضرت سری سقطیؒ نے حضرت جنید بغدادیؒ سے فرمایا " میں بغداد میں مرنے کو اس لیے ناپسندیدہ سمجھتا ہوں کہ یہاں کی زمین مجھے قبول نہ کرے گی اور مجھ سے حُسنِ ظن رکھنے والے بدظنی میں مُبتلا ہو جائیں گے "
پھر جب ایک دن حضرت جنیدؒ آپ کی عیادت کے لیے گئے تو سخت گرمی کی وجہ سے انہوں نے حضرت سری سقطیؒ کو پنکھا جھلنا شروع کر دیا مگر آپ نے روکتے ہوئے فرمایا - " آگ اور بھڑکنے لگتی ہے "
اس کے بعد حضرت جنیدؒ کی مزاج پُرسی پر فرمایا - " بندہ تو مملوک ہے اور اس کو کسی شے پر قدرت حاصل نہیں "
پھر حضرت جنیدؒ نے نصیحت کرنے کی درخواست کی - اس پر آپ نے فرمایا -
" مخلوق میں رہتے ہوئے خالق سے غافل نہ ہونا "
یہ کہہ کر آپ دُنیا سے رخصت ہو گئے -

O

۲۹۵ - ایک دفعہ جب حضرت بایزید بسطامیؒ حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں

بیٹھے تھے ۔امامؒ نے فرمایا۔" اے بایزید! فلاں طاق میں جو کتاب رکھی ہے وہ اُٹھا لاؤ"۔آپ نے دریافت کیا۔" وہ طاق کس جگہ ہے ؟"

امام جعفرؒ نے فرمایا۔" اتنے عرصہ رہنے کے بعد بھی تم نے طاق نہیں دیکھا"۔
آپ نے عرض کیا۔" طاق تو کجا، میں نے تو آپ کے روبرو کبھی سر نہیں اُٹھایا"۔
اس پر امام جعفرؒ نے فرمایا۔" اب تم مکمل ہو چکے ہو۔اس لیے بسطام واپس چلے جاؤ۔"

O

۲۹۶ ۔جب حضرت بایزید بسطامیؒ مکتب میں داخل ہوئے تو آپ نے جب سورۂ لقمان کی یہ آیت پڑھی ۔

(ترجمہ)" میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا"۔

مدرسہ سے واپس آکر اپنی والدہ سے فرمایا۔" مجھ سے دو ہستیوں کا شکر ادا نہیں ہو سکتا لہٰذا آپ مجھے خدا سے طلب کر لیں تاکہ میں آپ کا شکر ادا کرتا رہوں یا پھر خدا کے سپرد کر دیں تاکہ اس کے شکر میں مشغول ہو جاؤں"۔

والدہ صاحبہ نے فرمایا۔" میں اپنے حقوق سے دست بردار ہو کر تجھے خدا کے سپرد کرتی ہوں"۔ اس کے بعد آپ شام کی جانب نکل گئے اور وہیں ذکر و شغل کو جزوِ حیات بنا لیا ۔

O

۲۹۷ ۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فراغتِ حج کے بعد بیت اللہ میں سو گئے ۔خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے باتیں کر رہے ہیں ۔

ایک نے دوسرے سے سوال کیا۔" اس سال کتنے لوگ حج میں شریک ہوئے اور کتنے افراد کا حج قبول ہوا"۔

دوسرے نے جواب دیا کہ چھ لاکھ لوگوں نے حج ادا کیا لیکن ایک فرد کا بھی حج قبول نہیں ہوا، مگر دمشق کا ایک موچی جو حج میں تو شریک نہیں ہوا لیکن خدا نے اس کا حج قبول فرما کر اس کے طفیل میں سب کا حج قبول فرما لیا۔

اس خواب کے بعد جب آپ بیدار ہوئے تو موچی کی تلاش میں دمشق جا پہنچے ۔موچی سے

مل کر جب اُس سے احوال حج پوچھا تو موچی بولا۔

"بہت عرصہ سے میرے دِل میں حج کی تمنّا تھی اور مَیں نے اس نیّت سے تین سو درہم بھی جمع کر لیے تھے لیکن ایک میرے پڑوسی کے ہاں کھانا پکنے کی خوشبو آئی تو میری بیوی نے کہا کہ اس کے ہاں سے تم بھی مانگ لاؤ۔ تاکہ ہم بھی کھا لیں۔ چنانچہ مَیں نے پڑوسی سے جا کر کہا کہ آج آپ نے جو کچھ پکایا ہے ہمیں بھی عنایت کریں لیکن اس نے کہا کہ وہ کھانا آپ کے کھانے کا نہیں ہے۔ کیوں کہ سات یوم سے مَیں اور میرے اہل و عیال فاقہ کشی میں مبتلا تھے اس پر مَیں نے مُردہ گدھے کا گوشت پکا لیا ہے، تاکہ کچھ تو کھانے کو ملے "۔

یہ سُن کر مَیں خوفِ خداوندی سے لرز گیا اور اپنی تمام جمع شدہ رقم اس کے حوالے کر کے یہ تصوّر کر لیا کہ ایک مسلمان کی امداد میرے حج کے برابر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے یہ واقعہ سُن کر فرمایا کہ فرشتوں نے جواب میں واقعی سچی بات کہی تھی، اور خداوند تعالیٰ حقیقتاً قضا و قدر کا مالک ہے"۔

○

۲۹۸۔ ایک شخص حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مقروض تھا۔ اُس شخص کے علاقہ میں کسی کی موت واقع ہو گئی اور جب حضرت ابوحنیفہؒ نمازِ جنازہ کے لیے وہاں پہنچے تو ہر طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور موسم بھی بہت گرم تھا لیکن آپ کے مقروض کی دیوار کے پاس کچھ سایہ تھا۔

چنانچہ جب لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں چھاؤں میں تشریف لے آئیں، تو آپ نے فرمایا "صاحبِ خانہ میرا مقروض ہے اس لیے اس کے مکان کے سایہ سے استفادہ کرنا میرے لیے جائز نہیں۔ کیوں کہ حدیث میں ہے کہ قرض کی وجہ سے جو نفع بھی حاصل ہو وہ سُود ہے۔

○

۲۹۹۔ حضرت احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے حضرت صالحؒ اصفہان کے قاضی تھے اور ایک مرتبہ حضرت حنبلؒ کے خادم نے حضرت صالحؒ کے باورچی خانہ سے خمیر لے کر روٹی تیار کی اور جب روٹی امام صاحبؒ کے سامنے پہنچی تو آپ نے پوچھا "یہ اس

قدر گدلا کیوں ہے؟ خادم نے پوری کیفیت بتا دی تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص اصفہان کا قاضی رہا ہو اس کے یہاں سے خمیر کیوں لیا۔ لہٰذا یہ روٹی میرے کھانے کے لائق نہیں رہی اور یہ کسی فقیر کے سامنے پیش کر کے بتا دینا کہ اس روٹی میں خمیر تو صالحؒ کا ہے اور آٹا احمد بن حنبلؒ کا۔ اگر تمہاری طبیعت گوارا کرے تو لے لو۔"

لیکن چالیس یوم تک کوئی سائل ہی نہ آیا اور جب روٹیوں میں بُو پیدا ہو گئی تو خادم نے دریائے دجلہ میں پھینک دیں لیکن امام صاحبؒ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اس دن سے دریائے دجلہ کی مچھلی نہیں کھائی۔

○

۲۰۰۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے ایک مرتبہ حضرت حسن بصریؒ کے لیے بطور ہدیہ موم، سوئی اور بال روانہ کیئے اور ساتھ یہ پیغام بھی بھیجا کہ موم کی مانند خود کو پگھلا کر روشنی فراہم کرو اور سوئی کی مانند برہنہ رہ کر مخلوق کے کام آؤ اور جب تم اِن دونوں چیزوں کی تکمیل کر لوگے تو بال کے مانند ہو جاؤ گے اور کبھی تمہارا کوئی کام خراب نہ ہو گا۔

○

۲۰۱۔ حضرت حسن بصریؒ کہیں تشریف لے جا رہے تھے تو دریائے دجلہ کے کنارے حضرت حبیب عجمیؒ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے"۔

حضرت حسنؒ نے کہا کہ دریا کے پار جانا چاہتا ہوں اور کشتی کا منتظر ہوں"۔

حبیب عجمیؒ نے فرمایا "بُغض اور حُبِّ دُنیا کو قلب سے نکال کر مصائب کو غنیمت تصور کرو اور اللہ پر اعتماد کر کے پانی کے اُوپر روانہ ہو جاؤ"۔

یہ کہہ کر خود پانی کے اُوپر چلتے ہوئے دوسرے کنارے پر جا پہنچے۔

یہ کیفیت دیکھ کر حضرت حسن بصریؒ پر غشی طاری ہو گئی اور ہوش آنے پر جب لوگوں نے غشی کا سبب دریافت کیا تو فرمایا۔

"حبیب عجمیؒ کو مَیں نے علم سکھایا لیکن اس وقت وہ مجھ کو نصیحت کر کے خُود پانی کے اُوپر روانہ ہو گئے اور اسی دہشت سے مجھ پر غشی طاری ہو گئی کہ جب روزِ محشر پُل صراط پر چلنے کا حکم دیا جائے گا اور اگر مَیں اس وقت بھی محروم رہ گیا تو کیا کیفیت ہو گی"۔

○

۳۰۲ - کسی بچے نے حضرت ذوالنون مصریؒ سے عرض کیا ۔"مجھے بطور ورثہ ایک لاکھ دینار حاصل ہوئے ہیں اور میری تمنا ہے کہ یہ سب آپ ہی کی ذاتِ گرامی پر خرچ کردوں۔" آپ نے فرمایا ۔"جوان ہونے سے قبل تمہارے لیے اس کا خرچ کرنا ناجائز ہے۔" اور جب وہ بچہ شباب پر پہنچا، تو پوری جائداد فقراء میں تقسیم کر کے آپ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گیا۔ پھر یہی نوجوان ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ آج کل کچھ ضرورت مند ہیں۔

اُس نے اظہارِ تاسف کرتے ہوئے کہا ۔"کاش میرے پاس آج اگر دولت ہوتی تو میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا۔"

آپ نے اس کی نیت کو بھانپ کر یقین کر لیا کہ یہ ابھی مفہوم فقر سے آشنا نہیں ہے ۔ چنانچہ آپ نے اس نوجوان سے فرمایا ۔" فلاں دواخانہ سے یہ دوا لا کر گھس لو اور روغن میں ملا کر تین قرص تیار کر کے ان میں سوئی سے سوراخ کر کے میرے پاس لے آؤ۔"

وہ نوجوان آپ کی ہدایت پر عمل کر لایا ۔ چنانچہ آپ نے اُن تینوں گولیوں پر کچھ دم کیا تو وہ یاقوت میں تبدیل ہو گئیں ۔ پھر آپ نے نوجوان سے فرمایا کہ وہ ان کو کسی جوہری کے پاس لے جا کر قیمت معلوم کرے۔"

وہ نوجوان جوہری کے پاس پہنچا تو جوہری نے ان یاقوت کی گولیوں کی ایک ہزار قیمت لگائی ۔ پھر اُس نوجوان نے واپس آ کر پورا واقعہ بیان کیا۔

آپ نے فرمایا ۔" ان کو پانی میں گھول دو اور یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ فقراء کو مال و زر کی ضرورت نہیں ہوتی۔"

یہ سُنکر وہ نوجوان ہمیشہ کے لیے تارک الدنیا ہو گیا۔

○

۳۰۳ - ایک بزرگ حج کا قصد کر کے بغداد میں ابوحازمؒ سے ملاقات کے لیے پہنچے ، تو آپ آرام فرما رہے تھے ۔ چنانچہ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے اس بزرگ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔

" میں خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا ۔ اور حضورؐ

نے آپ تک ایک پیغام پہنچانے کا حکم دیا ہے کہ آپ اپنی والدہ کے حقوق کو نظر انداز نہ کریں کیوں کہ یہ حج کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ لہٰذا واپس جائیے، اور والدہ کی خوشی کا خیال رکھیے۔"
چنانچہ وہ بزرگ حج کا ارادہ ترک کر کے واپس ہو گئے۔

○

۳۰۴۔ حضرت ذوالنون مصریؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں لبِ دریا وضو کر رہا تھا کہ سامنے کے محل پہ ایک خوب صورت عورت نظر آئی اور جب میں نے اس سے گفتگو کرنے کے لیے کہا۔ تو اس عورت نے کہا۔
"دور سے میں تم کو دیوانہ تصور کیے ہوئے تھی اور جب کچھ قریب آگئے تو میں نے عالم سمجھا اور جب بالکل قریب آگئے تو اہلِ معرفت تصور کیا لیکن اب معلوم ہوا کہ تم ان تینوں میں سے کچھ بھی نہیں ہو۔"
جب میں نے اس عورت سے اس کی وجہ پوچھی تو اُس نے جواب دیا۔
"عالم نامحرم پر نظر نہیں ڈالتے، دیوانے وضو نہیں کرتے اور اہلِ معرفت خدا کے سوا کسی کو نہیں دیکھتے۔"
یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئی اور میں نے سمجھ لیا کہ غیب کی جانب سے یہ ایک تنبیہہ ہے۔

○

۳۰۵۔ ایک دفعہ حضرت ذوالنون مصریؒ کو جنگل میں چند پرانے دوست مل گئے اور اتفاق سے وہاں ایک خزانہ برآمد ہو گیا جس میں ایک ایسا تختہ تھا جس پر اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک کندہ تھے اور جس وقت خزانہ تقسیم ہونے لگا، تو آپ نے اپنے حصّہ میں وہ تختہ لے لیا اور ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔
"اے ذوالنونؒ! سب نے دولت تقسیم کی اور تم نے ہمارے نام کو پسند کیا جس کے عوض ہم نے تیرے اُوپر علم و حکمت کے دروازے کشادہ کر دیئے۔"
یہ سن کر آپ شہر واپس آگئے۔

○

۳۰۶ - حضرت عتبہ بن غلامؒ کے تائب ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ آپ کسی عورت پر عاشق ہو گئے تھے اور پھر کسی نہ کسی طرح اپنے عشق کا اظہار بھی کرا دیا۔ چنانچہ اس نے اپنی کنیز کے ذریعے دریافت کرایا کہ آپ نے میرے جسم کا کون سا حصہ دیکھا ہے۔ آپ نے کہا کہ تمہاری آنکھیں دیکھ کر عاشق ہوا ہوں"۔

اس جواب کے بعد اس عورت نے اپنی دونوں آنکھیں نکال کر آپ کی خدمت میں روانہ کرتے ہوئے کنیز سے کہلوایا۔" جس چیز پر آپ فریفتہ ہوئے تھے وہ حاضر ہیں"۔

یہ دیکھ کر آپ کے اوپر ایک عجیب حالت طاری ہو گئی اور حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں پہنچ کر تائب ہو گئے۔

○

۳۰۷ - حضرت حبیب عجمیؒ کا مکان بصرے کے چوراہے پر تھا۔ ایک دن آپ نے کپڑے نکال کر چوراہے پر رکھ دیئے اور خود کہیں نہانے کے لیے چلے گئے۔ اتفاق سے حسن بصریؒ کا اس طرف سے گذر ہوا تو آپ نے اُن کا لباس شناخت کر کے خیال کیا کہ یہ تو حبیب عجمیؒ کہیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اگر کوئی اور اُٹھا کر چل دے تو کیا ہو؛

اس خیال کے تحت آپ کپڑوں کی حفاظت کے لیے وہاں ٹھہرے رہے اور جب حبیب عجمیؒ واپس آئے تو حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ تم اپنا لباس کس کے بھروسے پر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اگر کوئی اُٹھا کر لے جاتا تو کیا ہوتا؛

انھوں نے جواب دیا۔" اے حسنؒ بصری! مَیں اُسی کے بھروسے پر چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ جس نے حفاظت کے لیے آپ کو یہاں تک پہنچا دیا"۔

○

۳۰۸ - ایک عورت فریاد وزاری کرتی ہوئی حضرت حبیب عجمیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔" میرا بچّہ گم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے مَیں سخت پریشان ہوں"۔

آپ نے پوچھا۔" تمہارے پاس اور کیا ہے؟"

اس عورت نے کہا۔" دو درہم ہیں"۔

آپ نے اُس سے وہ درہم لے کر خیرات کر دیئے اور دُعا کر کے فرمایا کہ جاؤ تمہارا بچّہ آ گیا ہے "۔

چنانچہ اس عورت نے جب گھر پہنچ کر دیکھا تو واقعی اس کا بچّہ گھر پر موجود تھا۔ اُس نے بچّے کو گلے لگا کر پوچھا کہ تُو کہاں چلا گیا تھا "۔

لڑکے نے کہا "مَیں تو کرمان میں تھا اور میرے اُستاد نے گوشت لینے کے لیے بازار بھیجا۔ راستہ میں ایسی آندھی آئی کہ جو مجھے اپنے گھر تک اُڑا کر لے آئی اور پھر مَیں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے بھی سُنا کہ اے ہوا اس کو گھر تک پہنچا دے "۔

○

۲۰۹ - ہشام بن عبدالملک نے حضرت ابوحازم مکیؒ سے سوال کیا کہ وہ کون سا عمل ہے جس کے ذریعے نجات حاصل ہو سکے ۔

آپ نے فرمایا" حلال جگہ سے جو دام حاصل ہو اس کو حلال جگہ ہی خرچ کرو "
ہشام بولا" اتنا دشوار کام کون کر سکتا ہے ؟"

اس پر آپ نے فرمایا - " ایسا دشوار کام وہی کر سکتا ہے ، جسے جنت کی خواہش اور جہنم کا خوف رکھتے ہوئے رضائے خداوندی کی طلب ہوگی ۔

پھر آپ نے مزید فرمایا " دُنیا سے اجتناب کرو کیوں کہ مَیں نے سُنا ہے کہ جو عبادت گذار دُنیا کو محبوب تصور کرتا ہے اس کو روزِ محشر کھڑا کر کے ملائکہ یہ منادی کریں گے کہ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ شے کو پسند کیا ۔ دنیا میں ایسی کوئی شے نہیں جس کا انجام غم و اندوہ نہ ہو ۔ کیوں کہ دنیا میں ایسی کوئی شے تخلیق نہیں کی گئی ۔ جس کا انجام حزن و ملال نہ ہو اور دنیا کی حقیر سے حقیر شے بھی انسان کو اپنی جانب اس درجہ مائل کر لیتی ہے کہ جنّت کی بڑی چیز بھی توجہ کا باعث نہیں بنتی ۔

○

۲۱۰ - سوہن مجذوبؒ کے کئی کئی دن ایسے گذر جاتے تھے کہ نہ کچھ کھاتے تھے نہ پیتے تھے مگر بعض اوقات سیروں کھانا کھا جاتے اور پانی کی پوری مشک پی جاتے تھے ۔ ایک دفعہ لوگوں نے دیکھا کہ چونے کے ڈھیر پر پڑے ہوئے چونا کھا رہے ہیں ۔

لوگوں نے سمجھاتے ہوئے کہا " یہ کیا کھا رہے ہو ، یہ کھانے کی چیز نہیں ہے "۔

آپ نے جواب دیا۔ "کیا کروں، اس بدبخت نفس کو بڑی حرص ہے اور سوائے خاک کے کسی چیز سے سیر نہیں ہوتا۔"

یہ مجذوب حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے آستانے پہ رہتے تھے۔

○

۳۱۱۔ حضرت یوسف بن حسینؒ حجانی کے دورِ میں قبیلے کے سردار کی لڑکی آپ پر عاشق ہوگئی۔ ایک روز تنہائی میں آپ سے وصل کی خواہش ظاہر کی لیکن آپ پر خوفِ خدا اس قدر غالب ہوا کہ اس کی بات سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔

رات کو خواب میں حضرت یوسفؑ کو ایک تخت پر اس طرح جلوہ فرما دیکھا کہ ملائکہ سربستہ آپ کے سامنے کھڑے ہیں اور جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے اور پہلو میں بٹھا کر فرمایا۔

"جس وقت تمہارے اوپر لڑکی کی خواہشِ وصل پر خوفِ الٰہی کا غلبہ ہوا تھا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اے یوسفؑ! تم نے زلیخا کے شر سے بچنے کی کوشش کی تھی لیکن یہ وہ یوسف ہے کہ جس نے ہمارے خوف سے سردار کی بیٹی کو ٹھکرا دیا۔ پھر حضرت یوسفؑ نے مزید فرمایا کہ میں تم کو یہ بشارت دیتا ہوں کہ آئندہ چل کر تمہارا شمار عظیم بزرگوں میں ہوگا۔" لیکن پاسِ ادب کی وجہ سے حضرت یوسف بن حسینؒ کوئی بات نہ کر سکے۔

○

۳۱۲۔ ایک دن کسی بزرگ نے ایک لونڈی خریدی۔ جب رات ہوئی تو لونڈی سے کہا۔ "کنیز! میرا بستر کردے تاکہ میں سو جاؤں۔"

لونڈی نے عرض کیا۔ "اے خواجہ! کیا تیرا بھی کوئی مولا ہے؟"

بزرگ نے کہا "ہاں ہے۔"

لونڈی نے پوچھا۔ "کیا وہ بھی سوتا ہے یا نہیں۔"

بزرگ نے جواب دیا۔ "نہیں، وہ نہیں سوتا۔"

اس پر لونڈی نے کہا۔ "تو پھر تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارا مولا تو جاگے اور تم سو رہو۔"

لونڈی کی اس بات سے بزرگ بڑے متاثر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے روبرو توبہ کی اور لونڈی کو آزاد کر دیا۔

○

۳۱۲ - کہتے ہیں ایک بار بہت خشک سالی ہوئی - سب لوگ دُعا کرتے تھے مگر بارش نہ ہوئی -
اس عہد کے بزرگ حضرت شیخ نظام الدین ابوالموئیدؒ نے اپنی والدہ کے دامن کا ایک
دھاگہ ہاتھ میں لے کر دُعا کی کہ خداوندا! یہ اُس ضعیفہ کے دامن کا دھاگہ ہے جس پر
کبھی نامحرم کی نظر نہیں پڑی - اس کی حرمت سے مینہ برسا دے " شیخ کے اتنا کہتے ہی
بادل اُمڈے اور بارش شروع ہو گئی -

○

۳۱۴ - حضرت منصور عمادؒ کے عظیم المرتبت ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوئی کہ ایک مرتبہ
راستہ میں کاغذ کے ایک پرزہ جس پر بسم اللہ تحریر تھا' پڑا ہوا ملا - آپ نے خدا کے کلام
کی عظمت کی وجہ سے اُس کی گولی بنا کر نگل لی -
اُسی رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تیرے لیے
حکمت و دانائی کی راہیں آج سے اس لیے کشادہ کر دیں کہ تُو نے ہمارے نام کی تعظیم
کی - چنانچہ اس کے بعد آپ ایک عرصہ تک وعظ و تبلیغ میں مصروف رہے -

○

۳۱ - حضرت عبدالقادر جیلانیؒ اٹھارہ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ کی اجازت سے تعلیم کی
غرض سے بغداد تشریف لے جانے لگے تو والدہ ماجدہ نے چالیس اشرفیاں ان کی صدری
کے اندر چھپا کر سی دیں اور ان کو سچ بولنے کی نصیحت کر کے رخصت کر دیا - راستہ میں
ڈاکہ پڑا ، سارا قافلہ لٹ گیا -
ایک ڈاکو نے ان سے پوچھا - " تیرے پاس بھی کچھ ہے "
آپ نے فرمایا - " ہاں ، چالیس اشرفیاں ہیں - جو صدری کے اندر سلی ہوئی ہیں "
اس ڈاکو کو بہت تعجب ہوا کہ اس لڑکے نے ایک ڈاکو کے سامنے مال کا اقرار کیوں
کر لیا - اس پر وہ ڈاکو حضور کو اپنے سردار کے پاس لے گیا - آپ کے سردار کے
پوچھنے پر بھی اشرفیوں کا حال سچ سچ بیان کر دیا -
سردار حیران ہو کر بولا - " ہم قزاق ہیں ، جو مال ملتا ہے لوٹ لیتے ہیں پھر تم نے اپنی
اشرفیوں کا بھید چھپایا کیوں نہیں ؟"
آپ نے فرمایا - " والدہ نے چلتے وقت سچ بولنے کی نصیحت فرمائی تھی میں مخفی کیسے رکھتا "

یہ سُنتے ہی ڈاکوؤں کا سردار رونے لگا اور اس نے کہا کہ یہ لڑکا اپنی والدہ کے حکم پر آنا چلتا ہے اور میں خدا کے حکم سے غافل ہوں ۔ یہ کہہ کر اس نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور لوٹ کا سب مال قافلہ والوں کو واپس کر دیا ۔

○

۲۱۶ ۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ اپنی بیوہ والدہ کے ساتھ رہتے تھے ۔ اُس وقت ان کی عمر پانچ برس کی تھی ۔ گھر میں بسر اوقات کے لیے کچھ اثاثہ نہ تھا ۔ والدہ، بہن، خود اور ایک لونڈی چار کھانے والے تھے ۔

والدہ سُوت کات کر فروخت کرتیں تو گذارہ ہوتا تھا ۔ بارہا ایسا ہوتا کہ سُوت فروخت نہ ہوتا ۔ اس لیے گھر میں فاقہ ہوتا ۔ اس روز والدہ محترمہ فرماتیں ۔ " بابا نظام ! آج خدا کے مہمان ہیں "۔

اس فقرہ کو سُنکر آپ بہت خوش ہوتے اور بھوک کی شکایت آپ کی زبان پر نہ آتی بلکہ ہمیشہ اس بات کے خواہش مند رہتے کہ پھر فاقہ پیش آئے تاکہ اماں سے خدا کی مہمانی " لفظ سُنوں " ۔

چنانچہ انھوں نے خود فرمایا ہے کہ جب کئی دن برابر روٹی ملتی رہتی تو دِل میں ارمان ہوتا تھا کہ فاقہ ہو اور اماں خدا کی مہمانی کا ذکر کریں ۔

○

۲۱۷ ۔ سراج الدین قونوی بڑے رتبے کے فاضل تھے لیکن مولانا رومؒ سے بیر رکھتے تھے ۔ کسی نے اُن سے کہا کہ مولانا کہتے ہیں کہ میں تہتر فرقوں سے متفق ہوں ۔ اس پر سراج الدین قونوی نے اپنے ایک مستعد شاگرد کو بھیجا کہ مولانا سے پوچھو کہ کیا واقعی یہ آپ کا قول ہے اور اگر وہ اقرار کریں تو ان کی خوب خبر لینا "۔

اس شاگرد نے بھرے مجمع میں مولانا سے سوال کیا ۔ جس پر مولانا رومؒ نے اقرار کرتے ہوئے کہا ۔ " ہاں میرا یہ قول ہے "۔

اس نے یہ سُن کر مغلظ گالیاں دینی شروع کر دیں ۔

مولانا رومؒ نے ہنس کر فرمایا ۔ " جو آپ فرماتے ہیں، میں اس سے بھی متفق ہوں "۔

اس پر وہ شرمندہ ہو کر واپس چلا گیا ۔

○

۳۱۸ - حضرت علاؤ الدین اصولیؒ بدایونی کبھی کسی شخص سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے۔ مگر جب ضرورت کے وقت کوئی شخص ان کے پاس کچھ لے آتا۔ تو اس میں سے بقدرِ حاجت لے لیتے۔ ایک دفعہ مولاناً فاقہ سے تھے اور وہ بیٹھے کھل کھا رہے تھے۔ اس اثنا میں حجام آ نکلا۔ ان کو یہ ناگوار گذرا۔ کہ حجام پر ان کے فقر کا حال کھلے۔ چنانچہ انہوں نے کھل اپنی دستار میں چھپا لی۔ حجام نے داڑھی کے بال درست کیے۔ پھر مولانا نے سر منڈانے کے لیے پگڑی اتاری۔ کھل زمین پر گر پڑی۔ حجام نے اسے دیکھا اور سمجھ گیا کہ حضرت کھل کھاتے ہیں۔

ایک روز حجام نے یہ قصہ کسی بڑے آدمی سے روبرو بیان کیا۔ اس نے چند سیر طعام، چند گھی کے کپّے اور ایک ہزار جیتل مولانا کی خدمت میں بھیج دیئے۔

مولانا نے ان چیزوں کو قبول نہ کیا اور واپس کر دیں۔ بعد ازاں اس حجام کو بلا کر ملامت کی اور کہا کہ پھر کبھی میرے پاس نہ آنا۔

حجام کو اس بات سے بڑا دکھ ہوا۔ اس نے اس بارے میں لوگوں سے سفارش کروائی۔ اور عہد کیا۔ کہ اس کے بعد درویشوں کا راز کبھی فاش نہیں کروں گا تب آپ نے اس کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔

○

۳۱۹ - ایک دفعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور شیخ صوفی بدھنیؒ چنگیز خانی مغلوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ ایک روز بھوکے اور پیاسے رہے۔ خرقِ عادت کے طور پر خواجہؒ اپنی بغل میں سے کاک (روٹی) اور شیخ صوفی بدھنیؒ پانی کا کوزہ نکالتے۔ خود بھی کھاتے اور تمام قیدیوں کو بھی کھلاتے پلاتے۔ اس دن کے بعد خواجہ کا لقب کاکیؒ پڑ گیا اور شیخ صوفی کو بدھنی کہنے لگے۔ (بدھنی ہندی زبان میں کوزے کو کہتے ہیں)

○

۳۲۰ - امیر خسروؒ فرماتے ہیں کہ میں تو حضرت (نظام الدین اولیاءؒ) سے بہت چھوٹی عمر میں بیعت ہو گیا تھا۔ وہ اس طرح کہ ایک دن میرے والد امیر سیف الدین محمود مجھ کو اور میرے بڑے بھائی کو حضرت کے پاس لے گئے۔

میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ والد نے فرمایا "میں تم کو اور

تمہارے بڑے بھائی کو حضرت خواجہ نظام الدین بدایونی کا مرید کرانا چاہتا ہوں"۔ میں نے جواب دیا۔ "مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسی جگہ دروازہ پر بیٹھ جاؤں، اندر نہ جاؤں آپ بڑے بھائی کو لے کر اندر جائیے۔ ان کو مرید کرائیے، میں یہاں آپ کی واپسی کا انتظار کروں گا۔"

میرا یہ جواب سن کر میرے والد مسکرائے اور میرے بڑے بھائی کو ساتھ لے کر مکان کے اندر چلے گئے اور میں دروازے کے باہر بیٹھ گیا۔ بیٹھے بیٹھے میں نے اپنے دل میں ایک شعر موزوں کیا۔ اس خیال سے کہ اگر حضرت کامل ہیں۔ تو اپنے نورِ باطن سے اس شعر کا حال معلوم کرلیں گے اور مجھے اس شعر کا جواب شعر کے ذریعے دیں گے۔ تب میں اندر جا کر حضرت کا مرید ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد جو شعر میں نے اپنے دل میں موزوں کیا، وہ یہ تھا۔

(ترجمہ شعر) "تو ایسا بادشاہ ہے کہ اگر تیرے محل کے کنگرے پر کبوتر آن بیٹھے تو تیری برکت سے وہ کبوتر باز بن جائے۔ پس ایک غریب حاجت مند تیرے دروازے پہ آیا ہے وہ اندر آ جائے یا الٹا چلا جائے"۔

اس کے بعد میں حضرت کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک خادم آیا اور اس نے میرے سامنے یہ شعر پڑھا۔

(ترجمہ شعر) "اندر چلا آئے حقیقت کے میدان کا مرد، تاکہ ہمارے ساتھ کچھ دیر ہمراز بن جائے اور اگر وہ آنے والا ناسمجھ اور نادان ہے تو جس راستے سے آیا ہے، اسی راستہ سے واپس چلا جائے"۔

میں نے جب خادم کی زبان سے یہ شعر سنا تو اسی وقت دوڑتا ہوا مکان کے اندر داخل ہوا اور اسی وقت حضرت کے قدموں پہ اپنا سر رکھ دیا۔

O

۳۲۱۔ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا۔ کہ میں ایک رات تنہا بیٹھا تھا۔ اتنے میں ایک شخص ایک گدھا لایا اور اس کو مجھ سے کچھ فاصلے پر باندھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے اس سے اس کا نام پوچھا۔

اس نے جواب دیا۔ "میں شیطان ہوں اور آپ کے پاس کچھ دیر بیٹھنے کے لیے آیا ہوں"۔

شیطان کی اس بات پر میں نے اپنے دِل میں دعا کی۔
" اے مولا ب مجھے شیطان کے مکر سے بچا اور اپنی امان میں رکھ "۔
شیطان نے کہا۔" آپ فکر نہ کیجئے۔ خدا نے آپ کو میرے مکر سے بچا کر پہلے ہی اپنی امان میں لے رکھا ہے "۔
پھر شیطان اور میرے درمیان گفت گو ہوتی رہی۔ باتوں باتوں میں اس نے بڑے فخر سے کہا۔ کہ میں بھی کبھی خدا کے بہت نزدیک ہوتا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ اگر تُو اب بھی سچّے دل سے حضرت آدمؑ کی قبر پر سجدہ کرے۔ تو اُمید ہے کہ خدا تجھے پہلا سا رتبہ عطا کر دے گا "۔
شیطان نے جواب دیا کہ چونکہ میں نے اس وقت خُدا کا حکم نہیں مانا تھا۔ اس لیے اب مجھے ایسا کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ جانے لگا تو میں نے کہا۔
" تیرے نزدیک جو بہتر نصیحت ہو وہ مجھے کر "۔
شیطان نے کہا۔" ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھیے۔ آپ کا رُتبہ ہمیشہ بڑا اقصار رہے گا "۔

○

۲۲۲۔ خواجہ حسن افغانؒ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ کے مریدوں میں سے ہیں حضرت نظام الدین اولیاءؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ صاحبِ ولایت اور بہت بڑے بزرگ تھے۔
ایک دفعہ کسی کوچے میں سے گذرتے ہوئے ایک مسجد میں پہنچے، مؤذن نے تکبیر کہی۔ امام آگے بڑھا اور لوگ جماعت میں شریک ہو گئے۔ خواجہ حسنؒ بھی نماز میں شامل ہو گئے۔
جب نماز ختم ہوئی اور لوگ چلے گئے تو یہ امام کے پاس گئے اور کہا۔
" اے خواجہ! تم نے نماز شروع کی اور میں تمہارے ساتھ شامل ہو گیا۔ تم یہاں سے دہلی پہنچے اور وہاں سے غلام خرید کر واپس آئے۔ پھر ان غلاموں کو خراسان لے گئے اور وہاں سے چل کر ملتان آئے اور میں تمہارے پیچھے پیچھے سرگرداں پھرتا رہا۔ آخر یہ کیا نماز ہے؟"

○

۲۲۳۔ شیخ تقی الدین عمرؒ کو مراقبہ میں کسی چیز کی خبر نہ ہوتی تھی اور یہ بھی نہ جانتے تھے کہ یہ کون سا دِن ہے اور کون سا مہینہ ہے۔
ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا۔" شیخ اس پر اپنا نام لکھ دیں۔ انھوں نے

قلم اُٹھایا اور متحیر ہو کر رہ گئے۔ خادم نے سمجھا کہ شیخ اپنا نام بھول گئے ہیں۔ عرض کیا۔
"مخدوم کا نام محمد ہے۔" تب شیخ نے اس پر اپنا نام لکھا۔ ایک روز آپ جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ مسجد کے دروازے پر پہنچے تو متحیر کھڑے ہو گئے۔
خادم سمجھ گیا کہ شیخ اپنا داہنا پاؤں بھول گئے ہیں۔ خادم نے اپنا ہاتھ اُن کے داہنے پاؤں پر رکھ کر کہا۔ "حضور کا دایاں پاؤں یہ ہے۔"
پھر انہوں نے داہنا پاؤں مسجد میں رکھا۔

○

۳۲۴۔ جب شیخ فریدالدینؒ نے مجاہدہ کرنا شروع کیا تو اس بارے میں خواجہ قطب الدینؒ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ کو حکم ہوا کہ روزہ وطی رکھو۔
چنانچہ آپ نے تین دن تک کوئی شے نہ کھائی۔ تیسرے روز افطار کے وقت ایک شخص چند روٹیاں لے آیا۔ آپ نے اسے غیبی مدد سمجھ کر روزہ کھول لیا مگر آپ کو وہ کھانا ہضم نہ ہوا اور بذریعہ قے خارج ہو گیا۔
آپ نے جب حضرت خواجہ قطب الدینؒ کو اس بارے میں بتایا تو انہوں نے فرمایا۔
"تین دن کے بعد جو تم نے مرغن کھانا کھایا تھا، خدا کے فضل سے معدہ نے اسے قبول نہ کیا۔ اب جا کر تین دن روزہ پھر رکھو۔ اور غیب سے جو ملے اس سے روزہ افطار کر لینا۔"
چنانچہ تین دن کے روزے کے بعد وقتِ افطار کچھ بہم نہ پہنچا۔ ایک گھڑی رات گذر گئی تو ضعف غالب ہوا اور نفس حرارت سے جلنے لگا۔ آپ نے دستِ مبارک زمین کی طرف بڑھایا اور چند سنگریزے اُٹھا کر منہ میں ڈال لیے اور وہ شکر بن گئے۔
اچانک آپ کو خیال آیا کہ یہ کوئی فریب نہ ہو لہذا انہیں اُگل دیا اور پھر عبادت میں مشغول ہو گئے حتیٰ کہ آدھی رات گذر گئی۔ ضعف اور زیادہ ہوا تو پھر سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈالے وہ بھی شکر بن گئے۔
چنانچہ تین دفعہ ایسا ہی ہوا پھر آپ نے جان لیا کہ یہ حق کی طرف سے ہے۔ جب دن ہوا تو یہ ماجرا خواجہ قطب الدینؒ کی خدمت میں بیان کیا۔
آپ نے فرمایا۔ "یہ جو کچھ ہوا، غیب سے تھا۔ تم شکر کی طرح شیریں ہو گئے۔"

اسی روز سے آپ گنج شکر مشہور ہوئے۔

○

۳۲۵ - شیخ جمال الدین ہانسوی نے جس روز سے یہ حدیث سُنی۔
(ترجمہ) "قبر جنّت کے باغات میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔" تو سخت بے چین ہوئے۔ اکثر بے قرار رہتے۔
جب رحمتِ حق سے پیوست ہوئے۔ تو کچھ عرصہ کے بعد لوگوں نے چاہا کہ آپ کی قبر پہ گنبد تعمیر کروایا جائے۔ چنانچہ کھدائی شروع ہوئی جب لحد کے نزدیک پہنچے تو لوگوں نے دیکھا کہ قبلہ کی جانب ایک دریچہ کھلا ہُوا ہے جس میں سے نسیمِ بہشت کے جھونکے آرہے ہیں۔ لوگ اسی وقت وہاں سے ہٹ گئے۔ اور اس جگہ کو اسی طرح بند کرکے اُوپر عمارت تعمیر کردی۔

○

۳۲۶ - ایک دفعہ علاقہ پانڈو میں سخت قحط پڑا اور لوگ دانے دانے کو ترسنے لگے۔ اسی علاقہ میں حضرت بلّھے شاہؒ آباد تھے۔ آپ نے قحط کا جب یہ حال دیکھا تو لوگوں سے فرمایا۔ "میں اپنے ڈیرے کا فرش اُونچا کرنا چاہتا ہوں، جو شخص دِن بھر مٹی ڈالے گا اُسے روزانہ دو آنے اُجرت دی جائے گی۔"
اس طرح بہت سے لوگ کام پر لگ گئے۔ آپ ہر شام مصلّے کے نیچے ہاتھ ڈالتے اور رقم نکال کر اُجرت ادا کرتے تھے۔ دو مزدوروں کے دِل میں بے ایمانی آگئی۔ ان کا خیال تھا کہ شاہ صاحب کے مصلّے کے نیچے کافی رقم رکھی ہوئی ہے۔ انہوں نے رات کو چوری چھپے مصلّے کے نیچے ہاتھ ڈالا مگر وہاں کچھ بھی نہ تھا۔
دوسرے دن حسبِ معمول وہ کام پر آگئے۔ جب شام ہوئی تو شاہ صاحب نے سب کو دو دو آنے اور ان دونوں کو چار چار آنے دیئے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا۔ "یہ بچارے رات کو بھی کھودتے رہے ہیں اس لیے یہ دُگنی مزدوری کے حق دار ہیں"۔ وہ دونوں یہ سُن کر سخت شرمندہ ہوئے۔

○

۳۲۷ - ایک دفعہ حضرت شیخ شاہی موئے تابؒ کے دوست آپ کو کہیں باہر لے گئے اور وہاں

جاکر انہوں نے دودھ والے میٹھے چاول پکائے ۔ جب دستر خوان چُنا گیا تو شیخ شاہ نے اس کھانے کو دیکھ کر فرمایا ۔" اس میں خیانت ہوئی ہے ہم اس کو نہیں کھائیں گے"۔ دوست حیران رہ گئے اور کہنے لگے ۔" ہم میں سے تو کسی نے خیانت نہیں کی "۔
لیکن اُن میں سے دو دوست جنہوں نے وہ چاول پکائے تھے آگے بڑھے اور عرض کیا۔
" دُودھ میں جوش آ گیا تھا اور جھاگ باہر بہہ رہی تھی ۔ ہمارے پاس کوئی برتن نہیں تھا کہ جس میں دودھ نکال لیتے ۔ جب وہ دودھ زمین پر گرنے لگا ۔ تو ہم نے سوچا کہ شیرہ زمین پر گر رہا ہے ۔ بہتر ہے کہ ہم اسے کھا لیں ۔ یہ سوچ کر ہم نے وہ شیرہ کھالیا"۔
اس پر آپ نے فرمایا ۔" اس سے پہلے کہ کھانا دوستوں کے سامنے رکھا جائے ۔ جو کوئی کھاتا ہے خیانت کرتا ہے "۔

ان کا عذر قبول نہ ہوا جس پر وہ سخت شرمندہ ہوئے ۔ چونکہ موسم گرم تھا ۔ اس لیے اُنہیں پسینہ آ گیا ۔ جب آپ نے فرمایا ۔" میں نے معاف کر دیا پھر کبھی ایسا نہ کرنا "۔
بعد میں آپ نے حجّام کو بُلوا کر فرمایا ۔" جتنا پسینہ میرے دوستوں کا بہا ہے اتنا ہی میرا خون زمین پر گرا دو "۔
شیخ نظام الدین اولیاؒ فرماتے ہیں ۔" محبّت کا یہ عالم کہ اپنا خون بہا دینے کا حکم دے دیا اور آداب کا اس قدر لحاظ کہ اُن کا عذر قبول نہ فرمایا ۔

O

۲۲۸۔ ایک دن حضرت ابوالعباس السیاریؒ اخروٹ خریدنے کے لیے ایک دکان پر گئے اخروٹ لینے سے پہلے آپ نے رقم دکان دار کو دے دی ۔ دکاندار نے اپنے ملازم سے کہا ۔" آپ کو اچھے اچھے اخروٹ دے دو "۔
اس پر آپ نے دکاندار سے پُوچھا ۔" کیا تم ہر خریدار کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہو ؟"
اُس نے جواب دیا ۔" نہیں ، لیکن آپ کو عالم ہونے کی وجہ سے خراب چیز دینا پسند نہیں کرتا "۔
آپ نے فرمایا ۔" میں اپنے علم کو اخروٹ کے معاوضہ میں فروخت کرنا بُرا تصور کرتا ہوں "۔
یہ فرما کر آپ پیسے بھی چھوڑ کر چلے گئے ۔

O

۲۲۹۔ امام خرائطیؒ فرماتے ہیں ۔" ایک مرتبہ میں شہتوت توڑ رہا تھا کہ حضرت ابوالفضل حسن سرخسیؒ کا

میرے پاس سے گذر ہوا لیکن آپ نے مجھے دیکھے بغیر کہا۔
" اے اللہ! میں سال بھر سے حجامت بنوانے کے لیے تجھ سے ایک دانگ طلب کر رہا ہوں لیکن تو نہیں دیتا۔ کیا دوستوں کے ہمراہ یہی سلوک کیا جاتا ہے"۔
امام حرامیؒ کہتے ہیں کہ اس وقت جب میری نظر درخت پر پڑی تو اس کی تمام شاخیں اور پتّے سونے کے بن گئے لیکن آپ نے اللہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ "قلب کی آسودگی کے لیے تجھ سے کوئی بات نہ کہنی چاہیئے"۔

○

۲۲۰۔ حضرت ابو القاسمؒ نصر آبادی نے ستّر حج کیے۔ ایک مرتبہ سفرِ حج کے دوران ایک کتّے کو بھوک سے نڈھال دیکھ کر فرمایا۔ "ہے کوئی جو ایک روٹی کے معاوضہ میں مجھ سے چالیس حج کا ثواب خرید لے"۔
یہ سن کر ایک شخص نے حامی بھرتے ہوئے آپ کی خدمت میں ایک روٹی پیش کر دی اور آپ نے چالیس حج کا ثواب اس کی نذر کر دیا۔ روٹی لے کر آپ نے اس فاقہ زدہ کتّے کو کھلا دی۔
یہ واقعہ جب ایک بزرگ نے سنا تو وہ آپ کے پاس پہنچے اور انتہائی غصّے کے ساتھ فرمایا "کیا تم نے اپنے نزدیک یہ بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے حالانکہ تم یہ نہیں جانتے کہ اس کی کوئی اہمیّت نہیں ہے۔ حضرت آدمؑ نے گیہوں کے دو دانوں کے عوض آٹھ جنّتوں کو فروخت کر دیا تھا"۔
آپ نے جب یہ سنا تو سر جھکا کر ایک کونے میں جا بیٹھے۔

○

۲۲۱۔ شیخ نصیر الدین محمودؒ فرماتے ہیں کہ شیخ احمد نہروانیؒ جب کرگے پر کام کرتے تو کبھی کبھی ان کو ایسا حال پیدا ہوتا کہ وہ اپنے آپ سے غائب ہو جاتے اور کام کرنا بند کر دیتے تھے اور کپڑا خود بخود بنتا جاتا تھا۔
ایک روز قاضی حمید الدین ناگوریؒ حضرت شیخ احمد نہروانیؒ کو دیکھنے آئے۔ ملاقات کے بعد رخصت ہونے لگے تو قاضی صاحب نے فرمایا۔ "احمد! یہ کام کب تک کرتے رہو گے"؟

یہ کہہ کر وہ تو چلے گئے۔ شیخ احمدؒ میخ کَسنے کے لیے اٹھے لیکن وہ ڈھیلی پڑ چکی تھی۔ آپ کا ہاتھ میخ پر لگا اور وہ ٹوٹ گیا۔ شیخ احمد نے اردو میں کہا۔

"اس بوڑھے (یعنی قاضی حمید الدین ناگوریؒ) نے میرا ہاتھ توڑ ڈالا"۔ اس واقعہ کے بعد شیخ احمدؒ نے کاروبار چھوڑ دیا اور ہمہ تن اللہ سے لو لگا لی۔

○

۲۳۲۔ ایک دفعہ شیخ نصیر الدینؒ چراغ دہلی کو بادشاہ نے زبردستی ٹھٹھہ روانہ کیا۔ وہ نارنول کے راستہ ٹھٹھہ جا رہے تھے۔ جب نارنول ایک کوس رہ گیا تو سواری سے نیچے اتر آئے اور شیخ محمد ترکؒ کے مقبرہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ روضہ کے اندر قبر کے سامنے ایک پتھر لگا ہوا ہے۔ تھوڑی دیر اس پتھر کے سامنے کھڑے رہے۔ پھر شیخ کی قبر کی طرف متوجہ ہوئے۔ زیارت سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے پوچھا "اس میں کیا راز تھا کہ پہلے آپ پتھر کی طرف متوجہ ہوئے اور بعد میں قبر کی طرف"۔

انہوں نے فرمایا "خوش نصیب ہے وہ خادم جس کی نوازش کے لیے خود مخدوم اس کے گھر آئے اور اس کو سرفراز کرے۔ میں نے جناب سیدِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کو اس پتھر میں جلوہ افروز دیکھا اور جب تک وہ معنی مجھ پر منکشف رہے، میں اس پتھر کی طرف متوجہ رہا۔ جب وہ معنی میری بصیرت سے غائب ہو گئے میں شیخ کی قبر کی جانب متوجہ ہوا"۔

یہ کہہ کر شیخ نصیر الدینؒ چراغ دہلی مراقبہ میں چلے گئے۔ جب مراقبے سے سر اٹھایا۔ تو فرمایا "جس کسی کو کوئی سخت مشکل درپیش ہو اور وہ اس روضے کی طرف متوجہ ہو امید ہے کہ وہ مشکل آسان ہو جائے گی"

اس پر ایک بے باک نے کہا "اب تو آپ کو خود ایک مشکل درپیش ہے"۔

انہوں نے فرمایا "اسی سبب سے میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی برکت سے میری مشکل آسان کر دے گا"۔

نارنول سے دو تین منزل نہ گئے ہوں گے کہ بادشاہ کی موت کی اطلاع ملی۔ شیخ نصیر الدینؒ واپس دہلی آ گئے۔ وہ پتھر آج بھی شیخ محمد ترکؒ کی قبر کے مقابل موجود ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

○

۲۲۳ - ایک شخص مکمل تین سال سے عبادات و مجاہدات میں سرگرمِ عمل تھا اور لوگوں نے جب اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ درجہ کیسے ملا ؟" تو جواب دیا۔

" میں نے ایک روز سری سقطیؒ کے دروازے پر جاکر انہیں آواز دی تو انہوں نے پوچھا۔ کون ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کا ایک واقف کار۔ یہ سن کر آپ نے دعا دی کہ اے اللہ اس کو ایسا بنا دے کہ تیرے سوا اس کی کسی اور شناسائی نہ رہے۔ چنانچہ اس دن سے مجھے مراتب حاصل ہونے شروع ہوگئے اور آج اس درجہ تک پہنچ گیا۔

○

۲۲۴ - ایک دفعہ جمعرات کے دن مسجدِ اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتیؒ سے دوسرے بزرگوں سے ملاقات ہوئی۔ اہلِ صفّہ کے کئی درویش، عزیز اور مرید بھی خدمت میں حاضر تھے۔ ملک الموت کے بارے میں گفت گو شروع ہوئی تو آپ نے فرمایا۔

" موت کے بغیر دنیا کی وقعت ایک رتّی کے برابر نہیں "۔

حاضرین نے پوچھا " کیوں کر ؟"

انہوں نے ارشاد فرمایا۔

(ترجمہ) " موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتا ہے "۔

مزید فرمایا " دوستی وہی ہے جسے تو دل سے کرے، نہ کہ زبان سے۔ جن چیزوں سے تجھے لگاؤ ہے اُن سے اپنا معاملہ ترک کر دے۔ اُس وقت تو عرش کے گرد اگرد طواف کرنے لگے گا "۔

○

۲۲۵ - ایک دن خواجہ معین الدین چشتی پر خوشی کا وقت تھا۔ آپ نے فرمایا " اس وقت ہر شخص جو کچھ بھی چاہتا ہے مانگ لے کیوں کہ اجابت کے دروازے کھلے ہیں "۔

حاضرین میں سے ایک نے دنیا طلب کی اور دوسرے نے عقبیٰ۔ خواجہ نے شیخ حمید الدینؒ سے دریافت کیا۔ " کیا تو دنیا و عقبیٰ میں عزت و مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے ؟" شیخ حمید الدینؒ نے فرمایا۔ " بندہ کی کوئی خواہش نہیں۔ جو خواہش ہے وہ مولا کی خواہش کے مطابق ہے "۔

○

۳۳۶ - قاضی حمید الدین ناگوریؒ جامع علومِ شریعت و طریقت و حقیقت تھے طبیعت ظریفانہ تھی اور کبھی کبھی احباب سے خوش طبعی فرماتے تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک دن آپ، شیخ برہان الدین اور قاضی کبیر جو اپنے زمانے کے مشاہیر میں سے تھے اور دیگر احباب گھوڑوں پر سوار ہو کر جا رہے تھے۔ جس گھوڑے پر قاضی حمید الدینؒ سوار تھے وہ بہت چھوٹا تھا اور اپنے ساتھیوں کے گھوڑوں کی برابری نہ کر سکتا تھا۔

قاضی کبیر نے کہا کہ "تمہارا گھوڑا بہت صغیر ہے۔"

آپ نے برجستہ جواب دیا۔ "مگر کبیر سے بہتر ہے"۔

○

۳۳۷ - شیخ الاسلام دہلوی کسی بات پر شیخ جلال الدین تبریزیؒ کے مخالف ہو گئے اور انہوں نے آپ پر ایک امرِ شنیع کی تہمت لگائی اور ایسا فتنہ برپا کیا کہ آپ کو بنگال کی جانب جانا پڑا۔

جب بنگالہ پہنچے تو ایک دن وہاں پانی کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ اُٹھ کر تازہ وضو کیا اور حاضرین سے کہا۔ "آؤ شیخ الاسلام دہلوی کی نمازِ جنازہ پڑھیں کیوں کہ انہوں نے اس وقت انتقال فرمایا ہے۔" اور واقعی ایسا ہی ہوا تھا، جیسا کہ آپ نے فرمایا۔

نماز ادا کرنے کے بعد آپ نے حاضرین کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ "شیخ الاسلام دہلوی نے ہم کو شہر سے باہر کیا، ہمارے شیخ نے اُسے دنیا سے باہر کیا۔"

○

۳۳۸ - حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں "میں انطاکیہ کے ایک پہاڑ پر جا رہا تھا کہ ایک دیوانی سی لڑکی صوف کا جبہ پہنے ہوئے نظر پڑی - میں نے سلام کیا۔ اُس نے سلام کا جواب دے کر کہا۔ "تم ذوالنون ہو؟"

میں نے حیران ہو کر پوچھا "تو نے مجھے کیسے پہچانا؟"

وہ بولی "محبوبِ حقیقی کی معرفت سے"۔

پھر اس نے مجھ سے پوچھا "میں یہ دریافت کرتی ہوں کہ سخاوت کیا چیز ہے؟"

میں نے جواب دیا "سخاوت داد و دہش ہے"۔

وہ کہنے لگی۔ "یہ تو دُنیا کی سخاوت ہے۔ دین کی سخاوت کیا ہے؟"
مَیں نے کہا۔ "اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوشش کرنا۔"
وہ بولی۔ "جب بندہ طاعت میں سعی کرتا ہے تو محبوبِ حقیقی قلب پہ متجلی ہوتا ہے لیکن اس وقت چاہیئے کہ تو اُس سے کچھ نہ مانگے۔ اے ذوالنون! بیس برس سے مَیں ارادہ کر رہی ہوں کہ اس سے ایک شے طلب کروں مگر اس سے شرم آتی ہے کہ بُرے مزدور کی طرح ہو جاؤں گی کہ جب وہ کام کرتا ہے تو فوراً ہی اُجرت مانگ لیتا ہے اس لیے مَیں تو اس کی تعظیم اور جلال کی وجہ سے کام کرتی ہوں"
اتنا کہنے کے بعد وہ مجھ سے روانہ ہو گئی۔

○

۳۳۹۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ مَیں نے کوہِ لبنان کے ایک غار میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ ان کا سر اور داڑھی بالکل سفید اور سر کے بال غبار آلود ہیں اور وہ نہایت لاغر ہیں اور نماز میں مشغول ہیں۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو مَیں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر پھر نیّت باندھ لی۔
اسی طرح عصر تک برابر نماز میں مشغول رہے پھر ایک پتھر کے سہارے بیٹھ گئے اور سبحان اللہ پڑھنے لگے اور مجھ سے کوئی گفتگو نہ کی۔ اس پر مَیں نے خود ہی اُن سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ "حضرت! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیے"۔
فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے قرب سے مانوس فرما دے۔"
مَیں نے کہا۔ "کچھ اور فرمائیے۔"
آپ نے فرمایا۔ "بیٹا! جسے اللہ تعالیٰ اپنے قرب سے مانوس کر دیتا ہے۔ اُسے چار خصلتیں عطا کرتا ہے۔ عزّت بغیر خاندان کے۔ علم طلب کیے بغیر۔ سخاوت بغیر مال و دولت کے، اُنس بغیر کسی جماعت کے"
یہ کہہ کر زور سے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد پورے تین دنوں کے بعد ہوش میں آئے۔ ہوش میں آتے ہی وضو کیا اور مجھ سے پوچھ کر سب فوت شدہ نمازوں کی قضا کی۔ پھر مجھ کو سلام کرنے کے بعد رخصت ہونے لگے تو مَیں نے عرض کیا۔ "حضرت! مَیں تو تین دِنوں تک محض اسی اُمید پر پڑا رہا کہ شیخ کچھ اور

نصیحت فرمائیں گے"۔

آپ نے فرمایا۔" اپنے مولا کو دوست رکھ اور اس کے بدلے کسی کی چاہت نہ کر۔ کیوں کہ اللہ کو دوست رکھنے والے ہی تمام بندوں کے سرتاج اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور خالص بندے ہیں"۔

اتنا کچھ کہنے کے بعد ایک چیخ ماری اور جاں بحق ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد عابدوں کی ایک جماعت پہاڑ پر سے اتری اور تجہیز و تکفین کرنے میں مشغول ہو گئی۔ جب وہ لوگ دفن کر چکے تو میں نے ان سے بزرگ کا نام پوچھا۔ انھوں نے بتایا۔

" یہ شیبان مصاب تھے۔

○

۳۴۰۔ یہ واقعہ حضرت ابوالحسن نوریؒ کے زمانے کا ہے۔

ایک دفعہ غلام خلیل نے بزرگ دشمنی میں خلیفۂ وقت سے شکایت کی کہ ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو رقص و سرود بھی کرتا ہے اور اشاروں کنایوں میں گفتگو بھی کرتا ہے اور زبان سے ایسے کلمات نکالتا ہے جو گردن اڑا دینے کے قابل ہیں"۔

غلام کی اس شکایت پر خلیفۂ وقت نے تمام بزرگوں کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ اور جب سب سے پہلے جلاد نے حضرت ارقامؒ کو قتل کرنا چاہا تو حضرت ابوالحسن نوریؒ مسکراتے ہوئے ان کی جگہ پر جا بیٹھے۔

لوگوں نے جب آپ سے کہا۔" ابھی آپ کی باری نہیں آئی ہے" تو آپ نے فرمایا۔

" میری بنیادِ طریقت جذبۂ ایثار پر قائم ہے اور میں مسلمانوں کی جان کے بدلے میں اپنی جان دینا زیادہ بہتر سمجھتا اور جانتا ہوں۔ حالانکہ میرے نزدیک دنیا کا ایک لمحہ محشر کے ہزار سال سے افضل ہے۔ کیوں کہ دنیا کا مقام خدمت ہے اور عقبیٰ کا مقام قربت ہے۔ اس لیے خدمت کے بغیر قربت کا حصول ناممکن ہے"۔

یہ انوکھا کلام سن کر خلیفہ نے قاضی سے پوچھا۔" ان لوگوں کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟"

اس پر قاضی نے حضرت شبلیؒ کو دیوانہ خیال کرتے ہوئے سوال کیا۔" بیس دینار پر کتنی زکوٰۃ ہوتی ہے؟"

حضرت شبلیؒ نے فرمایا۔ "ساڑھے بیس دینار۔ یعنی نصف دینار مزید اس جرم میں ادا کرے کہ اُس نے بیس دینار جمع کیوں کیے۔ جس طرح حضرت ابوبکرؓ کے پاس چالیس دینار تھے۔ اور اُنھوں نے سب کے سب زکوٰۃ میں دے دیئے۔"

پھر قاضی نے حضرت نوریؒ سے ایک سوال کیا۔ جس کا اُنھوں نے برجستہ جواب دے کر اُلٹا قاضی سے کہا۔

"اب تم بھی سن لو، خدا نے ایسے بندے بھی تخلیق فرمائے ہیں جن کی زندگی اور موت، قیام و کلام سب اُسی کے مشاہدے سے وابستہ ہیں۔ اسی سے سوتے ہیں اسی سے کھاتے ہیں۔ اُسی سے سنتے ہیں اور اُسی سے طلب کرتے ہیں"۔

یہ جواب سنکر قاضی نے خلیفہ سے کہا۔ "اگر ایسے لوگ بھی ملحد اور زندیق ہوسکتے ہیں تو میرا فتویٰ یہ ہے کہ پورے عالم میں کوئی بھی موحد نہیں ہے"

خلیفہ ان باتوں سے بڑا متاثر ہُوا۔ اُس نے مشائخ سے کہا۔

"مجھ سے کچھ طلب کیجئے"۔

اس پہ سب نے یک زبان ہو کر کہا۔ "ہماری خواہش تو یہ ہے کہ تم ہمیں فراموش کر دو۔" یہ سُن کر خلیفہ پہ رقت طاری ہو گئی اور سب کو تعظیم و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔

○

۳۴۱۔ حضرت شیخ خیر نساجؒ کے بارے میں یہ واقعہ ہے کہ جب آپ دریا پہ جاتے، تو مچھلیاں مختلف چیزیں لاکر آپ کے قریب کنارے پر رکھ دیتی تھیں۔

ایک دن آپ کسی بڑھیا کا کپڑا بُن رہے تھے تو اُس نے پوچھا کہ اگر تم نہ ملو تو مزدوری کس کو دے دوں۔

آپ نے فرمایا۔ "میری مزدوری دریائے دجلہ میں پھینک دینا"۔

پھر اتفاق سے ایسا ہی ہُوا کہ جب وہ اُجرت لے کر آئی تو آپ موجود نہیں تھے چنانچہ اس نے وہ دینار دریا میں پھینک دیئے اور جب آپ دریا پر پہنچے تو مچھلیوں نے پانی سے باہر آکر وہ دینار کنارے پر رکھ دیئے۔

○

۳۴۲ - شیخ ابو یعقوب بصریؒ فرماتے ہیں" میں ایک مرتبہ حرم شریف میں دس روز تک بھوکا رہا - یہاں تک کہ میں بھوک سے نڈھال اور ضعیف ہو گیا - میرے دل نے کشش کی کہ جنگل کو نکل جاؤں - شاید جنگل میں کوئی ایسی شے مل جائے جس سے بھوک کو تسکین ہو - میں جنگل کی جانب کسی رزق کی تلاش میں چل پڑا -

راستہ میں ایک سڑا ہوا شلجم زمین پر پڑا ملا - میں نے اُسے اُٹھا لیا - اسی وقت میرے دل میں بے چینی سی پیدا ہوئی - مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے تو دس دن تک بھوکا رہا - آخر تیرا حصّہ گرا ہوا اور بدرنگ شلجم تھا -

اس آواز پر میں نے وہ شلجم پھینک دیا اور مسجد حرام میں واپس چلا آیا اور بیٹھ رہا - ناگاہ ایک مرد آیا اور میرے روبرو آکر بیٹھا اور اس نے ایک تھیلی رکھ کر کہا -

" یہ سو اشرفیوں کی تھیلی تیرے واسطے ہے "

میں نے اس سے کہا - " یہ خالص میرے واسطے کیوں ہے "

اس نے جواب دیا " میں دس روز سے دریا میں تھا اور میری کشتی ڈوبنے کو تھی - اہلِ کشتی میں سے ہر ایک نے جدا جدا نذر مانی کہ اگر خدا ڈوبنے سے بچالے تو کچھ خیرات کروں گا - میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا مجھ کو بچالے تو یہ سو اشرفیوں کی تھیلی خیرات کروں گا اور خانۂ کعبہ کے مجاورین سے جس پر اوّل میری نگاہ پڑے اُسی کو دوں گا - اور تم سب سے پہلے مجھ کو ملے لہٰذا یہ اشرفیاں تم کو دیتا ہوں "

میں نے اس سے کہا - اس تھیلی کو کھولو - اس نے وہ تھیلی کھولی تو بجائے اشرفیوں کے میدے کی روٹی، مصری اور بادام چھلے ہوئے اور شکر پارے اس تھیلی میں سے نکلے - میں نے ایک ایک مٹھی سب میں سے لے لی اور یہ کہا - " باقی اپنے بچّوں کو تقسیم کر دینا - میری جانب سے یہ اُن کو ہدیہ ہے اور تمہارا ہدیہ میں لے قبول کیا - پھر میں نے اپنے دل سے کہا -

" اے نفس تیرا رزق دس روز سے تیری طرف چلا آ رہا تھا اور تو اسے جنگل میں ڈھونڈنے گیا تھا -

○

۳۴۳ - حضرت ابو علی جرجانیؒ فرماتے ہیں " بیم و رجا اور محبت توحیدِ حقیقی ہیں - کیوں کہ بیم

سے ارتکاب معصیت کا خاتمہ ہوتا ہے اور رجا سے اعمالِ صالح جنم لیتے ہیں اور محبت کثرتِ عبادت کا محرک بن جاتی ہے ۔

اس کے علاوہ اہلِ خوف غم و الم سے ہراساں نہیں ہوتے ۔ اہلِ رجا طلب سے باز نہیں آتے اور اہلِ محبت ذکرِ الٰہی میں کمی نہیں ہونے دیتے اور بیم ایک آگ ہے ۔ رجا نورِ منوّر اور محبت نوراً علیٰ نور ۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جو اپنے احوال میں فنا ہو کر مشاہدہ حق کے ذریعے قائم رہیں اور عارف باللہ وہ ہیں جو اپنے قلب کو ذکرِ الٰہی کے حوالے کر کے جسم کو خدمتِ خلق کے لیے وقف کر دیں ۔"

○

۳۴۴ ۔ جوانی کے عہد میں حضرت ابو حفص حدّادؒ کو ایک کنیز سے عشق ہو گیا تھا اُس کنیز کو حاصل کرنے کی خاطر آپ نیشاپور میں ایک جادوگر کے پاس گئے لیکن اُس نے آپ کا کام کرنے سے پہلے یہ شرط لگائی کہ چالیس دنوں تک عبادت کو ترک کرنے کے بعد تشریف لاویں ۔

چنانچہ اس کی ہدایت پر عمل کرنے کے بعد جب آپ اُس کے پاس پہنچے تو اس نے طرح طرح کے جادو کرنے شروع کر دیئے مگر اس کا ایک بھی جادو کارگر ثابت نہ ہوا ۔ اس پر اس نے آپ سے کہا ۔ ان چالیس دنوں میں ضرور آپ نے کوئی نیک عمل کیا ہے ۔"

آپ نے فرمایا ۔" میں نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا ۔ البتہ ان دنوں میں مجھ سے اتنا ضرور ہوا کہ راستہ میں پڑے ہوئے پتھر وغیرہ اٹھا کر اس نیت سے کونے میں پھینک دیتا تھا کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے "

یہ سن کر جادوگر نے کہا ۔" کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ ایسے خدا کی عبادت سے گریزاں ہیں جس نے معمولی سی نیکی کو وہ قبولیت عطا کی کہ میرے تمام جادو ناکام ہو کر رہ گئے " ۔

آپ نے اُسی وقت توبہ کر کے خدا کی عبادت شروع کر دی ۔ آپ کو لوہار ہونے کی بنا پر حدّاد کہا جاتا تھا ۔

○

۳۴۵۔ حضرت ابو اسحاق ابراہیمؒ سے کسی نے پوچھا ۔ "کیا متوکل لالچی ہوتا ہے یا نہیں"۔
آپ نے جواب دیا۔ "یقیناً لالچی ہوتا ہے ۔اس لیے کہ لالچ نفس کی صفت ہے جس کا قلب میں داخل ہونا لازمی ہے لیکن متوکل کے لیے لالچ اس لیے مضر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو لالچ پر غلبہ عطا کر دیتا ہے ۔جس کی وجہ سے لالچ اس کا محکوم بن جاتا ہے ۔ کیوں کہ متوکّل مخلوق سے کسی قسم کی توقعات وابستہ نہیں کرتا "۔

○

۳۴۶۔ حضرت ابواسحٰق ابراہیم بن احمد خواصؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ صحرا میں مجھے ایک عورت نظر آئی جس پر وجدانی کیفیت طاری تھی ۔ پریشاں اور سر برہنہ پھر رہی تھی ۔
مَیں نے اس سے مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔ "اپنا سَر تو ڈھانپ لو"۔
اس نے جواب دیا "تم اپنی آنکھیں بند کر لو"۔
مَیں نے کہا ۔ "مَیں ایک عاشق ہوں اور عشاق کا شیوہ آنکھیں بند کرنا نہیں ہوتا "۔
اس نے کہا "مَیں ایک مست ہوں اس لیے سر ڈھانپنا مستوں کا بھی شیوہ نہیں"۔
جب مَیں نے پوچھا کہ تم نے کس میکدے کی پی ہے جس کی وجہ سے مست ہو"۔
اس نے جواب دیا کہ یہاں دوسرا اور کوئی میکدہ نہیں کیوں کہ مَیں تو یہی سمجھتی ہوں کہ دونوں عالم میں خدا کے سوا کچھ بھی نہیں ہے"۔
پھر مَیں نے اس سے پوچھا کہ "تُو میرے ہمراہ رہنا پسند کرے گی" تو اس نے نفرت سے کہا کہ مَیں کسی مرد کے ہمراہ رہنا نہیں چاہتی بلکہ فرد کی خواہاں ہوں"۔

○

۳۴۷۔ شیخ نصیر الدین محمودؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک بزرگ تھے جن کا نام شیخ محمد اجل شیرازیؒ تھا۔ سیّد مبارک غزنویؒ نے انہی سے نعمت حاصل کی تھی۔
پھر فرمایا کہ اس زمانے میں ان کے مریدوں میں ایک سوداگر تھا ۔ وہ شیخ اجلؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہُوا ہے ۔آپ کا غلام زادہ ہے ،نعمت سے سرفراز فرمائیں ۔

شیخ نے فرمایا۔ "بہتر ہو کہ جب میں کل فجر کی نماز ادا کروں، اس وقت تو اپنے بچے کو ساتھ لائے اور میری داہنی جانب اُس بچّے کو میرے سامنے رکھ دے"۔
حسنِ اتفاق سے اسی روز سیّد مبارک غزنویؒ کی ولادت ہوئی تھی اور سیّد مبارکؒ کے والد اِس مجلس میں حاضر تھے۔ جب انہوں نے یہ بات سُنی تو سوچا کہ میں بھی اپنے لڑکے کو لے آؤں گا اور شیخ کے سامنے رکھ دوں گا۔
اگلے روز نمازِ صبح کے وقت سوداگر کو آنے میں دیر ہوگئی۔ سیّد مبارک غزنویؒ کے والد صبح جلدی اُٹھے۔ مؤذن نے تکبیر کہی، شیخ نے نماز ختم کی تو سیّد مبارک غزنویؒ کے والد شیخ کی داہنی جانب سے آنکلے اور سید مبارکؒ کو سامنے ڈال دیا۔ شیخ نے ایک نظر بچے پر ڈالی تو اُسے باطنی نعمتوں سے مالامال کر دیا۔
بعدازاں وہ سوداگر آیا تو شیخ اجلؒ نے فرمایا۔ "نعمت تو سیّد زادہ لے گیا ہے"۔

○

۲۴۸۔ ایک شخص نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے عرض کیا۔ "اپنا خرقہ مجھے پہنا دیجیے تاکہ میں بھی آپ ہی جیسا بن جاؤں"۔
آپ نے پوچھا "کیا کوئی عورت مردانہ لباس پہن کر مرد بن سکتی ہے"۔
اس نے کہا "ہرگز نہیں"۔
پھر آپ نے فرمایا۔ "جب یہ ممکن نہیں ہے تو پھر تم میرا خرقہ پہن مجھ جیسے کس طرح بن سکتے ہو؟"
یہ جواب سنکر وہ شخص بہت شرمندہ ہُوا۔

○

۲۴۹۔ حضرت عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ مجھے کسی جرم میں گرفتار کرکے پابجولاں بلخ کی جانب لے چلے۔ راستہ بھر میں یہی سوچتا رہا کہ میرے پاؤں سے ایسا کون سا گناہ سرزد ہُوا ہے کہ جس کی پاداش میں میں زنجیروں سے جکڑا گیا ہوں"۔
اور جب میں بلخ پہنچا تو دیکھا کہ لوگ چھتوں پر چڑھے ہوئے مجھے پتھروں سے مارنے کے لیے تیار کھڑے ہیں۔ اُسی وقت مجھے الہام ہُوا کہ تُو نے فلاں دن حضرت ابوالحسنؒ خرقانی کا مُصلّےٰ بچھاتے ہوئے اس پر پاؤں رکھ دیا تھا، اور یہ اُسی کی سزا ہے۔ چنانچہ میں

نے اُسی وقت توبہ کی ۔ توبہ کرنے کے بعد مَیں نے دیکھا کہ لوگ ہاتھوں میں پتھر لیے کھڑے ہیں لیکن کسی ایک کی بھی مجھے مارنے کی جرأت نہیں ہو رہی ۔ پھر میرے پاؤں کی زنجیریں بھی خود بخود ہی ٹوٹ گئیں اور اس کے ساتھ ہی حاکم نے میری رہائی کا حکم بھی دے دیا ۔

○

۳۵۰ ۔ کسی مجوسی نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو گرفتار کر لیا اور انہیں میں سے ایک ظالم وسفاک مجوسی نے آپ سے کہا ۔ "میرا قلم بنا دیجیے ۔"

آپ نے فرمایا ۔ "میں ہرگز نہیں بنا سکتا ۔"

جب اس مجوسی نے قلم نہ بنانے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا ۔

" اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ محشر میں فرشتوں سے کہا جائے گا کہ ظالموں کو ان کے معاونین کے ہمراہ اُٹھاؤ ۔ لہٰذا میں ایک ظالم کا معاون نہیں بن سکتا ۔"

○

۳۵۱ ۔ ایک رات خلیفۂ وقت نے ملک الموت کو خواب میں دیکھ کر پوچھا ۔ " اب میری زندگی کتنی رہ گئی ہے " تو حضرت عزرائیلؑ نے پانچوں انگلیاں اُٹھا دیں اور جب تمام لوگ خلیفہ کو اس کی تعبیر بتلانے سے قاصر رہے ، تو خلیفہ نے حضرت ابو حنیفہؒ سے اپنے اس خواب کی تعبیر پوچھی ۔ آپ نے فرمایا ۔

" پانچ انگلیوں سے ان پانچ چیزوں کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ۔ اوّل قیامت کب آئے گی ؛ دوم بارش کب ہو گی ؛ سوم حاملہ کے پیٹ میں کیا ہے ؛ چہارم کل انسان کیا کرے گا ؛ پنجم موت کب اور کہاں آئے گی ؛"

○

۳۵۲ ۔ روایت ہے کہ شیخ نجم الدین اصفہانیؒ مکہ معظمہ میں کسی بزرگ کے جنازے کے ساتھ گئے ۔ جب لوگ دفن سے فارغ ہو چکے تو تلقین کرنے والا بیٹھ کر تلقین کرنے لگا ۔ شیخ نجم الدینؒ ہنسے ، حالانکہ اُن کی عادت ہنسنے کی نہیں تھی ۔

کسی نے آپ سے ہنسنے کا سبب پوچھا ، مگر آپ نے اُسے ڈانٹ دیا ۔ پھر کچھ دنوں کے بعد خود ہی اپنے ہنسنے کا سبب بیان کیا ۔ فرمایا " مجھے اس روز اس بات پر

ہنسی آئی تھی کہ جب تلقین کرنے والا بیٹھا تو صاحبِ قبر نے کہا۔" اے لوگو! تمہیں تعجب نہیں کہ مُردہ زندوں کو تلقین کر رہا ہے"۔

○

۲۵۳ ۔ ایک مرتبہ حضرت معروف کرخیؒ بازار سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے ایک بہشتی کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔" اے اللہ! جو میرا پانی پی لے تُو اس کو بخش دے"۔
چنانچہ آپ نے نفلی روزہ کے باوجود پانی پی لیا اور جب لوگوں نے کہا کہ آپ کا تو روزہ تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے بہشتی کی دُعا پر پانی پی لیا پھر انتقال کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا۔" کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟" آپ نے فرمایا کہ بہشتی کی دُعا سے مغفرت کر دی"۔

○

۲۵۴ ۔ حضرت حمدون قصّارؒ ایک مرتبہ رات کے وقت اپنے کسی دوست کی نزعی حالت میں اس کے سرہانے تشریف فرما تھے۔ کچھ دیر کے بعد وہ مرگیا تو آپ نے فوراً چراغ گل کر دیا اور اس کے ساتھ ہی فرمایا ۔
" مرنے والا چراغ کا مالک تھا لیکن اس کی موت کے بعد اب یہ چراغ اُس کے ورثاء کی ملکیت ہے اس لیے ان کی مرضی کے بغیر چراغ کو جلائے رکھنا درست نہیں"۔

○

۲۵۵ ۔ میاں داؤدؒ مظفر گڑھ کے زمیندار تھے ۔ ایک دفعہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ سیر کرتے ہوئے آپ کے گاؤں سے گذرے ۔ آپ نے فرمایا ۔
" یہاں کوئی ایسا شخص ہے جو دُودھ پلائے اور بھینس مروائے "
کسی نے حامی نہ بھری ۔ میاں داؤد نے سُنا تو لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا۔" حضور! میں آپ کی خدمت میں دُودھ پیش کروں گا"۔
آپ نے فرمایا ۔" سوچ لو، بھینس سے ہاتھ دھونا پڑے گا"۔
میاں داؤد بولے ۔" جی ہاں! یہ تو ایک بھینس ہے۔ اگر خُدا کے نام پر جان طلب کریں تو اس سے بھی انکار نہیں"۔
حضرت مخدومؒ نے فرمایا۔" بہتر ہے، دُودھ لے آؤ"۔

میاں داؤدؒ فوراً گھر آئے اور صاف ستھرے گلاس میں بھینس کا دودھ لے کر روانہ ہوئے اور چلتے ہوئے اپنے گھر والوں سے کہہ دیا کہ اگر بھینس مرنے لگے تو فوراً ذبح کر دینا۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ادھر حضرت مخدومؒ نے دودھ کا گلاس منہ سے لگایا اُدھر بھینس کے گلے پر چھری پھر گئی۔

اس واقعہ کو پانچ سال گذر گئے۔ میاں داؤدؒ کی بھینس ایک سیاہ رنگ کی کٹی چھوڑ گئی تھی۔ وہ اس کی پرورش کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئی۔"

اچانک ایک دن کسی نے آکر حضرت داؤدؒ کو بتایا کہ حضرت مخدومؒ پھر آئے ہیں، اور کہہ رہے ہیں، کوئی ہے۔ جو درویش کو دودھ پلائے اور بھینس مروائے۔

"پھر لوگوں نے انہیں کیا جواب دیا۔" آپ کے پوچھنے پر لوگوں نے بتایا۔

"ہم نے انہیں عرض کیا۔" صاحب! ہماری تو ایسی ہمتی نہیں نہیں۔ اپنے اسی مُرید کو تلاش کیجئے، جس نے پہلے دودھ پلایا تھا۔"

اس پر حضرت داؤدؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو حسب سابق دودھ پیش کیا۔ دوسری بھینس کے گلے پر بھی چھری پھر گئی"

اس واقعہ کو چند دن ہی گزرے تھے کہ حضرت مخدومؒ نے پھر دورہ فرمایا۔ آپ کی پُر جلال آواز سے گاؤں گونج اُٹھا "کوئی ہے جو درویش کو دودھ پلائے اور بھینس مروائے۔" کسی طرح یہ آواز میاں داؤدؒ کے کانوں میں پڑ گئی۔ وہ از خود دوڑے دوڑے آئے اور بولے "حضرت! میں دودھ پلاؤں گا۔"

حضرت مخدومؒ نے کہا "پھر اپنی نئی بھینس مروانا چاہتے ہو۔"

میاں داؤدؒ بولے "حضور! بھینس مرے یا جیئے مگر آپ کو دودھ ضرور پلاؤں گا۔"

یہ کہہ کر میاں داؤد غائب ہو گئے اور چند منٹوں میں دودھ لے کر آگئے۔ اِدھر حضرت مخدوم نے دودھ کو منہ لگایا اُدھر بھینس کی گردن پر چھری پھر گئی۔

اب حضرت مخدوم رخصت نہیں ہوئے۔ آپ کھڑے بھینس اور میاں داؤدؒ کو دیکھ رہے تھے پھر کچھ سوچ کر میاں داؤد سے فرمایا۔ "میاں داؤد! میرے پیچھے آؤ۔"

اس پر حضرت مخدومؒ میاں داؤدؒ کو لے کر دریا پر جا پہنچے۔ حضرت مخدوم نے دیا

کے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر میاں داؤد کو مخاطب کر کے فرمایا: "میاں داؤدؒ! تمہاری بھینس کا کیا نام تھا"؟

میاں داؤدؒ نے جواب دیا۔ "حضور! میری بھینس کا نام سوہنی تھا"۔

حضرت مخدوم نے فرمایا۔ "بہتر۔ اب دریا کی روانی کے ساتھ ساتھ چلتے جاؤ اور سوہنی سوہنی پکارتے جاؤ۔ مگر پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا"۔

میاں داؤدؒ نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑی دور پہنچنے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ بے شمار بھینسیں پیچھے چلی آ رہی ہیں۔ میاں داؤد نے اپنے دل میں خیال کیا کہ وہ اتنی بھینسیں لے کر کیا کریگا اس خیال کے ساتھ ہی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو بھینسوں کا ایک گلہ پیچھے بڑھا آتا تھا۔

حضرت مخدوم نے پکار کر فرمایا: "میاں داؤد! تم نے یہ کیا کیا؟ اگر تم اسی طرح پیچھے دیکھے بغیر چلتے رہتے تو ہر طرف بھینسیں ہی بھینسیں دکھائی دیتیں"۔

یہ حضرت مخدومؒ جہانیاں جہاں گشت اوچی تھے۔ میاں داؤد آپ کے مرید تھے جو بعد ازاں پیر داؤدؒ جہانیاں کے لقب سے مشہور ہوئے۔

○

۲۵۶۔ حضرت ابو سعید خرازؒ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ دریا پہ ایک نوجوان گدڑی اوڑھے ہوئے ملا۔ اس کے پاس ہی سیاہی کی دوات بھی رکھی تھی۔ میں نے اس کی گدڑی سے اندازہ کیا کہ یہ کوئی اللہ والوں میں سے ہے لیکن دوات سے یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید کوئی طالب علم ہے اور جب میں نے اس سے سوال کیا کہ خدا سے ملنے کے لیے کون سا راستہ چاہیے"۔

اس نے جواب میں بتایا: "ایک راستہ عام کے لیے ہے اور دوسرا خاص کے لیے ہے لیکن تم جس راہ پر گامزن ہو، وہ عام لوگوں کا راستہ ہے۔ کیوں کہ تم عبادت کو ذریعۂ وصال اور دولت کو حجاب تصوّر کرتے ہو۔

جنگل میں ایک مرتبہ دس شکاری کتوں نے مجھے گھیر لیا تو میں اسی جگہ مراقبہ میں مشغول ہو گیا پھر انہی میں سے ایک سفید رنگ کے کتے نے تمام کتوں پر حملہ کر کے انہیں بھگا دیا اور خود میرے پاس آ بیٹھا لیکن جب میں وہاں سے روانہ ہوا تو وہ بھی کچھ دور میرے ساتھ چلنے کے بعد غائب ہو گیا"۔

○

۳۵۷ - حضرت ابراہیم بن مہلبؒ سائح فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک لونڈی کو جو خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے تھی، دیکھا۔ وہ کہہ رہی تھی۔
"اے میرے سردار! تجھے میرے چاہنے کی قسم میرا دل مجھے پھیر دے۔"
میں نے اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ "تجھے کیوں کر معلوم ہوا کہ خدا تجھے چاہتا ہے"۔
وہ بولی۔ "اس کی قدیم عنایت و مہربانی سے جانتی ہوں۔ میری طلب کے لشکر بھیجے اور مال خرچ کیے اور یہاں تک کہ مجھے مشرکوں کے شہر سے نکال کر توحید میں داخل کیا اور اپنی ذات کی مجھے شناخت کروا دی۔ اے ابراہیم! کیا یہ عنایت اور محبت نہیں"۔
میں نے اس سے کہا۔ "تیری محبت اس سے کیسی ہے"۔
وہ بولی۔ "سب چیزوں سے بڑی اور بزرگ ہے"۔
میں نے پوچھا۔ "کیسے؟"
جواب دیا۔ "شراب سے زیادہ رقیق اور گلقند سے زیادہ شیریں"۔
اتنا کہنے کے بعد وہ لونڈی چلی گئی۔

O

۳۵۸ - حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ فرماتے ہیں۔ "نجات خاموشی، تنہائی اور کم کھانے میں ہے"۔ کسی شخص نے آپ سے عرض کیا۔ "میں آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں"۔
آپ نے پوچھا۔ "میرے بعد کس کی صحبت اختیار کرو گے"۔
اس نے جواب دیا۔ "خدا کی صحبت میں"۔
آپ نے فرمایا۔ "ابھی سے اس کی صحبت اختیار کر لو"۔
پھر اس نے پوچھا۔ "کیا شیر آپ کے نزدیک آجاتا ہے؟"
آپ نے فرمایا۔ "جب میں اس کو کتا کہہ پکارتا ہوں تو آجاتا ہے۔ یاد رکھو، عارفین کی صحبت تمام امور سے افضل ہے"۔

O

۳۵۹ - حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ ہر رات تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر سوتے تھے۔ انہی دنوں میں آپ نے ایک عورت سے نکاح کیا تو تین رات درود شریف پڑھنے میں فروگذاشت ہو گئی۔ رئیس نامی ایک شخص نے پیغمبرِ خدا صلّی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضورؐ نے اس سے فرمایا کہ بختیار کاکیؒ کو ہمارا سلام دو اور اس سے کہو کہ وہ تحفہ جو تم مجھے ہر رات بھیجا کرتے تھے، تین رات سے نہیں پہنچا۔"

۲۶۰۔ حضرت شاہ عبدالرحمٰن پاکؒ بھرڑی والے نے کبھی نفس کی غلامی نہیں کی بلکہ ہمیشہ اپنے نفس پر حاوی رہے۔

ایک دن آپ نے شدید گرمیوں کے زمانہ میں اپنے پورے جسم کو کمبل میں لپیٹ رکھا تھا لوگوں کو اس پر سخت حیرت ہوئی۔ وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا۔

"میرا نفس خواہشات کا غلام بننا چاہتا تھا۔ اس نے شدید گرمی میں ٹھنڈی ہوا اور ٹھنڈے پانی کا مطالبہ کیا تھا۔ چنانچہ میں نے ان دونوں کی جگہ اسے گرم کمبل دے دیا۔ اب وہ اتنا ڈر گیا ہے کہ کبھی ٹھنڈی ہوا اور ٹھنڈے پانی کا مطالبہ نہیں کرے گا۔"

○

۲۶۱۔ ابراہیم شیبانیؒ فرماتے ہیں۔ بادشاہ روم کا بیٹا مسلمان ہو گیا۔ تو بادشاہ نے اُسے مارنے کی غرض سے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ وہ جوان مسلمانوں کے کسی شہر میں بھاگ گیا۔ ازاں بعد جنگل میں پہنچ کر خدا کی عبادت میں ساٹھ برس تک محو رہا۔ اتفاقاً بیمار پڑ گیا تو میں اس کی عیادت کو اس کے پاس پہنچا۔ دیکھا تو خاک پر پڑا اور ایک پتھر سر تلے رکھا ہے۔ مجھ کو اس کے حال پر بڑا افسوس ہوا۔ اس سے پوچھا کہ کسی چیز کو جی چاہتا ہے۔

اس نے کہا۔" ہاں، انارِ شیریں کو۔"

میں یہ سنکر پاس پڑوس سے لکڑی کاٹنے کو کچھ لے کر جنگل کو گیا اور گٹھا لکڑی کا لایا۔ اور اس کو بیچ کر انارِ شیریں لیا اور جلدی سے اُسے لاکر دیا۔

وہ بولا۔" یہ انار کہاں سے اور کیسے لائے ہو؟"

میں نے حقیقت اس کے سامنے بیان کی۔ وہ بولا۔

"جس کے ہتھیار سے لکڑی کاٹ کر لائے ہو۔ اُس کے بارے میں دریافت کر کے بتاؤ کہ وہ نیک چلن ہے یا بدچلن۔"

میں نے اُس آدمی کا جس سے میں نے ہتھیار لیا تھا، پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بدچلن ہے۔

میں نے اُسے بتایا تو اُس نے اُسی وقت وہ انار پھینک کر کہا کہ میں اسے ہرگز نہیں کھاؤں گا۔"

میں نے اسے ہر طرح سے سمجھایا کہ میں اُس کے لیے یہ انار بڑی محنت اور مشقت سے لایا ہوں مگر اس نے میری ایک نہ مانی اور سانار شیریں کی حسرت دل میں ہی لیے اللہ کو پیارا ہو گیا۔

○

۳۶۲ - ایک مرتبہ حضرت ابو حنیفہؒ بازار میں چل رہے تھے کہ گرد و غبار کے کچھ ذرات آپ کے کپڑوں پر پڑ گئے - اس پر آپ نے دریائے دجلہ پر جا کر کپڑے کو خوب اچھی طرح دھو کر پاک کیا اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک تو اتنی نجاست جائز ہے۔ پھر آپ نے کپڑا کیوں پاک کیا؟

اس پر آپ نے فرمایا۔" وہ فتویٰ ہے اور یہ تقویٰ "

○

۳۶۳ - حضرت احمد بن انطاکیؒ کا اپنے مریدین پر طریقہ تعلیم کا یہ اثر تھا کہ ایک رات اچانک آپ کے انتیس مریدین آگئے - آپ نے دستر خوان بچھوا کر روٹی کی قلت کی وجہ سے ٹکڑے کر کے سب کے سامنے رکھ کر چراغ اٹھا لیا اور کچھ دیر کے بعد آپ چراغ لائے - تو تمام ٹکڑے اسی طرح ہر شخص کے سامنے موجود تھے - اور کسی نے بھی بغرضِ ایثار ایک ٹکڑا بھی نہیں کھایا -

○

۳۶۴ - ایک مرتبہ مکتب سے واپسی پر حضرت جنید بغدادیؒ نے دیکھا کہ آپ کے والد سرِ راہ رو رہے ہیں - آپ نے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا -

" بیٹا! میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ آج میں نے تمہارے ماموں کو مالِ زکوٰۃ میں سے کچھ درہم بھیجے تھے لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور آج مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ میں نے اپنی زندگی ایسے مال کے حصول میں صرف کر دی جس کو خدا کے دوست بھی پسند نہیں کرتے۔"

اس پر حضرت جنیدؒ نے اپنے والد سے وہ درہم لیکر اپنے ماموں کے ہاں پہنچ کر انہیں

آواز دی۔
آپ کے ماموں سری سقطیؒ تھے۔ جب اندر سے پوچھا گیا کہ کون ہے؟ تو آپ نے عرض کیا
جنید آپ کے لیے زکوٰۃ کی رقم لے کر آیا ہے۔"
لیکن انھوں نے دوبارہ لینے سے انکار کر دیا۔ جس پر حضرت جنیدؒ نے کہا۔ "قسم ہے اس ذات
کی جس نے آپ کے اُوپر فضل اور میرے والد کے ساتھ عدل کیا۔ اب آپ کو اختیار ہے کہ یہ رقم
لیں یا نہ لیں۔ کیونکہ میرے والد کے لیے جو حکم تھا کہ حقدار کو زکوٰۃ پیش کرو اور انھوں نے پُورا
کر دیا۔"
یہ سُن کر حضرت سری سقطیؒ نے دروازہ کھول کر فرمایا۔ "رقم سے پہلے میں تجھے قبول کرتا ہوں۔"
چنانچہ آپ اُسی دن سے ان کی خدمت میں رہنے لگے۔

○

۲۶۵۔ ایک رئیس آدمی حضرت عثمان غنیؓ کے ساتھ دلی بُغض اور نفرت رکھتا تھا۔ اور نعوذ باللہ
ان کو یہودی کہا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دن حضرت ابوحنیفہؒ نے اس سے فرمایا۔ "میں ایک
ایک یہودی کے ساتھ تیری لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔"
اس نے غصّے سے کہا۔ "آپ امام المومنین ہو کر ایسی باتیں کرتے ہیں۔ میں تو ایسی شادی کو
قطعاً حرام تصوّر کرتا ہوں۔"
آپ نے فرمایا۔ "تیرے حرام تصوّر کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جب کہ حضور اکرمؐ
نے اپنی دو صاحبزادیاں ایک یہودی کے نکاح میں دے دیں۔"
وہ رئیس آپ کا اشارہ سمجھ گیا اور توبہ کر کے اپنے بُرے خیالات سے ہمیشہ کے لیے باز آگیا۔

○

۲۶۶۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جنگل میں راستہ بھول گیا اور جب ایک
اعرابی سے راستہ معلوم کرنا چاہا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ مجھے خیال ہوا کہ شاید
یہ فاقہ سے ہے اور جب میں نے کھانا دینا چاہا تو وہ ناراض ہو کر کہنے لگا۔
"اے حنبلؒ! کیا تجھے خدا پر اعتماد نہیں جو خدا کی طرح مجھے کھانا دینا چاہتا ہے۔ جبکہ تم
خود اپنا راستہ کھو بیٹھے ہو۔"
مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو کہاں کہاں پوشیدہ کر رکھا ہے وہ

میری نیت کو بھانپتے ہوئے کہنے لگا "خدا کے بندے تو ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ تمام زمین کو سونا بن جانے کے لیے کہہ دیں تو پورا عالم سونے کا بن جائے"۔

اور جب میں نے نظر اٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھا تو پورا صحرا سونے کا نظر آیا اور پھر غیب سے ندا آئی "اے حنبلؒ! یہ ہمارا محبوب بندہ ہے اور یہ اگر کہہ دے تو ہم پورے عالم کو زیر و زبر کر دیں۔ لہذا تجھے اس بات کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ تیری ملاقات ایسے بندے سے ہو گئی لیکن آج کے بعد اس کو کبھی نہ دیکھ سکے گا"۔

○

۳۶۷ - حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخشؒ کی تعمیر کردہ مسجد کے رُخ پر علمائے کرام کو اعتراض تھا۔ اُن کا کہنا تھا کہ رُخ خانہ کعبہ کی طرف نہیں ہے۔

آپ کو علماء کرام کی اس بات کا علم ہوا تو آپ نے انہیں بلوا بھیجا۔ نماز کے بعد آپ نے ان سب کو دالان میں کھڑا کیا اور فرمایا "غور سے دیکھو، مسجد کا رُخ درست ہے یا نہیں"۔

حضرت علی ہجویریؒ کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ علماء لاہور اور خانہ کعبہ کے درمیان تمام پردے حکمِ الٰہی سے اُٹھا دیئے گئے اور تمام حاضرین نے خانہ کعبہ کی اپنی آنکھوں سے زیارت کی۔ مسجد کا رُخ ٹھیک خانہ کعبہ کی طرف تھا۔

○

۳۶۸ - ایک مسلمان بنیا حضرت بختیار کاکیؒ کے پڑوس میں رہتا تھا۔ آپ اُس سے اکثر قرض لے لیا کرتے اور جب کہیں سے کوئی ایسا نذرانہ مل جاتا جس کو حلال سمجھ کر آپ قبول کر لیتے تو اس کا قرضہ ادا کر دیتے۔

ایک دن بیٹھے بیٹھے آپ کو خیال آیا کہ قرض کسی سے بھی نہیں لینا چاہیئے اور کوئی بھی نذر قبول نہ کرنا چاہیئے۔ یہ بُری بات ہے۔ اس کے بعد واقعی آپ نے ایسا ہی کیا اس کے بعد اللہ کے حکم سے روزانہ آپ کی جائے نماز کے کونے کے نیچے سے ایک اتنی بڑی روٹی نکلتی جو پورے خاندان کا پیٹ بھرنے کے لیے کافی ہو جاتی کچھ دنوں کے بعد بنیئے نے سوچا کہ شاید خواجہ صاحب مجھ سے نالاں ہو گئے ہیں جو قرض لینے نہیں آتے۔ چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو آپ کے گھر حال

معلوم کرنے کے لیے بھیجا، تب یہ بات معلوم ہوئی اور اُسی روز سے لوگوں نے آپ کو بختیار کاکی کہنا شروع کردیا۔ کیونکہ کاک کے معنی روغنی روٹی کے ہیں۔ یہ لفظ کاکی کی دوسری وجہ تسمیہ ہے۔

○

۳۶۹۔ حضرت مولانا اللہ دینؒ بھیروی کے ہاں ایک جن قرآنِ پاک پڑھنے آیا کرتا تھا۔ ایک بار وہ جن آیا تو جاتے ہوئے دو روپے ریزگاری کی شکل میں بطور ہدیہ دے گیا۔ آپ نے وہ ریزگاری سنبھال کر رکھ لی۔

دوسرے روز ایک بوڑھی عورت روتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے کہنے لگی کہ "حضرت! میں تو لٹ گئی۔"

آپ کے استفسار پر اس نے عرض کیا کہ میں نے محنت و مشقت کرکے بمشکل دو روپے جمع کیے تھے۔ وہ میں نے ایک مٹی کے پیالے میں رکھے ہوئے تھے۔ مگر وہ رقم آج غائب ہے۔ میں حیران ہوں کہ تالہ ٹوٹے بغیر وہ رقم جو ریزگاری کی شکل میں تھی غائب کیسے ہوگئی!"

بوڑھی عورت کی اس بات پر آپ سمجھ گئے کہ یہ کام اس شاگرد جن کے سوا اور کسی کا نہیں ہوسکتا وہی اس بوڑھی عورت کے دو روپے چرا کر بطور ہدیہ دے گیا ہے۔

اس پر آپ نے اس عورت سے فرمایا۔ "تم جاؤ مائی! اللہ رحم کرے گا۔ تمہاری رقم تجھے واپس اسی پیالہ میں رکھی مل جائے گی۔" وہ عورت چلی گئی۔ اس کے بعد جب وہ جن آیا تو آپ نے اس سے فرمایا۔ "تو اچھا شاگرد ہے بھلا تجھ جیسے چور جن پر تعلیم دین کا کیا اثر ہوسکتا ہے، تو نے مجھے جو ہدیہ دیا ہے وہ بھی چوری کے مال کا۔ بھلا میں نے تم سے کب کسی ہدیے کا مطالبہ کیا تھا۔ جا رقم لے جا اور جہاں سے تو اسے اٹھا کر لایا ہے وہیں رکھ آ اور آئندہ میرے پاس پڑھنے بھی نہ آنا۔" چنانچہ اس پر جن نے وہ رقم لی، اور بڑھیا کے پیالے میں جا رکھی۔ دوسرے روز بوڑھی عورت آپ کے پاس آئی۔ اور دعائیں دیتی ہوئی بولی کہ حضرت آپ کی زبان بڑی برکت والی ہے۔ وہ رقم مجھے پیالے میں پڑی مل گئی ہے۔

اس عورت کے بعد وہ جن حاضر ہوا اور اپنی غلطی کی معافی مانگتے ہوئے عہد کیا کہ آئندہ

وہ اس قسم کا کام کبھی نہیں کرے گا۔ جن کی توبہ اور معافی پر آپ نے اسے دوبارہ پڑھانا شروع کر دیا۔
(آج سے ستّر اسّی سال پہلے دُو روپے بڑی حیثیت رکھتے تھے)

O

۲۷۰۔ حضرت احمد بن حنبلؒ دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے اور وہیں ایک شخص بلندی پر بیٹھا ہُوا وضو کر رہا تھا لیکن آپ کو دیکھ کر تعظیماً نیچے آ گیا۔
پھر اس شخص کے انتقال کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کس حال میں ہو؟
اس نے کہا کہ خداوند تعالیٰ نے محض اس تعظیم کی وجہ سے جو میں نے امام احمد بن حنبلؒ کے وضو کرتے وقت کی تھی، مغفرت فرما دی۔"

O

۲۷۱۔ کچھ بچے گیند کھیل رہے تھے۔ گیند اتفاق سے امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں آپ ہی کے سامنے آ گری اور بچوں میں سے خوف کے مارے کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ آپ کے سامنے سے گیند اُٹھا لے لیکن ایک لڑکے نے بھاگ کر جب آپ کے سامنے سے گیند اُٹھائی، تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔" یہ لڑکا حرامی ہے کیونکہ اس میں حیا کا مادہ نہیں ہے۔"
اور جب لڑکے کے بارے میں پتہ کیا گیا تو معلوم ہُوا کہ وہ واقعی حرامی ہے۔

۲۷۲۔ حضرت شفیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ مکّہ معظمہ کی راہ میں مجھے ایک معذور شخص ملا جو گھٹنوں کے بَل زمین پر چلتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔" کہاں سے آ رہے ہو؟"
اس نے جواب دیا۔" سمرقند سے"
میں نے کہا کتنی مدت تم کو راہ میں گذری؟"
اس نے جواب دیا" کچھ اوپر دس برس۔"
اس پر میں نے حیران نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔ پھر اس نے مجھ سے کہا" اے شفیق! میرا سفر دُور دراز کا ہے مگر میرا شوق اس سفر کی منزل کو قریب کر رہا ہے ضعف جان نذر ہے لیکن میرا مالک مجھے اُٹھائے لیے جا رہا ہے۔ اے شفیق اس میں کوئی تعجب نہیں کہ بندہ ضعیف کو [illegible] لے جاوے۔"

O

۲۷۳ - جب حضرت عبدالقادر جیلانیؒ شہرتِ تمام حاصل کر چکے تو ایک بار حج کو تشریف لے گئے ۔ بغداد کے قریب موضع حِلّہ میں پہنچے تو فرمایا، یہاں کوئی ایسا گھر تلاش کیا جائے جو ناداری، بے کسی اور گمنامی میں سب سے بڑھا ہوا ہو تاکہ میں وہاں منزل کر سکوں۔
حلہ کے امیروں اور رئیسوں نے آپ کی رہائش اور طعام کے بہترین انتظامات کیے ہوئے تھے۔ انہوں نے متعدد بار آپ کو اپنے ہاں ٹھہرنے کے لیے کہا مگر آپ کسی کے ہاں نہ ٹھہرے۔
سخت جستجو کے بعد آپ کے ساتھیوں کو ایک ایسا گھر ملا جس میں نادار اور بوڑھے میاں بیوی کے علاوہ ان کی ایک بیٹی بھی رہتی تھی۔ آپ نے بوڑھے سے اجازت لے کر رات کو ان کے گھر قیام کیا۔ آپ کو اس گھر میں لوگوں کی جانب سے جتنے بھی ہدیے اور نذرانے پیش ہوئے۔ آپ نے اُن میں سے ایک شے بھی اپنے پاس نہ رکھی۔ سب کچھ بوڑھے کو عطا فرما دیا۔
آپ کے ساتھیوں نے بھی آپ کی پیروی میں اپنا تمام مال و اسباب بوڑھے کو بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بدولت اُس نادار بوڑھے کے گھر کو دولت مند اور مالامال کر دیا۔

○

۲۷۴ - ہند کے ایک راجہ پتھورا رائے کے عہد میں حضرت خواجہ معین الدین سنجریؒ اجمیر میں آ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ رائے پتھورا خود بھی اُن دنوں اجمیر میں تھا ایک دن پتھورا رائے نے حضرت خواجہؒ کے ایک مسلمان عقیدت مند کو تنگ کیا۔ وہ شخص خواجہ کی خدمت میں فریادی ہوا۔ خواجہ نے اس کی سفارش میں پتھورا کو ایک پیغام بھیجا۔ پتھورا رائے نے خواجہ کے پیغام کو قبول نہ کیا اور کہا کہ دیکھو یہ شخص یہاں آیا ہوا ہے اور بیٹھا بیٹھا غائب کی باتیں کرتا ہے۔
جب یہ ماجرا خواجہؒ تک پہنچا۔ تو آپ نے فرمایا۔ "ہم نے پتھورا کو زندہ پکڑ کر دے دیا۔"
خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اُنہی دنوں غزنی سے سلطان شہاب الدین غوری نے لشکر کشی کی پتھورا نے لشکرِ اسلام کا مقابلہ کیا اور بالآخر شہاب الدین غوری کے ہاتھوں گرفتار ہوا،

خواجہ صاحب نے جو فرمایا تھا، چھولالے کے ساتھ ویسا ہی ہوا۔

○

۲۷۵ - ایک مرتبہ کسی راستہ پر چلتے ہوئے حضرت بایزید بسطامیؒ کو ایک کتا ملا تو آپ نے اپنا دامن سمیٹ لیا۔ جس پر اس کتے نے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ "آپ نے میرے قرب سے اپنا دامن کیوں بچایا ہے۔ میں بھیگا ہوا نہیں ہوں کہ جس سے آپ کو ناپاکی کا خطرہ ہوتا۔ فرضِ محال اگر میں بھیگا ہوا ہوتا اور اس سے آپ کے کپڑے پلید ہو جاتے تو آپ اپنے کپڑے پاک کر سکتے تھے لیکن یہ تکبر جس کا آپ نے مظاہرہ فرمایا یہ تو سات سمندروں کے پانی سے بھی پاک نہیں ہو سکتا۔"

آپ نے فرمایا۔ "تو سچ کہتا ہے۔ اس لیے کہ تیرا تو ظاہر نجس ہے اور میرا باطن۔ لہٰذا ہم دونوں کو ایک ساتھ رہنا چاہیئے تاکہ کچھ پاکیزگی میرے باطن کو بھی حاصل ہو جائے۔"

اس پر کتے نے عرض کیا۔ "ہم دونوں کا ساتھ رہنا ممکن نہیں کیوں کہ میں مردود ہوں اور آپ مقبولِ بارگاہ۔ میں دوسرے دن کے لیے ایک ہڈی بھی جمع نہیں کرتا اور آپ سال بھر کا غلّہ جمع کر لیتے ہیں"۔

آپ نے کتے کی یہ بات سن کر فرمایا "صد حیف! جب میں کتے کے ہمراہ بھی رہنے کے قابل نہیں تو پھر خدا کا قرب کیسے حاصل کر سکتا ہوں، اور پاک ہے اللہ جو بد ترین مخلوق کی باتوں سے بہترین مخلوق کو درسِ عبرت دیتا ہے۔"

○

۲۷۶ - ایک مرتبہ کسی نے ایک آتش پرست کو مسلمان ہونے کی تبلیغ کی جس پر اس نے جواب دیا۔

"اگر اسلام اس کا نام ہے جو حضرت بایزیدؒ کو حاصل ہے۔ تو ایسے اسلام کو برداشت کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ اگر اسلام وہ ہے جو عام مسلمان اختیار کیے ہوئے ہیں تو ایسے اسلام سے میں اپنے مذہب کے ساتھ بہتر ہوں۔"

○

۲۷۷ - حضرت بایزیدؒ کے دور میں ایک رنگریز حضرت بایزیدؒ کی کرامتیں دیکھ کر کہا کرتا

تھا۔ کہ ایسی کرامتیں تو میں بھی پیش کر سکتا ہوں ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اُن کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں اور جب ایک مرتبہ وہ رنگریز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو چونکہ آپ اس کی ہرزہ سرائی سے آگاہ تھے ۔ اس لیے ایک ایسی آہ کھینچی کہ وہ غش کھا کر گر پڑا اور تین شب و روز اسی حالت میں گذر گئے ۔ حتیٰ کہ حوائج ضروریہ بھی کپڑوں ہی میں پوری کرتا رہا اور اس کو اپنے حال کی مطلق خبر نہ تھی ۔ پھر ہوش آنے کے بعد نہا دھو کر جب آپ کے سامنے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ۔

" یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ ہاتھی کا بوجھ گدھے پر نہیں ڈالا جا سکتا "۔

○

۲۷۸ ۔ لوگوں نے حضرت بایزیدؒ سے سوال کیا ۔" انسان کو مرتبۂ کمال کس وقت حاصل ہوتا ہے "۔ آپ نے فرمایا " جب مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اپنے عیوب پر نظر پڑنے لگے تو قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے "۔

○

۲۷۹ ۔ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے فرمایا ۔

" میں نے ایک غلام خرید کر جب اس کا نام دریافت کیا تو اس نے جواب دیا ۔ کہ آپ کی مرضی جس نام سے پکاریں مجھے اعتراض نہ ہوگا ۔ پھر میں نے جب یہ سوال کیا کہ تم کھاتے کیا ہو ؛ تو اُس نے کہا جو آپ کھلا دیں ۔ میں نے پھر پوچھا کہ تمہاری خواہش کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ جو آپ کی خواہش ہو ۔ غلام کو ان چیزوں سے کوئی بحث نہیں "۔ یہ سُن کر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ کاش میں بھی اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی اطاعت گذار ہوتا تو کتنا بہتر تھا ۔

○

۲۸۰ ۔ حضرت احمد بن حنبلؒ کا بیشتر وقت حضرت بشر حافیؒ کے پاس گذرتا ۔ وہ آپ کے عقیدت مندوں میں سے تھے ۔ چنانچہ جب آپ کے شاگردوں نے پوچھا کہ محدّث اور فقیہہ ہونے کے باوجود آپ ایک خبطی کے ہمراہ کیوں رہتے ہیں "۔

آپ نے فرمایا " مجھے اپنے علوم پر تو مکمل عبور حاصل ہے لیکن وہ خبطی اللہ تعالیٰ کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے ۔ اسی لیے میں اُسے خدا کی باتیں سنانے کے لیے کہتا رہتا ہوں "۔

۲۸۱ ۔ کسی شخص نے حضرت بشر حافیؒ سے عرض کیا ۔ "میرے پاس ایک ہزار درہم ہیں اور میں حج کا خواہش مند ہوں"۔

آپ نے سن کر فرمایا" یہ رقم کسی مقروض کے قرض میں دے دو یا یتیموں اور مفلس عیالداروں میں تقسیم کر دو تو تمہیں حج سے بھی زیادہ ثواب ملے گا"۔

وہ بولا ۔" نہیں حضور ! یہ میں نہیں کر سکتا کیوں کہ مجھے حج کی بہت خواہش ہے"۔

اس پر آپ نے فرمایا ۔" شاید تم نے ناجائز طریقے سے یہ رقم اکٹھی کی ہے اس لیے تو زیادہ ثواب کا خواہش مند نہیں"۔

O

۲۸۲ ۔ کسی نے حضرت حاتم اصمؒ سے نصیحت کرنے کو کہا ۔

آپ نے فرمایا ۔" اگر دوست کی خواہش ہے تو خدا کافی ہے ۔ اگر ساتھیوں کی تمنا ہے تو نکیرین بہت ہیں اور اگر عبرت حاصل کرنا چاہتے ہو تو دنیا کافی ہے ۔ اگر مونس کی تلاش میں ہو تو قرآن بہت کافی ہے ۔ اگر کوئی مشغلہ چاہتے ہو تو عبادت بہت بڑا مشغلہ ہے اور اگر میرے یہ اقوال ناگوار گذریں تو جہنم کافی ہے"۔

O

۲۸۳ ۔ حج کے سفر میں کسی نے حضرت بایزید بسطامیؒ سے پوچھا ۔" کہاں کا قصد ہے"؟

آپ نے فرمایا ۔" حج کا"۔

پھر اس نے پوچھا ۔" آپ کے پاس کچھ رقم ہے"۔

آپ نے فرمایا" میرے پاس دو سو دینار ہیں"۔

اس نے عرض کیا ۔" میں مفلس ہوں، عیالدار ہوں ۔ لہذا یہ رقم مجھ کو دے کر سات مرتبہ میرا طواف کر لیجیے تو اسی طرح آپ کا حج ہو جائے گا"۔

چنانچہ اس کے کہنے پر آپ نے عمل کیا ۔ وہ شخص رقم لے کر چلا گیا ۔

O

۲۸۴ ۔ حضرت ذوالنون مصریؒ کے بلند مراتب سے ناواقفیت کی بنا پر لوگوں نے آپ کو زندیق کا خطاب دے کر خلیفۂ وقت سے آپ کی شکایت کر دی ۔ اس پر خلیفۂ وقت نے آپ کی گرفتاری کا حکم دے دیا چنانچہ جب آپ کو بیڑیاں

پہنا کر لے جایا جا رہا تھا تو ایک ضعیف عورت نے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا ۔ " خوفزدہ نہ ہونا ۔ کیوں کہ وہ بھی تمہاری طرح خدا کا ایک بندہ ہے " ۔ اسی وقت ایک بہشتی نے آپ کو ٹھنڈے پانی سے سیراب کیا اور اس کے صلہ میں جب آپ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس کو ایک دینار دے دو تو بہشتی نے عرض کیا " قیدیوں سے کچھ لینا بدہ دلی کی علامت ہے " ۔

جب آپ دربارِ خلافت میں پیش ہوئے تو خلیفۂ وقت کے حکم سے آپ کو چالیس دن قید ہو گئی ۔ قید کے دوران آپ کی ہمشیرہ روزانہ ایک روٹی آپ کے پاس لے جایا کرتی تھیں ۔ لیکن رہائی کے بعد ہر دن کے حساب سے چالیس روٹیاں آپ کے پاس محفوظ تھیں ۔ اور جب آپ کی ہمشیرہ نے آپ سے کہا کہ یہ تو جائز کمائی کی تھیں پھر آپ نے کیوں نہیں کھائیں ۔

آپ نے فرمایا ۔ " چونکہ داروغۂ جیل ایک بدباطن قسم کا انسان ہے ۔ اس لیے اس کے ہاتھ سے روٹی اندر بھجوائی جاتی تھی جس سے مجھے کراہت محسوس ہوتی تھی " ۔

○

۲۸۵ ۔ ایک رات حضرت بایزیدؒ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ دروازے کا ایک پٹ کھول دو ۔ لیکن وہ رات بھر اسی پریشانی میں کھڑے رہے کہ نہ معلوم والدۂ محترمہ نے کون سا پٹ کھولنے کو کہا ہے ۔ دایاں یا بایاں ۔ اگر والدۂ محترمہ کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا تو حکم عدولی میں شمار ہوگا ۔ چنانچہ آپ نے اسی پریشانی میں کھڑے کھڑے رات بسر کر دی ۔

انہی خدمات کی وجہ سے آپ کو بلند مراتب حاصل ہوئے ۔

○

۲۸۶ ۔ ایک دفعہ جہاد میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ایک کافر سے لڑ رہے تھے ۔ نماز کا وقت ہوا ۔ تو آپ نے کافر سے اجازت لے کر نماز ادا کی اور جب کافر کی عبادت کا وقت ہوا تو وہ بھی آپ سے اجازت لے کر اپنے بُت کی جانب متوجہ ہوا لیکن آپ کے دل میں اس کو قتل کر دینے کی خواہش پیدا ہوئی ۔ اسی وقت ندائے غیبی آئی ۔ ہماری اس آیت کے مطابق اپنے قصد سے باز آجاؤ ۔

(ترجمہ آیت) "تم سے قیامت میں عہد شکنی کی باز پُرس ہو گی"
آپ یہ ندا سنتے ہی رو پڑے اور جب اس کافر نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ تو آپ نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ یہ سُن کر اس کافر نے اپنے دِل میں خیال کیا کہ جو خُدا اپنے دشمن کی وجہ سے اپنے دوست پر ناراض ہو۔ اُس خدا کی اطاعت نہ کرنا بزدلی اور حماقت ہے۔ اس بات کا خیال کرتے ہی وہ سچے دِل سے مسلمان ہو گیا

O

۲۸۷۔ ایک دِن حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے ہاں کوئی مہمان آگیا اور اس وقت آپ کے ہاں کوئی شے موجود نہیں تھی لیکن آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ مہمان خُدا کا بھیجا ہوا ہوتا ہے لہذا مہمانداری میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا۔ مگر بیوی نے آپ کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ چنانچہ اس حکم شرعی کے مطابق کہ جو عورت شوہر کا حکم نہ مانے اس کو طلاق دے دینی چاہیئے۔ آپ نے بھی مہر ادا کر کے بیوی کو طلاق دے دی۔
کچھ عرصہ کے بعد آپ کی مجلسِ وعظ میں کوئی امیر زادی شریک ہوئی اور وعظ سے اس درجہ متاثر ہوئی کہ اپنے والدین سے کہہ دیا کہ میرا نکاح عبداللہ بن مبارکؒ سے کر دو۔ اس پر والدین نے خوش ہو کر نکاح کر کے لڑکی آپ کے ہمراہ روانہ کر دی۔ اس کے علاوہ پچاس ہزار دینار بھی لڑکی کو دئے۔ پھر نکاح کے بعد خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
"تو نے ہماری خوشنودی میں بیوی کو طلاق دے دی تھی۔ لہذا ہم نے اس سے بہتر تجھ کو دوسری بیوی عطا کر دی تاکہ تُو خود اندازہ کر سکے کہ خدا کو خوش کرنے والے کبھی نقصان میں نہیں رہتے"

O

۲۸۸۔ حضرت سفیان ثوریؒ پیدائشی متقی و پرہیز گار تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی والدہ نے ایّامِ حمل میں ہمسایہ کی کوئی چیز بلا اجازت مُنہ میں رکھ لی تو آپ نے پیٹ میں تڑپنا شروع کر دیا اور جب تک انہوں نے ہمسایہ سے معذرت طلب نہ کی۔ آپ کی بے چینی ختم نہ ہوئی۔
حضرت سفیان ثوری کے تائب ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہوتے

وقت پہلے اُلٹا پاؤں مسجد میں رکھ دیا۔ جس کے بعد یہ ندا آئی۔ " اے ثور ! مسجد کے حق میں گستاخی اچھی نہیں "۔ ثور کے معنی بیل کے ہیں۔
اسی دن سے آپ کا نام ثوری پڑ گیا۔ بہر حال یہ ندا سُن کر خوف کا ایسا غلبہ ہوا کہ آپ غش کھا کر گر پڑے اور ہوش آنے کے بعد اپنے منہ پر طمانچے لگاتے ہوئے کہنے لگے "بے ادبی کی ایسی سزا ملی کہ میرا نام ہی دفترِ انسانیت سے خارج کر دیا گیا۔ لہٰذا اے نفس ! اب ایسی بے ادبی کی جرأت کبھی نہ کرنا "۔

○

۲۸۹۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت بایزید بسطامیؒ کے دروازے پر آواز دی۔ آپ نے پوچھا۔ "کس کی تلاش ہے ؟"
جواب ملا۔ " بایزید کی "۔
اس پر آپ نے فرمایا۔ " میں تو تیس سال سے اس کی تلاش میں ہوں اور آج تک نہیں ملا "۔

○

۲۹۰۔ ایک عقیدت مند تیس سال سے حضرت بایزیدؒ کا خادم بنا ہوا تھا۔ وہ جب بھی سامنے آتا۔ آپ پوچھتے کہ تیرا نام کیا ہے۔ ایک مرتبہ اُس نے عرض کیا۔
" آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔ جب بھی سامنے آتا ہوں۔ آپ میرا نام پوچھتے ہیں۔ حالانکہ میں تیس سال سے آپ کی خدمت میں ہوں "۔
آپ نے فرمایا۔ " میں مذاق نہیں کرتا بلکہ میرے قلب و روح میں اس طرح اللہ کا نام جاری وساری ہے کہ اس کے نام کے سوا مجھے کسی کا نام یاد نہیں رہتا "۔

○

۲۹۱۔ ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوریؒ اپنے ایک ہمسایہ کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ آپ نے دیکھا اور سُنا کہ تمام لوگ مرحوم کی تعریفیں کر رہے ہیں لیکن آپ نے لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔
" مرنے والا تو منافق تھا۔ اگر پہلے سے مجھے اس بات کا علم ہوتا تو میں جنازے میں کبھی شریک نہ ہوتا اور اس کی منافقت کی دلیل یہ ہے کہ اہلِ دنیا اس کی تعریفیں

کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کا اہلِ دُنیا سے بہت گہرا تعلق تھا اور یہی یہی چیز اس کی منافقت پر دلالت کرتی ہے "۔

○

۲۹۲۔ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ نے کسی دیوانے کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اے میرے اللہ! میری جانب نظرِ کرم فرما"۔

آپ نے اس سے فرمایا "تُو نے ایسے کون سے اعمال کیے ہیں جو اس کی نظر تیری طرف اُٹھے"۔

اُس نے جواب دیا "جب اس کی نظر مجھ پر پڑ جائے گی تو میرے اعمال خود بخود اچھے ہو جائیں گے۔

آپ نے فرمایا۔ "تُو سچا ہے"۔

○

۲۹۳۔ حضرت عبداللہ مہدی بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت سفیان ثوریؒ کی موت کے وقت اُن کے قریب ہی موجود تھے۔

آپ نے فرمایا۔" میرا چہرہ زمین پر رکھ دو کیوں کہ اب وقت بالکل قریب ہے"۔

چنانچہ عبداللہ مہدی حکم کی تعمیل کر کے لوگوں کو اطلاع کرنے کی غرض سے باہر نکلے۔ باہر نکل کر دیکھا کہ ایک جمِ غفیر ہے اور جب انہوں نے پوچھا کہ تم لوگوں کو حضرت ثوریؒ کی نازک حالت کا کیسے علم ہوا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمیں خواب میں یہ حکم دیا گیا کہ سفیان ثوریؒ کی میّت پر پہنچ جاؤ۔

اس کے بعد جب حضرت عبداللہ مہدیؒ اندر داخل ہوئے تو آپ کی حالت بہت نازک ہو چکی تھی اور آپ نے تکیہ کے نیچے سے ایک ہزار کی تھیلی نکال کر فرمایا۔ کہ اس کو فقراء میں تقسیم کر دو۔ اس پر لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ آپ دوسروں کو تو دولت جمع کرنے سے منع کرتے رہے اور خود ایک ہزار دینار جمع کر لیے۔

آپ نے لوگوں کی اس نیت کا اندازہ کرتے ہوئے فرمایا " ان دیناروں سے میں نے ایمان کا تحفظ کیا ہے۔ کیوں کہ جب ابلیس مجھ سے پوچھتا تھا کہ اب تم

کہاں سے کھاؤگے۔ تو مَیں جواب دیتا۔ میرے پاس یہ دینار موجود ہیں اور جب وہ سوال کرتا کہ تمہیں کفن کہاں سے نصیب ہوگا تو اس وقت بھی مَیں یہی جواب دیتا۔
حالاں کہ مجھے اِن دیناروں کی قطعاً ضرورت نہ تھی مگر وسواسِ شیطانی کے لیے جمع کر لیے تھے۔" یہ فرما کر کلمہ پڑھا اور دُنیا سے رخصت ہو گئے۔

○

۲۹۴۔ جب حضرت ابوعلی شفیق بلخیؒ مکہ معظمہ پہنچے تو آپ کو یہ خیال پیدا ہُوا کہ خانۂ خدا میں رزق کی تلاش مناسب نہیں اور جب وہاں حضرت ابراہیم بن ادھمؒ سے ملاقات ہوئی تو ان سے سوال کیا۔" آپ نے حصولِ رزق کے لیے کیا ذریعہ اختیار کیا ہے"۔
انھوں نے جواب دیا۔" اگر کچھ مل جاتا ہے تو شکر کرتا ہوں اور نہیں ملتا تو صبر سے کام لیتا ہوں"
آپ نے فرمایا۔" ایسا حال تو کتوں کا بھی ہے"۔
جب حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے آپ سے حصولِ معاش کے لیے پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ کہ
" اگر کچھ مل جاتا ہے تو خیرات کر دیتا ہوں اور نہیں ملتا تو شکر سے کام لیتا ہوں"۔
یہ سُن کر حضرت ابراہیم بن ادھم نے کہا۔" آپ واقعی ایک عظیم بزرگ ہیں۔

○

۲۹۵۔ ایک دفعہ خلیفۂ وقت کے مشیروں نے امام ابوحنیفہؒ، حضرت سفیانؒ، حضرت شریحؒ اور حضرت شعرؒ کے نام قاضی کے عہدہ کے لیے پیش کیے اور جب طلبی کے لیے چاروں حضرات دربار کی طرف چلے تو حضرت ابوحنیفہؒ نے فرمایا۔
" مَیں کسی بہانے سے یہ عہدہ قبول نہیں کروں گا اور سفیان تم دربار پہنچنے سے قبل ہی فرار ہو جانا اور شعر تم پاگل بن جانا۔ اس طرح شریح کو اس عہدہ کے لیے منتخب کر لیا جائے گا"۔
چنانچہ حضرت سفیان ثوریؒ راستہ ہی میں فرار ہو گئے اور جب یہ تینوں حضرات داخلِ دربار ہوئے تو خلیفہ نے امام ابوحنیفہ کو عہدہ قبول کرنے کا حکم دیا۔ لیکن آپ نے انکار کرتے ہوئے کہا۔
" مَیں عربی النسل نہیں ہوں، اس لیے سردارانِ عرب میرے فتاویٰ کو غیر مستند تصور کریں گے"۔
اس پر جعفر نے جو اتفاق سے دربار میں موجود تھے، امام سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا

"قاضی کے لیے نسب کی نہیں، علم کی ضرورت ہے۔"

آپ نے فرمایا۔" یہ صحیح ہے لیکن میں اپنے اندر اس عہدے کی صلاحیت نہیں پاتا۔"

اس پر خلیفہ چڑتے ہوئے بولا۔" آپ جھوٹے ہیں اور جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔"

آپ نے جواب دیا۔" اگر میں جھوٹا ہوں تو پھر ایک جھوٹے کو یہ عہدہ تفویض نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر میرا قول سچا ہے تو جس میں قاضی ہونے کی صلاحیت نہ ہو وہ خلیفہ کا نائب یا قاضی کیسے ہو سکتا ہے۔"

یہ سن کر خلیفہ نے حضرت شعرؒ کو عہدہ قبول کرنے کو کہا لیکن وہ پاگل بن گئے۔ دوڑ کر خلیفہ کا ہاتھ پکڑا اور بیوی بچوں کی خیریت معلوم کرنے لگے۔ چنانچہ خلیفہ نے دیوانہ سمجھ کر انہیں بھی چھوڑ دیا۔ اس کے بعد حضرت شریحؒ کو یہ عہدہ قبول کرنے کے لیے کہا گیا تو اُنہوں نے قبول کر لیا۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ نے تمام عمر شریح سے ملاقات نہیں کی۔

o

۲۹۶ - ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید اور اس کی بیوی میں کسی بات پر تکرار ہو گئی تو زبیدہ نے کہا۔" تم جہنمی ہو۔"

اس پر ہارون الرشید نے کہا۔" اگر میں جہنمی ہوں تو تجھ پر طلاق واجب ہے۔" یہ کہہ کر بیوی سے کنارہ کشی اختیار کر لی لیکن جب جدائی برداشت نہ ہو سکی تو علماء کو بلا کر پوچھا "میں جہنمی ہوں یا جنتی؟"

لیکن کسی کے پاس بھی اس کا جواب نہیں تھا۔ ان علماء میں امام شافعیؒ بھی کم سن ہونے کے باوجود شامل تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔" اگر اجازت ہو تو میں اس کا جواب دوں۔" خلیفہ نے اجازت دے دی۔ پھر آپ نے خلیفہ سے پوچھا۔" آپ کو میری ضرورت ہے یا مجھے آپ کی۔"

خلیفہ نے جواب دیا۔" مجھ کو آپ کی ضرورت ہے۔"

آپ نے فرمایا۔" اگر یہ بات ہے تو تم تخت سے نیچے آ جاؤ کیوں کہ علماء کا مرتبہ تم سے بلند ہے۔"

چنانچہ خلیفہ نے تخت سے نیچے آ کر آپ کو تخت پر بٹھا دیا۔ پھر آپ نے خلیفہ سے

سوال کیا۔ "تمہیں کبھی ایسا موقعہ بھی مِلا ہے کہ گناہ پر قادر ہونے کے باوجود محض خوفِ الٰہی سے گناہ سے باز رہے ہو"۔

اس پر ہارون الرشید نے قسمیہ عرض کیا۔ "ہاں ایسے مواقع بھی آئے ہیں"۔

آپ نے فوراً جواب دیا۔ "تم جنّتی ہو"۔

اور جب علماء نے اس کی حجّت طلب کی تو آپ نے فرمایا۔ "خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ "قصدِ گناہ کے بعد جو شخص خوفِ خدا سے رُک گیا اس کا ٹھکانہ جنّت ہے"۔

○

۲۹۷۔ ایک دفعہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ بیمار ہوگئے اور لکڑی کے سہارے چلنا شروع کر دیا۔ پھر اچانک اپنے ہاتھ سے لکڑی پھینک دی۔

مُریدوں نے وجہ پوچھی، تو آپؒ نے فرمایا۔ "میرے دِل میں خیال آیا کہ میرا چلنا اس لکڑی کے بھروسہ پر ہے۔ اس لیے مَیں نے اس کو پھینک دیا۔ انسان کا بھروسہ صرف اللہ ہی پر ہونا چاہیئے"۔

○

۲۹۸۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ اپنے رشتہ داروں اور مُریدوں کے ہمراہ عید کی نماز پڑھ کر آرہے تھے۔ جب اس مقام پر پہنچے جہاں اب حضرت کا مزار ہے تو وہاں کھڑے ہوگئے اور کچھ دیر تک چُپ چاپ کھڑے رہے۔ رشتہ داروں نے عرض کی "آج عید کا دِن ہے۔ بہت سے لوگ مکان پر حضور سے مِلنے اور کھانا کھانے کے منتظر ہوں گے"۔

حضور یہ سُن کر عالمِ استغراق سے باہر آئے اور فرمایا۔ "مجھے اس زمین سے اہلِ کمال کی بُو آرہی ہے"۔

اِتنا کہنے کے بعد آپ اپنے مکان پر آئے اور کھانے کے بعد حکم دیا۔ "جس زمین پر مَیں کھڑا ہُوا تھا اس زمین کے مالک کو میرے پاس بُلا لاؤ"۔

چنانچہ جب اس زمین کا مالک آپ کے سامنے حاضر ہُوا تو آپ نے وہ زمین اس سے خرید لی اور وفات کے بعد آپ کو اُسی زمین میں دفن کیا گیا۔

○

۳۹۹ - حضرت غوث الاعظمؒ کے دور میں ایک شخص نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں ہفتہ بھر تک ایسی عبادت نہ کروں جو اس ہفتہ میں دنیا کے کسی مسلمان نے نہ کی ہو تو میری بیوی کو تین طلاق۔

عراق کے تمام علماء اس عجیب سوال کے جواب میں حیران تھے اور ان کو کوئی ایسی عبادت معلوم نہ ہوتی تھی جو کسی نہ کسی وقت میں مسلمانانِ عالم کے زیرِ عمل نہ رہی ہو۔

جب حضرت غوث الاعظمؒ کو حال معلوم ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا "اس شخص کے لیے حرمِ کعبہ میں انتظام کرو کہ کوئی مسلمان کعبہ کا طواف نہ کرنے پائے اور پھر اس سے کہو کہ تنہا رات دن طواف کرتا رہے۔ اس کی عبادت مخصوص ہو جائے گی اور دنیا میں کوئی مسلمان اس کا شریکِ عبادت نہ ملے گا۔ اس عمل سے اس کی بیوی طلاق سے محفوظ ہو جائے گی"۔

○

۴۰۰ - جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے دور کا یہ واقعہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے متعلق ہے۔ میاں امیر احمد امیٹھوی بار بار حاجی امداد اللہؒ سے دریافت کرتے تھے کہ "یا حضرت! میں ہندوستان جاؤں"

حضرت فرماتے تھے "ہاں جاؤ"۔ مگر امیر احمد کو اپنے اوپر مقدمات کے دائر ہونے کا خطرہ تھا۔ وہ واقعی ایسا ہی تھا اور امیر احمد سرکارِ انگلشیہ ہند کو مطلوب بھی تھا۔ اس واسطے شبہ ہوتا تھا کہ ضرور گرفتار اور سزایاب ہوں گا۔ اس واسطے باوجود حضرت کے فرما دینے کے امیر احمد کو اطمینان نہیں ہوتا تھا۔ اور بار بار دریافت کرتے تھے۔ ایک روز حضرت امداد اللہؒ نے ناراض ہوتے ہوئے فرمایا۔ کہ تمہارا جی گرفتار ہونے کو چاہتا ہے 'میاں جاؤ'۔

اس پر میاں امیر احمد ہندوستان آئے اور چند روز دہلی کی ایک مسجد میں رہ کر حاضرِ عدالت ہو گئے۔ چنانچہ گرفتار کر کے جیل بھیج دیئے گئے اور بالآخر تمام مقدمات سے بری ہو کر اپنے گھر بخیریت پہنچ گئے۔

○

۴۰۱ - ایک دفعہ سلطان علاؤالدین خلجی نے ایک رقعہ خضر خاں کے ہاتھ حضرت نظام الدین

اولیاؒ کو ارسال کیا تو آپ نے اُسے نہ پڑھا اور حاضرینِ مجلس سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ آؤ فاتحہ پڑھیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ درویشوں کو بادشاہوں کے کام سے کیا واسطہ؛ میں ایک درویش ہوں اور شہر کے ایک گوشے میں پڑا ہوا ہوں۔ بادشاہوں اور مسلمانوں کے لیے دُعا گوئی میں مشغول ہوں۔ اگر پھر بادشاہ اس وجہ سے مجھے کچھ کہے گا۔ تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے۔

جب آپ کی یہ باتیں سلطان علاؤالدین کو پہنچیں تو وہ بہت خوش ہوا اور آپ کا معتقد ہو گیا اور اس نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہونے کی التماس کی۔

شیخ نے فرمایا۔" آپ کے آنے کی ضرورت نہیں، میں غائبانہ دُعا میں مشغول ہوں۔ اور دعائے غائب بہت اثر رکھتی ہے"۔

سلطان علاؤالدین نے اس کے بعد بھی ملاقات کے لیے منّت سماجت کی۔ اس پر شیخ نے پیغام بھجوایا۔" اس ضعیف کے گھر کے دو دروازے ہیں۔ اگر بادشاہ ایک دروازے سے اندر آئے گا تو میں دوسرے دروازے سے باہر نکل جاؤں گا"۔ چنانچہ آپ نے سلطان سے ملاقات نہ کی۔"

○

۴۰۲۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ نے رحلت سے چالیس روز پہلے کچھ نہ کھایا تھا اور آخری وقت میں جب کہ اس عالمِ فانی کو الوداع کہہ رہے۔ آپ فرماتے کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے اور میں نے نماز پڑھ لی ہے"۔

اگر حاضرین کہتے کہ نماز تو آپ نے پڑھ لی ہے تو فرماتے دوسری بار پڑھتے ہیں۔ ہر نماز کو دوبارہ پڑھتے تھے اور فرماتے" ہم جاتے ہیں، ہم جاتے ہیں، ہم جاتے ہیں"۔

پھر آپ نے اقبال خادم سے فرمایا۔" اگر گھر میں کسی قسم کی کوئی چیز رکھی ہے، تو کل روزِ قیامت خداوند تعالیٰ کو جواب دہ ہوں گے"۔

اس حکم پر خادم نے سب کچھ لٹا دیا مگر کچھ غلّہ درویشوں کے چند روز کھانے کے لیے رکھ لیا۔ حضرت نے فرمایا۔" اس مُردہ ریگ کو کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ اس کو بھی باہر نکالو اور گھر میں جھاڑو پھیر دو"۔

اسی وقت توشہ خانوں کو کھول دیا گیا۔ ایک دُنیا جمع ہو گئی اور سب کچھ لوٹ لیا۔

بعدازاں حاضرین نے عرض کیا کہ مخدوم کے بعد ہم مسکینوں کا کیا بنے گا۔
آپ نے فرمایا" تمہیں میرے روضے میں اتنا مل جایا کرے گا کہ خرچ کے لیے کافی ہوگا۔"
انہوں نے پوچھا۔" ہم میں تقسیم کون کرے گا۔"
فرمایا۔" وہ شخص جو اپنے حصے سے دست بردار ہو جائے گا۔"

○

۴۰۳۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ فرماتے ہیں۔ قبل اس کے کہ میں شیخ فرید الدینؒ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ایک دن میں نے شیخؒ کے بھائی نجیب الدین کی مجلس میں اُٹھ کر عرض کیا کہ ایک بار سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص اس نیت سے پڑھیں کہ میں کسی جگہ قاضی بن جاؤں۔
شیخ نجیب الدین نے اغماض سے کام لیا۔ میں نے سمجھا کہ انہوں نے میری عرض نہیں سنی۔
میں نے پھر کہا کہ ایک بار سورۂ فاتحہ و سورۂ اخلاص اس نیت سے پڑھیں، کہ میں کسی جگہ قاضی بن جاؤں۔ اس مرتبہ آپ نے تبسّم کیا اور فرمایا۔
" تم قاضی نہیں، کچھ اور بنو گے"۔
واقعی اللہ تعالیٰ نے بڑا کرم کیا۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ جو بنے اُس سے ایک عالم روشن ہوا۔

○

۴۰۴۔ حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں۔" ایک دفعہ دورانِ سفر میں راستہ بھول گیا معاً ایک طرف سے کتے کی آواز آئی۔ میں اس آواز پہ آبادی کا خیال کرتے ہوئے اُس آواز کی جانب چل پڑا۔ ناگاہ ایک جن نے ایسا طمانچہ منہ پہ مارا کہ بدحواس ہو کر گر پڑا۔ اور شدّتِ درد سے بے قرار ہو کر جناب باری میں دعا کی کہ ایسے ہی ناحق تیری امان میں غریب مسافر مار کھائیں گے تو چین کہاں پائیں گے"۔
اتنا کہنے کے ساتھ ہی ایک شخص جن کا سر کاٹ کر میرے سامنے لے آیا۔ پھر غیب سے آواز آئی۔" اے ابراہیمؒ! جب تک تو ہمارے دھیان میں تھا امن و امان میں رہا۔

جب ہمیں بھول کر کتے کی آواز پر چلا تو جن کا طمانچہ کھایا لیکن دعا اور فریاد کرنے پر
اس جن کا سر کاٹ کر تیرے سامنے بھیج دیا۔"
اس کے بعد حضرت ابراہیم خواص کو اپنا کھویا ہوا راستہ بھی مل گیا۔

○

۴۰۵۔ ایک بزرگ ہاتھ پیر سے رہ گئے تھے، وہ اٹھنے بیٹھنے سے بھی معذور تھے۔ اتفاقاً
ایک مرتبہ گھر میں کوئی نہیں تھا اور نماز کا وقت بھی ہو گیا تھا۔ نماز جانے کے خیال سے زار
زار روتے ہوئے بولے کہ خداوندا! میری نماز قضا نہ ہو جائے۔ نماز کے قضا ہو جانے سے
اپنی قضا آ جانا گوارا ہے۔

اُسی وقت آپ کے ایک پڑوسی کے دل میں خداوند تعالیٰ نے رحم ڈالا۔ اُس نے اپنے دل میں
کہا کہ میرا پڑوسی معذور ہے اور آج اس کے گھر میں بھی کوئی نہیں ہے۔ مجھے جا کر اس کا حال
واحوال دریافت کرنا چاہیے، شاید اسے کسی شے کی ضرورت ہو۔

یہ سوچ کر وہ آپ کے پاس پہنچا اور بولا کہ اگر کوئی حاجت ہو تو کہیے۔ وہ بزرگ بولے۔
"ہاں، وضو کے لیے پانی درکار ہے۔"

اس پر وہ کنوئیں پر پانی لینے کے لیے گیا۔ جب ڈول ڈال کر نکالا تو اُسے زر و جواہر سے پُر پایا۔
وہ اُسے لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ وہ اُسے لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہو گیا
آپ نے اُسے دیکھ کر فرمایا۔

"یہ تیری مزدوری ہے خوشی سے لے لے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے مزدوری پہلے ہی ادا کر
دی ہے تاکہ مجھ جیسا معذور کسی کا احسان مند نہ ہو۔"

اس کے بعد وہ شخص دوبارہ کنوئیں پر گیا۔ ڈول ڈالا تو پانی سے بھر آیا۔ پانی لے کر شیخ
کے پاس پہنچا۔ آپ نے وضو کیا، نماز پڑھی اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ اس نے
ایک عاصی کی نماز کو قضا نہ ہونے دیا۔

۴۰۶۔ حضرت مالک بن دینارؒ حج کو جا رہے تھے کہ راستہ میں انہوں نے دیکھا کہ ایک کتا
منہ میں روٹی لیے اٹھا جا رہا ہے۔ آپ کے جی میں آیا کہ اس کتے کو دیکھنا چاہیے کہ
وہ روٹی لے کر کہاں جاتا ہے۔ تھوڑی دور جا کر دیکھا تو وہ کتا ایک ایسے شخص کے سینے

پر بیٹھا اُسے روٹی کھلا رہا تھا جس کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے تھے۔ روٹی کھلانے کے بعد کوّا چونچ میں پانی لایا اور اُسے پلایا۔ جب وہ اُڑ گیا تو آپ اس شخص کے پاس گئے اور اس سے یہ احوال دریافت کیا۔

وہ بولا۔ "ہمارا قافلہ حج کو جاتا تھا۔ راستہ میں ڈاکوؤں نے ہمیں لوٹ لیا۔ میرے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے پھر مجھ کو مرا جان کر چھوڑ گئے۔ تین دن تک بھوکا پیاسا تڑپتا رہا۔ دانہ پانی منہ میں نہ گیا۔ جب زندگی کے ہاتھوں مایوس ہو گیا تو جنابِ باری میں گریہ وزاری کی۔ اے میرے کریم تیرے سوا اس خوار و زار کا خبر لینے والا کون ہے۔ اپنی رحمت سے مجھے بھوک پیاس کی مصیبت سے چھڑا۔

دُعا اس بے کس کی اللہ نے قبول کی۔ چنانچہ اس وقت سے یہ کوّا دونوں وقت مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ جیسا کہ خود تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے"۔

○

۴۰۷۔ ایک مرتبہ مشائخ جمع ہو کر کہیں دعوت کھانے کے لیے جانے لگے تو حضرت ابراہیم ادہمؒ کو بھی بلوایا۔ وہ بھی آگئے اور جماعت میں شامل ہو گئے۔ پھر ایک اور شخص کا انتظار کرنے لگے۔ جماعت میں سے ایک آدمی نے کہا۔ "وہ دولت مند ہیں دیر سے آئیں گے"۔

یہ کلام سنتے ہی ابراہیمؒ چپ چاپ چلے آئے کہ یہاں غیبت ہوتی ہے۔ پھر اپنے نفس کو لعنت ملامت کی۔ کہ کھانے کے لالچ میں مسلمان بھائی کی غیبت سنی۔ اور پھر ایسی دعوت کھانے سے کہ جس میں غیبت ہو۔ ہمیشہ کے لیئے توبہ کی۔

○

۴۰۸۔ حضرت شفیق بلخیؒ ہمیشہ دریائے دجلہ کے کنارے وعظ فرمایا کرتے تھے۔ انہی دنوں ایک قافلہ عراق کا جو کہ حج کو جا رہا تھا اس طرف سے گذرا تو ایک اونٹ والا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کوئی ایسی بات بتائیے، جو سفر و حضر میں کام آئے۔ آپ نے فرمایا۔

"تین باتیں یاد رکھ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیشہ فائدہ اُٹھائے گا۔ ایک یہ کہ جو اپنے واسطے چاہے سو آقا کے لیے بھی چاہنا۔ دوسرے یہ کہ جو چیز نفیس درکار ہو وہ

مالک ہی سے مانگنا۔ تیسرے جو تجھ کو مالک سے ملے اس پہ راضی رہنا اور کبھی ناخوش نہ ہونا"۔ اس نے یہ باتیں پلے باندھ لیں اور چلا گیا۔

ایک مدت کے بعد حضرت شفیق بلخیؒ نے دیکھا کہ وہی اونٹ والا پانی کی سطح پہ چلا آ رہا ہے۔ آپ نے اسے اپنے پاس بلا کر پوچھا۔ "کیا تو وہی اونٹ والا ہے جو ہم سے تین باتیں پوچھ کر گیا تھا"

وہ بولا۔ "ہاں، میں وہی ہوں، اور تم وہی عالم ہو جو اوروں کو بتاتے ہو اور خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ میں نے صرف آپ کی دو ہی باتوں پر عمل کیا فضلِ الٰہی سے پانی پر چلنے لگا اور جو تیسری پر بھی عمل نصیب ہوتا تو خدا جانے کس درجۂ ولایت پر جا پہنچتا۔ مگر اس کی مجھ میں طاقت نہیں تھی۔ مجبور ہوں"۔ اتنا کہہ کر وہ چلا گیا۔

○

۴۰۹۔ حامد اسود بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو اسحٰق ابراہیمؒ کا ہم سفر تھا۔ ہم ایک ایسے مقام پر جا پہنچے جہاں کثرت کے ساتھ سانپ تھے۔ ہم ایک پہاڑ کی کھوہ میں مقیم ہو گئے اور جب رات کو سانپ اپنے سوراخوں سے باہر نکلے تو میں نے آپ کو آواز دی۔

آپ نے فرمایا۔ "اللہ کو یاد کرو"۔

چنانچہ میں نے اللہ کو یاد کرنا شروع کر دیا اور جب تمام سانپ ادھر اُدھر گھوم کر اپنے سوراخوں میں واپس چلے گئے تو صبح کے وقت میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ آپ کے قریب کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔

میں نے آپ سے عرض کیا۔ "آپ کو اس موذی کی خبر نہیں"۔

اس پہ آپ نے فرمایا۔ "آج کی رات سے زیادہ افضل میرے لیے اور کوئی رات نہیں گذری اور صد حیف ہے اس شخص پر جو ایسی افضل رات میں خدا کے سوا کسی دوسری چیز سے خبردار ہو"۔

○

۴۱۰۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ فرماتے ہیں کہ وہ بدایوں کے ایک موضع ترک انہی میں مقیم تھے۔ ایک دن حضرت مولانا مخلص الدین اپنے شاگردوں کے ساتھ سیر کو جا رہے

پہنچ گئے اور وہاں آپ نے اس باغ کا صحیح اندازہ لگا لیا کہ یہ سیب اسی باغ کا ہے۔
اس باغ کے مالک جناب عبید اللہ صومعیؒ تھے۔ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور واقعہ عرض کر کے معافی کے خواستگار ہوئے۔ آپ انہیں دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہ
ضرور کسی اعلیٰ خاندان کا چشم و چراغ ہے۔

جناب سید عبید اللہ صومعیؒ نے آپ سے فرمایا۔ "آپ کو معافی اس شرط پر مل سکتی
ہے کہ آپ میری اندھی، گونگی، اپاہج اور بہری بیٹی کو اپنی بیوی بنانا قبول کر لیں۔ آپ
نے منظور کر لیا۔ چنانچہ شادی ہو گئی۔

جب حجلۂ عروسی میں پہنچے تو وہاں ایک صحت مند اور حسین و جمیل عورت کو پایا۔ سخت
پریشانی ہوئی۔ قریب تھا کہ کسی الجھن میں پڑ جاتے کہ آپ کے خسر نامدار نے اس الجھن
کو رفع کر دیا۔ فرمایا۔

"ہاں، یہی تمہاری بیوی ہے۔ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ درست ہے۔ میرا مطلب ان
باتوں سے یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری بیٹی ایسی تربیت یافتہ ہے کہ احکام
الٰہی کے خلاف کبھی بھی شیطان کے بہکانے نہیں بہک سکتی۔"

یہ بی بی جناب فاطمہ ام الخیر تھیں جن کی آغوشِ محبت میں جناب سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ
نے پرورش و تربیت پائی۔

O

۴۱۶ - حضرت شیخ علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ خراسان کے راستہ میں ایک گاؤں پڑتا ہے۔
جب میں اس گاؤں میں پہنچا تو مجھے متصوفین کی ایک جماعت نظر آئی۔ میں نے ایک
کھردرا لباس پہنا ہوا تھا۔ ہاتھ میں ایک ڈنڈا اور پانی کا برتن تھا۔

اس جماعت نے مجھے حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھا اور ان میں سے کسی نے مجھے
نہیں پہچانا۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے میرے بارے میں ایک دوسرے سے کہا۔ کہ یہ
ہم سے نہیں ہے۔"

بے شک میں ان میں سے نہیں تھا لیکن میرے لیے وہاں رات گذارنا بھی ضروری تھا۔
چنانچہ ان لوگوں نے مجھے خانقاہ کے نچلے حصے میں ٹھہرایا اور خود بالائی منزل پر چلے گئے۔
کھانے کے وقت مجھ کو ایک سوکھی روٹی دے دی، خود بڑے عمدہ کھانے کھا رہے تھے،

جس کی خوشبو مجھ تک آ رہی تھی ۔ وہ کھانا کھا چکے تو خربوزہ کھانے لگے ۔ ازراہِ تمسخر چھلکے مجھ پر پھینکتے اور میرا مذاق اُڑاتے رہے ۔ مگر وہ جس قدر مجھ پر طنز کرتے اور میرے خلاف باتیں کہتے مجھے ان سے رنج پہنچنے کی بجائے خوشی ہوتی ۔

اس طرح ملامت سہنے سے میری مشکل حل ہو گئی اور اس وقت مجھے معلوم ہُوا کہ مشائخ اپنے ہاں ایسے لوگوں کو کیوں گوارا کر لیتے ہیں ۔

○

۴۱۷ ۔ حضرت میاں میرؒ کے ایک مُرید شیخ نتھا کی روایت ہے کہ آپ موسمِ گرما میں حجرہ کی چھت پر مصروفِ عبادت رہتے تھے ۔ ایک دِن مجھ سے فرمایا کہ پانی کا ایک آبخورہ اور ایک پنکھا میرے پاس رکھ کر سو رہو ۔

خادم کہتا ہے کہ مَیں نے پنکھا تو رکھ دیا البتہ پانی کا کوزہ پاس رکھنا یاد نہ رہا ۔ آدھی رات کو مجھے یہ بات یاد آئی تو مَیں آبخورہ لے کر اُوپر پہنچا تو وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ موجود نہیں ہیں ۔ کپڑے اور دوسرا سامان موجود تھا ۔ تلاش کیا اور سوچا کہ ممکن ہے حجرہ میں تشریف فرما ہوں ۔ مَیں چراغ جلا کر حجرہ میں پہنچا ۔ وہاں بھی آپ موجود نہ تھے ۔ حیران ہو کر مَیں بیٹھ گیا ۔ فجر کی نماز کے وقت حضرت نے آواز دی کہ وضو کے لیے پانی لاؤ ۔ مَیں فوراً پانی کا کوزہ لے کر اُوپر پہنچا ۔ مَیں نے دریافت کیا " حضور کہاں تشریف لے گئے تھے ۔ "

پہلے تو آپ نے ارشاد فرمایا ۔ " تم نے خواب دیکھا ہے ۔ "

مَیں نے عرض کیا " حضور ! اگر آپ یہ راز منکشف نہیں فرمائیں گے تو تمام عمر یہ خطرہ رہے گا ۔ آپ نے فرمایا ، بتاتا ہوں لیکن ہماری زندگی میں کسی سے نہ کہنا ۔ اگر کسی پر یہ راز کھولے گا ، تو نقصان کا اندیشہ ہے ۔ پھر فرمایا " مَیں اس وقت غارِ حرا میں تھا ۔ "

مَیں نے دریافت کیا ۔ " غارِ حرا کہاں واقع ہے ۔ "

آپ نے فرمایا ۔ " یہ وہ غار ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بعثت سے قبل خدا کی عبادت اور اس کی تسبیح وتہلیل میں مصروف رہتے تھے ۔ مجھے حاجیوں پر افسوس ہوتا ہے کہ حج کے لیے جاتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لیے بھی اس غار میں نہیں جاتے ۔ اگر کسی کی بارہ سال کی عبادت سے بھی انشراح نہ ہو ۔ اسے اس غار میں ایک ہی رات میں اندر جلوے نظر آتے ہیں اور اس کے سینے میں کشادگی آجاتی ہے ۔

○

۴۱۸ - حضرت خواجہ بہاؤالدین نقش بند جب مکّہ مکرمہ پہنچے تو حاجی رسم قربانی ادا کر رہے تھے آپ نے فرمایا ۔" ہمارا بھی ایک لڑکا ہے ۔ ہم نے بھی اسے راہِ مولا بھینٹ چڑھا دیا۔
آپ کے ہمراہ جو مُریدین تھے انہوں نے اس دن اور تاریخ کو حافظے میں محفوظ کر لیا جب بخارا کو واپسی ہوئی تو تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ حضرت کے لڑکے نے اُسی قربانی کے دن وفات پائی تھی ۔

O

۴۱۹ - شیخ امانؒ پانی پتی نے فرمایا ۔" میرے نزدیک درویشی کا سرمایہ دو چیزیں ہیں ۔ تہذیب اخلاق اور محبّتِ خاندانِ رسولِ پاکؐ ۔"
اگر آپ کے درس کے وقت سادات کے بچّے کھیلتے ہوئے اس کوچہ میں آجاتے تو یہ کتاب بغل میں لے کر کھڑے ہو جاتے اور جب تک وہ بچّے کھڑے رہتے آپ کو بیٹھنے کی مجال نہ ہوتی تھی ۔

O

۴۲۰ - ایک دفعہ ایک دیوانہ شیخ امانؒ پانی پتی کے پاس آیا اور کہا ۔" امان ! اِسی وقت میرے لیے آسمان سے ہزار گائیں اُتری تھیں اور ابھی مغلوں نے سب چھین لیں ۔ تم ذرا میرے ساتھ چلو اور اُن سے میری گائیں دِلوا دو ۔
حاضرینِ مجلس نے مضحکہ اُڑایا ۔ آپ نے ان کو منع کیا ۔ آپ نے درویش کی خِدمت کی اور کھانا حاضر کیا اور پانی دیا ۔
درویش نے کھانا کھایا اور پانی پی کر سو رہا ۔ تب اس کی وہ حالت جاتی رہی اور چلا گیا ۔
پھر آپ نے اپنے یاروں سے کہا ۔" مجذوبوں کو چیزیں دکھائی دیتی ہیں ۔ تم کیسے انکار کرتے ہو ۔ عالم خودی سامنے نہیں ہے ۔ کیا عجب اگر اس کو ایسے ہی دکھلایا گیا ہو ۔"

O

۴۲۱ - مُلّا نور محمّد نارنولیؒ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مسجد میں کچھ محتسب بیٹھے ہوئے تھے اور صبح کی نماز کا وقت تھا ۔ سلطان جلال الدینؒ قریشی آئے اور صف کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ گئے اور نماز کی نیت باندھ لی ۔
لوگوں کو ان کی یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی پھر چونکہ نماز کا وقت تنگ تھا اور انہوں نے

لمبی قرأت پڑھی اور نماز بھی ننگے سر ادا کی ۔ لہٰذا اس کو وجہ الزام بنا کر لوگ ان سے بحث کرنے لگے ۔

انہوں نے فقر کی اتنی روایتیں پڑھیں کہ سب لوگ حیرت زدہ رہ گئے ۔ آخر میں اس حدیث کا ذکر کیا ۔

" (ترجمہ) " جو مجھے دل میں یاد کرتا ہے ، میں بھی اس کو دل میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کو یاد کرتا ہوں "۔

اس کے بعد بے اندازہ کلام کیا ۔ اس کے ساتھ ہی اُٹھ کر جنگل کی جانب روانہ ہو گئے ۔

○

۴۲۲ ۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے بیٹے حماد نے سورہ فاتحہ مکمل پڑھ لی تو امام ابو حنیفہؒ کو بھی اس کی خبر ہوئی ۔ امام نے فوراً معلّم کو بلوا بھیجا ۔ وہ آیا تو امام صاحبؒ نے بڑے ادب و احترام سے اس کی خدمت میں ایک ہزار درہم کی تھیلی پیش کی اور استدعا کی کہ اسے قبول کر لیا جائے ۔

معلّم نے تھیلی ہاتھ میں لے کر کہا ۔ " محترم امام ! میں حیران ہوں کہ آپ کے صاحبزادے حماد کو سورۂ فاتحہ ختم کرا کے میں نے کون سا ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ آپ مجھے اتنی بڑی رقم عطا فرما رہے ہیں "۔

یہ سنکر حضرت ابو حنیفہؒ نے معلّم کو جواب دیا " تم نے میرے بیٹے کو سورۂ فاتحہ ختم کرا کر حقیقتاً ایک بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے کیوں کہ میری رائے میں علم سے واقف کرانا ایک روشن کارنامہ ہے ۔ خدا کی قسم اگر اس وقت میرے پاس ایک ہزار درہم سے زائد رقم ہوتی تو میں بلا تاخیر ساری کی ساری تمہیں دے ڈالتا "

○

۴۲۳ ۔ حضرت شاہ ابو المعالیؒ اپنے پیر و مرشد روشن ضمیر اور عم محترم جناب شیخ داؤدؒ شیر گڑھی کی خدمت میں تیس برس رہ کر لاہور تشریف لائے اور سلسلۂ رشد و ہدایت کا آغاز کیا ۔ نیز کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے مرشد کے حکم کے مطابق جب شیر گڑھ سے لاہور کا سفر اختیار کیا تو راستہ میں جہاں جہاں آپ ٹھہرے وہاں مسافروں کی سہولت کے لیے جا بجا کنوئیں باغیچے اور پختہ تالاب بناتے چلے گئے ۔

○

۴۲۴ - ایک دن حضرت غوث الاعظمؒ وعظ فرما رہے تھے ۔ حضرت شیخ علی بن ہیتیؒ آپ کے قریب بیٹھے تھے کہ ان کی آنکھ لگ گئی ۔

غوث الاعظمؒ نے اہلِ مجلس سے کہا کہ چُپ ہو جاؤ ۔ آپ خود بھی منبر سے نیچے اُتر آئے اور شیخ کے سامنے باادب ایستادہ ہو گئے ۔ پُوری توجہ سے شیخ کو دیکھتے رہے جب شیخ نے آنکھیں کھولیں ۔ تو غوث الاعظمؒ نے دریافت کیا " کیا رسولِ پاکؐ کو آپ نے خواب میں دیکھا ہے "۔

انہوں نے اثبات میں جواب دیا ۔ آپ نے فرمایا " میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام کے لیے کھڑا ہو گیا تھا ۔

آپ نے شیخؒ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کن کن باتوں کی تلقین فرمائی انہوں نے کہا ۔ " اس بات پر زور دیا ہے کہ میں آپ کی صحبت میں رہوں "۔

بعد ازاں شیخ علی ہیتیؒ سے بعض اشخاص نے یہ پوچھا کہ غوث الاعظمؒ کے اس ارشاد کا کیا منشا ہے کہ " من از برائے باادب آں ایستادہ بودم "

جواب میں ارشاد فرمایا ۔ " میں جو کچھ خواب میں دیکھ رہا تھا غوث الاعظمؒ اس کا مشاہدہ بیداری میں فرما رہے تھے ۔

○

۴۲۵ - ایک دفعہ حضرت شیخ ابو سعید قیلویؒ طہارت کے لیے تشریف لیے جاتے تھے ۔ پانی کا لوٹا کسی مرید کے ہاتھ میں تھا ۔ اتفاقاً لوٹا ہاتھ سے چھوٹا اور گر کر ٹوٹ گیا ۔ حضرتؒ نے ٹوٹے ہوئے لوٹے کو درست کر دیا ۔ اس کے ساتھ ہی وہ خود بخود پانی سے لبریز بھی ہو گیا ۔ چنانچہ آپ نے اُسی سے وضو فرمایا ۔

○

۴۲۶ - حضرت شیخ ابو عبداللہ قصیب البانؒ موصلی سے قاضئ وقت کو بعض وجوہ کی بناء پر شدید اختلاف تھا ۔ ایک روز کی بات ہے کہ آپ موصل کے کسی کوچے سے گذر رہے تھے کہ قاضئ شہر سے آمنا سامنا ہو گیا ۔ قاضی نے دل میں سوچا کہ آج انہیں گرفت میں لے کر حاکمِ وقت کی تحویل میں دے دینا چاہیے تاکہ اس کے حکم سے انہیں عبرتناک سزا ملے ۔

ابھی قاضی اِسی شش و پنج میں تھا کہ اس نے دُور سے گرد و غبار اُڑتے ہُوئے دیکھا جب یہ گرد و غبار کا چکّر قریب پہنچا تو اس میں سے ایک شخص نمودار ہوا جو فقیہانہ لباس پہنے ہوئے تھا۔ اُس نے قاضی سے دریافت کیا ”وہ کون سا قصیب البان ہے جسے حاکم سے سزا دِلوانے کی ٹھانی ہے“۔

اس پر قاضی کو جو آپ کی ذات کے بارے میں شکوک و شبہات تھے اُن کا ازالہ ہو گیا۔ اس نے فوراً توبہ کی اور اس کے بعد آپ کے مُریدوں میں شامل ہو گیا۔

O

۴۲۷۔ بادشاہ جہانگیر اکثر یہ بات کہا کرتا کہ میں نے کوئی کام ایسا نہیں کیا کہ جس سے نجات کی کوئی اُمید ہو۔ البتہ میرے پاس یہ ایک دستاویز ہے کہ مجھ سے ایک روز جناب شیخ احمد سرہندیؒ نے فرمایا۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں جنّت میں لے گیا تو ہم تمہارے بغیر نہ جائیں گے“۔

O

۴۲۸۔ حضرت جلال خواصؒ فرماتے ہیں کہ میں تیہ بنی اسرائیل میں تھا کہ میں نے ایک شخص کو اپنے ساتھ چلتے دیکھا۔ مجھے تعجب ہوا۔ جب انہوں نے میرا نام لے کر مجھے پکارا تو میں نے کہا ”حق تعالیٰ کی قسم ہے سچ بتایئے کہ آپ کون ہیں؟“

فرمایا ”میں خضرؑ ہوں“۔

میں نے عرض کیا ”کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آپ حضرت امام شافعیؒ کے بارے میں کیا کہتے ہیں“۔

فرمایا ”وہ اوتاد میں سے ہیں“۔

میں نے کہا ”احمد بن حنبلؒ کے حق میں کیا کہتے ہیں“۔

فرمایا ”وہ آدمی صدیق ہے“۔

میں نے پھر کہا ”بشر ابنِ حارثؒ کی نسبت آپ کیا کہتے ہیں“۔

فرمایا ”اُن کے بعد پھر ویسا آدمی پیدا نہیں ہُوا“۔

میں نے کہا ”میں نے کس کی برکت سے آپ کو دیکھا ہے“۔

حضرت خضرؑ نے فرمایا ”تجھے یہ سعادت اپنی والدہ کی خدمت کے طفیل حاصل

ہوئی ہے ۔

⊙

۴۲۹ ۔ روایت ہے کہ جب سہل ابن عبداللہ تستریؒ کی وفات ہوئی ۔ تو لوگ ان کے جنازے پر گرے پڑتے تھے ۔

شور وغل سن کر دریافتِ حال کے لیے ایک یہودی اپنے مکان سے نکل آیا ۔ جس کی عمر ستر برس سے زیادہ تھی ۔ جنازہ دیکھ کر لوگوں سے دریافت کرنے کے بعد بولا جو کچھ میں دیکھتا ہوں ۔ وہ بھی تمہیں نظر آتا ہے ۔"

لوگوں نے پوچھا ۔" تو کیا دیکھتا ہے ۔"

وہ بولا آسمان سے جوق درجوق فرشتے جنازے میں شرکت کے لیے چلے آرہے ہیں"۔ اتنا کہنے کے بعد وہ یہودی مسلمان ہو گیا ۔

⊙

۴۳۰ ۔ جب شعوانہؒ بہت بوڑھی ہوگئیں اور عبادت نماز وغیرہ سے بھی عاجز ہوگئیں ، تو انھوں نے ایک شخص کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا ۔

(ترجمہ) " جب تک ہمارا غم ہے آنسو بہاؤ ۔ کیوں کہ آہ وزاری سے غمگینوں کو کبھی شفا نہیں ہوتی ۔ اپنی عادت کے مطابق روزہ و نمازیں کوشش کرو ۔ یہی خدا کے نیک بندوں کی عادت اور حالت ہے ۔"

یہ اشعار سن کر حضرت شعوانہؒ گریہ وزاری کرنے لگیں اکثر یہ شعر کہا کرتیں ۔

(ترجمہ) " نادان ! اپنے ٹھکانے سے بے خوف ہو گیا ہے ۔ ایک روز اتنا ہی ڈرے گا ۔ جتنا وہ نڈر رہے ۔"

ایک روز فضیل ابن عیاضؒ ان کے پاس آئے اور کہا ۔" میرے واسطے دعا کریں ۔"

کہنے لگیں کہ اے فضیلؒ ! کیا خداوند عالم کے اور تمہارے درمیان یہ راز نہیں ہے کہ اگر آپ دعا کریں گے تو وہ قبول فرمائیں گے ۔"

یہ سنکر حضرت فضیلؒ نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئے ۔

⊙

۴۳۱ ۔ حضرت حبیب عجمیؒ کی زوجہ رات کے وقت انہیں جگاتی اور کہتی تھیں ۔" کھڑا ہوجا

اے شخص! رات گذر گئی اور راستہ دراز ہے اور ہمارے پاس زادِ راہ بہت قلیل ہے اور نیکوں کے قافلے ہم سے پہلے نکل چکے اور ہم رہ گئے۔

○

۴۳۲ - ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ جب وہ عشاء کی نماز پڑھ چکتی تو عمدہ کپڑے پہنتی، خوشبو لگاتی اور دھونی لیتی پھر مجھ سے کہتی" کیا تجھے میری ضرورت ہے۔ اگر میں ہاں کہتا تو وہ میرے پاس رہتی اور اگر کہتا نہیں تو وہ کپڑے اتار دیتی اور صبح تک نماز میں کھڑی رہتی۔

○

۴۳۳ - ایک مرتبہ ایک درویش ملّاں یوسف نے حضرت بابا فریدالدینؒ کی خدمت میں عرض کیا۔
"کہ جناب مولانا نظام الدینؒ دہلوی تو چند روز آپ کی خدمت میں رہے اور فیوضِ باطنی سے مالا مال ہو کر چلے بھی گئے ایک میں ہوں کہ برسوں سے آپ کی خدمت میں پڑا ہوں مگر آپ کے فیوضِ باطنی سے یکسر محروم ہوں۔
یہ شکایت سُن کر آپ نے ایک چھوٹے سے بچّے کو بُلایا اور اس سے کہا" بیٹا! وہ سامنے جو اینٹیں پڑی ہوئی ہیں اُن میں سے ہمارے لیے ایک اینٹ لے آؤ۔"
وہ بچہ گیا اور آپ کے لیے ایک عمدہ سی اینٹ لے آیا۔ پھر آپ نے اس سے کہا" اچھا اب ایک اینٹ مولانا نظام الدینؒ کے لیے بھی لے آؤ"
وہ بچہ پھر گیا اور ایک عمدہ سی اینٹ اور لے آیا۔ اس کے بعد آپ نے پھر فرمایا" اچھا اب ایک اینٹ ملّاں یوسف کے لیے بھی لے آؤ"
وہ بچہ پھر گیا اور ایک اینٹ اُٹھا لایا۔ مگر اب کے جو اینٹ لایا وہ اینٹ کا ایک بے ڈھنگا سا ٹکڑہ تھا۔
آپ نے ملّاں یوسف سے فرمایا" اس میں میری کچھ کوتاہی نہیں۔ یہ تمہاری ناقابلیت کا نتیجہ ہے اور قسمت کی بات ہے۔ ورنہ میرے لیے تو سب برابر ہیں"

○

۴۳۴ - حضرت بختیار کاکیؒ کی شانِ فقر یہ تھی کہ ایک مرتبہ شاہی حاجب اختیار الدین ایبک آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کئی گاؤں بطور نذر پیش کیے۔ آپ نے فرمایا" جس کا دِل

اللہ کی یاد سے آباد ہو وہ گاؤں لے کر کیا کرے گا" چنانچہ آئندہ کے لیے تنبیہہ کر کے انہیں واپس کر دیا۔

○

۴۲۵۔ حضرت مالک دینارؒ سے مروی ہے کہ وہ اپنے ایک قریب المرگ ہمسایہ کے پاس گئے۔ وہ شخص کہنے لگا:

"اے مالک! آگ کے پہاڑ میرے سامنے ہیں اور میں اُن پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہوں"۔
حضرت مالک فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے عزیزوں سے دریافت کیا کہ یہ شخص کیا کرتا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ اس کے پاس دو پیمانے تھے۔ ایک سے خریدتا تھا اور ایک سے بیچتا تھا۔ (یعنی بڑے پیمانے سے خریدتا اور چھوٹے پیمانے سے فروخت کرتا تھا)
آپ نے وہ دونوں پیمانے منگوا کر توڑ ڈالے پھر آپ نے اس سے دریافت کیا کہ اب کیا حال ہے"۔
کہنے لگا کہ شدّت زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ کم تولنے والے کی نجات ممکن نہیں۔

○

۴۲۶۔ ایک دفعہ کی بات ہے کہ دریائے نیل میں طغیانی آگئی۔ وہاں کے لوگوں نے اس وقت کے ولی اللہ حضرت شیخ ابو عمرو قرشیؒ کی جانب رجوع کیا۔ اور یہ درخواست کی کہ پانی کی سطح ذرا نیچی ہو جائے۔

آپ نے دریا کے کنارے بیٹھ کر وضو فرمایا۔ نماز پڑھی۔ آپ کے باطنی اثر سے پانی کی سطح نیچی ہو گئی اور جو خطرہ لاحق تھا ٹل گیا، آئندہ سال بھی طغیانی نہ آئی اور پانی کم ہی رہا مصر کے باشندوں نے پھر درخواست کی کہ پانی کی سطح پہلے سے کچھ اونچی ہو جائے۔ آپ نے دریا کے کنارے وضو کیا۔ نماز پڑھی، اس سے پانی پھر سے بڑھنا شروع ہو گیا۔ آپ کی دعا اور برکت سے زراعت خوب ہوئی اور حسبِ منشا ہوئی۔

○

۴۲۷۔ کسی وزیر نے حضرت شیخ محمدؒ المشہور میاں میرؒ سے عرض کیا کہ حضرت اپنے کسی خاص وقت میں جب آپ کا مزاج اور طبیعت نسبتاً بہتر ہو، اس نیاز مند کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے۔

آپ نے فرمایا کہ وہ وقت کتنا منحوس ہوگا کہ جب یادِ الٰہی سے غافل ہو کر کسی غیر کا دھیان میرے ذہن میں آئے گا۔"

⊙

۴۲۸ - ایک رئیس نے اپنے لڑکے کی تعلیم کے واسطے معلّم کی خدمات حاصل کیں معلّم نے بڑی محنت سے لڑکے کو لکھنا پڑھنا اور آداب دینا شروع کیا۔ ایک عرصہ کے بعد لڑکے نے اُستاد سے کہا۔

"میرا باپ امیر کبیر ہے مگر آپ کے لائق کوئی خدمت نہیں کرتا۔ کیا کروں، شرم کے مارے مَیں ڈوبا جاتا ہوں۔ اگر مَیں کسی لائق ہوتا تو ضرور آپ کی خدمت بجا لاتا۔ لِلّٰہ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے کہ جس سے مَیں دُنیا کے بکھیڑوں سے بچ جاؤں اور میری عاقبت بھی سُدھر جائے۔"

معلّم نے اُسے کہا۔" خاموشی میں دونوں جہاں کی سلامتی ہے۔ جیسا کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا " جو چُپ رہا سلامت رہا۔ سب بَلا سے بچا' دوسری حدیث میں ارشاد ہے" سب خرابی گویائی سے آتی ہے۔ اگر کوئی بات بے دینی کی کہہ دی ایمان میں خلل آیا اور جو کسی آدمی کو بُرا کہا مار کھائی۔"

لڑکے نے اُستاد کی یہ نصیحت گرہ میں باندھی اور بالکل خاموشی اختیار کر لی۔ کوئی بھی اُسے بلاتا، اُسے جواب نہ دیتا اور نہ کوئی بات مُنہ سے کرتا۔ لوگوں میں چرچا ہوا کہ امیر کا لڑکا گونگا ہو گیا ہے۔ شدہ شدہ امیر تک یہ خبر پہنچی۔ امیر یہ سُن کر سخت پریشان اور بے قرار ہُوا۔ اس نے بیٹے کا گونگا پن دُور کرنے کے لیے دور و نزدیک سے طبیب بُلائے ہر ایک نے دوائیں دیں مگر افاقہ قطعاً نہ ہُوا۔ امیر کے بیٹے نے نہ بولنا تھا نہ بولا تب امیر لاچار ہو کر بیٹھ رہا۔

ایک دن تفریحاً شکار کو چلا گیا۔ لڑکے کو بھی ہمراہ لے گیا۔ ناگاہ ایک جانور بولا۔ بولتے ہی کسی نے اُسے جان سے مار ڈالا اور لا کر لڑکے کے آگے ڈال دیا۔ لڑکے نے لاش دیکھی تو بے ساختہ اس کی زبان سے نکل گیا۔" اگر نہ بولتے تو مارے نہ جاتے۔"

لڑکے کے مُنہ سے یہ سُنتے ہی سب خوشی سے پھُول گئے۔ جلدی سے امیر کو جا کر خوشخبری سُنائی کہ لڑکا بول پڑا ہے۔ امیر نے اُسی وقت اپنے بیٹے کو اپنے پاس بُلایا۔ اس سے بات

کی۔ مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر سے خاموشی اختیار کر لی۔ امیر کو اس کے اس رویے پر اتنا غصہ آیا کہ اس نے چلّا کر اپنے غلاموں سے کہا۔

"کوڑا لاؤ اور جلد جا کر جلّاد کو بھی بلا لاؤ پھر اس نامعقول لڑکے کے کپڑے اتار کر جسم کی جِلد اُڑاؤ اور بعد اس کے قتل کر دو۔"

تب لڑکا عاجز ہو کر بولا۔ "سچے نبیؐ نے سچ کہا" جو چُپ رہا وہ سلامت رہا اور جو بولا سو مارا گیا۔"

۴۳۹۔ ایک دن زبیدہ خاتون زوجہ ہارون الرشید مکان میں بیٹھی ہوئی سنگھار کرتی تھیں ناگاہ غلطی سے ایک غلام چلا آیا۔ وہ اسی وقت پردے میں چلی گئیں مگر احتیاطاً اس سے دریافت کرایا کہ کوئی بال میرے سر کا تو نہیں دیکھا۔"

غلام بولا۔ "شاید جلدی میں نظر پڑ گئی ہو پھر ملکہ نے شبہ کے خیال سے چند بال ترشوا ڈالے کہ جس بال پر اجنبی کی نظر پڑی اس کا رکھنا وبال ہے۔

۴۴۰۔ حضرت سلمان فارسیؓ شہر مدائن کے حاکم تھے اور پانچ ہزار درہم بیت المال سے پاتے تھے۔ سب خدا کی راہ میں لٹا دیتے تھے۔ خود خُرمے کے پتّوں کی زنبیل بناتے اور اُونٹ کے بالوں کا لباس پہنتے۔ جو بکریاں بیت المال سے حصّہ میں آتیں، ذبح کر کے غربا میں تقسیم کر دیتے اور ان کی کھالوں کے چمڑہ سے مشکیزے اور زنبیلیں بنا کر مجاہدین کے صرف میں لاتے۔

ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے میلے کچیلے کپڑے دیکھ کر آپ کو مزدور سمجھا اور کچھ بوجھ ان کے سر پر رکھوا کر لے گیا۔ راہ میں کسی نے امیر کو دیکھ کر اُسے سلام کیا اور بولا "یا امیر! خیر تو ہے"۔

اسباب کا مالک فوراً سمجھ گیا کہ یہ کوئی سردار ہے اس لیے فوراً قدموں پر گر پڑا اور عاجزی سے بولا کہ مجھ سے خطا ہوئی۔ للہ مجھے معاف کیجئے۔"

آپ نے فرمایا۔ "تیرے گھر تک حسب وعدہ سامان پہنچانا ضروری ہے اس لیے اسے پہنچا کر دم لوں گا۔" اس نے کافی خوشامد کی مگر آپ نہ مانتے۔ جب اس کے گھر پہنچے تب

اس سے قسم لی کہ خبردار آئندہ کو ہر قسم کے آدمی سے اس قسم کی مزدوری نہ لینا۔"

○

۴۴۱۔ جس زمانہ میں حضرت شیخ ابوالخیر اقطعؒ کوہ لبنان پر مقیم تھے تو بادشاہِ وقت نے حسبِ معمول وہاں کے فقراء میں ایک ایک دینار تقسیم کیا لیکن آپ نے اپنا دینار ایک ساتھی کو دے کر شہر کا رُخ کیا۔

اتفاق سے اُس دن آپ نے بلا وضو قرآن پاک کو ہاتھ لگا دیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ بہت فکرمند اور پریشان تھے اور جب اس پریشانی کے عالم میں آپ شہر کے بازار میں پہنچے تو وہاں لوگوں نے چوری کے جُرم میں کچھ افراد کو گرفتار کر رکھا تھا اور وہاں کے سونیار نے آپ کو بھی پریشان دیکھ کر گرفتار کروا دیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ صرف مجھے گرفتار کر کے باقی تمام افراد کو چھوڑ دو۔ کیوں کہ مَیں ہی ان سب کا سرغنہ ہوں اور جو سزا تم ان سب کو دینا چاہتے ہو وہ سب مجھ کو دے دو"۔ چنانچہ آپ کا ہاتھ کاٹ کر باقی ماندہ افراد کو رہا کر دیا گیا۔ اور جب بعد میں یہ علم ہوا کہ آپ حضرت ابوالخیرؒ ہیں، تو ندامت کے ساتھ سب نے آپ سے معافی چاہی اور آپ کو رہا کر دیا۔

اس کے بعد جب آپ گھر پہنچے تو اہلِ خانہ نے آپ کا کٹا ہوا ہاتھ دیکھ کر توحہ وزاری شروع کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ رنج و غم کی بجائے خوشی مناؤ کہ اگر ہاتھ نہ کاٹا جاتا تو قلب کاٹ دیا جاتا۔ اس لیے کہ یہ وہ ہاتھ ہے کہ جس سے میں نے بلا وضو قرآن پاک کو چھو لیا تھا۔

○

۴۴۲۔ ایک روز حضرت شیخ حسینؒ میاں غیاثؒ کی ملاقات کو گئے۔ میاں غیاثؒ پانی کی پاکیزگی اور ظروف کی نگہداشت میں اس قدر احتیاط کرتے تھے کہ کبھی دیکھنے میں نہیں آئی اور ان کو غصّہ بھی فوراً آتا تھا۔

شیخ حسینؒ نے مٹکے میں سے پانی پی کر آبخورہ زمین پر رکھ دیا۔ میاں غیاثؒ غضب آلود ہو گئے اور آواز دی کہ ہائے ہائے یہ برتن ناپاک کر دیا"۔

ان کے یہ کہتے ہی شیخ حسینؒ نے آبخورے کو زمین پر دے مارا اور کہا۔ کہ اگر ناپاک ہو گیا ہے تو اس کا توڑ دینا بہتر ہے"۔ میاں غیاثؒ ہنس پڑے اور اُن کو گلے سے

لگا لیا اور کچھ نہ کہا۔

○

۴۴۳۔ میاں غیاثؒ گجرات کے شہر بھڑوچ میں رہتے تھے۔ آپ لوگوں کی ضرورت کی ہر چیز اور جنس اپنے پاس محفوظ رکھتے اور خیرات میں دیتے تھے۔ سونا۔ کپڑا۔ کھانے کی چیزیں، ادویہ، کتابیں اور اسباب و الآت غرضیکہ سب کچھ آپ کے گھر میں موجود ہوتا۔ آپ کے اعمال میں یہ سب سے افضل عمل تھا۔

حضرت سیدی شیخ عبدالوہابؒ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے پوچھا۔ "یا رسول اللہؐ! اس زمانے میں سب سے افضل کون ہے"؟

فرمایا۔ "سب سے افضل میاں غیاثؒ ہیں"۔

○

۴۴۴۔ ایک دفعہ سماع کی مجلس تھی۔ اہلِ محفل اور مولانا رومؒ پر وجد کی حالت تھی۔ ایک شخص بے خودی کی حالت میں تڑپتا تو مولانا سے جا ٹکراتا

چند مرتبہ یہی اتفاق ہوا۔ لوگوں نے بزور اس کو مولانا کے پاس سے ہٹا کر دور بٹھا دیا۔ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا۔

"شراب اس نے پی ہے اور بدمستی تم کرتے ہو"۔

○

۴۴۵۔ ایک دفعہ سخت جاڑوں کے دن تھے۔ مولانا رومؒ نماز میں اس قدر روئے کہ تمام چہرہ اور داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ جاڑے کی شدت کی وجہ سے آنسو جم کر یخ ہو گئے۔

○

۴۴۶۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے عہد کا واقعہ ہے کہ ایک چور کو سولی پر لٹکایا ہوا تھا۔ حضرت جنیدؒ نے دیکھا تو آگے بڑھ کر چور کے پاؤں چومے۔

حاضرین نے حیران ہو کر اس فعل کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا۔ "یہ چور تحسین و تعریف کا مستحق ہے کہ اپنے کام میں بڑی جوانمردی کے ساتھ لگا رہا اور اپنے

فن میں اس نے اتنا کمال حاصل کیا کہ آخر اس مقام تک پہنچ گیا لیکن پھر بھی اس نے توبہ نہیں کی ۔

○

۴۴۷ ۔ بزرگوں سے مروی ہے کہ ایک بار میں طواف کر رہا تھا ۔ ناگاہ ایک عورت پر نظر پڑی جس کے کاندھے پر ایک چھوٹا بچہ تھا اور وہ چلا چلا کر کہہ رہی تھی ۔ "یاکریم ! یاکریم ! عہدک القدیم "۔

میں نے اس عورت سے دریافت کیا ۔ "کہ تیرے اور اللہ کے درمیان کیا عہد ہے "۔

وہ بولی "۔ ایک بار میں کشتی میں سوار ہوئی ۔ ایک قوم تاجروں کی ہمارے ساتھ تھی ۔ اتفاقاً بہت زور کا طوفان آیا اور کشتی غرق ہو گئی اور سارے آدمی کشتی کے غرق ہو گئے ۔ صرف میں اور یہ بچہ ایک تختہ پہ اور ایک حبشی مرد جو دوسرے تختہ پر تھا' سلامت رہے ۔

جب صبح ہوئی تو اس حبشی نے میری طرف دیکھا اور پانی کو ہٹاتے ہٹاتے میرے قریب آیا اور ہمارے تختہ پہ سوار ہو گیا اور مجھے راضی کرنے لگا ۔

میں نے کہا "اے بندۂ خدا کیا تجھے کچھ بھی خوفِ خدا نہیں ہے ۔ ہم بلا میں گرفتار ہیں جس سے بجز اللہ کی اطاعت کے خلاصی ممکن نہیں ۔ چہ جائیکہ اس کی نافرمانی کریں "۔

اس نے کہا "یہ باتیں چھوڑ دے ۔ میں ضرور یہ کام کروں گا ۔"

یہ بچہ میری گود میں سویا ہوا تھا ۔ میں نے اس کے چٹکی بھر لی ، یہ جاگ کر رونے لگا ۔ میں نے کہا ۔ اے بندۂ خدا ذرا صبر کر ، میں اس بچے کو سلا لوں پھر جو مقدر میں ہو گا ہو جائے گا ۔

اس حبشی نے ہاتھ لمبا کر کے بچے کو دریا میں ڈال دیا ۔ میں نے آسمان کی جانب نگاہ کر کے کہا ۔ "اے اللہ ! تو آدمی اور قلبی ارادوں میں حائل ہونے والا ہے ۔ اپنی طاقت اور قدرت سے میرے اور اس کے درمیان جدائی کر دے ۔ تو سب چیزوں پر قادر ہے ۔

قسم ہے اللہ کی میں ابھی ان کلمات کو پورا بھی نہ کر چکی تھی کہ ایک جانور منہ کھولے ہوئے دریا سے نکلا اور اس حبشی کا نوالہ کر گیا اور غوطہ لگا کر تہِ آب میں چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت سے مجھے بچا لیا ۔ پھر موجیں مجھے تھپیڑے دینے لگیں ۔ حتیٰ کہ ایک جزیرے میں پہنچا یا ۔

میں نے جی میں کہا ۔ یہاں کی سبزی اور پانی پر گذر کروں گی ۔

اس طرح چار روز مجھ پہ گذرے ۔ پانچویں دن دور سے ایک کشتی نظر آئی ۔ میں نے ایک

ٹیلے پر چڑھ کر ان کی طرف کپڑے سے اشارہ کیا۔
ان میں سے تین آدمی ایک چھوٹی ناؤ میں بیٹھ کر میری طرف آئے۔ میں ان کے ساتھ ناؤ میں بیٹھ کر کشتی میں سوار ہوئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ وہ میرا بچہ جس کو حبشی نے دریا میں ڈال دیا تھا ایک شخص کے پاس ہے۔ یہ دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے اپنے آپ کو اس بچے پر گرا دیا اور اس کو چومنے لگی اور کہا کہ یہ میرا بچہ ہے، میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔
کشتی والے کہنے لگے "تو دیوانی ہے۔ تیری عقل ماری گئی ہے۔"
میں نے کہا "نہ میں دیوانی ہوں، نہ میری عقل ماری گئی ہے بلکہ واقعہ یہ ہے"۔ اس کے بعد میں نے اپنا پورا قصّہ کہہ سنایا۔ یہ سن کر انہوں نے سر جھکا لیا اور کہا "اے لڑکی! تو نے عجیب قصّہ سنایا۔ ہم بھی تمہیں ایک قصہ سناتے ہیں۔ ہم موافق ہوا میں چل رہے تھے کہ ایک بڑا جانور دریائی ہمارے آڑے آیا اور سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور یہ بچّہ اس کی پشت پر تھا اور ایک منادی آواز دے رہا تھا کہ اگر اس بچّے کو نہ لے چلو گے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ چنانچہ ہم میں سے ایک آدمی اس جانور کی پشت پر چڑھا اور بچّے کو لے آیا۔ اور اس کے کشتی پر آتے ہی وہ جانور غوطہ مار کر چلا گیا۔ ہمیں اس سے بھی اور تیرے بیان کیے ہوئے قصّے سے بھی بہت تعجّب ہوا۔ ہم سب خدا سے عہد کرتے ہیں کہ وہ آج کے بعد ہمیں معصیت میں نہ دیکھے گا۔ چنانچہ اُن سب نے توبہ کی۔
پاک ہے وہ بندوں پر لطف کرنے والا۔ اُن کی خبر رکھنے والا اور مدد کرنے والا۔

○

۴۴۸ ۔ حضرت عبد الوہاب متقی نے درویشوں کی ریاضت اور ترکِ سوال اور کھانے کی خواہشوں کی طرف عدمِ التفات کے بارے میں فرمایا کہ کئی مرتبہ ہمارا کھانا یہ ہوتا تھا۔ کہ کوئی بازار چلا جاتا تھا اور قصائیوں کی دکانوں کے آگے سے ناکارہ ہڈیاں اُٹھا کر لے آتا تھا اور کوئی کھیتوں میں سے کچھ بھوسہ لے آتا تھا اور ان ہڈیوں کو کوٹ کر اور بھوسے کو دھو کر صاف کر کے دیگ میں ڈال کر پانی میں پکا لیتے تھے اور اس میں سے ایک ایک پیالہ صاف کر کے پی لیتے تھے۔
چند دنوں کے بعد شہر کے لوگوں کو خبر ہوئی تھی۔ وہ کھانے لانے لگتے پھر ہم اس جگہ کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں چلے جاتے تھے اور تین روز سے زیادہ نہ ٹھہرتے تھے۔

○

۴۴۹ ۔ مغل بادشاہ اکبر کے دور میں بے دینی اور شرک کا دور دورہ تھا ۔ چنانچہ اس دور میں کفّار نے بے خوف و خطر کئی مساجد کو شہید کر کے وہاں مندر بنا لیے تھے ۔ کاوشی جو ہندوؤں کے برت کا دن ہے اکبر نے اس روز مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ روٹی نہ پکائیں ۔ اس کے برعکس رمضان شریف میں کھلے بندوں کھانا پکایا جاتا اور فروخت کیا جاتا تھا ۔

ایسے تاریک دور میں حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رح کلمۃ الحق میں مشغول تھے آپ سرہند سے آگرہ پہنچے اور اکبر کے مقربین کو بلوا کر ارشاد فرمایا ۔

" بادشاہ اللہ اور اس کے رسول ؐ کا باغی ہو گیا ہے ۔ جاؤ میری طرف سے اسے کہہ دو کہ اس کی بادشاہی، اس کی طاقت، اس کی فوج سب کچھ ایک دن مٹ جانے والی ہے ۔ وہ توبہ کر کے خدا اور رسول کا تابعدار بنے ۔ ورنہ اللہ کے غضب کا انتظار کرے "

ان لوگوں نے جا کر بادشاہ سے کہا لیکن اکبر جو اپنے نئے دین کے خواب دیکھ رہا تھا اس نے حضرت امام ربّانی رح کے اس پیغام کی کوئی پرواہ نہ کی ۔ اس نے اپنی کامیابی کے اظہار کے لیے ایک خاص دن دربارِ اکبری سجایا ۔

اکبر کا خیال تھا کہ میری بادشاہت اور سلطنت کے مقابلہ میں پرانے اور بوسیدہ مذہب کے پیروکار کہاں باہر نکلیں گے ۔ اکبر کے دربارِ اکبری کے مقابلہ میں حضرت امام ربّانی نے دربارِ محمدی لگایا جو تمام تکلفات سے بری تھا ۔

حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رح کی غیرتِ اسلامی کب یہ گوارا کر سکتی تھی کہ اکبر ایسا ملحد آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تذلیل کرے ۔ چنانچہ حضرت مجدّد رح اپنے چند غریب دوستوں کے ساتھ اس دربار میں جلوہ افروز ہوئے ۔ تھوڑی دیر گزری کہ ہوا کا ایک سخت طوفان آیا جس سے اکبری دربار تہ و بالا ہو گیا ۔ خیموں کی چوبیں اس زور سے اکھڑیں کہ ہزار حفاظتوں کے باوجود اکبر بھی ان کی زد سے نہ بچ سکا اور زخمی ہو گیا لیکن مجدّد صاحب رح کی قیام گاہ بالکل محفوظ رہی ذرا بھی نقصان نہ ہوا ۔

۴۵۰ ۔ جب حضرت قطب الدین ولیاء ابو اسحٰق ابراہیم بن شہریار رح نے سفرِ حج کا قصد فرمایا تو مشائخین بصرہ نے آپ کو دعوت دی جس میں انواع و اقسام کے کھانے تھے لیکن آپ نے

کو ہاتھ نہیں لگایا۔ جس کی وجہ سے مشائخین کو خیال ہوا کہ شاید آپ گوشت نہیں کھاتے ہیں لیکن آپ نے ان کی نیت کا انداز لگا کر فرمایا کہ شاید تم لوگ یہ سوچ رہے ہو کہ میں گوشت نہیں کھاتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے مگر آج سے تمہارے خیال کو قائم رکھنے کے لیے گوشت نہیں کھاؤں گا۔" اور تا حیات آپ اپنے اس عہد پر قائم رہے۔

O

۴۵۱ - ایک رئیس شہر حضرت شیخ عزیز اللہ متوکل کے گھر میں آیا۔ دیکھا تو مکان میں اندھیرا تھا اور کچھ موجود نہ تھا کہ تیل خرید کر چراغ روشن کرتے۔ اس نے شیخ کے صاحبزادے سے کہا۔" میں تیل کے کپّے بھیجتا ہوں، ان کو خرچ میں لانا۔ اگر ختم ہو جائیں تو اطلاع دینا تاکہ اور بھیج دیئے جائیں۔

دوسرے دن جو شیخ نے دیکھا تو گھر کے گرداگرد بہت سے چراغ روشن ہیں۔ فرمایا۔ یہ سب چراغ کہاں سے آئے ہیں؟

حقیقتِ حال عرض کی گئی تو خوش نہ ہوئے اور اس رئیس کو منع کر دیا کہ آئندہ تیل نہ بھیجے اور جو موجود تھا، سب فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔

O

۴۵۲ - کہتے ہیں ایک نوجوان حج کو چلا لیکن راستے میں کسی مجبوری نے اُسے روک لیا۔ اسے حج کی سعادت سے محروم ہو جانے کا بڑا قلق تھا۔ اُس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ جناب سفیان ثوریؒ اس کے پاس کھڑے تھے۔ آپ نے اس نوجوان سے فرمایا۔

" میں نے چار حج کیئے ہیں، جاؤ ان کا ثواب تجھے بخشا لیکن ایک آہ جو تو نے بھری ہے وہ مجھے دے دے۔"

O

۴۵۳ - ایک بار شیخ ابوالفتح ملتانیؒ زینے سے اُتر رہے تھے کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ دوڑ کر راستے میں لیٹ گئے تاکہ اُن کا مبارک قدم آپ کے سینے پر پڑ جائے مگر حضرت شیخ ابوالفتحؒ آگے بڑھنے کے بجائے ٹھہر گئے اور فرمایا۔

" سید! تمہیں اس کی ضرورت نہیں، تم اپنے مرتبے کو پہنچ چکے ہو۔ اٹھو کہ تم مخدوم جہانیاں ہو۔"

یہ کہہ کر آپ کو اپنے سینے سے لگالیا اور بے شمار نعمتیں عطا کیں۔ اُس روز سے آپ مخدوم جہانیاں کے لقب سے مشہور ہوئے۔

۴۵۴۔ حضرت فتح موصلیؒ فرماتے ہیں ”ایک مرتبہ سخت موسم گرما میں سفرِ حج کا اتفاق ہوا راستہ میں ایک لڑکے کو بے سرو ساماں پیدل چلتے ہوئے دیکھا۔

مَیں نے اُس لڑکے سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا۔ ”اے لڑکے کہاں جارہے ہو؟“

وہ بولا۔ ”مَیں نے سُنا ہے کہ میرے مالک رحیم و کریم کا ایک گھر زمین پر ہے۔ مَیں اُسی کی زیارت کو جارہا ہوں“۔

مَیں نے پوچھا ”کچھ زادِ راہ بھی ہے“۔

کہنے لگا۔ ”کیا ربِ کریم کے درِ دولت پر جانے والے غلام زادِ راہ بھی اپنے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ کیا خداوند تعالیٰ کی عنایت کافی نہیں؟“

مَیں نے کہا۔ یہ تو درست ہے۔ مگر تم آہستہ چل رہے ہو اور سفر بہت دور دراز کا ہے۔ تمہارا حج کے موقعہ پر پہنچنا بہت مشکل ہے“۔

میری اس بات پر اُس نے کہا۔ ”چلنا میرا کام ہے اور پہنچانا خدا کا کام ہے“ اِس کے بعد وہ لڑکا میری نظروں کے سامنے سے اوجھل ہوگیا۔

جب مَیں فضلِ خدا سے سب مناسک اور لوازمِ حج سے فارغ ہو کر بمقامِ قربانی مصروفِ قربانی تھا۔ ناگاہ وہ اہلِ نظر (لڑکا) دکھائی دیا۔ وہ زار و قطار روتا ہوا اللہ تعالیٰ کے رُو برُو عرض کر رہا تھا۔ ”اے مالک رحم والے ربِ کریم سب حاجی تیری قربانی کر کے تیری دولتِ قُرب حاصل کرتے ہیں اور مَیں کمال حسرت سے مُنہ تکتا ہوں اور زندہ در گور ہوں۔ مَیں طاقت قربانی کی نہیں رکھتا۔ چنانچہ تجھ پر بخوبی روشن ہے۔ ہاں اگر جاں نثاری شرعاً منع نہ ہو تو جان قربان کروں اور قربانی والوں میں شامل ہو جاؤں۔ پھر اُس نے انگلی گردن پر مثلِ چھری رکھی اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔

۴۵۵۔ حضرت جعفر جلدیؒ کے ایک مُرید خاص حمزہ علوی جو ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک رات جب اپنے گھر جانے کے لیے اجازت چاہی تو آپ نے

نے فرمایا۔ "آج ٹھہر جاؤ، کل چلے جانا" لیکن انہوں نے ازراہِ ادب کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ ان کا ارادہ یہ تھا کہ رات کو گھر پہنچ کر مُرغ پلاؤ پکا لیا جائے تاکہ صبح کو اہل و عیال کے لیے کھانے کا انتظام ہو سکے لیکن جب آپ کے حکم کے بعد یہ خیال آیا کہ اگر میں ٹھہر گیا تو اہل و عیال میرے انتظار میں بھوکے رہ جائیں گے، اس خیال سے انہوں نے دوبارہ اجازت طلب کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے گھر پر ایک ضروری کام ہے۔ اس لیے جانا چاہتا ہوں"۔
یہ سُن کر آپ نے فرمایا۔ "تمہیں اختیار ہے"۔ چنانچہ انہوں نے گھر پہنچ کر مُرغ پکانے کے بعد جب اپنی بچّی سے کہا کہ سالن کی دیگچی چولہے پر سے اُتار لاؤ تو وہ بچاری دیگچی سمیت گر پڑی۔ جس کی وجہ سے تمام سالن بھی زمین پر گر پڑا لیکن انہوں نے کہا کہ زمین پر گرا ہوا سالن اُٹھا لو۔ گوشت کو دھو کر کھا لیں گے۔
اُسی وقت ایک کُتا آیا اور زمین پر گرا ہوا سالن کھا گیا۔ یہ دیکھ کر انہیں بہت صدمہ ہوا اور اس خیال کے تحت کہ سالن سے تو محرومی ہو ہی چکی ہے اب مُرشد کی صحبت سے کیوں محروم رہوں، آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔
حضرت جعفر خلدیؒ نے اُنہیں دیکھ کر فرمایا۔ "اے حمزہ جو شخص صرف ایک گوشت کے ٹکڑے کے لیے شیخ کو صدمہ پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا گوشت کتّوں کو کھلا دیتا ہے"۔
یہ سُن کر وہ بہت متاثر ہوئے اور حکم عدولی سے ہمیشہ کے لیے تائب ہو گئے۔

⊙

۴۵۶۔ حضرت غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آغازِ کار میں اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ میں اُس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا جب وہ خود نہ کھلائیں اور نہ کچھ پیوں گا۔ جب تک وہ خود نہ پلائیں۔
چالیس دن اسی حال میں گذرے تو ایک شخص نمودار ہوا اور کچھ کھانا مجھے دے کر رخصت ہوا۔ بھوک کے مارے میرا حال اس نوبت کو پہنچ چکا تھا کہ میرا نفس کھانے پر آمادہ ہوا چاہتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ "بخدا میں نے اپنے مولا سے جو عہد و پیمان باندھا ہے، میں اس پر قائم رہا ہوں"۔
ناگہاں غیب سے میں نے آواز سُنی کہ کوئی الجوع الجوع (بھوک بھوک) کہہ رہا ہے اسی اثنا میں حضرت ابو سعید مخزومیؒ نے نزولِ اجلال فرمایا۔ یہ آواز سُنی تو فرمایا۔

عبدالقادرؒ! کیا ہے؟"

مَیں نے عرض کیا "یہ میرے نفس کی بے کلی اور بے چینی ہے۔ لیکن رُوح اپنی جگہ پر ہے اور استغراق و محویّت کے عالم میں ہے۔"

آپ نے فرمایا "اچھا ہمارے گھر چلو۔"

مَیں نے بڑی دل سوزی سے عرض کیا۔ "مَیں یہاں سے نہیں ہلوں گا۔"

اِتنے میں خِضر علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور فرمانے لگے۔ "اُٹھو اور ابو سعیدؒ کی خِدمت میں چلے چلو۔"

مَیں چل دِیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ابو سعیدؒ اپنے دولت خانے کے دروازے پہ کھڑے ہوئے میرے لیے چشم براہ ہیں، مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے۔ "اے عبدالقادرؒ! مَیں نے جو بات کہی تھی وہ تیرے لیے کافی نہ تھی کہ تُو نے حضرت خِضر علیہ السلام کو زحمت دی۔"

یہ فرما کر اپنے دولت خانے کے اندر مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور جو کھانا تیار تھا لقمہ میرے مُنہ میں اپنے ہاتھ سے دیتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ مَیں شکم سیر ہو گیا۔ ازاں بعد آپ نے مجھے خرقہ پہنایا۔

○

۴۵۷۔ ایک دن حضرت قطب الدین اولیاءؒ کے دورانِ وعظ کوئی خراسانی عالم بھی اجتماع میں شریک تھا۔ پورے مجمع میں آپ کے پُر تاثیر وعظ سے ایک وجدانی کیفیت طاری تھی۔ اس وقت خراسانی عالم کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میرا علم اس شیخ سے کہیں زائد ہے۔ لیکن مقبولیت اس کو حاصل ہے۔ وہ مجھے تمام علوم پہ دسترس کے باوجود بھی حاصل نہیں۔

اسی وقت آپ نے باطنی ذریعہ سے اس کی نیّت کو بھانپتے ہوئے مجمع سے فرمایا۔

"قندیل کی طرف دیکھو کیوں کہ آج قندیل کا تیل اور پانی آپس میں باتیں کر رہے ہیں پانی کا قول ہے کہ خُدا نے مجھے ہر شے پر فوقیّت عطا کی ہے کیوں کہ اگر میرا وجود نہ ہوتا تو لوگ شدید پیاس سے مر جایا کرتے اور مرتبہ تجھے حاصل نہیں، اس کے باوجود تو میرے اُوپر آجاتا ہے۔"

اس کے جواب میں تیل نے کہا۔ "مَیں منکسر المزاج ہوں اور تجھے غرور و تکبّر ہے کیونکہ

میرا تخم پہلے زمین میں ڈالا گیا پھر پودا نکلنے کے بعد کاٹ اور کوٹ کر مجھے کولہو میں ڈالا گیا۔ اس کے بعد میں نے خود کو جلا جلا کر دنیا کو روشنی عطا کی۔ اور جس قدر سا ذیتیں مجھ کو پہنچائی گئیں، میں نے اُن سب کو نظر انداز کر دیا۔"
اتنا کچھ کہنے کے بعد آپ نے وعظ ختم کر دیا۔ وہ خراسانی عالم آپ کا مفہوم سمجھ کر قدموں میں گر پڑا اور ہمیشہ کے لیے مرید ہو گیا۔

۴۵۸۔ حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں "شہوت کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل کھانے کی شہوت، دوم بولنے کی اور سوم دیکھنے کی۔ لہٰذا کھانے میں خدا پر اعتماد رکھو، بات ہمیشہ سچ بولو۔ دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ اور اعمالِ صالحہ کو ریا سے دور رکھو۔ گفتگو میں حرص کو خیرباد کہہ دو۔ سخاوت واحسان کر کے کبھی نہ جتاؤ۔ جو شے تمہارے پاس موجود ہے اس میں بخل نہ کرو۔"

۴۵۹۔ حضرت علاؤالدین علی احمد صابر کلیریؒ جب وفات پا گئے تو آپ کے مزارِ مبارک پر شیر پہرہ دیتے تھے۔ مجاور شیروں کے خوف سے دور رہتے تھے۔ ایک مدت کے بعد ہندوؤں نے روضہ مبارک کے قریب ایک دیوی کا مندر تیار کرایا۔ قریب تھا کہ اس مندر کی تعمیر سے روضہ مبارک گر جائے کہ ایک شیر اسی وقت آن پہنچا اور بہت سے ہندوؤں کو ہلاک کیا اور باقی فرار ہو گئے۔ دوبارہ کبھی اس طرف کسی ہندو نے منہ نہ کیا۔

۴۶۰۔ ایک دفعہ ایک ہندو فقیر حضرت علاؤالدین علی احمد صابر کلیریؒ کے روضہ مبارک پر آیا۔ نورانی جگہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ کسی واصل بہ حق کا مزار ہے مگر مذہبی تعصب اور کدورت کی وجہ سے روضے کے اندر آیا اور تربت مبارک کو مسمار کرنا چاہا اور اپنی کلہاڑی سے مزارِ مبارک کو ڈھانے لگا۔ چند اینٹیں نکالی تھیں اور چاہتا تھا کہ اندر سے قبر کو دیکھے کہ اس میں کیا ہے کہ اسی وقت قہرِ الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوا۔ جب رات ہوئی تو خدّام آستانہ کو خواب میں صابر پیا ملے۔ فرمایا کہ ایک شخص

بے ادبیٔ مزار کے لیے آیا تھا۔ اپنی سزا کو پہنچا ہے، ابھی تک گرفتار رہے۔ جاؤ اس کو نکالو۔"

صبح جلدی سے مجاور مزار مبارک پر پہنچے۔ مزار کے نزدیک اس ہندو فقیر کے مردہ جسم کو گھسیٹ کر دُور ڈالا۔ اس روز کے بعد مزار کے گرد و نواح میں آبادی کا آغاز ہُوا۔

○

۴۶۱۔ ایک مرتبہ سفرِ حج میں حسین منصورؒ کے ہمراہ چار افراد مکہ معظمہ پہنچے۔ وہاں پہنچ کر آپ ننگے سر اور برہنہ جسم کھڑے ہوگئے اور مکمل ایک سال تک اسی حالت میں کھڑے رہے۔ حتیٰ کہ شدید دھوپ کی وجہ سے آپ کی ہڈیوں تک کا گودا پگھل گیا اور جسم کی کھال پھٹ گئی اسی دوران کوئی شخص روزانہ ایک ٹکیہ اور ایک کوزہ پانی آپ کے پاس پہنچا دیتا تھا اور آپ ٹکیہ کے کنارے کھا کر باقی ماندہ حصّہ کو کوزہ پر رکھ دیا کرتے تھے۔
آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ آپ کے تہبند میں ایک بچھّو نے رہنے کی جگہ بنالی تھی۔

○

۴۶۲۔ ایک روز بشر حافیؒ کے پاس ایک جماعت صوفیوں کی آئی۔ سب گدڑی پوش تھے آپ نے فرمایا "اے لوگو! اللہ سے ڈرو۔ یہ لباس ترک کرو۔ کیوں کہ اس لباس سے تم پہچانے جاتے ہو"۔
سب خاموش رہے مگر ایک جوان ان میں سے بولا۔ "قسم خدا کی ہم اس کو ضرور پہنیں گے۔ ضرور پہنیں گے۔ یہاں تک کہ تمام دین خدا کے واسطے ہوجائیں"۔
آپ نے فرمایا۔ "خوب کہا اے جوان! تمہارے ہی جیسے اس کے پہننے کی صلاحیّت رکھتے ہیں۔

○

۴۶۳۔ جس دن حضرت حسین منصورؒ کو قید میں ڈالا گیا تو رات کو جب لوگوں نے جاکر دیکھا، تو آپ وہاں نہیں تھے اور دوسری شب میں نہ قید خانہ تھا نہ آپ تھے اور پھر تیسری شب میں دونوں موجود تھے۔ جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا۔
"پہلی شب میں تو میں رسولِ پاکؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا اور دوسری شب حضورِ پاکؐ یہاں تشریف فرما تھے۔ اس لیے قید خانہ گم ہوگیا تھا اور اب مجھے شریعت کے تحفظ

کی خاطر یہاں پھر بھیج دیا گیا۔
آپ قید خانہ کے اندر ایک رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے اور پھر جب لوگوں نے پوچھا ”جب انا الحق خود آپ ہیں تو پھر نماز کس کی پڑھتے ہیں؟“
آپ نے فرمایا کہ ”اپنا مرتبہ ہم خود سمجھتے ہیں۔“

⊙

۴۶۴۔ ایک دن سید جلال الدین بخاریؒ کے بیٹھے بیٹھے کہیں آگ لگ گئی۔ آپ نے مٹھی بھر مٹی لے کر شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کا نام باآواز بلند لیا اور مٹی کو آگ کی طرف پھینک دیا۔ آگ اسی وقت ٹھنڈی پڑ گئی۔

⊙

۴۶۵۔ شیخ ابوالفوارس شاہ بن شجاع کرمانی ایک روز شکار کو نکلے۔ اس زمانے میں یہ کرمان کے حاکم تھے۔ شکار کی تلاش میں تن تنہا جنگل میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک نوجوان درندہ پر سوار ہے اور بہت سے درندے اس کے ارد گرد ہیں۔
جب درندوں نے شاہ بن شجاع کو دیکھا تو فوراً ان کی طرف جھپٹے۔ اس نوجوان نے اُن کو روکا۔ نوجوان نے شاہ کے قریب ہو کر سلام کیا اور کہا۔
”اے شاہ! اللہ تعالیٰ سے تم کس قدر غافل ہو کہ دُنیا کے لیے آخرت کو بھول رہے ہو۔ اور اپنی لذت و خواہش کی طلب میں اپنے آقا و مالک کی خدمت سے منہ پھیر رہے ہو۔ تم کو خدا نے دُنیا اس لیے دی ہے کہ اس کی اولاد سے اس کی خدمت گزاری میں کوشش کرو۔ تم نے اسے عیش ہی کا وسیلہ بنا لیا ہے۔“
وہ نوجوان ابھی ان کو نصیحت ہی کر رہا تھا کہ یکایک ایک بڑھیا ہاتھ میں پانی کا پیالہ لیے ہوئے نکلی اور اس جوان کو وہ پیالہ دے دیا۔
اُس نے اوّل تو خود پیا اور باقی بچا ہوا شاہ کو دے دیا۔ انھوں نے کہا۔ ”ایسی مزیدار اور ٹھنڈی شے مَیں نے کبھی نہیں پی۔“
اتنے میں وہ بڑھیا غائب ہو گئی پھر اس جوان نے کہا۔ ”یہ بڑھیا دُنیا ہے۔ میری خدمت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے مقرر کر دیا ہے اور کیا تمھیں معلوم نہیں کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو پیدا کیا۔ تو اس سے یہ فرما دیا تھا کہ اے دُنیا جو کوئی میری خدمت

کرے تو تم بھی اس کی خدمت کرنا اور جو کوئی تیری خدمت کرے تو تم اس سے اور زیادہ خدمت لینا۔"

جب شاہ نے یہ واقعہ دیکھا اور سُنا تو فوراً توبہ کی اور اللہ کے پیاروں میں سے ہو گیا۔

○

۴۶۶۔ حضرت منصور حلاجؒ عبادت و ریاضت کے دَور میں مسلسل ایک ہی گدڑی میں زندگی گذارتے رہے اور جب لوگوں کے اصرار پر مجبور ہو کر اس گدڑی کو اُتارا تو اس میں تین رتی وزن کے برابر جوئیں موجود تھیں۔

کسی شخص نے آپ کے قریب ایک بچھو کو دیکھ کر مارنے کا قصد کیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس کو مت مارو۔ کیوں کہ یہ بارہ برس سے میرے ہی ساتھ ہے۔

○

۴۶۷۔ منصور حلاجؒ حجاز میں ایک سال قیام کرنے کے بعد بغداد واپس آئے اور وہاں حضرت جنیدؒ سے نہ معلوم کس قسم کا سوال کیا۔ جس کے جواب میں انھوں نے فرمایا۔ کہ تو بہت جلد لکڑی کا سر سُرخ کرے گا۔"

حضرت منصورؒ نے جواب دیا۔" جب مجھے سُولی دی جائے گی تو آپ اہلِ ظاہر کا لباس اختیار کر لیں گے۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا جب علماء نے متفقہ طور پر حسین منصورؒ کو قابل گردن زدنی ہونے کا فتویٰ دیا تو خلیفۂ وقت نے کہا کہ حضرت جنیدؒ جب تک فتویٰ پر دستخط نہیں کریں گے میں منصور کو پھانسی نہیں دے سکتا۔"

جب یہ اطلاع حضرت جنیدؒ کو پہنچی تو آپ نے مدرسہ میں جا کر پہلے علماء ظاہر کا لباس زیب تن کیا اور اس کے بعد یہ فتویٰ دیا۔" ہم ظاہر کے اعتبار سے منصورؒ کو سُولی چڑھانے کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔"

○

۴۶۸۔ ایک مرتبہ علاؤالدین خلجی نے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت پانچ سَو ۵۰۰ اشرفیاں نذر بھیجیں۔ اس وقت ایک فقیر آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ "بابا! اس میں نصف حصّہ میرا ہے۔"

آپ نے فرمایا ۔" نہیں، بلکہ سب تمہارا ہے"۔ یہ کہہ کر تمام اشرفیاں اُسے دے دیں۔

○

۴۶۹ ۔ ایک شخص روزانہ حضرت نظام الدین اولیاؒ کو گالیاں دیتا تھا۔ آپ اس کے بدلے میں روزانہ ہی اسے دو اشرفیاں دیا کرتے تھے ۔

ایک مرتبہ لوگوں نے اُسے غیرت دلائی تو اس شخص نے آپ کو گالیاں دینا ترک کر دیا اور وعدہ کیا کہ "میں اب آپ کی شان میں گستاخی نہیں کروں گا"۔

چنانچہ جب اس روز آپ کی خدمت میں گیا تو چپ رہا مگر جب چلنے لگا تو اپنا وظیفہ مانگا۔

آپ نے فرمایا" میرا حق بھی مجھے دے دو"۔

کہتے ہیں، ایک مدت کے بعد جب اس کا انتقال ہوا اور آپ کو اطلاع ہوئی، تو آپ اس کی قبر پر گئے اور یہ دعا کی ۔" اے پروردگار ! اس کو بخش دے ۔ میں نے اس کی غلطیوں کو بخش دیا ہے ۔

○ •

۴۷۰ ۔ حضرت شیخ علی ہجویریؒ کشف المحجوب میں ایک روایت نقل کرتے ہیں ۔

" بصرہ کا ایک رئیس اپنے باغ میں آیا تو ایک بہت خوب صورت عورت پر نظر پڑی ۔ یہ باغبان کی بیوی تھی ۔ اور خوب صورت ہونے کے علاوہ خدا رسیدہ بھی تھی ۔ لیکن رئیس اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا ۔ اس نے عورت کی ظاہری غربت سے فائدہ اُٹھانے کے لیے باغبان کو کسی بہانے باہر بھیج دیا اور جب عورت اکیلی رہ گئی تو اس سے مخاطب ہو کر بولا ۔" سارے دروازے بند کر دو"۔

باغبان کی بیوی بولی ۔" میں سارے دروازے تو بند کر دوں گی لیکن ایک دروازہ نہ تو مجھ سے اور نہ ہی کسی اور سے بند ہو سکے گا"۔

رئیس نے غصّے سے پوچھا ۔" وہ کون سا دروازہ ہے ؟"

باغبان کی بیوی نے جواب دیا ۔" وہ دروازہ جو ہمارے اور ہمارے خُدا کے درمیان ہے"۔

رئیس اس جُملہ سے اس قدر متاثر ہُوا کہ پہلے تو اس عورت سے معافی مانگی پھر اللہ تعالیٰ

کی بارگاہ میں رو رو کر اپنے گناہ سے توبہ کرنے لگا۔

○

۴۷۱۔ ایک شخص دس برس تک حضرت جنیدؒ کی خدمت میں رہا۔ ایک دن اس نے عرض کیا۔ "حضور! اتنی مدت تک آپ کی خدمت میں رہا ہوں مگر آپ کی کرامات نہیں دیکھ سکا۔" حضرت جنیدؒ نے فرمایا۔ "کیا تم نے اس مدت میں کوئی خلافِ شریعت کام مجھ سے سرزد ہوتے دیکھا ہے"۔ یا کوئی ایسا عمل دیکھا ہے جو سنتِ رسولؐ کے مطابق نہ ہو"۔

اس نے عرض کیا۔ "نہیں"۔

آپ نے فرمایا۔ "تو اس سے بڑی کرامت اور کیا ہو سکتی ہے"۔

○

۴۷۲۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے لوگوں سے فرمایا۔ "اگر مجھے اس بات کا یقین کامل ہو گیا کہ اس دنیا میں کوئی شخص کسی آدمی کا محتاج نہیں تو میں ضرور لوگوں کے تحفے قبول کر لوں اور جو کچھ وہ لاتے ہیں وہ لے لوں، یا ان سے کوئی شے طلب کر دوں لیکن جب میں دیکھتا ہوں کہ بادشاہ ہو یا فقیر، امیر ہو یا غریب ہر شخص ایک دوسرے کا محتاج ہے اور ہر آدمی ضرورت مند ہے۔ کوئی شخص کسی کا حاجت روا نہیں تو پھر میں کیوں کسی سے کچھ مانگوں اور طلب کر کے اس کا احسان اٹھاؤں۔ میں کیوں نہ اس کی بارگاہ سے مانگوں اور سوال کروں جو کبھی کسی کے سوال کو رد نہیں کرتا اور کبھی اپنی نعمتیں عطا کرتے کرتے نہیں تھکتا"۔

○

۴۷۳۔ ایک روز حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ حضرت علاؤالدین صابر کلیریؒ کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے جانبِ کلیر روانہ ہوئے۔

جب مزار مبارک سے ایک کوس کا فاصلہ رہا یکایک برق چمک کر ان کے نزدیک پہنچی ہی تھی کہ آپ نے بصد عجز عرض کیا۔ "غلام مشتاقِ زیارت ہے آگے جیسے مرضی"۔ اسی وقت وہ برق غائب ہو گئی۔ جب قریب روضہ کے پہنچے پھر برق بدستور

چمکی ۔ حضرت نے پھر بصد نیاز عرض کیا ۔

"بندہ برائے زیارت حاضر ہوا ہے ۔ سَر دینے کو تیار ہے ۔"

اسی وقت برق غائب ہو گئی ۔ جب آپ قریب تربتِ اقدس کے گئے پھر بدستور برق چمکی ۔ چاہتی تھی کہ ان پر گرے مگر یہ نہ ٹلے ۔ استقلال سے عرض کیا ۔ برق غائب ہو گئی ۔ اسی وقت حضرت صابر پیاؒ کی رُوح مجسم ہو کر مزار سے باہر آئی اور عالم بندگی شیخ عبدالقدوسؒ کو بغل میں لیا اور مہربانی سے فرمایا ۔ "تُو میرے سلسلہ میں سے ہے اس درجہ سے بچ گیا ۔ ورنہ اس جگہ پہنچنے کی کسی کو مجال نہیں ہے ۔"

حضرت عبدالقدوسؒ گنگوہیؒ نے عرض کیا ۔ "اپنی برقِ جمال کو نیام میں کیجیے اور سرِ جمال آیئے ۔ خلق اللہ کو اپنی زیارت سے مشرف کیجیے کہ عالم آپ کی برکات سے فیض حاصل کرے ۔"

آپ نے فرمایا ۔ "عبدالقدوس ! تیری خاطر سے برقِ ذاتی کو عالمِ لامکان میں مستور کیا اور اپنی صفاتِ جمالیہ سے بقدر ایک ذرّہ کے اس تربت پر جلوہ دیتا ہوں ۔"

اس کے بعد آپ کے مزار مبارک پر عرس کی تقریبات شروع ہوئیں ۔

○

۴۷۴ ۔ حضرت ذوالنون مصریؒ سے روایت ہے کہ مَیں ایک روز بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور حالت یہ تھی کہ سب لوگوں کی آنکھیں بیت اللہ کی طرف لگ رہی تھیں اور اُسے دیکھ دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھر رہے تھے ۔

پھر مَیں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بیت اللہ کے مقابل کھڑا ہو کر اس مضمون کی دُعا کر رہا ہے ۔

"اے میرے پروردگار ! مَیں تیرا مسکین بندہ اور آپ کے در سے بھاگا اور دھتکارا ہُوا ہوں ۔ اے اللہ ! مَیں ایسی چیز کا سوال کرتا ہوں کہ وہ آپ کی محبّت و قرب کا زیادہ ذریعہ ہو اور ایسی عبادت مانگتا ہوں جو آپ کو زیادہ پسند ہو اور اے اللہ ! مَیں آپ سے آپ کے برگزیدہ بندوں اور انبیاؑ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنی محبّت کا پیالہ مجھے پلا دیجیے اور میرے دل سے اپنی معرفت کے لیے جہل کے پردے اٹھا دیجیے ۔ مَیں شوق کے بازوؤں سے آپ تک اڑ کر عرفان کے باغوں میں آپ سے مناجات

کر دُوں "۔
اس دُعا کے بعد وہ شخص اتنا رویا کہ آنسوؤں سے زمین کی کنکریاں تر ہو گئیں۔ پھر ہنسا اور وہاں سے چل دیا۔ مَیں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو گیا اور اپنے جی میں کہا کہ یا تو یہ شخص کوئی عارف ہے یا مجنوں۔
القصّہ وہ مسجدِ حرام سے نکل کر مکہ مکرّمہ کے ویرانہ کی طرف ہو لیا۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تمہیں کیا ہوا، کیوں میرے پیچھے آرہے ہو، جاؤ۔"
مَیں نے پوچھا۔ "آپ کا نام کیا ہے؟"
کہا۔ "عبداللہ"
مَیں نے پوچھا "کس کے بیٹے ہو؟"
جواب دیا۔ "عبداللہ کا"
مَیں نے کہا۔ "یہ تو مَیں جانتا ہوں کہ ساری خلقت عبداللہ ہے (اللہ کے بندے) اور ابنِ عبداللہ (اللہ کے بندے کے بیٹے) ہیں۔ مَیں آپ کا خاص نام دریافت کرنا چاہتا ہوں۔"
بولے "میرے باپ نے میرا نام سعدون رکھا ہے۔"
مَیں نے کہا "جو مجنوں کے نام سے مشہور ہے"
کہا۔ "ہاں، مَیں وہی ہوں۔"
مَیں نے کہا۔ "وہ کون لوگ ہیں جن کے وسیلے سے تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے۔"
فرمایا۔ "وہ اپنے اللہ کی طرف ایسے چلتے ہیں جیسے وہ چلتا ہے اور وہ خدا کی محبّت کو نصب العین کیے ہوئے اور لوگوں اور دنیا کی چیزوں سے الگ ہوئے ہیں کہ جیسے کسی کے دل میں آگ لگی ہوئی ہو۔

○

۴۷۵۔ حضرت شیخ ابوبکر کتانیؒ نے لوگوں سے فرمایا۔ "جس طرح محشر میں خدا کے سوا کوئی معاون و مددگار نہیں ہو گا اسی طرح دُنیا میں بھی اس کے سوا کسی کو معاون تصوّر نہ کرو۔ مخلوق کی محبّت باعثِ عذاب، صحبت باعثِ مصیبت اور ربط و ضبط وجہِ ذلّت ہے۔"

○

۴۷۶ - جب حضرت حسین منصورؒ کو قید خانہ میں ڈالا گیا تو قید خانہ میں آپ کے علاوہ اور بھی تین سو قیدی موجود تھے اور جب آپ نے ان سے کہا کہ کیا تم کو رہا کر دوں. تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ طاقت ہے تو پھر تم خود کیوں یہاں آئے "
آپ نے اشارہ کیا تو تمام قیدیوں کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں اور جب دوبارہ اشارہ کیا تو تمام قفل ٹوٹ گئے۔ پھر آپ نے قیدیوں سے فرمایا۔ کہ جاؤ ہم نے تمہیں رہا کر دیا۔
اور جب قیدیوں نے کہا "آپ بھی ہمارے ہمراہ چلئے "
تو آپ نے فرمایا " میرا اپنے آقا کے ساتھ ایک راز وابستہ ہے جو سُولی پر چڑھے بغیر حل نہیں ہو سکتا۔ گو میں اپنے آقا کا قیدی ہوں لیکن شریعت کی پاسداری بھی واجب ہے "

○

۴۷۷ - شیخ عبدالغفورؒ مانو کو مانو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ مانو آپ کی محبوبہ کا نام تھا انسان یا جنّ کی جنس سے تھی - اس سے اس قدر نسبت رکھتے تھے کہ اگر کوئی اس کا نام ٹھیکری پر لکھ کر آگ میں ڈال دیتا تو یہ بھی اس کا پیچھا کرتے اور آگ میں گر پڑتے ۔ اگر مانو کا نام لکھ کر کنوئیں میں ڈال دیا جاتا تو یہ بھی اس کے ساتھ ہی گر پڑتے اور اس ٹھیکری کو کنوئیں کی تہ سے نکال لاتے ۔

○

۴۷۸ - حضرت ابوعمرو نجیلؒ نے یہ عہد کیا تھا کہ وہ چالیس سال تک خدا کی رضا کے علاوہ اس سے کچھ طلب نہیں کریں گے - ایک مرتبہ آپ کی صاحبزادی شدید علیل ہو گئیں اور مسلسل علاج کے باوجود مرض میں اضافہ ہوتا چلا گیا ۔
چنانچہ ایک رات اُن کے شوہر عبدالرحمٰن سلمی نے ان سے کہا " تمہارا علاج تمہارے والد کے ہاتھ میں ہے اس لیے کہ تمہارے والد نے عہد کر رکھا ہے کہ چالیس سال تک خدا کی رضا کے سوا کچھ طلب نہ کروں گا اور اس عہد کو بیس سال گذر چکے ہیں۔ لہٰذا وہ نقض عہد کر کے تمہارے لیے دُعا کریں تو تم یقیناً صحت یاب ہو جاؤ گی۔ گو نقض عہد گناہ ہے لیکن اس سے تمہیں صحّت حاصل ہو سکتی ہے "۔
یہ سُن کر وہ آدھی رات ہی کو اپنے والد کے گھر پہنچ گئیں اور جب آپ نے پوچھا کہ عہد کے

بعد سے تم یہاں بیس سال کبھی نہیں آئیں پھر آج آنے کی کیا وجہ ہے۔
صاحبزادی نے عرض کیا کہ اس کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ جیسا عظیم المرتبت باپ اور عبدالرحمٰن سلمی جیسا شوہر عطا کیا ہے اور یہ بھی آپ اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ دُنیا میں زندگی سے زیادہ کوئی شے عزیز نہیں ہوتی اور مجھے بھی اپنی زندگی عزیز ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ زندگی ہی کی بدولت مجھے آپ کا اور شوہر کا دیدار ہوتا رہتا ہے۔
مَیں نے سُنا ہے کہ آپ نے خدا سے یہ عہد کیا ہے کہ چالیس سال تیری رضا کے علاوہ اور کچھ نہیں طلب کروں گا۔ لہٰذا مَیں آپ کو آپ ہی کے عہد کا واسطہ دے کر عرض کرتی ہوں۔ کہ آپ نقضِ عہد کر کے میرے حق دعائے صحت فرمادیں لیکن آپ نے فرمایا کہ نقضِ عہد کسی طرح جائز نہیں۔ خواہ وہ بندے ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو۔ پھر خدا سے نقضِ عہد کرنا تو بہت ہی باعثِ ملامت ہے اور اگر مَیں نقضِ عہد کر کے تمہارے لیے دعا کر دوں اور تم صحت یاب ہو بھی جاؤ پھر بھی اس کی کیا ضمانت ہے کہ تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور جب موت کی آمد میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں تو پھر آپ یا کچھ عرصہ بعد موت آنے میں کیا فرق پڑتا ہے لہٰذا مَیں اس گناہ کا مرتکب ہونا مناسب نہیں سمجھتا۔

اس جواب سے آپ کی صاحبزادی کو یقین ہو گیا کہ اب میرا وقت آچکا ہے اور صحت یابی ممکن نہیں لیکن ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ وہ اپنے عظیم المرتبت باپ کی وفات کے بعد بھی چالیس سال تک زندہ رہیں۔

○

۴۷۹۔ غیبت کرنا کتنا بڑا گناہِ عظیم ہے۔ اس کے بارے میں ایک واقعہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کے قدموں پر ایک نوجوان گرتے ہوئے بولا۔
"مَیں نے ایک ایسا گناہ کیا ہے۔ جس کے اظہار میں شرم آتی ہے"۔
آپ نے پوچھا۔ "گناہ کیا ہے؟"
اُس نے کہا۔ "زنا کا جُرم سرزد ہُوا ہے"۔
آپ نے فرمایا۔ "مَیں تو ڈر گیا تھا۔ شاید تم نے غیبت کا گناہ کیا ہے"۔

○

۴۸۰۔ حضرت بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی جب مدینہ منورہ سے بیت المقدس پہنچے تو وہاں کے شیوخ

سے ملے۔ یہاں سے چل پھر بغداد آئے اور جناب شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ سے فیضِ صحبت اُٹھایا۔ ان سے علومِ باطن حاصل کیے اور خرقۂ خلافت پایا۔

جب جناب شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے درویشوں نے یہ دیکھا کہ زکریا ملتانیؒ کو صرف سترہ دن جناب شیخ کی خدمت میں رہنے سے خرقۂ خلافت مل گیا تو وہ آپس میں کھسر پھسر کرنے لگے کہ ہم اتنی مدت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہیں ہمیں تو خرقۂ خلافت عطا نہیں ہوا مگر یہ ہندی درویش چند ہی دنوں کی حاضری سے خرقۂ خلافت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

یہ بات جناب شیخؒ تک بھی پہنچ گئی۔ آپ نے درویشوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ "درویشو! تم لوگ تر اور سبز لکڑی کی طرح ہو اور زکریا ملتانی خشک لکڑی کی مانند ہے۔ جس تیزی اور سرعت کے ساتھ سوکھی لکڑی آگ پکڑتی ہے، تر لکڑی نہیں پکڑ سکتی۔ درویشوں نے یہ بات سن کر ندامت محسوس کی اور خاموش ہو رہے۔

○

۴۸۱۔ حضرت عبداللہ خفیفؒ نے وقتاً فوقتاً دو دو تین تین نکاح کر کے چار سو نکاح کیے۔ کیوں کہ عورتیں بکثرت آپ سے نکاح کرنے کی متمنی رہا کرتی تھیں۔ لیکن ایک بیوی جو کسی وزیر کی بیٹی تھی مکمل چالیس سال تک آپ کے نکاح میں رہی اور جب وہ تمام عورتیں جو آپ کے نکاح میں رہ چکی تھیں، ایک دن اکٹھی ہوئیں تو ایک نے دوسری سے پوچھا۔ "کیا شیخ خلوت میں کبھی تمہارے ساتھ ہم بستر ہوئے؟"

سب نے متفقہ طور پر جواب دیا "کبھی نہیں۔"

جب وزیرزادی سے معلوم کیا گیا تو اس نے بتایا کہ جس دن شیخ میرے ہاں تشریف لاتے ہیں تو پہلے ہی سے مطلع کر دیتے ہیں اور میں نفیس قسم کے کھانے تیار کر کے لباس و زیور سے آراستہ ہو جاتی ہوں۔ چنانچہ جب آپ پہلی مرتبہ میرے یہاں آئے اور میں نے جب کھانا آپ کے سامنے پیش کیا تو پہلے تو آپ کچھ دیر تک مجھے دیکھتے رہے پھر میرا ہاتھ اپنی بغل میں لے کر پیٹ اور سینے پر پھیرا۔

اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کے شکم مبارک پر اٹھارہ گرہیں پڑی ہوئی ہیں اور آپ نے فرمایا۔ "یہ سب گرہیں صبر کی ہیں کیونکہ تیری جیسی حسین عورت اور اس قدر

نفیس کھانوں سے مجھے کوئی دِل چسپی نہیں۔"
یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے اور اس کے بعد مجھ میں کبھی یہ ہمت نہیں ہوئی کہ آپ سے کوئی سوال کر سکوں۔"

○

۴۸۲۔ ایک دن حضرت محمد جریریؒ نے فرمایا۔" عام بندوں کی لڑائی نفس سے اور ابدالین کی جنگ فِکر سے اور زاہدین کی جنگ شہوات سے اور تائب کی جنگ لغزشوں سے اور مُریدین کی جنگ لذات سے ہوتی ہے۔

○

۴۸۳۔ ایک مرتبہ حضرت میاں میرؒ کے مُرید و خلیفہ مُلّا خواجہ بہاری نے آپ کی خدمت میں ایک واقعہ عرض کیا۔ کہ ایک روز کچھ لوگ میرے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک مکان گِر جانے کے آثار پیدا ہوئے۔
مَیں نے لوگوں سے کہا کہ فوراً باہر چلے جاؤ۔ سب لوگ اُٹھ کر باہر چلے گئے لیکن مَیں وہیں جم کے بیٹھا رہا اور باآواز بلند کلمہ طیبہ پڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ چھت گری اور دو لکڑیاں آپس میں اس طرح ملیں جن کے درمیان مَیں سلامتی کے ساتھ بیٹھا ہُوا درُود و ذکر کرتا رہا۔
جب بہاری یہ واقعہ بیان کر چکے تو حضرت میاں میرؒ نے اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔" ہائے مرتبہ، ہائے مرتبہ، کیا تم نے کلمہ طیبہ کو بلند آواز سے اس لیے پڑھا کہ لوگوں کے دِل میں تمہاری درویشی کی قدر و قیمت پیدا ہو جائے اور لوگ تمہارے بارے میں یہ کہیں کہ دیکھو کتنا بڑا درویش ہے کہ مرتے وقت بھی خدا کو یاد کرتا رہا۔ تمہیں چاہیے تھا کہ بلند آواز سے پڑھنے کی بجائے آہستہ آہستہ پڑھتے۔"
آپ کی بات صِرف مریدوں تک ہی محدود نہ تھی بلکہ خود بھی ایسا کرتے۔ چنانچہ آپ کو تمام عمر کسی شخص نے بھی ہاتھ میں تسبیح لیے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ رات کو حُجرے کا دروازہ بند کیے بیٹھے رہتے اور ذِکرِ خدا میں مشغول رہتے۔

○

۴۸۴۔ حضرت شیخ خیر نساجؒ کو خیر نساج کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ حج کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوئے تو بوسیدہ گدڑی اور سیاہ رنگ کی وجہ سے کوفہ میں ایک شخص نے پوچھا

"کیاتم غلام ہو؟"

آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر اس نے پوچھا "کیاتم اپنے آقا سے فرار حاصل کیے ہوئے ہو؟" آپ نے اس بات کا بھی اثبات میں جواب دیا۔

اس نے کہا "چلو میں تمہیں تمہارے آقا سے ملوادوں۔"

آپ نے فرمایا "میں تو ہمیشہ سے اس کا متمنی ہوں کہ کوئی ایسا فرد مل جائے جو مجھ کو میرے آقا سے ملوادے۔"

اس کے بعد اُس نے آپ کا نام خیر رکھ کے کپڑا بُننا سکھا دیا اور اسی نسبت سے آپ کو خیر نساج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

غرض کہ عرصہ دراز تک آپ اس کی خدمت کرتے رہے اور جس وقت وہ آپ خیر کہہ کر پکارتا تو آپ جواب میں لبیک فرمایا کرتے لیکن جب اس کو آپ کے زہد و تقویٰ کا علم ہوا تو آپ کو بہت تعظیم کے ساتھ اپنے ہاں سے رخصت کرتے ہوئے عرض کیا۔

"حقیقت میں آپ کو آقا اور مجھے غلام ہونا چاہیے تھا۔"

○

۴۸۵۔ ایک دفعہ شیخ ابوطالب جو لاہور میں دہ ہزاری منصب دار تھا حضرت شاہ بلاولؒ کا بڑا عقیدت مند تھا اور حلقہ ارادت میں داخل تھا، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی "میرے دیہات کی جاگیر میں بارش نہیں ہوئی، دعا فرمائیے۔"

حضرت شاہ بلاولؒ نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی فوراً بادل نمودار ہوئے۔ آپ نے فرمایا "جاؤ اور ابوطالب کی جاگیر پر برسو۔"

بادل وہاں سے اُٹھے اور ابوطالب کی جاگیر پر جاکر خوب برسے۔

○

۴۸۶۔ مائی بھاگی قوم راجپوت منہاس سے تھی جس زمانہ میں پنجاب میں اڑھائی سیرا قحط پڑا یہ اپنی ماں جیباں اور دیگر لوگوں کے ساتھ جو پہاڑوں سے آرہے تھے امرتسر چلی آئی۔ جہاں اس کی والدہ فوت ہوگئی پھر یہ بارہ سال کی عمر میں لاہور چلی آئی اور اندرون دہلی دروازہ لاہور میں طوائف بن بیٹھی۔

عالم جوانی اور حسن خداداد تھا، بے شمار لوگ اس کے فریفتہ ہوگئے۔ اس کے علاوہ اس نے دو

دکانیں شراب کی کر لیں جس سے وہ مالدار ہو گئی۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک دفعہ ایک مردِ خدا ذوالفقار نامی اس کے پاس آیا اور شراب کا پیالہ طلب کیا۔ اس نے پیالہ بھر کر دے دیا۔ ذوالفقار نے ایک گھونٹ خود پیا اور باقی اس کے حوالے کر دیا کہ پی لے۔

شراب کا بقیہ پیالہ پیتے ہی وہ مجذوبہ ہو گئی۔ کپڑے پھاڑ ڈالے۔ تمام زیور اُتار کر پھینک دیا۔ گھر کا تمام اثاثہ لُٹا دیا اور ایک پُرانی گودڑی لے کر اکبری دروازہ کے پاس ایک میدان میں قیام پذیر ہوئی۔ حالتِ جذب و استغراق میں جو زبان سے کہتی وقوع میں آتا۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ اس کا بے حد معتقد تھا۔ اگرچہ یہ اُس کو گالیاں دیتی مگر وہ اس کا پیچھا نہ چھوڑتا۔

رنجیت سنگھ کے معتقد ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ قدرتِ الٰہی سے مہاراجہ تک اس کی شہرت پہنچی۔ وہ پہلی مرتبہ پانچ سو روپیہ لے کر اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چونکہ وہ اپنے پاس آنے والوں کو اینٹیں مارتی تھی۔ اس لیے مہاراجہ بھی کئی بار اینٹیں کھا کر اس کے آگے پیچھے پھرتے۔

جب مہاراجہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو راجہ دھیان سنگھ وزیرِ اعظم اور راجہ سوچیت سنگھ اس کو مہاراجہ کے پاس شاہی قلعہ میں لانے کے لیے گئے اور بہت سا نقد و جنس نذرانہ دیا۔ مگر وہ ان کے ساتھ نہ گئی۔ آخر مہاراجہ کھڑک سنگھ اس کو اپنے ہمراہ لائے اور وہ گیارہ روز تک سرکار کے پاس رہی۔

اس دوران مہاراجہ کو کچھ آرام ہوا۔ اس کے شکریہ میں ایک حویلی بصرفِ زرِکثیر مائی بھاگی کو بنوا دی۔ ازاں بعد اس کی بہت شہرت ہوئی۔ گنگا رام پنڈت بھی اس کے پاس ہر روز آتا۔

ایک روز اس کی زبان سے نکلا "جا دربار میں دیوانی کا کام کر۔ میرے پیچھے کیوں پڑا ہوا ہے"۔ پس اسی روز اس کو دیوانی کا کام مل گیا۔

مائی بھاگی کی قبر کا نشان کہیں نہیں ملا۔ البتہ علاقہ کا نام محلہ مائی بھاگی مشہور ہے۔ جو سلطان پورہ لاہور کے نزدیک ہے۔

○

۴۸۷ - حضرت عبداللہ خفیفؒ فرماتے ہیں کہ روم کے جنگل میں مَیں نے ایک ایسے راہب کی لاش دیکھی جس کو جلا دینے کے بعد لوگوں نے اس کی راکھ جب اندھوں کی آنکھوں میں لگائی تو اُن کی بصارت لوٹ آئی ۔
اسی طرح ہر قسم کا مریض اس کی راکھ سے صحت یاب ہوگیا - یہ واقعہ دیکھ کر مجھے خیال آیا - کہ جب ان لوگوں کا دین ہی باطل ہے تو پھر یہ چیز اُن کو کیسے حاصل ہوگئی ؛
چنانچہ اسی شب خواب میں حضورِ اکرمؐ نے فرمایا - "اے خفیف جب باطل دین والوں میں صدق و ریاضت نے یہ اثر پیدا کر دیا ہے تو پھر دینِ حق والوں کے صدق و ریاضت کا کون اندازہ کر سکتا ہے ۔

○

۴۸۸ - خلیفہ منصور نے منصب قضا تفویض کرنے کے لیے دوسرے بزرگوں کے ساتھ سفیان ثوریؒ کو بھی طلب کیا - ہر چند سفیان ثوریؒ اس ذمہ داری کو قبول نہیں کرنا چاہتے تھے ۔ مگر حکمِ حاکم مرگِ مفاجات دربار میں حاضر ہوئے لیکن بجائے اس کے کہ منصور سے صریحاً انکار کر کے خدا واسطے کا بَیر مول لیتے انھوں نے دربار میں پہنچ کر بہکی بہکی باتیں شروع کر دیں - نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کو دیوانہ خیال کرتے ہوئے اس منصب کا اہل قرار نہ دیا گیا -

○

۴۸۹ - ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوریؒ کی مسجدِ حرام میں منصور سے مڈبھیڑ ہوگئی - خلیفہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کعبہ کی طرف منہ کر کے کہا - "قسم ہے آپ کو اللہ کے اس گھر کی سچ سچ کہیے کہ آپ نے مجھے کیسا پایا ؟"
آپ نے فوراً بے دھڑک جواب دیا - "قسم ہے مجھے اس گھر کے ربّ کی، مَیں نے آپ کو بدترین آدمی پایا ۔"

○

۴۹۰ - ایک مرتبہ حضرت شاہ بلاولؒ کے مُرشد حضرت شاہ شمس الدین قادریؒ لاہوری دریا کے نزدیک ایک درخت کے سایہ میں آرام فرما رہے تھے - آپ حاضرِ خدمت تھے کہ ایک جاٹ آیا اور اس نے درخت پر چڑھ کر لکڑیاں کاٹنا شروع کر دیں - آپ نے اُسے ہر چند

روکا۔ مگر جاٹ لکڑیاں کاٹنے سے باز نہ آیا۔ آپ نے اس کی جانب نگاہِ غضب سے دیکھا۔ وہ اسی وقت گر کر مر گیا۔

جب حضرت شمس الدین قادریؒ بیدار ہوئے اور جاٹ کی حالت سے آگاہ ہوئے تو آپ نے شاہ بلاولؒ سے فرمایا۔ "ہم فقیروں کے لیے ایسا جلال اور غضب روا نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ حضرت ابو اسحاقؒ کے حجرہ میں خلوت نشین ہو کر تلاوت کلام پاک میں مشغول ہو جائیں"۔

چنانچہ شاہ بلاولؒ وہاں تشریف لے گئے اور ایک لمبی مدت تک تلاوت کلام پاک اور روزہ نماز میں گذاری۔

O

۴۹۱۔ حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں۔ "ایک رات میں نے جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ بغداد کے فلاں محلہ میں بہرام مجوسی کے پاس جا اور اس کو میرا سلام پہنچا اور کہہ کہ خدا تعالیٰ تجھ سے راضی ہے اور تجھے اس نے بہشت اور اپنے دیدار کے لائق کیا ہے۔

عبد اللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو اپنے دل میں خیال کیا کہ مجوسی اس لائق کہاں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بارے میں مجھے ایسا کہیں مگر تین رات متواتر یہ خواب دیکھا جس سے مجھے خواب کے سچا ہونے کا یقینِ کامل ہو گیا۔

جب میں صبح کے وقت اُٹھا تو بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ جب بہرام مجوسی سے ملا تو اس سے کہا۔ کہ کیا تم نے شعبان میں کوئی اچھا کام کیا ہے"۔

اس نے کہا۔ "ہاں، شعبان میں ایک مسلمان عورت میرے گھر سے چراغ جلانے کے لیے آئی۔ جب وہ گئی تو میرے دل میں اس بات کا خیال پیدا ہوا کہ وہ میرے ہاں چراغ جلانے نہیں بلکہ کسی بات کو تاڑنے آئی تھی۔

اس خیال کے آتے ہی میں اس کے پیچھے ہو گیا۔ جب وہ گھر پہنچی تو اس کے بچے جو اس کے انتظار میں تھے کہ اُن کی ماں میرے گھر سے کوئی چیز لائے گی اور وہ کھائیں گے۔ کہنے لگے۔ "اماں جان! تو اس مجوسی کے گھر سے کچھ نہیں لائی۔ ہم کیا کھائیں گے"۔

اس نے بچوں کو جواب دیا۔ "میں اس مجوسی سے تمہارے لیے کھانا مانگنے لگی تھی مگر خدا

سے مجھے شرم آئی کہ اُس کے غیر خاص کر اس کے دُشمن کے آگے دستِ سوال کیوں دراز کروں"۔
بہرام مجوسی کہتا ہے۔ میں یہ بات سُن کر گھر آیا اور بہت سا گوشت، حلوا اور میدے کی روٹیاں اس کے پاس لے گیا۔
عبداللہؒ نے مجوسی کو بتایا کہ خداوند تعالیٰ نے تمہارا وہ صدقہ قبول کر لیا ہے۔ یہ سُن کر وہ رو دیا اور بولا "اے عبداللہؒ! مجھے جلد کلمہ طیبّہ پڑھاؤ۔"
مَیں نے اُسے کلمہ پڑھایا اور وہ صدقِ دِل سے مُسلمان ہوا۔ پھر نہایا اور خدا کے روبرو سجدۂ شکر کیا اور فوت ہو گیا۔

۴۹۲ ۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ فرماتے ہیں۔ "جب مَیں بخارا میں ایک روز شیخ سیف الدین باخرزیؒ کی خدمت میں حاضر تھا تو ایک شخص اُن کی خدمت میں آیا اور عرض کی۔ کہ یا حضرت! میں ایک تاجر ہوں، کئی برس سے تجارت کر رہا ہوں لیکن اس میں مسلسل نقصان ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی مَیں خود بھی بیمار رہنے لگا ہوں اور اس طرح سے میرا نقصان دو چند ہو رہا ہے"۔
یہ سُن کر شیخ سیف الدین فرمایا "کہ جب بھی کسی مُسلمان کے مال میں نقصان ہو تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس کے دِل میں کھوٹ بھرا ہُوا ہے۔ تجارت میں نقصان دِل کے کھوٹ کا نتیجہ ہوتا ہے مُسلمانوں کو تجارت میں نقصان محض اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ایمان درست کرنا چاہتے ہیں۔ تاجر اپنا ایمان درست رکھے تو ہمیشہ نفع کمائے گا۔"

۴۹۳ ۔ لاہور کے حضرت شاہ بلاول قادریؒ کا لنگر بڑا وسیع تھا۔ دونوں وقت لوگوں کو کھانا ملتا تھا۔ مطبخ میں ہر قسم کا کھانا پکانے کا سامان موجود رہتا تھا۔
ایک دفعہ ایک چور رات کے وقت سامانِ خوراک چرانے کے لیے باورچی خانہ میں گھس گیا تو اندھا ہو گیا اور ایک کونے میں چھپ رہا۔ جب دن ہوا تو حضرت شاہ بلاولؒ نے داروغۂ مطبخ کو بلایا اور کہا "باورچی خانہ میں ایک اندھا بیٹھا ہے اور وہ رات سے بھوکا ہے، اس کو کھانا دو۔"
داروغہ نے باورچی خانے میں جا کر ایک کونے میں اندھے آدمی کو بیٹھے دیکھا۔ وہ نہیں

جانتا تھا کہ یہ چور ہے۔ اس نے کھانا پیش کیا مگر اس نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے حضرت صاحب کے پاس لے چلو۔
چنانچہ جب پیش کیا تو اس نے معافی مانگی اور سر قدموں پر رکھ دیا۔ حلقۂ ارادت میں داخل ہوا اور آپ کی دعا سے اس کی بینائی بھی واپس آگئی۔

○

۴۹۴۔ حضرت جھولن شاہ المشہور گھوڑے شاہؒ حضرت عثمان جھولہ بخاریؒ کے پوتے تھے۔ ولایت مادرزاد اُن کو حاصل تھی۔ چھوٹی عمر میں ہی حضرت کو مٹی کے گھوڑوں سے بڑی اُلفت تھی۔ جو شخص اہلِ حاجت مٹی کا گھوڑا لے کر ان کی خدمت میں آتا، فوراً مراد پاتا۔
جب یہ خبر حضرت کے والد صاحب کو ہوئی تو وہ انکشاف اور اظہارِ کرامت سے بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اگر تو ایسا ہے، خداوند تعالیٰ کے راز کو ظاہر کرتا ہے تو تو ابھی مر جائے۔ حضرت جھولن شاہ اسی وقت وفات پا گئے۔
اس روز سے آج تک یہ کرامت حضرت کی ظاہر ہے کہ جو اہلِ حاجت مزار پر آکر مٹی کا گھوڑا چڑھائے، اپنی مُراد پائے۔ لاکھوں گھوڑے مٹی کے حضرت کے مزار پر رکھے ہیں۔

○

۴۹۵۔ حضرت شیخ ابو بکر کتانیؒ نے اوائل عمر ہی میں والدہ کی اجازت سے حج کا قصد کیا۔ لیکن دورانِ سفر آپ کو غسل کی حاجت پیش آگئی۔ چنانچہ بیداری کے بعد یہ خیال آیا کہ میں والدہ سے کسی عہد و پیمان کے بغیر ہی گھر سے نکل کھڑا ہوا ہوں۔
اس خیال کے آتے ہی جب آپ گھر واپس لوٹ کر آئے تو والدہ کو بہت ہی غم زدہ شکل میں دروازے پر کھڑے پایا۔ آپ نے والدہ سے کہا "کیا آپ نے مجھے سفر کی اجازت نہیں دی تھی"۔
انہوں نے فرمایا۔ "اجازت تو یقیناً دے دی تھی لیکن تمہارے بغیر گھر میں کسی طرح دل نہیں لگتا تھا اور یہ عہد کر لیا تھا کہ تمہاری واپسی تک دروازے پر ہی تمہارا انتظار کروں گی۔
یہ سُن کر آپ نے عزمِ سفر ترک کر دیا اور والدہ کی حیات تک ان کی خدمت کرتے رہے۔

○

۴۹۶۔ ایک شیریں سخن بوڑھے نے حضرت احمد مسروقؒ سے کہا۔ کہ اپنا خیال ظاہر فرمائیے"۔

آپ کو خیال ہُوا کہ شاید یہ یہودی ہے - اس لیے آپ نے فرمایا " میرے خیال میں تو تم یہودی معلوم ہوتے ہو ؛ وہ آپ کی اس کرامت سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں اسلام سے زیادہ صداقت آمیز کسی مذہب کو نہیں پاتا -

○

۴۹۷ - ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کا لباس بوسیدہ ہو گیا اور جگہ جگہ سے پھٹ بھی گیا - ایک شخص نے نیا کُرتہ پیش کیا - آپ نے وہ کُرتہ پہن کر فوراً ہی اتار ڈالا - اور شیخ نجیب الدین متوکّلؒ کو دے کر ارشاد فرمایا کہ جو ذوق مجھ کو اس پرانے کرتے میں حاصل تھا، اس کرتے میں نہیں -

○

۴۹۸ - ایک روز ایک عورت سر پہ دُودھ کا مٹکا رکھے ہوئے حضرت علی ہجویریؒ کے سامنے سے گذری - آپ نے اس عورت کو بُلا کر کہا " کہ یہ دُودھ ہمیں دے دو اور تم اس کی قیمت لے لو "

عورت نے جواب دیا کہ یہ دُودھ میں نہیں دے سکتی - چونکہ یہ دُودھ ہم کو مجبوراً رائے راجو جوگی کو دینا پڑتا ہے - اگر نہ دیں تو اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ جانوروں کے تھنوں سے بجائے دُودھ کے خون نکلنے لگتا ہے "

آپ اس عورت کی بات سُن کر مسکرائے اور فرمایا " اگر تم یہ دُودھ ہمیں دے دو گی - تو اللہ کے فضل سے تمہاری گائیں بہت سا دُودھ دیں گی اور جانوروں پر کوئی اثر نہ ہو گا "

چنانچہ اُس عورت نے آپ کو دُودھ دے دیا - آپ نے اس دُودھ میں سے تھوڑا سا دُودھ تو پی لیا اور باقی دُودھ دریا میں ڈال دیا -

جب بوڑھی عورت گھر واپس آئی اور شام کو جانوروں کو دوہا تو جانوروں نے اس قدر زیادہ دُودھ دیا کہ سارے برتن بھر گئے اور دودھ ختم نہیں ہُوا -

یہ خبر آناً فاناً قُرب وجوار کے دیہاتوں میں پھیل گئی - لوگ دُور دُور سے اپنے جانوروں کا دودھ آپ کے پاس لانے لگے - آپ کا یہ دستور تھا کہ آپ تھوڑا سا دُودھ اُن کے مٹکے میں سے پی کر باقی دُودھ دریا میں پھینک دیا کرتے تھے اور جب ان لوگوں نے گھر جا کر اپنے اپنے جانوروں کو دوہا تو انھوں نے بھی بے حساب دُودھ دیا - اس کے بعد کسی نے بھی جوگی

رائے راجو کی طرف رُخ نہ کیا۔
جب رائے راجو کو بات کا پتہ چلا تو بہت پریشان ہوا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا کہ "دودھ تو آپ نے ہمارا بند کرا دیا ہے۔ اب میں آپ کا کوئی اور کمال دیکھنے آیا ہوں"۔
آپ نے فرمایا "میں کوئی جادوگر تو نہیں جو کمالات دکھا سکوں۔ میں تو ایک عاجز و مجبور انسان ہوں۔ باقی تم میں اگر کوئی کمال ہے تو دکھاؤ"۔
چونکہ اس جوگی نے بڑی بڑی ریاضتیں کی تھیں اور مجاہدہ میں زندگی گذاری تھی اس لیے آپ کے سامنے اس نے کئی کرشمے دکھائے۔ حتیٰ کہ ہوا میں اُڑنے لگا۔ جب وہ ہوا میں اُڑ رہا تھا تو آپ نے اپنی جوتی مبارک اس کی طرف پھینک دی۔ چنانچہ جوتیاں اُس کے سر پر لگنے لگیں۔
جب حق کے سامنے باطل کی کوئی پیش نہ گئی تو اس نے آپ کی خدمت میں پیش ہو کر اسلام قبول کر لیا اور آپ کے دستِ حق پر بیعت ہو گیا۔ آپ نے اس کو شیخ ہندی کا خطاب دیا تھا اور اس شیخ ہندی کی اولاد ایک عرصہ تک آپ کے مزار مبارک کی مجاورت کرتی رہی۔

○

۴۹۹۔ ایک ہندو درویش باوا سینتل داس کھیتل کے تالاب بُدھ کیار کے کنارے اپنی انتڑیاں نکال کر صاف کیا کرتے تھے اور عوام اسے سینتل کی کرامت سمجھتے تھے۔
ایک روز حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی رحؒ نے جنگل سے آتے ہوئے یہی ماجرا دیکھا تو باوا صاحب سے فرمایا "اس کھیل سے محض شہرت مقصود ہے تو اور بات ہے۔ ورنہ قلب سے اس کا کوئی تعلق نہیں"۔ اور پھر مسکراتے ہوئے وہاں سے تشریف لے آئے۔
ازاں بعد جب درویش نے آنتوں کو اندر ڈالنا چاہا تو وہ ٹھیک نہ بیٹھیں۔ جس کی وجہ سے انہیں تکلیف ہوئی۔ آپ کے الفاظ اس درویش کے کانوں تک پہنچ چکے تھے سینتل داس تے تاڑ لیا کہ ضرور صاحبِ نظر ہیں سب بے قرار و بے تاب ہو کر آپ کے آستانۂ عالیہ پر حاضر ہوا اور معافی مانگی۔
آپ نے کمال لطف و عنایت سے اُسے دیکھا اور اُن کے سینے کو نورِ الٰہی سے معمور کر دیا۔ حتیٰ کہ خرقۂ خلافت سے نوازا۔

○

۵۰۰ - فتح موصلیؒ کے بعض مصاحبین سے مروی ہیں، فرماتے ہیں، کہ ایک دِن میں فتحؒ کے ہاں گیا تو اُنہیں روتا ہوُا پایا - ان کے آنسو زردی مائل تھے۔

مَیں نے کہا۔ "تمھیں قسم ہے اللہ کی کیا خون کے آنسو روئے ہو۔"

آپ نے فرمایا۔ "اگر تو قسم نہ دیتا تو مَیں نہ بتلاتا - آنسوؤں سے بھی رویا ہوں اور خون کے آنسوؤں سے بھی۔"

مَیں نے پوچھا۔ "آنسوؤں سے کیوں روئے ہو۔"

جواب دیا۔ "خُدا سے دُور رہنے پر۔"

پھر مَیں نے پوچھا خون کے آنسوؤں سے کیوں روئے ہو - جواب میں فرمایا۔ "اس لیے، کہ شاید آنسوؤں سے رونا قبول نہ ہوا ہو۔"

راوی کہتے ہیں کہ جب ان کی وفات ہوئی تو مَیں نے انہیں خواب میں دیکھا - مَیں نے سوال کیا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔

آپ نے فرمایا۔ "مجھے بخش دیا گیا ہے - حق تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا۔ "فتح تم یہ سارا رونا کیوں روئے تھے جس پر مَیں نے جواب دیا - خداوندا! تیرے حق سے کوتاہی کرنے پر۔"

پھر فرمایا۔ "خون کیوں روئے تھے۔"

عرض کیا۔ "پروردگار! اس لیے کہ شاید میری گریہ وزاری قبول نہ ہوئی ہو"۔

فرمایا۔ "اے فتحؒ! یہ تُو نے کیوں کیا - تیرے محافظ فرشتے چالیس برس تک تیرا صحیفہ میرے پاس لاتے رہے اور اس میں کوئی گناہ تیرا نہ تھا۔"

○

۵۰۱ - غلام خلیل نامی شخص نے خود کو صُوفی مشہور کر رکھا تھا - وہ ہمیشہ صوفیاء کی بُرائیاں خلیفہء وقت کے سامنے کرتا رہتا تھا اور جس وقت حضرت شمعونؒ کو شہرت حاصل ہوئی تو ایک عورت نے آپ سے نکاح کی درخواست کی لیکن جب آپ نے اس کو ردّ کر دیا - تو وہ عورت حضرت جنیدؒ کی خدمت میں پہنچی - تاکہ وہ سفارش کریں - لیکن انھوں نے بھی اس عورت کی کوئی بات نہ سُنی - اس پر اُس عورت نے غلام خلیل کے پاس جا کر حضرت شمعونؒ پر زنا کا الزام لگا دیا۔

اس الزام کی بنا پر خلیل نے خلیفہء وقت سے آپ کے قتل کی اجازت لے لی لیکن جس وقت

جلاد کے ہمراہ آپ دربارِ خلافت میں پہنچے اور خلیفہ نے قتل کا حکم دینا چاہا تو اس کی زبان بند ہو گئی اور اسی شب اُس نے خواب میں کسی کو یہ کہتے سُنا کہ اگر تم نے شمعونؒ کو قتل کروا دیا تو پُورا ملک تباہی کی لپیٹ میں آجائے گا۔

چنانچہ صبح کو معذرت کے ساتھ آپ کو رخصت کر دیا گیا۔ مگر خلیل بدنیتی کی وجہ سے کوڑھی ہو گیا۔

○

۵۰۲۔ شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کے پاس فقط ایک ہی کمبل تھا جسے دِن میں بچھا کر بیٹھ جاتے رات کو وہی اوڑھ کر سو جاتے۔ کمبل اتنا چھوٹا تھا کہ آپ کے پَیر پوری طرح نہ پھیل سکتے تھے۔ ایک لکڑی کا تکیہ تھا جس کا سرہانہ بناتے اور ایک عصا تھا جو حضرت بختیار کاکیؒ کے تبرکات سے آپ کو پہنچا تھا۔

ایک دن ہندوستان کا بادشاہ ناصرالدین محمود آپ کی زیارت کے لیے دہلی سے پاک پتن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ آپ سے مِل کر بے حد خوش ہُوا۔ چنانچہ واپس دہلی پہنچ کر اپنے وزیر الغ خاں (جو بعد میں سلطان بلبن کے نام سے مشہور ہُوا) کے ہاتھ پانچ گاؤں اور ایک بہت بڑی رقم آپ کی خدمت میں نذرانے کے طور پر ارسال کی۔

آپ نے الغ خاں سے فرمایا۔ "ہم فقیروں کو ان چیزوں سے کیا واسطہ؟ یہ انہیں کو لے کر دو جو اس کے ضرورت مند ہیں۔"

○

۵۰۳۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر شبلیؒ بیمار پڑ گئے۔ طبیبوں نے پرہیز کا مشورہ دیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ "کیا میں اس چیز کا پرہیز کروں جو میرا رِزق ہے یا اس چیز کا جو میرے رزق میں شامل نہیں ہے۔ جو میرا رِزق ہے، وہ تو خود ہی مجھے مِل جائے گا اور جو میرا رزق نہیں ہے۔ وہ خود ہی نہیں ملے گا۔ اس لیے جو میرا رزق ہے اس پر پرہیز کرنا میرے بس میں نہیں۔"

○

۵۰۴۔ ایک دفعہ ابوعبداللہ امام بخاریؒ کسی مرض میں مبتلا ہو گئے۔ حکیموں نے آپ کے قارورہ کو ملاحظہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحبؒ نے کبھی سالن استعمال نہیں کیا۔ اس کے بعد جب علاج میں سالن تجویز کیا گیا تو آپ نے انکار کر دیا اور بعد میں

بوجہ اصرار سائل وغیرہ پر رضا مندی کا اظہار کیا۔
آپ کی سادگی اور قناعت کا یہ عالم تھا کہ سالن وغیرہ کھانا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔

○

۵۰۵ - ایک دفعہ حضرت رابعہ بصریؒ علیل ہوئیں۔ حاضرین نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا "مجھے جنّت کی خواہش ہوئی۔ میرا محبوب مجھ سے ناراض ہوا کہ تُو نے میرے سوا کسی اور چیز کی تمنا کیوں کی؟
اس علالت کا سبب صرف ناراضگی محبوب ہے اور کچھ نہیں۔

○

۵۰۶ - ایک مرتبہ کسی شہر کے بازار میں آگ لگ گئی اور سب مال واسباب، لونڈی وغلام جو اس میں تھے جل گئے مگر دو رومی غلام جو نہایت خوب صورت تھے، قدرت خدا سے بچے کھڑے تھے اور آگ سے بچنے کی راہ ڈھونڈ رہے تھے۔ قریب تھا کہ وہ بھی جل مریں۔ ان کے دلّال لوگوں سے کہتے پھرتے تھے کہ جو کوئی ان کو نکال لائے ہزار دینار سُرخ انعام میں پائے۔
اتفاق سے حضرت ابوالحسن نوریؒ اس طرف سے گزرے۔ ان دونوں غلاموں کو جلتی آگ میں کھڑا دیکھ کر جی میں کہا۔ اگر میں جل بھی جاؤں تو بلا سے مگر ان مصیبت زدوں کی مدد ضرور کرنی چاہیے۔ چنانچہ بسم اللہ کہہ کر جلتی آگ میں کود پڑے اور دونوں غلاموں کو صاف نکال لائے۔ دلّالوں نے جو یہ دیکھا تو آپ کے قدم چومنے لگے اور آپ کو انعام دینا چاہا۔ مگر آپ نے یہ کہہ کر انعام لینے سے انکار کر دیا کہ میں نے دنیا کے لالچ کے واسطے یہ کام نہیں کیا بلکہ خدا کے خوف اور اس کی مرضی سے کیا ہے۔ اگر یہ کام دنیا کے لالچ کے واسطے کرتا تو اس آگ میں خود جل کر راکھ ہو جاتا۔

○

۵۰۷ - امام شافعیؒ نے ایک بار اپنے استاد حضرت وکیعؒ سے شکایت کی کہ میرا حافظہ کمزور ہے۔ کوئی تدبیر بتائیے کہ میرا حافظہ ٹھیک ہو جائے۔
ان کے استاد حضرت وکیعؒ نے نصیحت فرمائی "اللہ کی نافرمانی اور گناہ سے بچو۔ یہی حافظہ کا علاج ہے۔ علم اللہ تعالیٰ کا ایک نور ہے اور یہ نور ان کو نہیں دیا جاتا جنہوں نے گناہوں سے اپنی زندگی گندی کر لی ہو۔

○

۵۰۸ - ایک بار حضرت ابراہیم بن اشحبؒ نے حضرت فضیل بن عیاضؒ سے پوچھا کہ "صبر، زہد، ورع اور خاکساری کا مطلب کیا ہے ؟"

آپ نے فرمایا "صبر کا مطلب تو یہ ہے کہ جب تم پر مصیبتیں آئیں، تو شکوہ شکایت نہ کرو۔ زہد کے معنی یہ ہیں کہ تم قناعت اختیار کرو۔ جو کچھ تمہیں میسّر ہے۔ اسی کو بہت سمجھو۔ یہی سب سے بڑی مالداری ہے۔ ورع کے معنی یہ ہیں کہ جن باتوں کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے، تم ان کے قریب بھی نہ پھٹکو اور خاکساری کا مطلب یہ ہے کہ تم حق کے سامنے جُھک جاؤ اور جس کسی سے بھی حق ملے اسے کُھلے دِل سے قبول کرو۔ چاہے کسی ایسے شخص سے ملے جو تمہاری نظر میں سب سے زیادہ کم علم اور نادان ہو۔

○

۵۰۹ - حضرت میمون بن مہرانؒ فرماتے ہیں کہ حجّت نہ کرو، نہ کسی جاہل سے اور نہ کسی عالم سے۔ عالم سے حجّت کروگے تو اس کے علم سے محروم رہ جاؤگے۔ اور اگر جاہل سے حجّت کروگے تو وہ تمہارے سینے پر چڑھ جائے گا۔"

○

۵۱۰ - حضرت حمید الدین ناگوریؒ جب اپنے وطن سے دہلی کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں انہوں نے ایک چڑیا دیکھی جو اس وقت میٹھے سُروں میں حمدباری کر رہی تھی۔ آپ سُن کر لطف اندوز ہوئے۔

آپ اس گانے والے پرندے کے نغمے سے متاثر ہوئے اور آپ پر ایک وجد کی سی کیفیّت طاری ہوگئی۔ تھوڑی دیر تک یہی حالت رہی۔ جب ذرا ہوش آیا تو حضرت خضرؑ تشریف لائے اور فرمایا "حمید الدین! اب سے پیشتر جو اولیاء اللہؒ گذرے ہیں انھوں نے بھی گانا سُنا ہے۔ اور سماع سے وجد میں آئے ہیں لیکن حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ نے اس کو بعض وجوہات سے ترک کر دیا تھا۔"

قاضی حمید الدین نے عرض کیا۔ "اے خواجہ خضرؑ! میں تو سماع پر شیفتہ ہو گیا ہوں۔ اگر مجھے کہیں قوال مِل جائیں تو میں تو مجلسِ سماع ضرور منعقد کروں گا۔"

خواجہ خضرؑ نے فرمایا "جب سے حضرت جنید بغدادیؒ نے اس کو ترک کیا ہے تب سے قوالی سُننے والوں کو سُولی پر چڑھانے کا قانون بن گیا ہے اور لوگ محفلِ سماع منعقد کرنے سے

ڈرتے ہیں۔"

حضرت خضرؑ کی باتیں سُن کر قاضی حمید الدین ناگوریؒ بازار گئے۔ وہاں سے سات غلام خریدے اور ان سب کو گانے کی تعلیم دِلوائی۔ کچھ عرصہ تک وہ لوگ اس فن کو سیکھتے رہے۔ جب اچھی طرح مہارت حاصل کر لی تو آپ نے سماع کی محفلیں ترتیب دینا شروع کر دیں۔ بہت سے ایسے بزرگ اولیاءؒ جن کو سماع سے شوق تھا۔ ان میں شریک ہوتے۔ اُن پر حال اور وجد کی کیفیت طاری ہوتی۔

رفتہ رفتہ اس کی خبر پورے شہر میں پھیل گئی اور اس زمانے کے بڑے بڑے علماء و فقہا مثلاً قاضی عماد، قاضی منہاج، قاضی سعد الدین، سیّد مبارک اور امجد وغیرہ آپ کے سخت مخالف ہوگئے اور ہر وقت آپ پر اعتراض کرنے لگے کہ بزرگوں کی روایت کے خلاف گانا سنتا ہے۔

قاضی صاحب نے جب یہ سُنا تو کہا "مَیں تو اب خاندانِ چشتیہ کے زیرِ سایہ ہوں اور ان پیرانِ چشتیہ کے طفیل مجھے تمام دینی برکتیں ملی ہیں۔ لہٰذا ان کا ہر فعل میرے لیے بہتر ہے۔ شیخ جنیدؒ بغدادی نے اگر محفلِ سماع کی مخالفت کی ہے تو مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ مَیں تو سماع کو ترک نہیں کر سکتا۔

کچھ عرصہ بعد آپ بغداد تشریف لے گئے اور اپنے ایک بزرگ مُرید کے گھر ٹھہرے۔ مُرید نے اپنے گھر کے ایک کمرے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ اس کمرے میں ایک بانسری بجانے والا چُھپا ہُوا ہے۔ خلیفۂ بغداد کے خوف سے اس کو یہاں بند کر لیا ہے کیوں کہ خلیفہ کا یہ حکم ہے کہ اگر کسی کے گھر محفلِ سماع ہو تو اس کو فوراً گرفتار کر کے سُولی پر چڑھا دیا جائے۔ اس لیے مَیں ڈرتا ہوں ہوں کہ کہیں خلیفہ کو خبر نہ ہو جائے۔"

قاضی صاحب نے فرمایا "مَیں تو سماع کا عاشق ہوں۔ تم بغیر کسی ڈر اور خوف کے اس کو بلاؤ تاکہ مَیں اس کی بانسری سُنوں۔"

مُرید نے یہ سُن کر کمرہ کھولا اور نے نواز کو نکال لائے۔ قاضی صاحب نے حکم دیا "تم اپنا نغمہ سناؤ۔"

اس نے اتنی اچھی بانسری بجائی کہ قاضی صاحب کو بہت ہی لُطف آیا اور ان پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ یہ یہ خبر شہر کے قاضی تک بھی پہنچ گئی۔ قاضی نے ایک آدمی کے ذریعے آپ کو عدالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔

جب آپ کو قاضی کا حکم ملا تو آپ نے فرمایا۔ "ہر شخص کے لیے سماع حرام نہیں ہے۔ جو لوگ سننے کی اہلیت رکھتے ہیں۔"

پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد آپ نے فرمایا۔ "تم جاؤ اور قاضی صاحب سے کہو کہ وہ تمام علماء اور مفتی جمع کریں میں بھی حاضر ہو جاؤں گا۔ اگر میں نے سماع کو جائز ثابت کر دیا تو خیر ورنہ جہاں اتنے بزرگوں کو انہوں نے سولی دلوائی ہے مجھے بھی دلوا دیں۔

دوسرے دن آپ نے اپنے مرید کے ہاتھوں تمام ساز منگوا کر انہیں کپڑوں سے ڈھانپ دیا پھر سب لوگوں کو اپنے ہاں جمع ہونے کو کہا۔ قاضی بھی آ گیا۔

قاضی نے پوچھا۔ "حمید الدین کہاں ہیں جنہوں نے قوالی کو جائز کہہ کر شہر میں ایک فتنہ پھیلا رکھا ہے۔"

قاضی حمید الدین سامنے موجود تھے، بولے "میں ہی حمید الدین ہوں اور بلاشبہ سماع کو اپنے لیے جائز سمجھتا ہوں۔ کیوں کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی پیاسے کو پانی نہ ملے اور پیاس سے اس کی جان جانے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے شراب پینا حلال ہے۔ امام شافعیؒ نے کہا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنا غم غلط کرنے کے لیے گانا سنے تو جائز ہے۔ میں مریضِ عشق ہوں غمِ محبت میرے دل پر چھایا ہوا ہے اور شرابِ وصال کی تشنگی مجھے ہلاک کیے دے رہی ہے۔ ایسے میں کون ایسا عالم ہے جو میرے لیے سماع کو ناجائز قرار دے گا۔

اس کے بعد آپ نے اور بہت سی شرعی دلیلیں پیش کیں۔ جن کو سن کر سب قائل ہو گئے۔ مگر بولے۔ "یہ تو سچ ہے مگر آپ خدا کے ولی ہیں اور آپ کے کشف و کرامات مشہور ہیں۔ آپ اس وقت کوئی ایسی کرامات دکھائیے کہ ہم سب سماع کے قائل ہو جائیں اور ہماری ہر طرح تسکین ہو جائے۔"

یہ سن کر آپ نے سازوں کی طرف اشارہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ تمام سازوں سے خود بخود نغمے نکلنے لگے اور قاضی حمید الدین ناگوری پر وجد طاری ہو گیا۔ اسی حالت میں آپ نے فرمایا۔

"نادانو! دیکھتے کیا ہو تم بھی شریک ہو جاؤ۔"

یہ سنتے ہی ان سب پر وجد طاری ہو گیا اور سب جھومنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو قاضی حمید الدین نے علماء سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ "اب تو آپ لوگوں کو اطمینان ہوا۔ چشتیوں کی کرامت دیکھی یا ابھی کچھ اور چاہتے ہیں۔"

علماء بہت شرمندہ ہوئے اور آپ سے معافی چاہی۔ قاضی حمید الدین ناگوریؒ کچھ دن

وہاں ٹھہر کر دہلی واپس تشریف لے گئے ۔

O

۵۱۱ ۔ حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذی عہدِ شباب میں بہت ہی حسین و جمیل تھے جس کی وجہ سے ایک عورت آپ پر عاشق ہو گئی لیکن آپ نے جب اس کی طرف کوئی توجّہ نہ دی تو وہ لباس اور زیورات سے آراستہ ہو کر اس باغ میں جا پہنچی جہاں آپ بالکل تنہا بیٹھے ہوئے تھے ۔ لیکن آپ اس کو دیکھ کر ایسے بھاگے کہ پیچھا کرنے کے باوجود وہ آپ کو نہ پکڑ سکی اور جب چالیس سال کے بعد بڑھاپے میں آپ کو وہ واقعہ یاد آیا تو دل میں سوچا کہ کاش میں اس وقت اس کی خواہش پوری کر دیتا پھر بعد میں تائب ہو جاتا ۔

پھر اس فاسد خیال کی وجہ سے آپ مسلسل تین یوم تک مصروفِ گریہ رہے اور تیسری شب خواب میں حضورِ اکرم نے فرمایا کہ تم رنجیدہ نہ ہو کیوں کہ اس میں تمہارا قصور نہیں بلکہ میرے وصال کا زمانہ جس قدر بعید ہوتا جا رہا ہے اسی قدر اس کا اثر بڑھ رہا ہے ۔

O

۵۱۲ ۔ کسی نے حضرت عبداللہ منازل کو یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مراد پوری کرے ۔ آپ نے فرمایا ، مراد کا درجہ تو معرفت کے بعد ہے اور یہاں تو ابھی تک معرفت بھی حاصل نہیں ہو سکی ۔

O

۵۱۳ ۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت سلطان باہو ڈیرہ غازی خاں کی طرف چند درویشوں کے ہمراہ سفر فرما رہے تھے ۔ راستہ میں ایک گاؤں چھبری نامی سے آپ کا گذر ہوا ۔ چاشت کا وقت تھا ۔ آپ کے ہمراہی درویشوں نے عرض کی کہ حضرت اگر فرمائیں تو اس گاؤں میں ٹھہر کر روٹیاں پکا لیں ۔

آپ نے اجازت فرما دی ۔ اس گاؤں میں ایک عورت درویشوں کی خدمت کیا کرتی تھی ، آپ اسی کے گھر تشریف فرما ہوئے ۔ آپ کے مرید اس عورت کے ساتھ مل کر کھانا پکانے میں مشغول ہوئے ۔

اس عورت کی ایک شیر خوار لڑکی پنگوڑے میں سوئی تھی ، جاگ کر رونے لگی ۔ وہ عورت آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی کہ " اے درویش ! اس بچّی کے پنگوڑے کو ہلا دے تاکہ ذرا چپ

رہے ۔ آپ اس پنگوڑے کو پکڑ کر ہلانے لگے اور ساتھ ہی اسم ذات اللہ اللہ اللہ کہتے جاتے۔ اُس چھوٹی سی بچّی کے اسی وقت پنگوڑے میں مُرشدِ کامل کی توجہ سے اسم ذات اللہ جاری ہو گیا اور ایک ولیہ، خدا بن گئی ۔ پھر آپ اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ۔
" اے عورت! اس بچّی کے پنگوڑے کو ہم نے ایسی جنبش دی ہے کہ تا قیامت یہ جنبش ترقی اور زیادتی کرتی رہے گی ۔"
اس لڑکی کا نام حضرت فاطمہؒ ہے ۔ یہ قوم بلوچ مستوئی سے تھیں اور ان کا مقبرہ قصبہ فتح خاں کے نزدیک ہے ۔ اس مزار پر لاکھوں زائرین اور سینکڑوں طالب اللہ فیض حاصل کرنے کے لیے آج بھی جاتے ہیں ۔

O

۵۱۴ ۔ حضرت عبداللہ احمد مغربیؒ نے ورثہ میں حاصل شدہ مکان کو پچاس دینار میں فروخت کر دیا ۔ اس کے بعد حج کے لیے روانہ ہو گئے ۔ راستہ میں ایک بدو نے آپ سے پوچھا ۔ " تمہارے پاس کیا ہے ؟"
آپ نے بتایا ۔ " پچاس دینار ۔" اور اس بدو کے طلب کرنے پر آپ نے اس کے حوالے کر دیئے لیکن اس بدو نے آپ کی صدق گوئی کی وجہ سے دینار واپس کر دیئے اور اپنے اونٹ پر بٹھا کر آپ کو مکہ معظمہ تک لے گیا اور کافی عرصہ آپ کی صحبت میں رہ کر شیخ کامل بن گیا ۔

O

۵۱۵ ۔ حضرت ابو بکر شبلیؒ نے حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ۔ " لوگوں نے مجھے یہ بتایا ہے کہ آپ کے پاس ایک گوہرِ نایاب ہے ۔ لہذا آپ یا تو اس کو میرے ہاتھ قیمتاً فروخت کر دیں یا پھر بغیر قیمت کے دے دیں ۔"
حضرت جنیدؒ نے فرمایا ۔ " اگر میں وہ گوہر نایاب فروخت کرنا چاہوں ۔ تو تم خرید نہیں سکتے ۔ کیوں کہ تمہارے اندر قوتِ خرید نہیں ہے اور اگر مفت دے دوں تو تم اس کی قدر و قیمت نہ سمجھ سکو گے کیوں کہ بلا محنت حاصل کردہ شے کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی لہذا اگر تم وہ گوہر حاصل کرنا چاہتے ہو تو بحرِ توحید میں غرق ہو کر فنا ہو جاؤ ۔ پھر اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر صبر اور انتظار کے دروازے کشادہ کر دے گا اور جب تم دونوں کو برداشت کرنے کے قابل ہو جاؤ گے تو وہ گوہر تمہارے ہاتھ لگ جائے گا ۔

پھر آپ نے حضرت جنیدؒ سے پوچھا۔ "تو پھر اس سلسلہ میں مجھے کیا کرنا چاہیئے"۔
آپ نے فرمایا۔ "تم ایک سال گندھک بیچتے پھرو"۔
چنانچہ حضرت ابوبکر شبلیؒ ایک سال تک گندھک بیچنے کے بعد دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ "اب ایک سال تک بھیک مانگو"
چنانچہ آپ نے ایک سال تک یہ بھی کیا۔ حتیٰ کہ آپ نے بغداد کے ہر دروازے پر جاکر بھیک مانگی لیکن کبھی آپ کو کسی نے کچھ نہیں دیا اور جب اس کی شکایت آپ نے حضرت جنیدؒ سے کی تو انہوں نے مسکرا کر فرمایا۔
"اب تو شاید تمہیں اندازہ ہوگیا ہوگا۔ کہ مخلوق کے نزدیک تمہاری کوئی قیمت نہیں۔ لہذا اب کبھی مخلوق سے دل بستگی کا خیال نہ کرنا اور نہ کبھی کسی چیز پر مخلوق کو فوقیت دینا"۔
چند لمحوں کی خاموشی کے بعد حضرت جنید نے آپ کو حکم دیا۔ "چونکہ تم نہاوند کے امیرہ چکے ہو، لہذا وہاں جاکر ہر شخص سے معافی مانگو"۔
چنانچہ حضرت ابوبکر شبلیؒ نے نہاوند پہنچ کر ایک ایک بچے، بوڑھے اور جوان سے معافی مانگی۔ اس طلبیٔ معافی کے دوران ایک شخص آپ کو نہ ملا تو آپ نے اس کے بدلہ میں ایک لاکھ درہم خیرات کیے لیکن اس کے باوجود بھی آپ کے دل میں خلش باقی رہ گئی اور جب دوبارہ حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا۔
"ابھی تمہارے دل میں دنیا کی محبت باقی ہے۔ اس لیے ایک سال تک اور بھیک مانگتے رہو"۔
چنانچہ آپ نے ایک سال تک اور بھیک مانگی۔ اس دوران آپ کو جو کچھ ملتا تھا وہ حضرت جنیدؒ کے پاس لاکر فقراء میں تقسیم کر دیتے تھے لیکن خود بھوکے رہتے تھے۔
پھر سال کے خاتمہ پر حضرت جنیدؒ نے وعدہ کیا کہ اب تمہیں اپنی صحبت میں رکھوں گا۔ بشرطیکہ تمہیں فقراء کی خدمت گذاری منظور ہو۔ چنانچہ اس کے بعد آپ ایک سال تک فقراء کی خدمت گذاری میں مشغول رہے۔
پھر حضرت جنیدؒ نے پوچھا۔ "اب تمہارے نزدیک نفس کا کیا مقام ہے"۔
آپ نے جواب دیا۔ "میں خود کو تمام مخلوقات سے کمتر تصور کرتا ہوں"۔
یہ سنکر حضرت جنیدؒ نے فرمایا۔ "اب تمہارے ایمان کی تکمیل اور پختگی ہوگئی ہے"۔

۵۱۶ - شیخ حسن مجذوبؒ سکندر لودھی پر عاشق تھے۔ ایک دفعہ سلطان سکندر محلِ خاص میں بیٹھا تھا کہ یکایک آپ اس طرف آ نکلے۔

سلطان نے کہا۔ "ہماری اجازت کے بغیر یہاں کیوں آ گئے"۔

آپ نے فرمایا۔ "مَیں تمہارا عاشق ہوں اور تمہیں دیکھنے کے لیے آیا ہوں"۔

سلطان کو اس پر سخت غصّہ آیا۔ اس وقت اس کے سامنے آگ کی انگیٹھی رکھی تھی اس نے آپ کو گردن سے پکڑ کر انگیٹھی میں ٹھونس دیا اور کافی دیر تک اِسی حال میں رہنے دیا۔ جب نکالا تو آپ پر آگ کا مطلق اثر نہ تھا۔

○

۵۱۷ - جب خلیفہ ہارون الرشید کی بیوی زبیدہ خاتون فوت ہوئی تو کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے۔

اس نے جواب دیا۔ "مجھے بخش دیا گیا ہے"۔

اس نے پوچھا۔ "کیا ان کنوؤں اور تالابوں کے سبب جو تم نے فلاں جنگل میں بنوائے ہیں"۔

اس نے جواب میں کہا۔ "اُن کنوؤں اور تالابوں نے مجھے کوئی فائدہ نہیں دیا۔ کیوں کہ وہ جن لوگوں کے مال سے بنائے گئے تھے۔ اُن کو اُن کا ثواب مِلا ہے۔ مجھے صرف اس لیے بخش دیا گیا ہے کہ ایک روز مَیں رفع حاجت کر رہی تھی اور موذن نے اذان دی۔ مَیں نے اپنے دِل میں خیال کیا کہ اذان کا جواب نہ دینا گناہ ہے اور اس ناپاک جگہ میں جواب دینا نامناسب ہے۔ یہ خیال کر کے میں نے اس جگہ سے ہٹ کر اذان کا جواب دیا۔ پھر اسی جگہ پہنچ کر رفع حاجت کی۔ بس اسی وجہ سے خدا نے مجھے بخش دیا"۔

○

۵۱۸ - ایک مرتبہ چھ درویش حضرت فریدالدین گنج شکرؒ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ مسافر ہیں۔ زادِ راہ چاہیے۔ اِس وقت آپ کے سامنے چند خرمے رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے وہ خرمے اُٹھا کر دے دیئے۔

ان درویشوں کو ناگواری ہوئی کہ بجائے زادِ راہ کے خرمے دے دیئے۔ باہر آ کر انھوں نے خرموں کو پھینکنا چاہا۔ پھینکتے وقت جو ان کی نظر خرموں پر پڑی تو اُن کو یہ دیکھ کر تعجب ہُوا اور خوشی بھی کہ خرمے خالص سونے کے ہو گئے ہیں۔

○

۵۱۹ - ایک مرتبہ حضرت عثمان حیریؒ چار غلاموں کے ہمراہ مکتب جا رہے تھے - ہاتھ میں سونے کی دوات، سر پر زربفت کا عمامہ اور جسم پر نہایت مرصّع و قیمتی لباس تھا۔

اچانک آپ نے دیکھا کہ راستہ میں ایک زخمی گدھا پڑا ہے اور اس کی پشت کے زخم میں سے کوّے گوشت نوچ رہے ہیں -

یہ منظر دیکھ کر آپ کے اندر ایک ایسا جذبۂ ترحم پیدا ہوا کہ اپنی دستار اس کے زخم پر باندھ کر اپنی قبا اس کے اُوپر ڈال دی - اس احسان کے بدلہ میں گدھے نے آپ کے حق میں دعائے خیر کی - جس کے اثر سے اسی وقت جذب و شوق کے عالم میں آپ حضرت یحییٰ بن معاذؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اُن سے فیوض حاصل کرنے کے بعد اپنے ماں باپ اور گھر وغیرہ کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیا -

○

۵۲۰ - مولانا علاؤالدین اصولی بدایونیؒ کے پاس ایک نو خریدہ لونڈی تھی مگر وہ ہر وقت روتی رہتی تھی - مولانا نے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا - کہ میرا ایک لڑکا تھا - میں اس سے جُدا ہو گئی ہوں "۔

یہ سُن کر مولانا لونڈی کو گھر سے باہر لے گئے اور اس کو اس راستہ پر چھوڑ دیا جس راستہ سے وہ آئی تھی -

○

۵۲۱ - ایک مرتبہ حضرت ابو عبداللہ جلاؒ نے حضرت عمرو دمشقیؒ سے بیان کیا کہ جس وقت میں نے اپنے والدین سے عرض کیا کہ مجھ کو خدا کے حوالے کر دو، تو انہوں نے میری استدعا قبول کر لی - چنانچہ میں گھر سے رخصت ہو گیا اور جب کافی عرصہ کے بعد واپس آ کر گھر کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے اپنا نام بتایا تو والدین نے اندر ہی سے جواب دیا -

"ہم خُدا کے سپرد کی ہوئی شے واپس نہیں لیتے" اور پھر کسی طرح بھی انہوں نے دروازہ نہ کھولا -

○

۵۲۲ - ایک روز سلطان محمدؐ تغلق نے شیخ نصیر الدین محمودؒ چراغ دہلوی کے لیے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا بھیجا - ایسے برتنوں میں کھانا بھیجنے کا مقصد شیخؒ کو تکلیف پہنچانا

تھا کہ اگر آپ کھانا کھانے سے انکار کردیں گے تو اسی بات کو ایذا رسانی کی وجہ بنا لیا جائے گا اور اگر کھا لیا جائے تو پوچھا جائے گا کہ آپ نے سونے چاندی کے ظروف میں کھا کر خلافِ شرع حرکت کیوں کی ؛

جب کھانا شیخ کے سامنے پیش کیا گیا تو کچھ نہ بولے ۔ آپ نے سونے کے پیالے سے تھوڑی سی یخنی نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھی اور پھر اس کو چکھا ۔ آپ کے اس عمل سے بد اندیش لوگ سخت شرمندہ ہوئے ۔

O

۵۲۳ ۔ حضرت ابو عمرؒ نے کہا کہ میں حضرت عثمان حیریؒ ہی کے دستِ مبارک پر تائب ہوا اور عرصہ دراز تک آپ کی خدمت میں رہ کر فیوضِ باطنی سے سیراب ہوتا رہا لیکن بعد میں جب میرا قلب معصیت کی جانب راغب ہوا تو میں نے آپ کی صحبت سے کنارہ کشی کا ارادہ کر لیا لیکن آپ نے اشارتاً فرمایا ۔

"میری صحبت چھوڑ کر غلیموں کی صحبت مت اختیار کر لینا کیوں کہ ان کو تمہارے گناہوں سے خوشی حاصل ہوگی ۔ لہٰذا جو گناہ کرنا ہو یہیں رہ کر کر لو ۔ تاکہ تمہارا وبال اپنے سر پہ لے لوں ۔"

یہ الفاظ آپ نے کچھ ایسے موثر انداز میں فرمائے کہ میں توبہ کر کے آپ کی خدمت میں مصروف ہو گیا ۔

O

۵۲۴ ۔ حضرت ابو عبداللہ جلاءؒ کسی حسین و جمیل یہودی کو بڑے غور سے تک رہے تھے کہیں سے حضرت جنیدؒ بھی آپ کے نزدیک آ کھڑے ہوئے ۔

حضرت ابو عبداللہؒ نے فرمایا ۔ "ایسی حسین صورت بھی جہنم میں جلے گی"۔

حضرت جنیدؒ نے فرمایا ۔" اس پہ نظر ڈالنا بھی داخلِ شہوت ہے ۔ اگر عبرت حاصل کرنا چاہتے ہو تو دنیا میں دوسری بھی بہت سی چیزیں ہیں ۔

O

۵۲۵ ۔ کسی نے حضرت ابو عبداللہ جلاءؒ سے فقر کا مفہوم پوچھا ۔ آپ اٹھ کر باہر چلے گئے اور کچھ وقفہ کے بعد آ کر بولے ۔" میرے پاس تھوڑی سی چاندی تھی ۔ اس کو خیرات کر آیا ۔ تاکہ

فقر کے موضوع پر گفتگو کر سکوں - لہٰذا اب سن لو کہ جس کے پاس کوئی چیز بھی نہ ہو، وہ فقر کا مستحق ہے -

O

۵۲۶ - جب سلطان محمدؒ تغلق نے شیخ قطب الدینؒ منوّر کو اپنے پاس طلب کیا تو آپ کے فرزند شیخ نورالدین جو اس وقت چھوٹی عمر کے تھے اپنے والد کے پیچھے پیچھے سلطان کے دربار میں چلے آئے - یہاں پہنچ کر ہجوم ملوک و امراء کی ہیبت و رعب سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ہوش و حواس کھو بیٹھے - اتنے میں شیخ قطب منوّرؒ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی اور انہوں نے کہا -" بابا نورالدین! عظمت و کبریائی صرف اللہ کے لیے ہے"۔ شیخ نورالدینؒ فرماتے ہیں کہ جونہی میرے کانوں میں یہ بات پہنچی میرے باطن میں تقویت آ گئی - یہاں تک کہ میرے دل سے دربار کا رعب و دبدبہ جاتا رہا -

O

۵۲۷ - حضرت ابو محمد رویمؒ فرماتے تھے - کہ بیس سال سے میری یہ کیفیت ہے کہ جس قسم کے کھانے کا تصور کرتا ہوں، فوراً مل جاتا ہے -

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ دوپہر میں مجھے شدت کی پیاس محسوس ہوئی تو میں نے ایک مکان سے پانی طلب کیا اور جب اندر سے ایک لڑکا پانی لے کر آیا تو میں نے پی لیا لیکن اس لڑکے نے کہا کہ یہ کس قسم کا صوفی ہے جو دن میں پانی پیتا ہے - چنانچہ اس دن سے آج تک میں نے کبھی دن میں پانی نہیں پیا -

O

۵۲۸ - حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میرا ایک جنگل سے گذر ہوا جہاں بہت سے درخت اور سبزہ زار تھا - میں وہاں کھڑے ہو کر اس جنگل کے پھولوں کا حسن اور اطراف کی سبزی دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں ایک آواز میرے کان میں آئی - جس سے میرے آنسو جاری ہو گئے اور رنج کی آگ بھڑک اٹھی -

میں اس آواز کی جانب بڑھا کیا دیکھتا ہوں کہ دامنِ کوہ میں ایک غار ہے اور وہ آواز وہاں سے آ رہی ہے - میں نے اس میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں ایک عابد ہے اور وہ کہہ رہا ہے" - پاک ہے تو اے خدا! جس کے شتاقوں کی تفریح باغِ طاعت میں ہے - پاک

ہے وہ ذات جس نے عقلمندوں کو یہ سمجھا دیا ہے کہ وہ اس کے غیر پر اعتماد نہیں کرتے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اہلِ محبت کے نفس کو دریائے محبت پر پہنچایا ہے اور وہ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں"۔

اتنا کہنے کے بعد وہ خاموش ہوا۔ میں نے آگے بڑھ کر کہا۔" السلام علیکم، اے غم کے دوست اور رنج کے ساتھی!"

اس نے جواب دیا۔" وعلیکم السلام، تم کیوں کر ایسے شخص کے پاس پہنچے جو جو لوگوں کے سوال سے ڈر کر تنہا رہتا ہے اور محاسبۂ نفس میں مشغول ہوا ہے اور لوگوں کے اقوال میں غور و خوض ترک کر دیا ہے"۔

میں نے کہا۔" مجھے نصیحت و عبرت کا شوق تمہارے پاس لایا ہے"۔

انھوں نے کہا۔" اے جوان! اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں محبت کے چقماق نے عشق کی آگ جلائی ہے۔ وہ شدتِ اشتیاق کے سبب ریاضِ ملکوت کی سیر کرتے پھرتے ہیں اور اُن کے واسطے حجاب وجبروت میں جو کچھ پوشیدہ ہے اس کا ملاحظہ کرتے ہیں"۔

میں نے کہا۔" ان کی تعریف کچھ بیان کریں"۔

فرمایا۔" وہ ایسے لوگ ہیں جو رحمتِ الٰہی کے غار میں پناہ گزین ہیں اور شرابِ محبت کے جام پیتے ہیں۔ اے میرے مالک! مجھے بھی ان لوگوں میں ملادے اور ان جیسے اعمال کی توفیق دے"۔

میں نے کہا۔" کچھ وصیّت فرمایئے"۔

فرمایا۔" اللہ تعالیٰ سے محبّت اس کے دیدار کے شوق پر کرو کہ وہ ایک دن اپنے اولیاءؒ کو اپنے جمال کی تجلّی دکھائیں گے"۔ اس کے بعد چند اشعار پڑھے۔

(ترجمہ اشعار) میرے بھی کبھی آنسو تھے، تُو نے انھیں فنا کر دیا۔ میری بھی پلکیں تھیں۔ تو نے انھیں خوناب کر دیا۔ میرا بھی جسم تھا جسے تو نے بوسیدہ کر دیا۔ میرا بھی دل تھا تو نے اُسے ضعیف کر دیا۔ اے میرے مالک! میری آنکھیں تھیں جن سے میں مخلوق کو دیکھتا تھا، تُو نے اندھی کر دیں۔ اب تیرا بندہ تجھی پر اعتماد رکھنے والا ہو گیا ہے اگر تُو چاہے تو آج سے پہلے بھی بلا سکتا تھا"۔

○

۵۲۹ - حضرت ابنِ عباسؓ کے دس لڑکے تھے - ایک مرتبہ دورانِ سفر ڈاکوؤں نے انہیں پکڑ کر ایک ایک کر کے ہر ایک کو آپ کے سامنے ہی قتل کر دیا لیکن آپ نے اس واقعہ سے کوئی اثر نہ لیا بلکہ آسمان کی جانب نظریں اٹھائے مسکراتے رہے اور جب دسویں لڑکے کا نمبر آیا تو ایک ڈاکو نے آپ سے کہا - "کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ باپ ہو کر کچھ تدارک کرنے کی بجائے کھڑے مسکرا رہے ہیں"۔

آپ نے فرمایا "ہر امر کا فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور وہ اپنی مصلحت سے جو کچھ بھی کرتا ہے اس میں بندے کو دم مارنے کی اجازت نہیں"۔

یہ سُن کر ڈاکوؤں پر عجیب کیفیّت طاری ہو گئی اور انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپ یہ بات پہلے کہہ دیتے تو آپ کے تمام صاحبزادے قتل ہونے سے بچ جاتے -

O

۵۳۰ - ایک دفعہ ایک یہودی نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا "آپ ہم کو کیا کہتے ہیں؟"

آپ نے جواب دیا "دشمنِ خُدا"۔

پھر یہودی نے پوچھا "اپنے آپ کو کیا کہتے اور سمجھتے ہو؟"

آپ نے فرمایا "دوستِ خُدا"۔

اس پر یہودی بولا "خبردار، صرف نام پر مغرور نہ ہونا کہ ایک وقت میرے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا - مَیں نے اس کا نام خالد رکھا (خالد کے معنی ہمیشہ رہنے والا کے ہیں) مگر وہ پہلے دن ہی مر گیا -

O

۵۳۱ - روایت ہے کہ بشر حافیؒ اپنے عیاشی کے زمانہ میں ایک دن اپنے گھر میں تھے اور ان کے ہمراہ ان کے ساتھی بھی موجود تھے - شراب و سرود کی محفل گرم تھی - ان کے دروازے پر سے ایک بزرگ کا گزر ہوا - انہوں نے دستک دی -

اندر سے ایک باندی نکلی - اس سے سوال کیا "اس گھر کا مالک آزاد ہے یا غلام؟"

لونڈی نے جواب دیا - "آزاد ہے"۔

بزرگ بولے "جبھی تو عیش و طرب میں مصروف ہے - اگر غلام ہوتا تو غلام جیسے فعل کرتا اور آدابِ عبودیت بجالاتا اور لہو و لعب چھوڑ دیتا"۔

بشر حافیؒ نے اس بزرگ کی گفت گو سن لی۔ وہ ننگے پاؤں اور ننگے سر دروازے کی طرف دوڑے اتنے میں وہ بزرگ چلے گئے۔ لونڈی سے پوچھا "سچ بتا تجھ سے کون باتیں کر رہا تھا" اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ بشر حافیؒ ان کے پیچھے گئے، وہ مل گئے تو ان سے دریافت کیا کہ آپ ہی تھے جنہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر لونڈی سے گفت گو کی تھی۔"
آپ نے اثبات میں سر ہلایا۔ تو بشر حافیؒ بولے، "ذرا ایک بار پھر فرمائیے جو کچھ آپ نے فرمایا تھا"۔
انہوں نے وہی باتیں دوہرائیں۔ یہ سن کر بشر حافیؒ زمین پر لوٹنے لگے اور کہتے جاتے تھے۔ "وہ غلام ہے، غلام ہے"
بشر حافیؒ ننگے سر ننگے پاؤں گھومتے پھرتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کا نام حافی (یعنی ننگے پاؤں والا) ہو گیا۔
لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ آپ ننگے پاؤں کیوں چلتے ہیں۔ جوتے کیوں نہیں پہنتے۔"
آپ نے فرمایا "جب میں نے اللہ سے مصالحت کی تھی تو اس وقت ننگے پاؤں تھا اور وہ خوف کا وقت تھا۔ اس لیے میں مرتے تک اسی حالت میں رہوں گا۔
ننگے پاؤں پھرنے کے سلسلہ میں یہ ایک دوسری روایت ہے جو پہلی روایت سے مختلف ہے۔
ایک دفعہ ایک چھوٹی سی لڑکی نے کہا کہ اگر دو دانگ کی جوتی خرید لیتے تو حافی کا نام جاتا رہتا۔ یعنی شہرت نہ ہوتی۔

○

۵۲۲۔ کسی درویش نے اپنی کملی میں حضرت ابراہیم بن داؤد رقیؒ کے پیراہن کا ایک ٹکڑا سی رکھا تھا۔ ایک دفعہ وہ درویش جنگل میں گیا تو اس پر شیر حملہ آور ہوا۔ جب وہ شیر نزدیک پہنچا تو بجائے حملہ کرنے کے درویش کے قدموں میں سر جھکا کر خاموشی سے واپس لوٹ گیا۔

○

۵۲۳۔ حضرت یوسف اسباطؒ تارک الدنیا اور عظیم عابد و متقی تھے۔ آپ نے ترکہ میں ملے ہوئے ستر ہزار دینار میں سے ایک پائی بھی اپنی ذات پر خرچ نہ کی بلکہ کھجور کے پتے بیچ کر اپنا خرچ چلایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ایک گدڑی میں چالیس سال کا عرصہ گذار دیا۔

ایک دفعہ آپ نے لوگوں سے فرمایا "حصولِ زر کے لیے تعلیمِ قرآن خدا کے ساتھ تمسخر ہے۔ صدق کی چھ علامتیں ہیں۔ قلب و زبان کو درست کھنا۔ قول و فعل میں مطابقت قائم رکھنا۔ اپنی تعریف کی خواہش نہ کرنا۔ حکومت اختیار نہ کرنا۔ دُنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دینا۔ نفس کی مخالفت کرنا۔"

O

۵۲۴۔ روایت ہے کہ حضرت منصور حلاجؒ کا واقعہ حضرت عمرو بن عثمان مکیؒ کی بددعا کی بدولت ظہور میں آیا تھا کیوں کہ منصورؒ کو آپ نے ایک دن کچھ تحریر کرتے ہوئے دیکھ کر سوال کیا کہ کیا تحریر کر رہے ہو؟
انہوں نے کہا کہ میں ایک ایسی عبارت تحریر کر رہا ہوں جو قرآن کا مقابلہ کر سکے۔ یہ سُنتے ہی حضرت عمرو بن عثمانؒ نے غضب ناک ہو کر وہ بددعا دی تھی جس کی وجہ سے منصورؒ کو وہ واقعہ پیش آیا۔

O

۵۲۵۔ حضرت ابوسعید خرازؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواب میں میں نے ابلیس کو ڈنڈا مارنے کا قصد کیا۔ جس پر غیب سے آواز آئی کہ ابلیس ڈنڈے سے خائف ہونے والا نہیں۔ یہ تو صرف قلبِ مومن کے نور سے ڈرتا ہے۔"
جب میں نے ابلیس کو اپنے پاس آنے کے لیے کہا تو اس نے جواب دیا۔ "تارک الدنیا لوگ میرے قریب میں نہیں آسکتے البتہ تمہاری صحبت میں چوں کہ لڑکے رہتے ہیں۔ اس لیے شاید تم کبھی میرے فریب میں آجاؤ۔

O

۵۲۶۔ ایک دفعہ حضرت ابوالحسن نوریؒ نے ایک دہکتا ہوا انگارہ ہاتھ میں لے کر مسل دیا۔ جس کی وجہ سے آپ کا ہاتھ کالا ہو گیا۔ اُسی دوران خادمہ نے آپ کے سامنے دودھ اور روٹی لا کر رکھی۔ آپ نے ہاتھ دھوئے بغیر کھانا شروع کر دیا۔
آپ کے اس فعل سے خادمہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ انتہائی بدتمیزی کی بات ہے ابھی وہ اسی خیال میں کھڑی تھی کہ باہر سے شاہی سپاہیوں نے آکر خادمہ کو یہ کہتے ہوئے گرفتار کر لیا کہ اُس نے فلاں شخص کا زیر جامہ چُرایا ہے۔ اس لیے تجھے کوتوال کے سامنے

پیش ہونا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے خادمہ کو زدوکوب بھی کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا "اس کو مت مارو، تمہارا زیر جامہ ابھی مِل جائے گا۔"
چنانچہ اسی وقت ایک شخص نے زیر جامہ سپاہیوں کے حوالے کر دیا اور وہ خادمہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ نے خادمہ سے فرمایا "میری بدتمیزی ہی تیرے کام آگئی۔"
یہ سُن کر خادمہ نے اپنا سر جُھکا لیا۔

○

۵۲۷ ۔ جب حضرت جلال الدین سُرخ بخاریؒ ہندوستان آ رہے تھے تو اثنائے سفر میں ایک ساتھی نے آپ کو اشرفیوں کی ایک تھیلی دی اور کہا "میں یہ تھیلی ہندوستان جا کر آپ سے واپس لے لوں گا۔"
اتفاقاً راستہ میں قزاقوں نے لُوٹا تو وہ تھیلی بھی ان بدبختوں کے پاس چلی گئی۔ جب آپ ہندوستان پہنچے تو آپ کا وہ ساتھی جو اس حقیقت سے آگاہ تھا کہ اس کی تھیلی ڈاکوؤں نے لُوٹ لی تھی آزمائش کے طور پر آپ سے سخت تقاضا کے ساتھ اپنی اشرفیوں کی تھیلی طلب کرنے لگا۔
آپ اسے ساتھ لے کر دریا کے کنارے پر تشریف لے گئے پھر دریا میں ہاتھ ڈال کر من و عن وہی تھیلی نِکال کر اُسے دے دی۔ وہ شخص آپ کی یہ کرامت دیکھ کر آپ کی عظمت اور بزرگی کا دِل وجان سے قائل ہو گیا۔

○

۵۲۸ ۔ ایک دہریہ نے اپنے تین سوال مشتہر کیے اور ان کے ساتھ اعلان کیا کہ میرے ان تین سوالوں کا جواب جو کوئی عالم دے دے تو میں خدا کی ہستی پر ایمان لے آؤں گا۔ اس کے سوال یہ تھے۔
۱۔ خدا کو جب کسی نے دیکھا نہیں تو پھر کلمہ میں اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ کر یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ بغیر دیکھے کے گواہی کیوں ؟
۲۔ جو کرتا ہے خدا کرتا ہے پھر کسی گناہ پر بندہ مجرم کیوں جب کہ کرنے والا خدا ہے۔
۳۔ شیطان از روئے قرآن آگ سے بنا ہے اور خدا اُسے دوزخ میں ڈالے گا، تو اس کا کیا بگڑ سکتا ہے کیوں کہ اگر دوزخ میں آگ ہے تو شیطان خود بھی آگ ہے پھر آگ آگ میں ڈال دی جائے تو آگ کا کیا نقصان ؟

کئی دنوں تک اُس کے سوالوں کا جواب کسی سے بن نہ پڑا۔ وہ دین و مذہب کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے لگا۔ اتفاقاً ایک روز شہر سے باہر نکلا تو باہر میدان میں ایک مجذوب بیٹھے دکھائی دیئے۔ ان کے پاس مٹی کے بڑے بڑے ڈھیلے پڑے تھے۔

اُس بزرگ نے اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا "سُنا ہے کہ آپ کے کچھ سوال ہیں اور آپ کو گلہ ہے کہ کسی نے اُن کا جواب نہیں دیا۔

دہریہ نے جواب دیا۔ "جواب کوئی کیا دے گا میرے سوال ہی لاجواب ہیں"۔

اس پر بزرگ کے پوچھنے پر دہریہ نے اپنے تینوں سوال دوہرائے۔

بزرگ نے سوالوں کو سُن کر جواب دیا۔ "مَیں دوں ان سوالوں کے جواب"۔

دہریہ نے اثبات میں سر ہلایا تو بزرگ نے ایک بہت بڑا مٹی کا ڈھیلا اٹھایا اور دہریہ کے سر پر دے مارا۔ دہریہ کا سر پھٹ گیا۔ وہ اسی وقت قاضی کے روبرو جا پیش ہوا اور سارا واقعہ سُناتے ہوئے کہا۔ "اسے میرے سوالوں کا جواب دینا نہیں آیا۔ اسی لیے مجھے ڈھیلا مار دیا"۔

قاضی نے اُسی وقت بزرگ کو اپنی عدالت میں بلوا بھیجا۔ جب وہ عدالت میں حاضر ہو گئے تو قاضی نے اُن سے پوچھا۔ "تم نے اس کے سر پر ڈھیلا کیوں مارا ہے؟"

آپ نے فرمایا۔ "مَیں نے اس کے تینوں سوالوں کا جواب دیا ہے"۔

قاضی نے پوچھا "وہ کیسے؟"

آپ نے فرمایا۔ "وہ ایسے کہ اس کا پہلا سوال یہ تھا کہ خدا کو دیکھے بغیر اس کی گواہی کیوں دی جاتی ہے؟ اب مَیں اس سے پوچھتا ہوں کہ کیوں صاحب مَیں نے جو آپ کو ڈھیلا مارا ہے تو آپ کے سر پر کیا ہوا ہے؟"

دہریہ بولا۔ "میرا سر پھٹ گیا ہے اور سر میں سخت درد ہو رہی ہے"۔

آپ نے پوچھا۔ "جو درد ہو رہا ہے اس کی گواہی کون دے گا؟"

وہ بولا۔ "مَیں خود گواہی دیتا ہوں کہ میرے درد ہو رہی ہے"۔

بزرگ بولے۔ "یہ درد تم نے دیکھی ہے"۔

اس نے نفی میں جواب دیا اور بولا "درد کو دیکھا تو نہیں لیکن محسوس تو ہو رہا ہے"۔

آپ نے فرمایا۔ "خدا ہم نے دیکھا تو نہیں لیکن وہ اپنی قدرتوں سے معلوم تو ہو رہا ہے"۔

اس پر دہریہ نے اقرار کیا کہ اس کا پہلا سوال حل ہو گیا ہے۔

بزرگ پھر بولے کہ "تمہارا دوسرا سوال یہ تھا کہ جو کرتا ہے خدا کرتا ہے، بندے کا تعلق کیا۔ اگر یہی بات ہے تو پھر تم نے مجھے عدالت میں کیوں بلوایا۔ ڈھیلا بھی خدا نے مارا ہے میرا کیا قصور؟"

دہریہ بولا "میرا دوسرا سوال بھی حل ہو گیا لیکن میرا تیسرا سوال ابھی باقی ہے۔

آپ نے جواب دیا "اس سوال کا جواب بھی دیا جا چکا ہے۔ تمہارا سوال یہ تھا کہ شیطان بھی آگ اور دوزخ بھی آگ پھر ایک آگ کا دوسری آگ میں پڑ کر کیا نقصان ہو سکتا ہے۔ پھر انہوں نے دہریہ سے سوال کیا۔ "تم کس چیز سے بنتے ہو؟

وہ بولا۔ "مٹی کا بنا ہوا ہوں۔"

آپ نے فرمایا اور یہ جو ڈھیلا میں نے تم کو مارا تھا کس چیز کا تھا"

اس نے جواب دیا۔ "یہ مٹی کا بنا ہوا ہے"۔

بزرگ بولے "بس جس طرح مٹی نے مٹی کو لہولہان کر دیا ہے اسی طرح آگ بھی آگ کا بیڑہ غرق کر دے گی"

اس پہ دہریہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اقرار کیا کہ اس کے تینوں سوالوں کے جواب مل گئے ہیں۔ اس لیے میں سچے دل سے مسلمان ہوتا ہوں۔

O

۵۳۹۔ حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری جماعت کی نماز جاتی رہی۔ اس کے افسوس کرنے کے لیے میرے پاس صرف ابو اسحاق بخاریؒ ہی تشریف لائے۔ حالانکہ اگر میرا بچہ مر جاتا تو افسوس کے لیے ایک ہزار آدمی سے زیادہ آتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک دُنیا کی مصیبت کے مقابلہ میں دین کی مصیبت کوئی وقعت اور اہمیت نہیں رکھتی۔

O

۵۴۰۔ بابا بلھے شاہؒ (اصل نام عبداللہ شاہ) کے ایک خادم نے پانچ حج کیے تھے اور چھٹا حج کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ آپ نے اُسے حج پر بھیجنے کا وعدہ کر لیا تھا۔ جب روانگی کا وقت گذر گیا اور اس نے اس طرف توجہ نہ دی تو وہ غمگین رہنے لگا۔

ایک دن اس کو غمگین دیکھ کر شاہ صاحبؒ نے اُس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے آپ کو حج کرانے کا وعدہ یاد دلایا۔

شاہ صاحب نے فرمایا۔ "اس میں رنجیدہ ہونے کی کیا بات ہے۔ ذرا آنکھیں بند تو

کرو۔" اس نے آنکھیں بند کیں تو خود کو بیت اللہ شریف میں قصور کے حاجیوں کے رو برو پایا۔ اس کے بعد اس کو دوبارہ آنکھیں بند کرنے کو کہا۔ اس نے آنکھیں بند کیں تو خود کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک پر موجود پایا۔

جب قصور کے حاجی واپس آئے تو انہیں بڑا تعجب ہوا کہ وہ شخص اتنی جلدی خانہ کعبہ اور مدینہ منوّرہ سے واپس کیونکر پہنچ گیا۔ کیوں کہ ان لوگوں نے خود اُسے وہاں موجود پایا تھا۔

O

۵۴۱ ۔ ایک شہر میں ایک قاضی تھا جس کا نام نوح بن مریم تھا۔ ایک روز اس نے ایک غلام خریدا جس کا نام مبارک تھا۔ مبارک خدا کی اس طرح عبادت کرتا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہوتی تھی۔

قاضی نے اسے اپنے باغ کا محافظ بنا دیا تھا۔ تین سال کے بعد قاضی باغ میں گیا اور مبارک سے کہا۔ "میرے لیے ایک میٹھا انار لاؤ۔"

وہ ترش انار لے آیا۔ قاضی نے اُسے پھر بھیجا تو اب کے بھی وہ ترش ہی لایا۔ اس طرح قاضی نے کئی بار بھیجا مگر وہ ہر بار ترش ہی انار لایا۔

آخر قاضی نے اسے کہا۔ "میں تجھے میٹھا انار لانے کو کہتا ہوں اور تو ترش انار لے آتا ہے۔ کیا تو تین سال کے عرصہ میں میٹھے اور ترش انار میں تمیز نہیں کر سکا۔"

مبارک نے کہا۔ "مجھے آپ نے اناروں کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے، کھانے کیلئے نہیں۔"

قاضی نے پوچھا۔ "سچ کہہ تو نے تین سال کے عرصہ میں کوئی انار نہیں کھایا۔"

اس نے جواب دیا۔ "میں اپنے آقا کی اجازت کے بغیر کیوں کر انار کھا سکتا تھا۔"

قاضی نے اسے اس قدر زاہد اور متقی سمجھ کر آزاد کر دیا اور اس سے اپنی لڑکی بھی بیاہ دی۔

حضرت مبارک نے چالیس روز تک اپنی بیوی سے جماع نہ کیا۔ ایک دن لڑکی نے اپنی والدہ کے آگے یہ بات ظاہر کر دی اور حضرت مبارک کو بھی کسی ذریعہ سے اس بات کا علم ہو گیا۔

مبارک نے بتایا۔ "میں نے چالیس روز تک اس لیے جماع نہیں کیا کہ شاید اس نے کوئی مشتبہ لقمہ کھایا ہو اور حرام کا چالیس روز تک اثر رہتا ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ مشتبہ لقمہ کا اثر اس کے اندر نہ رہے۔

چالیس روز کے بعد حضرت مبارک نے اپنی بیوی سے صحبت کی جس سے لڑکا پیدا ہوا اس کا نام عبداللہ رکھا۔ اور وہی مستجاب الدعوات ہوئے ہیں۔ جو عبداللہ بن مبارکؒ کے

نام سے مشہور رہیں ۔

O

۵۴۲ ۔ شیخ اسحق ؒ نے جمعہ کے دن اپنی خادمہ سے فرمایا کہ گھر میں جو کچھ ہے لے آو ۔ تاکہ میں باہر نکال دوں ۔

خادمہ نے کہا ۔ "آپ کے گھر میں رکھا ہی کیا تھا جو آج ہو گا "

آپؒ نے فرمایا ۔ "جو کچھ ہے تھوڑا یا بہت لے آؤ "

خادمہ وہی کچھ لے آئی ۔ دو تین سیر غلہ اور ایک دو پرانے کپڑے تھے ۔ آپ نے وہ فقیروں کو دے دیئے پھر فرمایا "سماع سننے کو جی چاہتا ہے ۔ کسی مطرب کو بلاؤ ۔"

آپ سے کہا گیا "کہ آپ کے پاس رکھا ہی کیا ہے جو مطرب کو دیں گے "

آپ نے فرمایا ۔ "اپنی دستار اور چادر جو پہنے ہوئے ہوں ، دے دوں گا ۔" اسی اثنا میں ایک دوست کے گھر گئے جس کے پڑوس میں مطرب گا رہے تھے ۔ اس کو سن کر آپ بہت روئے اور وجد کی حالت طاری ہو گئی ۔ لوگ آپ کو گھر لے آئے ۔

تھوڑی دیر بعد قیلولہ کر کے اٹھے اور فرمایا کہ آج جمعہ ہے ، میں نے غسل نہیں کیا ہے پھر حجام کو بلایا اور دوستوں سے رخصت طلب کی ۔ پھر فرمایا کہ آج قرآن سے اپنا وظیفہ نہیں پڑھا ہے ۔

قرآن شریف منگوایا اور وظیفہ پڑھ کر ایسے سوئے کہ اللہ کو پیارے ہو گئے ۔

O

۵۴۳ ۔ ایک شخص حضرت معین الدین چشتیؒ کی جان لینے کی غرض سے آپ کے پاس آیا ۔ آپ کو اس کے ارادۂ بد کا غیب سے علم ہو گیا ۔ اس شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بڑی عقیدت و ارادت کا اظہار کیا ۔

آپ نے اس سے فرمایا "تم جس ارادہ سے میرے پاس آئے ہو اس کو پورا کرو ۔" یہ سنتے ہی وہ شخص تھر تھر کانپنے لگا اور عجز و انکسار سے یہ کہنے لگا ۔ "میری ذاتی خواہش یہ نہ تھی بلکہ مجھے لالچ دے کر مجبور کیا گیا تھا کہ میں اس نازیبا حرکت کا ارتکاب کروں "

اتنا کہنے کے بعد اس نے اپنی بغل سے ایک چھرا نکالا اور آپ کے سامنے رکھ دیا اور کہنے لگا "آپ مجھے اس کی سزا دیجئے "

آپ نے فرمایا "اللہ کے بندوں کا شیوا بدلہ لینا نہیں ہے۔ جاؤ میں نے تجھے معاف کیا"۔
وہ شخص فوراً آپ کے قدموں پر گر کر تائب ہوا اور آپ کی خدمت میں باقی زندگی گذار دی۔

O

۵۴۴۔ قاضی حمید الدین ناگوری جب ہندوستان آئے اور دہلی میں رہنے لگے تو سماع کی محفلیں جمنے لگیں۔ جن میں شریک ہونے والے درویشوں کو وجد آتا۔ بادشاہ التمش کے چند علماء دربار نے اس کو آمادہ کیا کہ وہ قاضی صاحب کو سماع سے منع کرے۔
چنانچہ سلطان نے قاضی حمید الدین ناگوری کو بلوایا اور جب وہ آئے تو بڑی عزت سے انہیں اپنے پاس بٹھایا۔ پھر ان علماء کو بلوا کر کہا۔ کہ وہ خود قاضی صاحب سے سوال کریں۔ انہوں نے کہا۔ "بتائیے شرع اسلام میں سماع (قوالی) حرام ہے یا حلال"؛
قاضی صاحب نے جواب دیا کہ "قال پر حرام ہے اور اہلِ حال پر حلال"۔
اس کے بعد سلطان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ کو وہ رات یاد ہے جب آپ کے مالک کے گھر پر درویش قوالی سن رہے تھے اور آپ اپنے مالک کے حکم سے رات بھر چراغ کا گل کتر رہے تھے اور درویشوں نے آپ پر لطف کی نظر ڈالی تھی۔ آج یہ اسی نظر کی برکت ہے جس کی برکت سے آپ تختِ سلطنت پر بیٹھے ہیں۔
یہ سن کر سلطان کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور رقت طاری ہوگئی۔ اس نے قاضی صاحب کو اپنے برابر بٹھالیا۔ اس کے بعد سے وہ خود سماع کی محفلوں میں شریک ہونے لگا اور درویشوں کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتا رہا۔
یاد رہے کہ بادشاہ التمش کسی زمانے میں غلام تھا۔ حضرت حمید الدین ناگوری نے بادشاہ کو اس کے عہدِ غلامی کی یاد دلائی ہے۔

O

۵۴۵۔ کسی عورت نے حضرت جنید بغدادی سے اپنے گم شدہ بیٹے کے مل جانے کے لیے عرض کی۔ آپ نے اسے فرمایا "صبر سے کام لو"۔ یہ سن کر وہ عورت چلی گئی اور کچھ روز صبر کرنے کے بعد پھر خدمت میں حاضر ہوئی لیکن پھر آپ نے صبر کی تلقین فرمائی۔ وہ عورت پھر واپس ہوگئی لیکن جب طاقتِ صبر بالکل نہ رہی تو پھر حاضر ہو کر عرض کیا کہ "اب تاب صبر بھی نہیں ہے"۔

آپ نے فرمایا کہ اگر تیرا قول درست ہے تو جا تیرا بیٹا تجھے مل گیا"۔ اس پر جب وہ عورت اپنے گھر میں داخل ہوئی تو بیٹے کو بیٹھے ہوئے پایا۔

○

۵۴۶ - ایک دن ایک بوڑھے نے حضرت شیخ بایزیدؒ کے پاس آکر توبہ کی اور آپ کا مرید ہوا۔ اور کہا" افسوس بوڑھا ہو گیا ہوں اور آپ کی خدمت میں بے وقت حاضر ہوا ہوں"۔
آپ نے فرمایا" چونکہ تم مرنے سے پہلے آئے ہو۔ اس لیے بروقت آئے ہو"۔
چنانچہ تھوڑے دنوں میں وہ بوڑھا عارف ہو گیا۔ جناب رسولِ خداؐ کا فرمان ہے۔ آدمی کے آخری سانس کے وقت تک خدا اس کی توبہ قبول کرتا ہے"۔

○

۵۴۷ - خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں مَیں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی خدمت میں مشغول تھا۔ ایک دفعہ ہم ایک ایسے بیابان میں پہنچے۔ جہاں کسی جاندار کا نام و نشان تک نظر نہ آتا تھا۔ تین دن اور تین راتیں ہم متواتر اس بیابان میں چلتے رہے۔ آخر معلوم ہوا کہ اس بیابان کے نزدیک ایک پہاڑ ہے۔ اس میں ایک بزرگ رہتے ہیں۔
جب ہم اس پہاڑ کے قریب پہنچے تو خواجہ صاحبؒ نے مجھے اپنے قریب بلایا اور مصلّے کے نیچے سے دو تازہ گرم روٹیاں نکال کر دیں اور کہا کہ" یہ دو روٹیاں پہاڑ کے اندر ایک بزرگ بیٹھے ہیں ان کو دے آؤ"۔
مَیں روٹیاں لے کر اُن کی خدمت میں گیا اور سلام عرض کرکے پیش کر دیں۔ انہوں نے ان میں سے ایک روٹی تو اپنے افطار کے لیے رکھ لی اور ایک مجھے دے دی۔ پھر انہوں نے اپنے مصلّے کے نیچے ہاتھ ڈال کر چار کھجوریں نکالیں اور فرمایا" یہ شیخ معین الدینؒ کو پہنچا دو"۔ جب میں نے آکر وہ کھجوریں خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں پیش کیں تو آپ بہت خوش ہوئے۔

○

۵۴۸ - جب کسی کا فاتحہ قُل ہوتا تو حضرت وارث علی شاہ کھانا تناول نہ فرماتے۔ بروز عاشورۂ محرّم جب تک تعزیہ چوک سے نہ اُٹھ جاتا، آپ کھانا نہ کھاتے۔ آفتاب یا ماہتاب

میں جب گرہن پڑتا۔ جب تک وہ صاف نہ ہوجاتے وہ آپ کھانا نہ کھاتے۔ پانی کے برتن بند رکھنے کو آپ اندر زنانے میں اکثر فرماتے تھے۔

شاہ فضل شاہ صاحب مرحوم راوی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شاہ صاحبؒ شاہ مینا صاحبؒ کے مزار پر تشریف لے چلے، ہم بھی ہمرکاب تھے۔ جب گول دروازہ کے نزدیک پہنچے فرمایا کہ "فضل حسین تھوڑے سے بتاشے مول لیتے آؤ۔"

میں نے حسب الحکم بتاشے تول لیے مگر راستہ میں عرض کیا اور کوئی مٹھائی حکم ہو تو لیتا آؤں آپ نے فرمایا کہ نہیں بتاشہ اچھی چیز ہے۔ اس کے کھانے کے وقت جو چرچراہٹ ہوتی ہے اس سے اللہ کا نام نکلتا ہے۔ قل یا فاتحہ میں بتاشے شریک کرنا عمدہ بات ہے۔

O

۵۴۹ ۔ بعض بزرگانِ دین سے مروی ہے کہ ایک قوم نے ایک خوب صورت عورت کو جو حسن میں لاثانی تھی، مشورہ دیا کہ وہ ربیع ابن خثیمؒ کو چھیڑے۔ اس طرح شاید وہ کسی فتنہ میں پڑ جائیں۔ اس قوم نے اس کام کے لیے عورت کو ہزار درہم دینے ٹھہرائے۔

چنانچہ وہ عمدہ لباس اور زیور سے آراستہ ہو کر جب حضرت نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے، تو سامنے آکھڑی ہوئی۔ اس نے چہرے سے نقاب ہٹائی ہوئی تھی۔

آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا "اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ پر بخار نازل ہوگا۔ تیرے چہرے کا رنگ اُڑ جائے گا۔ یا تجھ پر ملک الموت نازل ہو کر تیری رگِ جاں کاٹ ڈالے گا۔ یا تجھ سے منکر نکیر سوال کریں گے۔"

یہ سنتے ہی اس عورت نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ راوی کہتا ہے۔ کہ قسم ہے اللہ کی جب اُسے افاقہ ہوا تو ایسی عبادت گذار بن گئی کہ جس دن وہ مری ہے۔ جیسے وہ درخت کی طرح خشک وسیاہ تھی۔

O

۵۵۰ ۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ میری والدہ کا انتقال ماہ جمادی الآخر کی پہلی تاریخ کو ہوا۔ اس مہینہ کی رات کو جب نیا چاند دیکھا تو میں نے اُن کے قدموں میں سر رکھا اور معمول کے مطابق نئے چاند کی مبارک دی۔

اُس وقت اُن کی زبان مبارک سے نکلا۔ "کہ ماہ آئندہ کے غرہ میں کس کے قدموں میں سر

رکھو گے ۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ اُن کا انتقال قریب ہے ۔ میری حالت غیر ہو گئی اور مَیں رونے لگا ۔ عرض کیا ۔" اے مخدومہ ! مجھ غریب بے چارہ کو کس کے سپرد کرتے ہو"؟

فرمایا ۔" اس کا جواب صبح کو دوں گی"۔ اور فرمایا کہ رات شیخ نجیب الدین متوکل کے گھر میں رہو ۔

ان کے فرمان کے مطابق مَیں وہیں رہا ۔ آخر شب صبح کے قریب لونڈی آئی کہ مخدومہ آپ کو بلاتی ہیں ۔ جب مَیں پہنچا ۔ تو فرمایا ۔" رات کو تم نے ایک بات پوچھی تھی اور مَیں نے اس کے جواب کا وعدہ کیا تھا ۔ اب مَیں کہتی ہوں"۔ پھر فرمایا ۔" داہنا ہاتھ کون سا ہے ؛ اس کو پکڑ کر فرمایا ۔" خداوندا ! اس کو تیرے سپرد کرتی ہوں"۔ یہ کہہ کر جان بحق تسلیم کی ۔

○

۵۵۱ ۔ ملا محمد نارنولی کہتے ہیں کہ میری ماں کہتی تھیں کہ جب تو شیر خوار بچہ تھا تو ایک دفعہ ایسا بیمار ہوا کہ زندگی کی اُمید جاتی رہی ۔ اللہ دین مجذوبؒ ہمارے محلہ کے نزدیک سے گذرے اور ایک شخص کو آب خورہ کی مٹی دے کر کہا کہ یہ مٹی فلاں مکان میں لے جاؤ ۔

اس شخص نے وہ مٹی لے کر مجھ کو دے دی اور مَیں نے تعویذ بنا کر تیرے بازو میں باندھ دیا ۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو صحت دی ۔ تیرے والد گئے اور اللہ دین کو گھر میں لائے تاکہ کچھ کھلائیں ۔ اللہ دین کہنے لگے" خدایا ! کچھ گرم ، کچھ سرد ، کچھ کھٹا ، کچھ میٹھا ۔

تمہارے والد نے اُسی وقت چاول پکوائے اور ان کے ساتھ شکر اور دہی بھی دیا ۔ وہ کھا کر واپس چلے گئے ۔

○

۵۵۲ ۔ کہتے ہیں کہ کسی ستار نواز کی بینائی جاتی رہی تھی ۔ اُسے حضرت مہر علی شاہ صاحبؒ کے پاس لایا گیا ۔ آپ نے اُسے ہدایت کی کہ آج رات ستار پر کونسا راگ بجا کر سناؤ ۔ ستار بجانے والے نے ایسا ہی کیا ۔ آپ برابر کے کمرے میں کواڑ بند کر کے راگ سُن رہے تھے ۔

راگ جب عروج پر پہنچا تو اچانک ایسا محسوس ہوا کہ کوئی چیز نیچے آ گری ہو ۔ ساتھ ہی ستار نواز کی آنکھیں روشن ہو گئیں ۔ اُس کے ہاتھوں میں خوشی سے رعشہ آ گیا ۔ اُس نے اپنے ساتھی سے کہا ۔" مجھے دکھائی دے رہا ہے"۔

ساتھی نے کہا ۔" ساز بے سُرا نہ ہو"۔

پھر اس نے حضرت کے حجرہ میں ایک جھری سے جھانک کر دیکھا تو آپ سجدے میں گرے ہوئے تھے۔ سجدے ہی میں آپ نے کہا۔

"بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔ اپنی آنکھیں لے جاؤ۔ میری آنکھوں کے لیے دعا کرو کہ درست رہیں۔"

○

۵۵۳ ـ حضرت جنید بغدادیؒ کے وعظ کے دوران ایک آتش پرست مسلمانوں کے بھیس میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کی "کہ حضور اکرمؐ کا یہ فرمان ہے کہ مسلمان کی فراست سے بچتے رہو۔ کیوں کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے"

یہ قول سن کر آپ نے فرمایا کہ اس کا مقصد تو یہ ہے کہ تجھے مسلمان ہو جانا چاہیے۔ آتش پرست اس کرامت سے ایسا متاثر ہوا کہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

○

۵۵۴ ـ حضرت وارث علی شاہؒ جس جہاز پر بیت اللہ شریف کو روانہ ہوئے۔ اس کے ناخدا محمد تقی تھے۔ آپ کو تین دنوں تک کھانا کھانے کی نوبت نہ آئی۔ جہاز چلتے چلتے دفعتاً رک گیا تو ناخدا کو سخت پریشانی ہوئی۔

اسی رات کو محمد ضیاء الدین ملک التجار نے خواب میں دیکھا کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "تم تنہا خور ہو"

ملک التجار صاحب نے بیدار ہو کر سوچا کہ کوئی ایسا غیور اور متوکل مسافر جہاز پر سوار ہے جو دعوتِ عام میں شرکت سے شرم محسوس کرتا ہے۔ انھوں نے پھر دعوتِ عام کی۔ اور جب مسافر دسترخوان پر آ گئے تو رجسٹر سے نام ملائے۔ حضرت وارث علیؒ کا نام نامی جب دیکھا تو آپ کو موجود نہ پایا۔

تلاش کرنے پر آپ کو ایک گوشے میں پایا۔ آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ صرف دو تین لقمے تناول فرمائے۔ اسی وقت جہاز چلنا شروع ہو گیا۔

○

۵۵۵ ـ جب بادشاہ نصیر الدین ہمایوں گجرات کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے اس بارے میں فال لینے کے لیے کسی شخص کو حضرت شاہ منصور مجذوبؒ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے پیام لانے

والے کے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر اس کے پر توڑ ڈالے۔ پھر تیر ترکش میں رکھ دیا۔
اس شخص نے لشکرِ سلطانی میں واپس آکر بادشاہ کے روبرو کیفیتِ حال عرض کی۔
بادشاہ نے فرمایا۔ "یہ اس بات کی علامت ہے کہ ہم کو فتح نصیب نہ ہوگی اور ہمارا لشکر پریشان ہو جائے گا مگر اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اگرچہ ہمارا لشکر پریشان و ابتر ہو جائے گا لیکن ہماری ذات محفوظ رہے گی۔"

O

۵۵۶۔ کسی دولت مند نے اپنے غلام کو بازار سے کچھ خریدنے کے لیے بھیجا۔ وہ غلام راستے میں حضرت منصور عمار کا وعظ سننے لگا۔ وہیں ایک نادار درویش بھی کھڑا تھا جس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ "کون شخص ہے جو اس کو چار درہم دے کر مجھ سے چار دعائیں لے۔"
یہ سن کر اس غلام نے جو چار درہم کا سامان خریدنے کے لیے بازار آیا تھا اس درویش کو چاروں درہم دے دیئے اور جب آپ نے غلام سے پوچھا کہ اپنے حق میں کیا دعائیں چاہتا ہے تو اس نے عرض کی۔
"اول میں آزاد ہو جاؤں۔ دوم اللہ تعالیٰ میرے مالک کو توبہ کی توفیق دے۔ سوم ان چاروں درہم کے بدلہ میں مجھے چار درہم مزید مل جائیں۔ چہارم اللہ تعالیٰ مجھ اور تمام حاضرینِ مجلس پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔"
چنانچہ آپ نے اسی کے مطابق دعائیں فرمادیں۔ وہ غلام جب اپنے آقا کے پاس پہنچا۔ تو اُس نے ناراض ہوتے ہوئے اس سے دیر کا سبب پوچھا اور جب غلام نے پورا واقعہ بیان کیا تو آقا نے اُسے آزاد کر دیا اور مزید چار سو درہم اُسے دے دیئے اور خود تائب ہو گیا اُسی شب اُس نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
"ہم نے تیری بدخصلتی کے باوجود تجھ پر اور تیرے غلام پر نیز منصور عمارؒ اور اہلِ مجلس پر رحمتوں کا نزول کر دیا۔"

O

۵۵۷۔ کسی شخص نے حضرت احمد بن انطاکیؒ سے سوال کیا۔ "کیا آپ کو خدا کا اشتیاق ہے؟"
آپ نے سُن کر فرمایا۔ "اشتیاق تو غائب کا ہوا کرتا ہے اور خدا تو ہر لمحہ حاضر ہے۔"

O

۵۵۸ ۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں دریائے نیل کے کنارے سیر کر رہا تھا کہ ناگاہ ایک بچھو نظر آیا۔ میں نے پتھر اٹھا کر اسے مارنے کا قصد کیا۔ وہ جلدی سے بھاگ کر نیل کے کنارے پہ جا ٹھہرا۔ اُسی وقت دریا سے ایک مینڈک نکلا اور وہ بچھو کود کر اس پہ سوار ہو گیا۔ وہ مینڈک تیرتا ہوا دوسرے کنارے پہ جا نکلا میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔

جب مینڈک خشکی پہ پہنچا تو بچھو اُس کی پیٹھ پر سے اُتر کر آگے چل دیا۔ تھوڑی دُور پہنچنے پر میں نے ایک شخص کو دیکھا جو شراب کے نشہ میں بے ہوش پڑا تھا اور اس کے سر پہ ایک زہریلا ناگ پھن پھیلائے اُسے ڈسنے کا قصد کر رہا تھا۔ بچھو نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس سانپ کو ڈس لیا جس پر وہ سانپ اُسی وقت مر گیا۔

پھر میں نے آگے بڑھ کر اس شخص کو جگایا۔ وہ گھبرایا ہوا اٹھا۔ جب اپنے پاس سانپ مرا ہوا دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگا۔ میں نے کہا "نہ گھبراؤ، خدا نے تمہیں بچا لیا۔ پھر میں نے اسے سارا قصہ اوّل تا آخر کہہ سنایا۔

یہ سُن کر اس نے سر کو جھکا لیا اس کے بعد سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگا۔ "اے پروردگار! اپنے نافرمان پہ تو یہ احسان کرتا ہے تو فرمانبرداروں پہ کیا کچھ نہیں کرے گا قسم ہے تیری عزّت و جلال کی آج کے بعد کبھی تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر وہ روتا اور یہ اشعار پڑھتا ہوا چل پڑا۔

(ترجمہ اشعار) "اے سونے والے! خدا تیری نگہبانی کرتا ہے ہر بُری چیز سے جو اندھیرے میں چلتی ہے۔ کیوں کر ایسے بادشاہ کی آنکھیں سوتی ہیں کہ جس کے پاس سے بڑی عمدہ نعمتیں تیرے پاس پہنچتی ہیں۔"

○

۵۵۹ ۔ مولانا اسحٰق بدرالدین حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کے زمانہ کے مشہور عالم تھے۔ دہلی کی ایک مشہور درسگاہ میں درس دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ چند ایک پیچیدہ مسائل حل کرنے کے لیے احباب کی معیت میں اپنے وطنِ مالوف بخارا کو جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں پاک پتن اقامت گزیں ہوئے۔ رفقائے سفر نے حضرت باباؒ صاحب سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی مگر مولانا اسحاق راضی نہ ہوئے

مگر ساتھی اصرار کر کے انہیں بابا صاحب کے روبرو لے ہی گئے۔
مولانا اسحٰق بدرالدین نے فریدی دربار میں اپنی علمی مشکلات اور وجہ سفر بیان کی۔ روحانیت کے تاجدار نے مسکرا کر بغیر کسی دِقّت کے تمام اہم ترین مسائل بیٹھے بیٹھے حل کر دیئے۔ حضرت مولانا پر بابا صاحبؒ کی علمیت اور روحانیت کا یہ اثر ہُوا کہ ان کی بے اعتقادی اعتقاد میں تبدیل ہو گئی۔ بخارا کا سفر ملتوی ہو گیا اور دہلی کا وہ زبردست عالم بجائے درس دینے کے بابا صاحبؒ کے لنگر خانے کے لیے روزانہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اپنے سر پر اُٹھا کر لانے لگا۔ انہوں نے تمام عمر اسی خدمت میں گذار دی۔

○

۵۶۰ - حضرت مہر علی شاہؒ کی پیدائش کے بارے میں آپ کے خاندان والوں کو پہلے سے بشارتیں مل چکی تھیں۔ پیدائش سے چند روز پہلے ایک مجذوب نے خانقاہ کے باہر ڈیرہ ڈال دیا تھا۔ خانقاہ کے خادم اسے کھانا پہنچاتے تو وہ کھانے سے انکار کر دیتا۔ اور کہتا "ظالمو! مَیں تو آنے والے کو سلام کرنے حاضر ہوا ہوں۔ مَیں نے اِتنا لمبا سفر تمہارے کھانا کھانے کے لیے نہیں کیا ہے۔"

جب حضرت مہر علی شاہؒ پیدا ہوئے تو مجذوب بے تاب ہو کر حرم سرا کی ڈیوڑھی پر پہنچا اور "پہلے مَیں، پہلے مَیں" کی دیوانہ وار صدائیں لگانے لگا۔ سجادہ نشین سید فضل نے لوگوں سے کہا۔ "سچ ہے پہلا حق اس کا ہے بچّے کی زیارت پہلے اسے کرائی جائے۔"
چنانچہ بچّے کو باہر لایا گیا، مجذوب نے عقیدت سے "السلام علیکم یا مجدّد یا ولی" کہہ کر بچّے کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر الحمدُللہ کہہ کر واپس چلا گیا۔ پھر وہ کبھی نظر نہیں آیا۔

○

۵۶۱ - ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا ایک حلقہ بگوش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حاکمِ شہر مجھ کو سخت تنگ کرتا ہے۔ میری زندگی میرے لیے وبال ہو گئی ہے۔ اب اس نے مجھے شہر بدر ہونے کا حکم دیا ہے۔"
خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ "اب وہ کہاں ہے؟"
اس نے عرض کیا۔ "حضرت باہر میدان میں گیا ہے۔" اس پر آپ کچھ دیر تک مراقبہ میں رہے۔ پھر فرمایا۔ "تجھے اس بدنصیب کی کیا خبر ہے۔ اس کے گھوڑے نے ٹھوکر

کھائی اور وہ گر کر مر گیا۔ چنانچہ جب یہ شخص خواجہ صاحبؒ کی خدمت سے باہر نکلا تو شہر میں چرچا ہو رہا تھا کہ حاکمِ شہر گھوڑے سے گر کر مر گیا ہے۔

○

۵۶۲۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا گزر ایک ایسے شرابی پر ہوا جو راستہ میں بے ہوش پڑا ہوا تھا اور اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔ ابراہیم نے اس کی زبان دھوئی اور فرمانے لگے۔ "ایسی زبان کو یہ آفت پہنچی جو اللہ کا ذکر کرتی تھی"۔

اس کے بعد جب اس شرابی کو ہوش آیا تو لوگوں نے اس سے ابراہیم ادھمؒ کا ماجرا بیان کیا وہ شخص سخت شرمندہ ہوا اور ہمیشہ کے لیے توبہ کر لی۔

اسی رات حضرت ابراہیم ادھمؒ نے خواب میں دیکھا کہ ایک کہہ رہا ہے کہ تو نے ہمارے واسطے اس کی زبان پاک کی ہم نے تیری وجہ سے اس کا قلب پاک کیا۔

○

۵۶۳۔ ایک دن شیخ عبداللہ مبارکؒ نے جنگل میں کسی لڑکے کو دیکھ کر اپنے دل میں خیال کیا۔ کہ یہ لڑکا اہلِ علم کی مجلس میں نہیں بیٹھتا۔ خدا کو کس طرح پہچانے گا۔

یہ خیال کر کے آپ نے لڑکے سے پوچھا۔ "تو نے علم پڑھا ہے"۔

اس نے جواب دیا۔ "اور تو کچھ نہیں پڑھا مگر چار علوم کا واقف ہوں۔ (۱) سر کا علم (۲) کانوں کا علم (۳) زبان کا علم (۴) دل کا علم۔

سر خدا کے آگے جھکانے کے لیے ہے۔ کان اس کا کلام سننے کے لیے۔ زبان اس کے ذکر کے لیے ہے اور دل اس کی یاد کے لیے ہے۔ آدمی کو مناسب ہے کہ کسی وقت ذکرِ حق سے غافل نہ ہو۔"

شیخ عبداللہؒ لڑکے کی ان باتوں سے حیران رہ گئے۔ پھر فرمایا۔ "اے لڑکے! مجھے کوئی نصیحت کر۔"

لڑکے نے کہا۔ "شیخ! آپ عالم معلوم ہوتے ہیں۔ پس اگر آپ نے خدا کے لیے علم پڑھا ہے تو خلقت سے کسی بات کا طمع نہ رکھیں اور اگر خلقت کے لیے پڑھا ہے تو پھر خدا سے کسی بات کی امید نہ رکھیں"۔

○

۵۶۴- ایک دفعہ سلطان غیاث الدین تغلق کا حکم حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے پاس آیا کہ آپ چونکہ گانا سنتے ہیں اور گانا شریعت میں حرام ہے۔ اس واسطے آپ میرے دربار میں آیئے اور میرے مفتیٔ اعظم سے شہر کے سارے علماء کے سامنے اور میری موجودگی میں بحث کیجئے۔ اگر آپ نے گانے کا جواز ثابت کر دیا تو ہم سب بھی گانا سننا شروع کر دیں گے۔ ورنہ آپ کو اس گناہ سے توبہ کرنی ہوگی۔"

حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے ایک بادشاہ کا نہیں بلکہ شریعت کا دربار سمجھتے ہوئے شمولیت قبول کر لی۔ چنانچہ آپ وقتِ مقررہ پر تن تنہا بادشاہ کے ہاں جا پہنچے۔ سبھی لوگ حضرتؒ کے کہنے کے مطابق زمین پر دری بچھا کر بیٹھے۔ بادشاہ خود بھی ان کے درمیان بیٹھا تھا۔

بادشاہ کے اشارہ کرنے پر مفتی صاحب نے آپ سے پوچھا۔ "کیا آپ مسلمان ہیں؟"

حضرتؒ نے جواب دیا۔ "الحمد للہ، میں مسلمان ہوں۔"

مفتی نے سوال کیا۔ "کیا آپ حنفی ہیں؟"

آپ نے جواب دیا۔ "ہاں، میں ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتا ہوں۔"

مفتی نے پوچھا کیا آپ گانا سنتے ہیں؟"

حضرت نے جواب دیا۔ "ہاں! میں گانا سنتا ہوں۔"

مفتی نے پوچھا۔ "اس گانے میں باجے وغیرہ بھی ہوتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا۔ "کبھی ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے۔"

پھر مفتی نے کوئی دلیل اس گانا سننے کے جواز میں طلب کی۔ جس پر آپ نے فرمایا۔

"بخاری شریف میں صحیح حدیث موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مدینہ کے انصار کی لڑکیاں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں اور رسولِ پاکؐ ان کا گانا سن رہے تھے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ وہاں آ گئے اور انہوں نے ان لڑکیوں کو گانے بجانے سے روکا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ ان لڑکیوں کو گانے بجانے سے نہ روکو۔ آج ان کا عید کا دن ہے اور ہر قوم کا ایک عید کا دن ہوتا ہے۔"

یہ حدیث سن کر مفتیٔ اعظم نے کہا۔ "تم کو رسولِ پاکؐ کی حدیث سے کیا واسطہ؛ تم حنفی ہو اور ابوحنیفہؒ کا قول دلیل میں پیش کرو۔"

آپؒ نے فرمایا۔ "سبحان اللہ! مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول پیش کرتا ہوں اور تم ایک اُمتی کا قول مانگتے ہو۔ ابوحنیفہؒ کون تھے جن کا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں پیش کروں۔"

یہ سُن کر مفتیٔ اعظم اور شیخ زادہ فرجام نے بادشاہ اور حاضرین کو اشتعال دلانے کے لیے کہا۔ "خدا کی پناہ! یہ شخص بادشاہ کی موجودگی میں امام ابوحنیفہؒ کی توہین کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ابوحنیفہؒ کون تھے۔ حالانکہ ابھی اس نے کہا تھا کہ مَیں امام ابوحنیفہؒ کا پیروکار ہوں۔" اس پر مجلس میں چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں۔

"یہ شخص مجرم ہے، یہ شخص گستاخ ہے، اس نے امام کی توہین کی ہے۔"

مگر بادشاہ نے کسی کی بات سے اتفاق نہ کیا۔ وہ بولا۔ "مَیں حکم دیتا کہ شیخ نظام الدین اولیاءؒ کو اور ان کے مریدوں اور ان کے خلفاء کو گانا سُننے اور گانے کی مجلسیں کرنے سے میری حکومت کا کوئی آدمی نہ روکے۔"

O

۵۶۵ - ایک دفعہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ جنگل کو جارہے تھے کہ ایک شیر سامنے دکھائی دیا۔ آپ ٹھہر گئے اور فرمایا۔ "اے یارِ عزیز! اگر خدا کی مرضی یہی ہے کہ تو مجھے چیر پھاڑ کھائے تو فقیر حاضر ہے اور اگر ابھی حکم نہیں ہے تو اپنی راہ لے اور مجھ کو راستہ دے۔" اس پر شیر چھلانگ لگاتا ہُوا چلا گیا۔

O

۵۶۶ - حضرت سالم حدادؒ ابدال میں سے تھے اور حضرت فتح موصلیؒ کے پاس آتے جاتے تھے اور جب اذان کی آواز سُنتے تھے تو ان کا رنگ متغیر ہوجاتا تھا، چہرہ زرد پڑجاتا تھا اور بے قرار ہوجاتے تھے اور دکان کھُلی چھوڑ کر کھڑے ہوجاتے اور یہ اشعار پڑھنے لگتے۔

(ترجمہ اشعار) "جب تمہارا مُنادی پکارتا ہے تو مَیں جلدی سے کھڑا ہوجاتا ہوں۔ بڑے مولا کی پکار قبول کرتے ہوئے جس کا کوئی مثل نہیں ہے۔ جب بُلاتا ہے تو گوشِ قبول سے سُنتا ہوں اور اطاعت کو حاضر ہوتا ہوں۔ اس حال میں مجھے نشہ طاری ہوتا ہے اور کہتا ہوں۔ لبیک اے مہربان۔ میرا رنگ خوف اور ہیبت سے زرد پڑجاتا ہے اور سارے اشغال چھُوٹ جاتے ہیں اور حق کا شغل پیدا ہوتا ہے۔ تمہارے حق کی قسم!

تمہارے ذکر کے سوا کوئی چیز مجھے مزہ نہیں دیتی اور تمہارے غیر کا ذکر کبھی میرے منہ میں میٹھا نہیں ہوتا۔ زمانہ ہمارے تمہارے درمیان کب اجتماع کرے گا اور جب یہ مشتاقِ وصال ہوگا تب ہی خوش ہوگا۔ جس کی آنکھوں نے تمہارے نورِ جمال کا مشاہدہ کیا۔ وہ تمہارے اشتیاق میں ہی مرے گا۔ کبھی تسلی نہیں پائے گا۔"

○

۵۶۷۔ حضرت شاہ دولہؒ جن کا مزار گجرات (مغربی پنجاب) میں ہے۔ عقیدت مندوں میں ہر مذہب کے ماننے والے تھے۔ ان میں راجوڑ کا راجہ بھی تھا۔ اس کو آپ سے بڑی عقیدت تھی وہ ہمیشہ آپ کے قدموں میں بیٹھا رہتا تھا۔ حضرت شاہ دولہؒ بھی اس کا بہت خیال رکھتے تھے۔

ایک دن وہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپؒ غور سے اُسے دیکھنے لگے۔ راجہ گھبرا گیا اور پوچھنے لگا۔ "حضرت! کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے؟"

حضرت نے فرمایا۔ "میں تجھ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔"

راجہ نے کہا۔ "ضرور پوچھیئے۔"

شاہ دولہؒ نے پوچھا۔ "تمہارے رسم و رواج میں لڑکیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے؟"

راجہ پہلے تو گھبرایا پھر آپ کے اصرار کرنے پر کہنے لگا۔ "میاں جی! ہمارے ہاں صدیوں سے یہ رواج ہے کہ لڑکی پیدا ہوتو اسے فوراً ہلاک کردیا جاتا ہے۔"

حضرت شاہ دولہؒ نے فرمایا۔ "راجہ اس مرتبہ تیرے ہاں لڑکی ہی پیدا ہوگی مگر خبردار جو تونے اُسے ہلاک کیا۔ اس کو میرے پاس لے آنا۔ پھر میں بتاؤں گا کہ کیا کچھ ہونے والا ہے۔"

راجہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "میاں جی! میں ایسا کیوں کر کرسکتا ہوں۔ اگر لڑکی کو ہلاک نہ کیا تو خاندان والے میرا جینا حرام کردیں گے۔"

اس پر حضرت شاہ دولہؒ نے دوبارہ اسے ایسا کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا۔ اس پر راجہ پریشانی کے عالم میں گھر پہنچا۔ بیوی کو تمام ماجرا سنایا تو اس نے کہا۔ "حضرت شاہ دولہؒ ایک پہنچے ہوئے بزرگ ہیں، ان کی بات ضرور مان لینی چاہیئے۔"

کچھ دنوں کے بعد راجہ کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ مخالفت کے باوجود وہ اسے لے کر خانقاہ میں پہنچ گیا اور اس کو حضرت شاہ دولہؒ کے قدموں میں ڈال دیا۔

آپ نے بچی کو فوراً گود میں لے کر فرمایا۔" راجہ ! یہ بچی ایک بادشاہ کی بیوی اور کئی بادشاہوں کی ماں ہوگی۔ اس سے تیرا مرتبہ بھی بلند ہوگا اور ہم فقیروں کو بھی فائدہ پہنچے گا۔"

راجہ کے خاندان کی مخالفت کے باوجود آپ نے لڑکی کی پرورش کی اور اس کا نام بائی رکھا۔ شاہ جہاں کا عہدِ حکومت تھا۔ شاہ جہاں کشمیر کی سیر کی غرض سے لاہور پہنچا۔ کئی راجے معہ راجوڑ کے راجہ کے اور نواب بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت شاہ دولہؒ کے حکم پر راجوڑ کے راجہ نے بائی کو شہنشاہ شاہ جہاں کی خدمت میں پیش کیا۔ بادشاہ نے "بائی" کا نکاح اورنگ زیب سے پڑھوا دیا۔ اورنگ زیب بائی کو لے کر ملتان روانہ ہوگیا۔ شاہ جہاں بیمار ہوا تو شہزادوں میں تاج و تخت کے لیے کشمکش شروع ہوگئی۔

اورنگ زیب بائی سے سُن چکا تھا کہ حضرت شاہ دولہؒ کی پیش گوئی کے مطابق وہ کئی بادشاہوں کی ماں بنے گی۔ وہ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ بادشاہ بنے گا یا نہیں شاہ دولہؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا فیصلہ کر لیا۔

اورنگ زیب ایک زرد مرغ۔ دو ولایتی مرغیاں اور ایک لکڑی کی چھڑی لے کر گجرات پہنچا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ چیزیں لے کر شاہ دولہؒ کی خدمت میں پیش کرے گا۔ اگر شاہ دولہؒ نے چھڑی اس کو واپس کر دی تو وہ سمجھ جائے گا کہ حکومت اسی کو ملے گی۔ بائی بھی اس کے ساتھ تھی اورنگ زیب نے تینوں چیزیں شاہ دولہؒ کی خدمت میں پیش کیں۔ اسی وقت شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیں۔ اسی وقت شاہ صاحب کی خدمت میں ایک نان پیش کیا گیا۔ شاہ دولہؒ نے چھڑی اور نان اورنگ زیب کو دے کر کہا۔" یہ نان خدا کے حکم سے آپ کے لیے بھیجی گئی ہے اور یہ چھڑی بھی آپ رکھ لیں۔"

اورنگ زیب اسی وقت سمجھ گیا کہ اب تاج و تخت اس کا ہے۔"

O

۵۶۸۔ ایک روز بابا فریدالدین گنج شکرؒ کی خانقاہ میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے سوا کوئی نہیں تھا تو ایک فقیر آیا اور باباجیؒ کو باآواز بلند سخت سُست کہنے لگا۔ آپ اس وقت مناجات میں مصروف تھے۔ آپ نے اس کے فاسد ارادوں کا بذریعہ کشف معلوم کر کے حضرت محبوب الٰہیؒ کو بتلایا کہ یہ شخص بُرے ارادے سے آیا ہے۔ اس کی کمر میں ایک چھری لگی

ہوئی ہے ۔اس سے کہہ دو کہ اپنے ارادہ سے باز آئے اور یہاں سے چلا جائے ورنہ رسوا ہوگا۔
حضرت سلطان الاولیاءؒ نے باباجی کے ارشاد کی تعمیل کی ۔ وہ حضرت نظام الدینؒ کے
کہتے ہی ساکت اور خوفزدہ ہو کر چلا گیا۔

○

۵۶۹ ۔ ایک رات سلطان محمود اکیلے اپنے گھر سے نکل کر ایک جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ دیکھا کہ
ایک درویش جنگل میں بیٹھا ہے ۔سلطان محمود سمجھ گیا کہ یہ درویش کسی بڑے پایہ کا ولی
ہے ۔سلطان نے آگے بڑھ کر سلام کیا ۔ درویش نے اس کے سلام کا جواب دیا۔
سلطان نے کہا ۔" آپ کہاں سے آئے ہیں ؟"
درویش نے کہا ۔" میرا نام لقمان سرخسیؒ ہے ۔ سرخس کا رہنے والا ہوں ۔اس جگہ اس
لیے آیا ہوں کہ اس جنگل میں میرا ایک دوست کئی سال سے عبادت کرتا رہا ہے۔ میں
اس وقت سرخس میں تھا ۔مجھے کہا گیا کہ فلاں درویش فلاں جنگل میں فوت ہوگیا ہے ۔میں
فوراً یہاں پہنچا ۔ دیکھا کہ وہ درویش فوت ہوا پڑا ہے ۔میں نے اور ابدالوں کی ایک
جماعت نے اسے غسل دیا۔ وہ اس کا تابوت آسمان پر لے گئے اور میں آج کی رات یہیں
ٹھہر گیا ۔"
سلطان محمود حضرت لقمان سرخسیؒ کی باتوں سے بڑا متاثر ہوا ۔اس نے آپ کے سامنے
کئی خواہشوں کا اظہار کیا ۔ اُن خواہشوں میں ایک یہ بھی تھی کہ اس جگہ کے قریب کافروں
کا ایک قلعہ ہے ۔میں نے کئی بار اس کو فتح کرنے کے لیے کوشش کی مگر وہ فتح نہ ہو سکا
اس پر حضرت لقمان سرخسیؒ نے دعا کی ۔
دوسرے دن سلطان محمود نے قلعہ پر چڑھائی کی ۔مگر قلعہ کے فتح ہونے کی کوئی صورت دکھائی
نہ دی ۔اتنے میں آسمان سے ایک پتھر قلعہ کی دیوار پر گرا ، دیوار ٹوٹ گئی ۔مسلمان قلعہ کے
اندر گھس گئے اور قلعہ فتح ہو گیا ۔ بعدازاں وہ پتھر سلطان محمود کے پاس لایا گیا ۔اس پتھر
پر یہ الفاظ لکھے تھے ۔ شیخ لقمان سرخسیؒ "۔

○

۵۷۰ ۔ ایک مرتبہ شمس دبیر نامی ایک شاعر ایک طویل قصیدہ لکھ کر حضرت بابا فریدالدین گنج
شکرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ قصیدہ سنانے کے بعد اس نے آپ سے افلاس

دُور کرنے کے لیے دُعا کی درخواست کی۔
آپ نے اس کو تھوڑی سی شکر دے کر کہا۔ "جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں خوشحال کرے"۔
ابھی آپ کے یہ کلمات سُن کر شاعر گھر پہنچا ہی تھا کہ سلطان غیاث الدین بلبن نے نامہ بھیج کر اُس کو اپنے پاس بلوا کر اپنا میر منشی مقرر کر دیا۔

O

۵۷۱۔ ایک دفعہ خلیفۂ وقت نے حضرت جنیدؒ بغدادی کا امتحان لینے کی غرض سے اپنی ایک خاص کنیز کو خوبصورت لباس پہنا کر آپ کی جانب روانہ کیا اور ساتھ ہی اُسے یہ ہدایت بھی کر دی کہ حضرت جنیدؒ کے سامنے پہنچ کر نقاب اُلٹ کر یہ کہنا کہ میں ایک امیرزادی ہوں اگر آپ میرے ساتھ ہم بستر ہو جائیں تو میں آپ کو دولت سے مالا مال کر دوں گی۔ اور واقعہ کی نوعیت معلوم کرنے کے لیے ایک غلام کو بھی اس کنیز کے ہمراہ بھیج دیا اور جب اس کنیز نے خلیفہ کی ہدایت کے مطابق آپ کے سامنے اظہارِ مدعا کیا تو آپ نے سر جھکا کر ایک ایسی سرد آہ کھینچی کہ اس کنیز نے وہیں دم توڑ دیا۔
جب غلام نے واپس آ کر خلیفہ سے واقعہ کی نوعیت بیان کی تو خلیفہ کو بہت صدمہ ہوا کیوں کہ وہ خود اس کنیز سے محبت کرتا تھا۔
خلیفۂ وقت نے آپ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا "یہ بات آپ نے کیسے گوارا کی کہ میری محبوب ہستی کو دُنیا سے رخصت کر دیا۔"
آپ نے جواب دیا۔" امیر المومنین کی حیثیت سے تمہارا فرض تو مومنین کے ساتھ مہربانی کرنا ہے۔ لیکن مہربانی کی بجائے تم نے میری چالیس سالہ عبادت کو ملیا میٹ کر کیسے گوارا کر لیا؟"

O

۵۷۲۔ ایک عورت نے گھر کا تنور جلایا۔ جلا کر نماز پڑھنے لگی۔ خیال یہ تھا کہ نماز پڑھ کر روٹی پکاؤں گی۔ اس عورت کا دو اڑھائی سال کا بچہ تنور کے پاس ہی کھیل رہا تھا۔
شیطان آیا اور اس بچے کو تنور کے بالکل نزدیک پہنچا کر اس نمازی عورت کے پاس آ کر کہنے لگا۔" دیکھ تیرا بچہ تنور کے نزدیک ہے۔ تو نماز توڑ کر بچے کو وہاں سے اُٹھا لے، ایسا نہ ہو کہ بچہ تنور میں گر کر جل جائے۔"

اس عورت نے بالکل خیال نہ کیا اور بدستور نماز پڑھتی رہی۔ شیطان کو بہت غصّہ آیا۔ اس نے بچّے کو اٹھایا اور تنور میں پھینک دیا۔ اس کے بعد عورت کے پاس آ کر بولا۔ "تو نماز پڑھ رہی ہے اور تیرا بچّہ تنور میں گر گیا ہے۔ جلدی دوڑ شاید ابھی جان باقی ہو اور وہ بچ سکتا ہوا مل جائے۔ اری کم بخت! نماز تو تو پھر بھی پڑھ سکتی ہے۔ اگر بچّہ مر گیا تو پھر نصیب نہ ہو گا۔"

شیطان نے اپنی طرف سے مامتا کے جذبات کا اظہار کر دیا اور بھی بہت کچھ کہا لیکن عورت پر شیطان کی ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ پورے انہماک کے ساتھ نماز پڑھتی رہی عورت کی ثابت قدمی دیکھ کر شیطان آگ بگولہ ہو گیا اور وہاں سے اپنا منہ لے کر چلا گیا۔

جب وہ عورت نماز سے فارغ ہوئی۔ نہایت اطمینان کے ساتھ تنور کے پاس گئی۔ دیکھا کہ بچّہ تنور میں پڑا ہوا ہے۔ آگ بھڑکی ہوئی ہے مگر بچّے پر اس آگ کا کوئی اثر نہیں بلکہ وہ انگاروں سے کھیل رہا ہے۔

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ (جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا) (حدیث)

○

۵۷۳۔ حضرت حاتم اصمؒ نے ایک روز فرمایا "ایک دفعہ شیطان میرے سامنے آیا اور اس نے مجھے روٹی کپڑے کے لالچ میں پھسلانا چاہا مگر میں نے اس کو ایسا جواب دیا کہ ملعون مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔"

مریدوں نے پوچھا "اس نے کیا کہا۔ اور آپ نے کیا جواب دیا تھا۔"

آپ نے فرمایا۔ شیطان نے مجھ سے کہا کہ کیا کھائے گا۔ میں نے جواب دیا موت!

پھر اس نے پوچھا "تو پہنے گا کیا؟"

میں نے جواب میں کہا۔ "کفن!"

اس نے پھر کہا۔ "رہو گے کہاں؟"

میں نے کہا۔ قبر میں"

اس پر شیطان مایوس ہو کر میرے پاس سے چلا گیا۔

○

۵۷۴۔ ہرات کے بادشاہ ملک حسین نے حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خدمت میں شکایت کی کہ

بھیجا۔ اس وقت آپ کی مجلس میں بہت سے علماء و مشائخ بیٹھے تھے۔ وہ سب کے سب گوشت کھانے لگے مگر آپ نے نہ کھایا۔

علماء نے کہا۔ "شکار کے گوشت میں حرمت کا کسی قسم کا شبہ نہیں ہوتا۔ اس لیے آپ کو یہ گوشت کھا لینا چاہئیے۔"

آپ نے فرمایا۔ "بادشاہ کے دسترخوان کا کھانا میرے لیے جائز نہیں ہے۔"

O

۵۷۵۔ کسی شخص کو حضرت ابوالحسن نوریؒ نے دورانِ نماز داڑھی سے شغل کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ "اپنا ہاتھ خدا کی داڑھی سے دُور رکھو۔"

آپ کا یہ کلمہ سُن کر بعض لوگوں نے خلیفۂ وقت سے شکایت کی کہ یہ کلمۂ کفر ہے اور جب خلیفہ نے آپ سے سوال کیا کہ تم نے یہ جُملہ کیوں کہا؟"

تو آپ نے فرمایا "جب بندہ خود خدا کی ملکیت ہے تو اس کی داڑھی بھی خدا کی ملک ہے۔"

یہ جواب سُن کر خلیفہ نے کہا۔ "خدا کا شکر ہے میں نے آپ کو قتل نہیں کیا۔"

O

۵۷۶۔ ایک دن بغداد میں حضرت حاتم اصمؒ نے خلیفۂ وقت سے ملاقات کرتے ہوئے فرمایا۔

"السلام علیکم یا زاہد۔"

خلیفہ بولا۔ "میں تو زاہد نہیں ہوں بلکہ آپ زاہد ہیں۔"

اس پر آپ نے فرمایا۔ "خدا کا یہ فرمان ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنیا قَلِیْل یعنی اے نبیؐ فرما دیجئے کہ دُنیا کی متاع بہت تھوڑی ہے۔" اور چونکہ تو قلیل شے پر قانع ہو گیا ہے۔ اس لیے زاہد ہے اور میں دنیا و آخرت پر بھی قانع نہ ہو سکا تو پھر میں کیسے زاہد ہو گیا۔"

O

۵۷۷۔ ایک شکستہ حال نوجوان نے مسجد میں حضرت فتح موصلی سے ملاقات ہوئی اس نے آپ سے عرض کیا۔ "میں ایک مسافر ہوں۔ چونکہ مقامی لوگوں کا مسافر کا خیال رکھنا فرض ہے اس لیے میں یہ کہنے حاضر ہوا ہوں کہ کل فلاں مقام پر میری موت واقع ہو گی۔ لہذا آپ غسل دے کر انہیں میرے بوسیدہ کپڑوں میں مجھے دفن کر دیں۔"

اِتنا کہنے کے بعد وہ نوجوان چلا گیا۔ اگلے دن آپ مقررہ مقام پر تشریف لے گئے تو اس نوجوان کا انتقال ہو چکا تھا اور آپ اس کی وصیّت کے مطابق عمل کر کے جب قبرستان سے واپس ہونے لگے تو قبر میں سے آواز آئی۔

"اے فتح موصلیؒ! اگر مجھے قربِ خداوندی حاصل ہو گیا تو میں آپ کو اس کا صِلہ دوں گا۔ مزید یہ کہا۔ "دُنیا میں یوں زندگی بسر کرو کہ حیاتِ ابدی حاصل ہو جائے"۔

O

۵۷۸۔ حضرت یوسف بن حسینؒ نے حضرت جنید بغدادیؒ کو تحریر کیا۔ "اگر خدا نے تمہیں نفس کی شدت سے آشنا کر دیا تو کوئی مرتبہ بھی حاصل نہ کر سکو گے اور اللہ تعالیٰ نے ہر اُمت میں کچھ امین مقرر کیے ہیں لیکن اُمّتِ محمّدیؐ کے امین اولیائے کرام ہیں۔ عورتوں اور لڑکوں کی صحبت صوفیائے کرام کے لیے تباہ کن ہوتی ہے اور جو قلبی لگاؤ سے خدا کو یاد کرتا ہے اس کے قلب سے خود بخود ماسوا اللہ کی یاد نکل جاتی ہے اور صادق وہی ہے جو گوشۂ تنہائی میں خدا کو یاد کرتا ہے اور موحد وہ ہے جو خدا کی بارگاہ میں حاضر رہ کر اوامر و نواہی کی پابندی کرتا ہے اور بحرِ توحید میں غرق ہونے والے کی تشنگی کبھی رفع نہیں ہوتی اور زاہد وہی ہے جو خود کو کھو کر خدا کی تلاش کرتا رہے اور بندے کو بندہ ہی کی طرح رہنا سزاوار ہے اور جو غور و فکر کے بعد خدا کو پہچان لیتا ہے وہ عبادت بھی بہت زیادہ کرتا ہے"۔

O

۵۷۹۔ شیخ شہاب الدینؒ کا لقب حق گو تھا۔ آپ کو حق گو اس لیے کہتے ہیں کہ سلطان محمد تغلق نے حکم دے رکھا تھا کہ مجھے محمد عادل کے نام سے پکارا جائے۔ آپ نے اس کے سامنے اس حکم کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم ظالموں کو عادل نہیں کہہ سکتے۔"

اس پر سلطان نے حکم دیا کہ آپ کو دہلی کے قلعے پر سے نیچے پھینک دیا جائے"۔ چنانچہ سلطان کے حکم کی تعمیل کی گئی۔

O

۵۸۰۔ مولانا فخر الدین مروزیؒ کلام اللہ کے حافظ تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے سخت پیاس لگی تھی اور میرے پاس کوئی شخص موجود نہیں تھا جس سے پانی طلب کرتا۔ ایک کوزہ پانی سے بھرا ہوا غائب سے ظاہر ہوا میں

نے اس کوزہ کو توڑ ڈالا اور پانی بہہ گیا۔ مَیں نے کہا کہ مَیں کرامت کا پانی نہیں پیوں گا۔
حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ اس کو پی لینا چاہیئے تھا ایسا ہو جاتا ہے۔
چنانچہ ایک مرتبہ مولاناؒ کو کنگھی کرنے کی ضرورت ہوئی مگر ان کے پاس کوئی شخص نہیں تھا جو کنگھی لاتا۔ اتنے میں دیوار پھٹ گئی اور اس میں سے ایک کنگھی نمودار ہوئی جس کو وہ استعمال میں لے آئے۔

O

۵۸۱۔ حضرت غازی شیخ جلال الدین مجرد سہروردیؒ سلہٹی کی تعلیم و تربیت کی تکمیل کے بعد حضرت سید احمد کبیرؒ سہروردی نے آپ کو اسلام کی تبلیغ کی خاطر ساری دنیا کی خاک چھاننے کی ہدایت کی۔
رخصت کرتے ہوئے ایک مٹھی بھر مٹی آپ کو دے کر نصیحت فرمائی کہ "جس جگہ کی خاک کا رنگ، مزہ اور خوشبو اس مٹھی بھر خاک سے رل جائے اس کو اپنا مستقل مسکن بنا لیں"۔
چنانچہ آپ اپنے درجن بھر مریدوں کے ہمراہ مکہ معظمہ سے روانہ ہو کر یمن پہنچے۔ ایک مُرید کے ذمے یہ فرض تھا کہ وہ ہر جگہ کی خاک کا اس مٹھی بھر خاک سے موازنہ کرتا رہے۔ جب حاکم یمن کو آپ کی روحانی شہرت کا علم ہوا تو اس نے آپ کو ملاقات کی دعوت دی اور اس دعوت میں اس نے آپ کے روحانی مقام کا امتحان لینا چاہا۔
اس غرض سے اس نے شربت میں زہر ملا کر آپ کو پیش کیا۔ حضرت جلالؒ کو اس کے فاسد ارادے کا علم ہو گیا۔ آپ نے بغیر کسی تامل کے زہریلا شربت یہ کہہ کر نوش فرما لیا کہ جو کوئی دوسرے کے بارے میں جس طرح سوچتا ہے ویسا ہی پاتا ہے۔ آپ کو تو کچھ نہ ہوا البتہ حاکم یمن مر گیا۔ یہ دیکھ کر اس حاکم کے بیٹے نے سب کچھ ٹھکرا کر درویشی اختیار کر لی۔
آپ جب سلہٹ پہنچے تو وہاں کی مٹی سے ان کی لائی ہوئی مٹی رل گئی چنانچہ آپ نے مستقل طور پر سلہٹ ہی میں رہائش اختیار کر لی۔

O

۵۸۲۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے عہد میں لاہور کا ایک منچلا ہندو نوجوان سیر و تفریح کی غرض سے شرقپور آیا اور اِدھر اُدھر گھومتا پھرتا خانقاہ شریف بھی جا پہنچا۔ حضرت میاں صاحبؒ اتفاق سے باہر ہی کھڑے تھے۔
ہندو نوجوان نے ازراہِ مذاق پوچھا "باباجی! تمہارا خدا کہاں رہتا ہے؟"

حضرت میاں صاحبؒ نے آگے بڑھ کر اس کے دل کی جگہ اُنگلی رکھ دی اور فرمایا "یہاں رہتا ہے۔"

ہندو نوجوان چیخ مار کر گر پڑا اور تڑپنے لگا۔ پھر ہوش میں آتے ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

○

۵۸۳ ۔ ایک روز حضرت خواجہ نصیر الدین محمودؒ چراغ دہلوی نے مولانا حمیدؒ سے فرمایا "ہم تجھے قلندر کہیں یا صوفی ۔ قلندر کس طرح کہہ سکتے ہیں کیوں کہ تم ایک طالب علم ہو۔"

مولانا حمیدؒ نے عرض کیا "۔ ایک مرتبہ شیخ نظام الدین اولیاؒ کے ہاں دستر خوان بچھا ہوا تھا اور شیخ نے روزہ افطار کیا۔ کھانے کے دوران میں ایک روٹی کے دو حصے ہو گئے۔ انہوں نے ایک ٹکڑا اپنے پاس رکھ لیا دوسرا بندے کے سامنے رکھ دیا۔ بندہ نے اس کو اٹھا کر آستین میں رکھ لیا۔ جب میں شیخ کی خدمت سے اُٹھ کر باہر آیا تو مجھے قلندروں نے آگھیرا اور کہنے لگے کہ شیخ زادہ ! ہمیں کچھ دو۔ میں نے کہا میرے پاس کیا ہے۔ قلندروں نے کشف سے کہا۔ "آدھی روٹی جو تم نے شیخ سے لی ہے ہمیں دے دو۔

میں بچہ تھا حیران رہ گیا کہ ان کو کیسے معلوم ہُوا۔ جب کہ ان میں سے کوئی بھی وہاں موجود نہیں تھا۔ مجبوراً میں نے وہ نصف روٹی آستین سے باہر نکالی اور ان کے حوالے کر دی۔ قلندر وہیں مسجد کیلوکھڑی کے نزدیک ایک گھر کی دہلیز میں بیٹھ گئے اور اس آدھی روٹی کے ٹکڑے کر کے سب نے کھا لیے۔

اسی اثنا میں بندہ کے والد بزرگوار شیخؒ کی خدمت سے باہر آئے اور انہوں نے مجھ سے اسی روٹی کے بارے میں پوچھا۔ میں نے جواب میں کہا کہ وہ روٹی میں نے قلندروں کو دے دی ہے۔ والد بزرگوار نے غصہ کی نگاہ سے دیکھا اور افسوس سے کہا کہ ان کو کیوں دی وہ تو نعمت تھی۔

اسی پریشانی میں شیخؒ کی خدمت میں واپس گئے۔ شیخؒ کو حقیقت حال معلوم ہو گئی اور اس معاملے کا ذکر کر کے فرمایا "مولانا تاج الدین ! خاطر جمع رکھو۔ یہ لڑکا قلندر ہو گا۔" یہ سنکر والد بزرگوار کے دل کو سکون آیا۔ اب چونکہ شیخؒ نے مجھے قلندر کہا تھا، مخدوم بھی قلندر کہتے ہیں۔"

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے یہ حکایت سُنی تو فرمایا "تم حضرت شیخ کے مرید ہو۔ مجھے معلوم نہیں تھا، آؤ گلے مِل جاؤ۔" اس پہ مولانا حمیدؒ قلندر نزدیک گئے اور خواجہ نے شفقت سے گلے لگا لیا۔

○

۵۸۴ ۔ جن دنوں حضرت مالک دینارؒ بصرہ میں اقامت گزیں تھے اُن دنوں بصرہ میں آگ لگ گئی ۔ جو لوگ اپنے مال کو سمیٹنے لگے وہ آگ میں جل گئے اور بعض مال کو چھوڑ کر بھاگ گئے ۔ وہ بچ گئے ۔

حضرت مالک دینارؒ کے پاس ایک لاٹھی اور ایک چادر تھی آپ نے اُن کو اٹھا لیا اور کہا "جن کے پاس تھوڑا سامان تھا وہ نجات پا گئے اور جن کے پاس بہت تھا وہ ہلاک ہوئے"۔ غیب سے آواز آئی ۔ "اے مالکؒ! قیامت میں بھی یہی حال ہوگا"۔

○

۵۸۵ ۔ ایک بزرگ فوت ہوئے تو آپ کی میّت ہنسی ۔ لوگوں نے حیران ہو کر کہا ۔ یہ کیا بات ہے ؛ آپ زندگی میں کبھی نہ ہنسے تھے اب مرنے کے بعد کیوں ہنستے ہیں ۔

فرمایا "مَیں نے اپنی تمام عمر دوست کے غم میں گذار دی اس لیے کبھی ہنسا نہیں۔ اب اس بات کا یقین ہے کہ خداوندِ حقیقی سے ملاقات ہوگی بس اسی خیال سے ہنسا ہوں"۔

○

۵۸۶ ۔ ایک روز ابو مطیع بلخیؒ نماز کی پہلی تکبیر میں شامل نہ ہو سکے جس کے غم میں ایک ہفتہ بیٹھے رہے پھر یہ کہتے ہوئے اس شہر سے سفر اختیار کیا کہ مَیں ایسے شہر میں نہیں رہنا چاہتا ۔ جس میں مجھ پر دینی مصیبت نازل ہوئی ہو اور کسی نے میرا حال دریافت نہ کیا ہو"۔

○

۵۸۷ ۔ حضرت حمید طریدؒ ایک بزرگ گذرے ہیں ۔ ان کا گھر مسجد کے قریب تھا ۔ ایک روز آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی ۔ شہر کے آدمی آگ بجھانے کے لیے جمع ہو گئے ۔ اسی وقت آپ کی بیوی مسجد میں آکر آپ کو ملامت کرنے لگی ۔ آپ نے فرمایا ۔ "خدا کی قسم! مجھے آگ لگنے کا کچھ پتہ نہ چلا"۔ آپ نماز میں اس قدر منہمک ہوئے کہ آپ کو آگ اور شور و غوغا کا پتہ ہی نہ چلا ۔

○

۵۸۸ - حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ مَیں ایک مرتبہ بیت المقدّس کے صحرا میں چلا جا رہا تھا کہ ایک آواز میرے کان میں آئی کہ کوئی کہتا ہے -

" اے بے حد اور بے انتہا نعمتوں والے اور اے وجود حقیقی بقا والے میری قلبی نگاہ کو اپنے میدانِ جبروت میں جولانی دے کر نفع مند کر اور میری ہمت کو اپنے لطف سے متقل فرما - اور اے رؤف ! اپنے جلال کے صدقہ مجھ کو متکبّرین اور سرکشوں کی راہوں سے پناہ دے اور تنگی اور فراخی دونوں حالتوں میں مجھے اپنا طالب اور خادم رکھ اور اے میرے دِل کے روشن کرنے والے اور اے میرے مطلوبِ حقیقی ! میرے قصد میں بھی میرے ساتھ رہ " -

حضرت ذوالنونؒ فرماتے ہیں کہ مَیں اِس عجیب مضمون کو سُن کر اس آواز کے پیچھے ہو لیا۔ آگے بڑھ کر مجھے معلوم ہُوا کہ وہ آواز ایک عورت کی تھی - جو ریاضات اور مجاہدات کی آگ سے جل کر مثلِ سوختہ ہو چکی تھی - اس کے بدن پہ ایک اُون کا کرتہ اور سر پہ بالوں کا دوپٹہ تھا۔ مشقت نے اس کو بالکل لاغر بنا دیا تھا۔ عشقِ الٰہی نے اسے پگھلا کر رکھ دیا تھا۔

مَیں نے اس کے قریب ہو کر کہا۔ " السلامُ عَلیکُم "۔

اس نے جواب دیا۔ " وعلیکم السلام اے ذوالنونؒ ! "

مَیں نے حیران ہو کر کہا - " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ - تُو نے میرا نام کس طرح جانا۔ کیا تُو نے پہلے بھی مجھے دیکھا تھا ؟ "

وہ بولی - " ذوالنونؒ ! میرے محبوبِ حقیقی نے اسرار کے پردے مجھ سے اُٹھا دیئے ہیں اور قلب سے اندھا پن دُور کر دیا ہے - اس پر مجھے تیرے نام کا عِلم ہو گیا "۔

ذوالنونؒ نے فرمایا - " تُو اپنی مناجات ایک بار پھر سُنا "۔

میری یہ بات سُن کر اس نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا - " اے نور اور رونق والے ! مَیں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ جس شے کے شر کو مَیں ادراک کرتی ہوں اُسے مجھ سے علیحدہ کر دے کیوں کہ مَیں ایسی زندگی سے متوحّش ہوں "۔

یہ کہہ کر ذرا سی دیر کے بعد مُردہ ہو کر گر پڑی اور مَیں حیران اور متفکّر کھڑا رہ گیا۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ایک بڑھیا آئی اور اس کے چہرے کو دیکھ کر بولی - " تمام تعریف اللہ

کو ہے جس نے اس کو معزز فرمایا"۔

مَیں نے اس بڑھیا سے پوچھا" یہ عورت کون ہے ؟ تم کون ہو اور یہ قصّہ کیا ہے ؟"

اس نے جواب دیا" مجھے زہرا دولہانہ کہتے ہیں اور یہ میری بیٹی ہے ۔ بیس برس سے اس کی یہی حالت ہے ۔ لوگ تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ دیوانی ہوگئی ہے مگر حقیقتِ حال یہ ہے کہ شوقِ الٰہی نے اِسے اس حال تک پہنچایا" سبحان اللہ ۔

O

۵۸۹ ۔ جب حضرت شمس الدین ترکؒ پانی پت میں تشریف لائے تو آپ کو علم تھا کہ حضرت شیخ بُوعلی قلندرؒ بھی اسی شہر میں رہتے ہیں ۔ آپ نے دُودھ سے بھرا ہوا پیالہ اپنے خادم کے ہاتھ شیخ بوعلی قلندرؒ کی خدمت میں بھیجا ۔

شیخ بُوعلی قلندرؒ خادم کو دیکھ کر مُسکرائے ۔ چند پھُول ان کے سامنے پڑے تھے ۔ ان کی پنکھڑیاں دُودھ میں ڈال کر اسے شمس الدین ترکؒ کے پاس واپس کر دیا ۔ وہ پیالے میں پھُول کی پتیاں دیکھ کر مسکرائے ۔

حاضرینِ مجلس نے مُسکرانے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا" شیخ بُوعلی قلندرؒ کے پاس دودھ سے بھرا ہُوا پیالہ بھیجنے سے مُراد یہ تھی کہ یہ مُلک میرے شیخ نے مجھ کو عطا کیا ہے ۔ جو مجھ سے پُر ہو گیا ہے شیخ بُوعلی قلندرؒ نے گلاب کی پنکھڑیاں ڈال کر دودھ کا پیالہ واپس کر دیا تو اس سے مُراد یہ ہے کہ وہ میرے مُلک سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے اور یہاں اسی طرح رہیں گے جس طرح دُودھ میں گلاب کی پنکھڑیاں ہیں "۔

شیخ بُوعلی قلندرؒ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا ۔ چنانچہ دونوں میں آخر وقت تک اخلاص اور محبت قائم رہی ۔

O

۵۹۰ ۔ حضرت ابو حفص حدادؒ کے محلہ میں کوئی محدّث حدیث بیان کیا کرتے تھے اور جب اہلِ محلہ نے آپ کو بھی حدیث سُننے کے لیے کہا ۔ تو آپ نے فرمایا ۔

" تیس برس قبل ایک حدیث سُنی تھی اور آج تک اس پر عمل نہ کر سکا ۔ پھر مزید حدیث سُن کر کیا کروں گا "۔

جب لوگوں نے آپ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو آپ نے وہ حدیث سُنا

دی۔ "بہترین مردِ مسلمان وہی ہے۔ جو ایسی چیزوں کو چھوڑ دے۔ جن میں کوئی اسلامی منفاد مضمر نہ ہو۔"

O

۵۹۱۔ احکامِ طریقت کے حکام کہ دُنیا جن کے حکم کی محکوم ہے۔ ایسا کہتے ہیں کہ اگر کوئی شیخ بلّی کا محکوم ہو تو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو اپنے نفس کا محکوم ہو لہذا ایک سجادہ نشین ہر جمعہ کے دِن جب اپنی خانقاہ سے باہر نکلتے تو جس کسی کو دیکھتے اُس سے پوچھتے کہ مسجد کا راستہ کون سا ہے۔

ایک بار ایک شخص نے کہا۔ "تم برسوں سے مسجد جاتے ہو لیکن ابھی تک راستہ معلوم نہیں"۔ اُنھوں نے جواب دیا "مجھے معلوم ہے مگر جس راستے پر ہم چل رہے ہیں اس پر محکوم ہوئے چلنا حاکم ہونے سے بہتر ہے۔ ہاں اپنی ذات کو دوسروں کے طفیل سمجھنا ہی اصل کام ہے۔

O

۵۹۲۔ حضرت عثمان حیریؒ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب میں حضرت ابو حفص حدّادؒ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کے سامنے منقّے رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ مَیں نے بھی اس میں سے ایک اُٹھا کر کھا لیا لیکن آپ نے میرا رخسار دباتے ہوئے پوچھا کہ تم نے بلا اجازت منقّا کیوں کھایا۔

مَیں نے عرض کیا۔ "مجھے آپ کی فراخدلی کا عِلم ہے کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ آپ فقراء میں تقسیم کر دیتے ہیں اس لیے مَیں نے منقّا کھا لیا۔"

آپ نے فرمایا۔ "جب مجھے خود اپنے دِل کا حال معلوم نہیں تو پھر تجھ کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے"

O

۵۹۳۔ ایک رات حضرت منصورؒ عمار گھومتے پھر رہے تھے کہ کسی مکان سے اس قسم کی مناجات کی آواز آئی۔ "اے اللہ! مَیں نے نافرمان بن کر گناہ نہیں کیا بلکہ ابلیس اور نفس کے فریب میں آ کر گناہ کیا۔ لہذا اپنی رحمت سے مجھے معاف فرما دے"۔

یہ سُن کر آپ نے اضطراری کیفیت میں یہ آیت تلاوت کی۔ "اے ایمان والو! خود کو

اور اپنے اہل و نفس کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں"۔
پھر جب صبح کے قریب آپ اس مکان کے قریب سے گزرے تو اندر سے کسی کے رونے کی آواز سُنائی دی۔ آپ نے جب وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ رات کو کسی شخص نے دروازے پر ایک آیت تلاوت کی جس کو سُن کر ایک لڑکا خوفِ الٰہی سے جاں بحق ہو گیا۔"
یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ "اس کا قاتل میں ہوں"

O

۵۹۴۔ حضرت عطاؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک بازار میں گیا۔ دیکھا تو وہاں ایک مجنونہ لونڈی فروخت ہو رہی ہے۔ میں نے اُسے سات دینار دے کر خرید لیا اور اپنے گھر لے آیا۔ جب رات کا کچھ حصّہ گذرا میں نے اُسے دیکھا کہ وہ اُٹھی اور وضو کر کے نماز شروع کر دی اور نماز میں اس کی حالت یہ تھی کہ آنسوؤں سے اس کا دم گھٹا جاتا تھا اور یہ مناجات کرتی تھی۔ کہ اے میرے معبود! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم کیجئے"۔
یہ حال اس کا دیکھ کر مجھے اُس کے جنون کی حالت معلوم ہوئی کہ اسے اس قسم کا جنون ہے۔ میں نے اُس کی یہ مناجات سن کر کہا۔" اے لونڈی! تُو اس طرح نہ کہہ بلکہ اس طرح کہہ۔" اے اللہ! تجھ کو میری محبت رکھنے کی قسم"
یہ سُن کر وہ مجھ سے بولی۔" چل دُور ہو۔ مجھے قسم ہے اُس حق کی کہ اگر اُسے مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تجھے میٹھی نیند نہ سُلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ رکھتا"۔
پھر نہایت بلند آواز سے پکاری۔" اے اللہ! میرا اور آپ کا معاملہ اب تک پوشیدہ رہا اور اب مخلوق کو بھی خبر ہو گئی ہے۔ اب مجھ کو آپ اپنے پاس بُلا لیجئے"۔ یہ کہہ زور سے ایک چیخ ماری اور اس کے صدمہ سے جان دے دی۔

O

۵۹۵۔ حضرت حاتم اصمؒ سے عاصم بن یوسفؒ نے دریافت کیا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔" جب نماز کا وقت آتا ہے تو بڑی احتیاط کے ساتھ وضو کرتا ہوں۔ وضو کر کے جائے نماز پر کھڑا ہوتا ہوں۔ کعبہ کو اپنے مُنہ کے سامنے۔ ربّ العالمین

کو اپنے سر پر حاضر جانتا ہوں۔ جنّت کو اپنی داہنی طرف اور دوزخ کو بائیں طرف۔ ملک الموت کو اپنے پیچھے خیال کرتا ہوں۔ پھر نماز کو اپنی آخری نماز تصوّر کرتا ہوں۔ بڑی تنظیم سے اللہ اکبر کہتا ہوں۔ نہایت ادب کے ساتھ قرأت پڑھتا ہوں بڑے غور اور تامل کے ساتھ قرآن سنتا اور سمجھتا ہوں۔ پھر نہایت تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں اور انتہائی انکساری اور عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں۔ نہایت انکساری کے ساتھ گردن جھکا کر التحیات پڑھتا ہوں۔ پوری اُمید کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ خوفِ الٰہی کو اپنے دِل میں جگہ دیتا ہوں اور نماز قبول ہونے کی اُمید اور نہ قبول ہونے کا ڈر دِل میں رکھ کر نماز سے فارغ ہوتا ہوں اور آئندہ ساری عمر ایسی نماز پڑھنے کا عہد اپنے دِل میں کرتا ہوں اور پورے تیس ۳۰ سال سے اسی طرح نماز پڑھتا ہوں"۔

عاصم بن یوسفؒ چیخیں مار مار کر روتے تھے اور افسوس سے کہتے جاتے تھے "ہائے ہم سے تو اس طرح کی ایک نماز بھی ادا نہ ہوئی"۔

O

۵۹۶ - سیّد محمد گیسو درازؒ فرماتے ہیں "خواجہ محمود بقاءؒ، مولانا بُرہان الدینؒ غریب کے دوستوں میں سے تھے۔ وہ اور مَیں بیٹھ کر رسالہ قشیریہ کا مقابلہ کر رہے تھے۔ مَیں اس وقت بہت چھوٹا تھا۔ حضرت خواجہ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔

بحث یہ ہو رہی تھی کہ حاتم اَصمؒ کا قول ہے۔ جب تک کوئی تین موتوں کا مزہ نہ چکھ لے اس کو مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ۱۔ مرگ سفید، ۲۔ مرگ سُرخ اور ۳۔ مرگ سیاہ۔ مرگِ سفید بھُوک ہے، مرگِ سُرخ تحمّل اور مرگِ سیاہ فقر ہے۔

حضرت خواجہؒ نے مجھ سے ازراہِ امتحان پوچھا کہ موت سفید، سُرخ اور سیاہ کیسے ہو سکتی ہے"۔

مَیں نے جواب دیا۔ "بھُوک کی نسبت صفا سے ہے۔ اس لیے یہ موت سفید ہے۔ تحمّل میں خون کے گھونٹ پینے پڑتے ہیں کیوں کہ غضب کی حالت میں خون انتقام کے لیے جوش مارتا ہے اور غضب کو فرو کرنا بُردباری ہے۔ اس لیے یہ موت سُرخ ہے لیکن فقر کے بارے میں رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے۔ "فقر کا چہرہ دونوں جہان میں سیاہ ہے"۔ اور بے شک فقیر لوگوں کے درمیان شرمندہ، خجل اور شکستہ حال ہوتا

ہے۔ اس سبب سے یہ موت سیاہ ہے۔

○

۵۹۷۔ شیخ فریدالدینؒ گنج شکر کی خانقاہ میں ایک قلندر آیا۔ شیخ حجرہ کے اندر مشغول بحق تھے اور جب شیخ حجرہ کے اندر چلے جاتے اور کواڑ بند کر لیتے تو پھر کسی کو وہاں ٹھہرنے اور اندر داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ وہ قلندر آیا اور شیخؒ کے مصلّٰی پر بیٹھ گیا۔
شیخ بدرالدین اسحاقؒ خادم تھا۔ اس نے احتراماً کچھ نہ کہا۔ پھر تھوڑا کھانا لاکر قلندر کے آگے رکھ دیا۔
قلندر نے کہا "پہلے شیخ کو دیکھوں گا پھر کھانا کھاؤں گا۔"
خادم نے کہا "شیخ تو حجرہ کے اندر مشغولِ عبادت ہیں اور وہاں کسی شخص کے جانے کی مجال نہیں۔ تم یہ کھانا کھالو پھر تمہیں شیخ کے حضور میں لے جاؤں گا۔"
قلندر نے کھانا کھایا پھر اپنے جھولے میں سے وہ گھاس نکالی جو قلندر لوگ کھاتے ہیں۔ اور اس کو کشکول میں گوندھنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کے قطرے شیخ کے مصلّٰی پر گر پڑے۔

بدرالدین اسحاق نے آگے بڑھ کر کہا "بس کرو۔"
قلندر غضب آلود ہو گیا اور اس نے بدرالدین اسحاق کو مارنے کے لیے کشکول اٹھایا۔
حضرت شیخ اندر سے بھاگتے ہوئے آگئے اور قلندر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ "قلندر مجھے بخش دو۔"
قلندر نے کہا "درویش ہاتھ نہیں اٹھاتے اور جب اٹھاتے ہیں تو نیچے نہیں لاتے۔"
شیخ نے فرمایا۔ "اس دیوار پر مار دو۔"
قلندر نے وہ کشکول پختہ دیوار پر مارا تو دیوار گر پڑی۔

○

۵۹۸۔ ایک بزرگ نے بازار جاکر کچھ خریدنا چاہا۔ دینار کو پہلے گھر میں تولا۔ جب بازار لے گئے تو دینار گھر کے وزن سے کم نکلا۔ رونے لگے۔ لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا۔ "جب آج گھر کی بات بازار میں پوری نہیں اترتی تو کل آخرت میں دنیا کی باتوں کا کیا حال ہوگا۔"

○

۵۹ - حضرت ابو یعقوب بن اسحاق نہر جوریؒ نے فرمایا - "میں نے ایک کانے شخص کو طواف کے دوران یہ دعا کرتے سنا کہ اے اللہ! میں تجھ سے ہی تیری پناہ کا طالب ہوں" اور جب میں نے اس سے اس دعا کی وجہ پوچھی تو اس نے عرض کیا۔

"میں نے ایک حسین شخص کو دیکھ کر قلب میں کہا کہ بہت ہی حسین شخص ہے۔" یہ کہتے ہی میری وہ آنکھ جس سے میں نے اس کو دیکھا تھا ایک ہوا کے جھونکے کے ساتھ ختم ہو گئی۔ اور اس کے بعد ندا آئی کہ تجھے اپنے جرم کی سزا مل گئی اور اگر اس سے زیادہ تصوّر کرتا تو سزا میں بھی اضافہ کر دیا جاتا۔

O

۶۰ - ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ جہاں گشت مدینہ شریف تشریف لے گئے - مدینہ شریف کے لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کون ہیں؟

آپ نے جواب دیا - "میں سیّد ہوں"

اہلیانِ مدینہ شریف نے آپ کو سیّد تسلیم کرنے میں کچھ تامل کیا - آپ نے فرمایا کہ مجھے روضۂ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لے چلیں۔

جب آپ بمعہ سادات مدینہ شریف روضۂ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر پہنچے تو آپ نے نہایت ادب سے بارگاہِ نبوّت میں عرض کیا - اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا جَدِّی -

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب فرمایا - وَعَلَیْکَ السَّلَام یَا وَلَدِی اَنْتَ مِنِّی وَقُرَّۃُ عَیْنِی -

مدینہ شریف کے لوگوں نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے حق میں یہ محبّت بھرے الفاظ سنے تو پھر آپ کے معتقد ہو گئے۔ مدینہ شریف میں مقیم ہونے کی دعوت دی۔

O

۶۰۱ - حضرت سید عبد اللطیف شاہؒ بری امام بچپن میں اپنے خاندان کی بھینسیں چراتے تھے ایک دن آپ ایک درخت کے سائے میں بیٹھے تو نیند آگئی اور بھینسوں نے ایک کھیت میں گھس کر اس کا صفایا کر دیا - کھیت کے مالک نے آپ کے والد سے شکایت کی - وہ

فوراً آپ کے پاس آئے اور آپ کو منہ سے جگا کر سخت سست کہا۔
حضرت امامؒ نے فرمایا۔" اس شخص کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ آپ کھیت میں جاکر دیکھ لیجئے۔" آپ کے والد کسان کو لے کر ان کے کھیت پر گئے تو ان میں فصل کھڑی لہلہا رہی تھی، ایک پودے کا بھی نقصان نہیں ہوا تھا۔ کسان یہ کرامت دیکھ کر اسی وقت اپنے خاندان سمیت آپ کا مرید ہو گیا۔

O

۶۰۲۔ خلیفہ متوکل نے سارے علماء کو مع حضرت احمد بن معدلؒ کے اپنے دربار میں طلب کیا اس پر سارے لوگ آکر بیٹھ گئے۔ جب سارے لوگ آگئے تو ان سب کے بعد خلیفہ دربار میں داخل ہوا۔
خلیفہ کے داخلہ پر سارے عوام و خواص اس کی تعظیم کے لیے اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے لیکن حضرت احمد بن معدلؒ اپنی جگہ بیٹھے رہے اور کھڑے نہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر خلیفہ نے اپنے وزیر عبیداللہ سے مخاطب ہو کر کہا۔" کیا یہ شخص ہماری بیعت نہیں کر چکا"۔
عبیداللہ بولا۔" یہ حضرت احمد بن معدلؒ ہیں۔ جو بیعت تو کر چکے ہیں مگر ان کی نظر بہت کمزور ہے"۔
یہ سنا تو حضرت احمد بن معدلؒ فوراً بولے۔" میری آنکھیں بالکل ٹھیک ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ کو خداوند کریم کے عذاب کی گرفت سے بچاؤں۔ کیوں کہ حدیث شریف میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ" جو شخص لوگوں سے یہ امید رکھتا ہے کہ وہ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوا کریں۔ اس شخص کا ٹھکانہ دوزخ بنتا ہے"۔ خلیفہ متوکل نے یہ سنا تو ان کے برابر آکر بیٹھ گیا۔

O

۶۰۳۔ نقل ہے حضرت سلمان رازیؒ سے کہ ایک مرتبہ میں زیارتِ انبیاء علیہم السلام بیت المقدس جانا چاہتا تھا۔ جب سفر کے لیے روانہ ہوا تو راستے میں ایک لڑکی ملی۔ مجھ سے بولی کہ " اے شیخ کہاں جاتے ہو؟"
میں نے اس پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ جس پر وہ بولی کہ آؤ مصافحہ کر لو اور ساتھ ہی اپنی

آنکھیں بھی بند کر لو۔ چنانچہ میں نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ جب آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو بیت المقدس میں پایا۔ یہ دیکھ کر میں سخت حیران ہوا۔ اس وقت دو تین درہم اکلِ حلال سے میرے پاس تھے، اس کو دینے لگا تو اس نے معذرت کی۔ پھر مسکراتے ہوئے بولی۔" مجھ کو ان کی حاجت نہیں ہے۔
اچانک اس کے ہاتھ پر نظر پڑی تو درہم و دینار سُرخ اس کے ہاتھ پر دکھائی دیئے۔ پھر اس نے کہا۔" کیا اللہ پر بھروسہ نہیں تھا، جو گھر سے خرچ لے کر نکلے۔

○

۶۰۴۔ ایک دن حضرت مجدّد الف ثانیؒ تنہا بیٹھے تھے کہ شہزادہ خرم (شاہ جہاں) چھپتا چھپاتا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ حضرت یہ عجیب بات ہے کہ میں نے ہمیشہ آپ کی طرف داری کی مگر آپ نے میرے حق میں دعا نہ فرمائی، بادشاہ کے حق میں دعا فرمادی۔
آپ نے جواب دیا۔" مت گھبرا۔ مجھے اللہ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ تو عنقریب تخت پر بیٹھے گا اور تیرا لقب شاہ جہان ہو گا۔"
شہزادہ بہت خوش ہوا اور اس نے تبرّک کے طور پر آپ کی دستار لے لی۔ جو عرصے تک مغل بادشاہوں کے خزانے میں محفوظ رہی۔

○

۶۰۵۔ جب حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی عمر سات سال کی ہوئی تو ایک روز آپ کے والد آپ کو شیخ جمال الدین خنداں رُوؒ کی خدمت میں لے گئے۔ اس وقت آپ کی خدمت میں کسی نے کھجوریں بھجوائی تھیں۔
آپ نے حکم دیا کہ کھجوریں حاضرین میں تقسیم کر دی جائیں۔ ایک بزرگ کا تبرّک تھا۔ سب حاضرین شوق سے کھانے لگے۔ حضرت مخدوم جہانیاںؒ بھی عقیدت کے ساتھ کھاتے رہے۔ جب کھجوریں ختم ہو گئیں تو آپ نے گٹھلیاں کھانی شروع کر دیں۔
حضرت جلال الدینؒ کچھ دیر تک خاموشی سے دیکھتے رہے پھر آپ نے پوچھا۔" بچے گٹھلیاں پھینک دینے کی چیز ہوتی ہیں۔ انہیں کس لیے کھا رہے ہو؟"
حضرت مخدوم چند لمحے سر جھکائے بیٹھے رہے پھر فرمایا۔" یہ کھجوریں مجھے آپ کے ہاتھ سے نصیب ہوئی ہیں اس لیے ان کی گٹھلیاں بھی فیض سے خالی نہیں۔"

حضرت مخدوم کا یہ جواب سن کر پوری محفل پر سناٹا چھا گیا ۔ حضرت خنداںؒ نے حضرت مخدومؒ کا جواب سن کر مسکرائے اور پھر محبت سے فرمایا ۔ "صاحبزادے! خدا کا شکر ہے کہ میری آنکھوں نے دھوکہ نہیں کھایا ۔ خدا تمہیں اپنی پناہ میں رکھے اور تم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے ۔

○

۶۰۶ - ایک دن دورانِ وعظ دو افراد اس خیال سے حضرت قطب الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ سے یہ دعا کروائیں گے کہ ہمیں دنیاوی عیش و عشرت میسر آجائے ۔ لیکن آپ نے ان دونوں کو دیکھتے ہی فرمایا ۔ کہ مجھ سے صرف خدا کے واسطے ملاقات کے لیے حاضر ہوا کریں ۔ دنیا کی طلب لے کر میرے پاس نہ آئیں ۔ کیوں کہ اس نیت سے میرے پاس آنے والوں کو کسی قسم کا ثواب حاصل نہیں ہو سکتا ۔

○

۶۰۷ - ایک یہودی مہمان خود کو مسلمان ظاہر کر کے حضرت قطب الدین اولیاءؒ کے یہاں مقیم ہو گیا اور اس خوف سے کہ کہیں اس کا مذہب آپ پر ظاہر نہ ہو جائے مسجد کے ستون کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا اور آپ روزانہ اس کے لیے کھانا بھجوا دیا کرتے ۔ لیکن چند روزہ قیام کے بعد جب اس نے رخصت کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا ۔ " اے یہودی تجھے یہ جگہ پسند نہیں آئی ؟"

اس نے پوچھا کہ آپ کو میرے یہودی ہونے کا علم کیسے ہو گیا اور جانتے بوجھتے آپ نے میری خاطر مدارات کیوں کی ؟"

آپ نے فرمایا ۔" اللہ تعالیٰ دنیا میں مسلم و کافر دونوں کو رزق پہنچاتا ہے ۔

○

۶۰۸ - حضرت وہب بن منبہؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملک الموت ایک بہت بڑے ظالم و جابر کی روح قبض کر کے لے گئے ۔ وہ جا رہے تھے ۔ فرشتوں نے ان سے پوچھا کہ تم نے ہمیشہ جانیں قبض کیں ۔ تمہیں کبھی کسی پر رحم بھی آیا ۔"

انہوں نے کہا ۔ کہ سب سے زیادہ ترس مجھے ایک عورت پر آیا جو تنہا جنگل میں تھی جب ہی اس کے بچہ پیدا ہوا تھا ۔ مجھے حکم ہوا کہ اس عورت کی جان قبض کر لوں ۔ مجھے اس

عورت کی موت اور اس کے بچے کی تنہائی پر بڑا ترس آیا کہ اس بچے کا اس جنگل میں جہاں کوئی دوسرا نہیں ہے، کیا بنے گا۔"

فرشتوں نے کہا۔" یہ ظالم جس کی رُوح تم لے جا رہے ہو، وہی بچہ ہے"۔

ملک الموت حیرت میں رہ گئے۔ کہنے لگے۔" مولیٰ! تُو پاک ہے، بڑا مہربان ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے"۔

○

۶۰۹۔ حضرت موسیٰ اشعریؒ نے اپنی موت سے پہلے سخت ریاضت شروع کر دی تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اپنے نفس پر کچھ نرمی کریں۔

آپ نے فرمایا کہ گھوڑ دوڑ میں جب گھوڑے چھوٹ کر حد کے قریب پہنچتے ہیں تو اپنا پورا زور لگا دیتے ہیں۔

○

۶۱۰۔ ایک دن ایک عورت حضرت ابراہیم بن یوسفؒ کی طرف دیکھنے لگی۔ آپ نے فرمایا" کہ تجھے کچھ کام ہے"؛

اس نے کہا" نہیں"۔ مگر تم علماء کا قول ہے کہ عالم کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ میں بھی اس خیال سے تجھ کو دیکھتی ہوں"۔

یہ سُن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے پھر فرمایا۔" اس عورت کی غلطی ہے۔ کیوں کہ جن لوگوں کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ وہ کب کے قبروں میں پڑے ہیں"۔

○

۶۱۱۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے کسی دوست نے ملنا چھوڑ دیا پھر چند روز کے بعد آپ کی ملاقات کو آیا اور ایک شخص کی غیبت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔" بخدا تیرا نہ ملنا ہی بہتر ہے تو نے میرے دوست کی نسبت میرے دل میں بغض ڈال دیا اور میرے دل کو غافل کر دیا۔

○

۶۱۲۔ ایک مرتبہ وزیر کا مصاحب میر ابوالفضل شرابی حضرت قطب الدین اولیاءؒ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا۔" شراب نوشی سے توبہ کر لے"

اُس نے جواب دیا "میں ضرور تائب ہو جاتا لیکن جب وزیر کی مجلس میں دورِ جام چلتا ہے تو مجبوراً مجھ کو بھی پینی پڑتی ہے"۔
آپ نے فرمایا "جب اس کی محفل میں تجھے شراب نوشی پر مجبور کیا جائے، تو اس وقت میرا تصوّر کر لیا کرو"۔
چنانچہ جب وہ توبہ کر کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ تمام جام و سبو شکستہ پڑے ہیں اور شراب زمین پر بہہ رہی ہے۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ بڑا متاثر ہوا اور وزیر کے پوچھنے پر تمام واقعہ بیان کر دیا۔ اس کے بعد سے وزیر نے کبھی اس کو شراب نوشی پر مجبور نہیں کیا۔

O

۶۱۳۔ حضرت خواجہ عبدالواحدؒ بڑے عالی مقام شیخ تھے۔ ایک دفعہ فقراء کی ایک جماعت پر شدّتِ گرسنگی کا غلبہ تھا۔ حضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ حلوا کھانے کو ملے۔ یہاں کچھ بھی نہ تھا۔ آپ نے آسمان کی جانب رُخ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس جماعت کے بارے میں دُعا کی۔ دُعا کرنے کی دیر تھی کہ آسمان سے سُرخ سُرخ دیناروں کی بارش ہونے لگی۔
حضرت نے فرمایا "حلوہ کے لیے جتنے دینار درکار ہیں اٹھا لو اور حلوہ خرید لاؤ۔ چنانچہ اس کے مطابق عمل کیا گیا۔
ان سب فقراء نے حلوہ کھایا لیکن خواجہ نے اسے ہاتھ تک نہ لگایا۔ بعد میں آپ کے عدمِ تناول کا سبب معلوم ہوا اور وہ یہ کہ حلوہ چونکہ آپ کی کرامت کے ظہور کا نتیجہ تھا اس لیے آپ نے یہ گوارا نہیں کیا کہ جو شے بذریعہ کرامت حاصل کی گئی ہے اسے بطور غذا استعمال کریں۔

O

۶۱۴۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے کشتی میں سفر کیا۔ جیب میں پیسے نہ تھے ملاّح نے آپ سے کرایہ طلب کیا۔ آپ نے دو رکعت نماز ادا کی اور خدا سے دُعا مانگی۔ "اے اللہ! مجھ سے یہ کچھ مطالبہ کرتے ہیں"۔
دریا کے دونوں کناروں پر جو ریت تھی سونے میں منتقل ہو گئی۔ آپ نے

ایک مٹھی بھر سونا لیا اور ملاح کے حوالے کیا۔

○

۶۱۵۔ جب بابا فریدالدین گنج شکرؒ نے عبادت و ریاضت میں کمال حاصل کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ "جو خدا کرتا ہے، وہی ہوتا ہے"۔
ہاتف نے اعلان کیا "جو کچھ فرید کہتا ہے وہی ہوتا ہے"

○

۶۱۶۔ ایک دفعہ شیخ المشائخ حضرت ابوالعمر ابو عباسؒ نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے کہا۔ "چلو میں اور تم درخت پر چڑھ کر چھلانگ لگائیں"
فرمایا۔ کہ چلیئے میں اور آپ فردوس اور جہنم سے بے نیاز ہو کر اور خدا تعالیٰ کا دستِ کرم پکڑ کر چھلانگ لگائیں پھر ایک مرتبہ شیخ المشائخ نے پانی میں ہاتھ ڈال کر زندہ مچھلی پکڑ کر آپ کے سامنے رکھ دی۔
اس کے جواب میں آپ نے تنور میں ہاتھ ڈال کر زندہ مچھلی آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آگ میں سے زندہ مچھلی پکڑ کر نکالنا پانی میں سے مچھلی نکالنے سے زیادہ معنی خیز ہے۔ پھر ایک دن شیخ المشائخ نے فرمایا۔ کہ چلو ہم دونوں تنور میں کود جائیں پھر دیکھیں زندہ کون نکلتا ہے۔
آپ نے فرمایا۔" اس طرح نہیں بلکہ ہم دونوں اپنی نیستی میں غوطہ لگا کر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی سے کون باہر آتا ہے۔ یہ سن کر شیخ المشائخ نے سکوت اختیار کر لیا۔

○

۶۱۷۔ حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ جس کا علم یقین تک۔ یقین خوف تک۔ خوف عمل تک، عمل ورع تک اور اخلاص مشاہدے تک نہیں پہنچا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

○

۶۱۸۔ کہتے ہیں کہ بگہ لو کلاں میں ایک برہمن ذات کی لڑکی تھی جو کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھی۔ اسے اس کے وارثوں نے لاعلاج جان کر گھر سے نکال دیا۔ وہ سید

ہاشم شاہؒ (پنجابی کے شاعر) کے پاس چلی آئی اور انہوں نے اس کا علاج شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ بالکل صحت یاب ہو گئی۔ اس کے گھر والوں کو جب معلوم ہوا تو وہ اسے لینے آئے مگر اس نے اُن کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ وہ اسے زبردستی اپنے ساتھ لے گئے اور زنجیروں سے باندھ دیا مگر ہاشم شاہؒ کی دعا سے اس کی زنجیریں خود بخود کھل گئیں اور وہ پھر ان کے پاس چلی آئی۔ کیوں کہ وہ ان کی عقیدت مند ہو چکی تھی۔

اس پر اس لڑکی کے وارثوں اور دوسرے برہمن ذات کے لوگوں نے راجہ دینا ناتھ، دیوان ساون مل اور دیوان ٹیک چند کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ چنانچہ ہاشم شاہؒ کی گرفتاری کے لیے سپاہی بھیجے گئے مگر آپ کی جلالت دیکھ کر سپاہیوں کو ہمت نہ ہو سکی کہ آپ کو گرفتار کرتے۔

یہ دیکھ کر آپ خود ہی اُن کے ساتھ چل دیئے اور انہیں لاہور جیل میں بند کر دیا گیا مگر جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کو پتہ چلا تو اس نے آپ سے معذرت کی اور ایک ہفتے تک اپنے ہاں مہمان رکھا۔

○

۶۱۹۔ جب ہلاکو نے خوارزم پر یلغار کی تو اس وقت حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ کی عمر ساٹھ سے متجاوز تھی۔ شیخؒ نے اپنے مریدین و اصحاب شیخ سعد الدین حمویؒ اور شیخ رضی الدین علی لالا وغیرہم کو طلب فرما کر یہ ہدایت فرمائی کہ تم اپنے اپنے وطن کی راہ لو مشرق سے آتشِ سوزاں کے شعلے بھڑکتے ہوئے آ رہے ہیں جو مغرب تک صفایا کر دیں گے مجھے یہیں رہنا ہے۔ یہ منشاءِ خداوندی ہے۔

جب ہلاکو کی فوج حملہ آور ہوئی تو آپ نے نیزہ ہاتھ میں لیا اور کفار سے جنگ شروع کی۔ یہاں تک کہ آپ نے جامِ شہادت نوش کیا۔

روایات میں ہے کہ شہادت کے وقت ایک کافر کے گیسو آپ کے ہاتھوں میں تھے۔ اور کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ آپ کے ہاتھوں سے انہیں چھڑا سکے۔ آخر کار یہ گیسو تراشے گئے۔

○

۶۲۰ - ایک دن حضرت جلال الدین رومیؒ چند لڑکوں کے ہمراہ چھت پر تھے کہ ایک لڑکے نے کہا: "آؤ اس چھت پر کود کر دوسری چھت پر چڑھیں"۔ مولاناؒ نے فرمایا: "اس قسم کی اچھل کود تو بلیاں اور کتے کرتے ہیں۔ اگر انسان بھی ان بے ہودہ اور لغو حرکات کا مرتکب ہو تو اس کو شرم آنی چاہیے۔ ہاں اگر تم کو سکت ہے تو آسمان کی جانب پرواز کرو۔" یہ فرمایا اور آپ سب لڑکوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

لڑکوں نے شور مچانا شروع کر دیا اور لگے فریاد کرنے۔ اتنے میں مولانا لوٹ آئے۔ آپ کی آنکھوں اور چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ فرمایا: جب میں تم سے مصروفِ گفتگو تھا تو میں نے دیکھا کہ سبز پوشوں کی ایک جماعت جو میرے قریب آئی اور اس نے مجھے اٹھا لیا، آسمان کی سیر کرائی۔ ملکوتی عجائبات کا مشاہدہ بھی کرایا۔ جب میں نے تمہاری فریاد سنی تو واپس چلا آیا۔

مولانا نے فرمایا کہ جو جانور زمین سے اوپر اڑتا ہے۔ اگرچہ اس کی رسائی آسمان تک نہیں ہو سکتی۔ تاہم وہ جال سے ضرور بچ جاتا ہے اور اس طرح اسے ہلاکت سے نجات مل جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی درویش ہو جاتا ہے تو وہ خواہ اعلیٰ مدارج طے نہ کر سکے پھر بھی وہ عام مخلوق سے ضرور بے نیاز اور ممتاز ہو جاتا ہے۔ دنیا کے مخمصوں سے اسے نجات مل جاتی ہے۔

○

۶۲۱ - حضرت حمدون قصارؒ نے فرمایا: "توکل کی تعریف یہ ہے کہ مقروض ہونے کی صورت میں بجائے بندے کے خدا سے اس کی ادائیگی کی امید رکھو۔ اور اپنے امور خدا کے سپرد کرنے سے قبل ضروری ہے کہ حیلہ و تدبیر بھی اختیار کی جائے۔

تین چیزیں ابلیس کے لیے وجۂ انبساط ہیں۔ اول کسی دنیا دار کا قتل، دوم کسی شخص کا حالتِ کفر میں مرنا سوم درویشی سے فرار۔

○

۶۲۲ - حضرت جنید بغدادیؒ کسی درویش کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو وہ مصروفِ گریہ تھا۔ آپ نے سوال کیا کہ کس کی عطا کردہ اذیت پر گریہ کناں ہے اور کس سے اس کی شکایت کرنا چاہتا ہے۔"

درویش یہ سُن کر ساکت ہو گیا، تو آپ نے پھر پوچھا کہ خیر کا تعلق کس کے ساتھ ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ "نہ رونے کی اجازت ہے نہ صبر کی قوت۔

O

۶۲۳۔ کہا جاتا ہے کہ شاہ حسینؒ ہمیشہ سُرخ لباس پہنتے تھے اس لیے لال حسینؒ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ شاہ حسین ابھی چھوٹے ہی تھے کہ ٹکسالی دروازہ کی مسجد کے امام حافظ ابوبکر کے پاس پڑھنے کے لیے بھیج دیئے گئے۔ انہوں نے دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا انہی دِنوں مشہور صوفی بزرگ حضرت شیخ بہلولؒ دریائی لاہور تشریف لائے اور شاہ حسینؒ ان کے مُرید ہو گئے۔ چند برس بعد جب شیخ بہلولؒ لاہور سے جانے لگے تو انہیں حضرت علی ہجویریؒ داتا گنج بخش مزار پر چھوڑ گئے جہاں انہوں نے دس برس ریاضت و عبادت میں گزار دیئے۔ ازاں بعد شاہ حسینؒ کئی کئی راتیں دریائے راوی میں کھڑے کھڑے قرآن پڑھتے ہوئے گزار دیتے تھے۔

ریاضت و عبادت کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ ۲۶ سال کی عمر میں یہ مشہور عالم شیخ سعد اللہ لاہوری کے پاس پہنچ گئے جن سے آپ نے تصوّف اور فقہ پڑھا۔ ایک روز آپ تفسیر پڑھ رہے تھے کہ یہ آیت آئی۔

وما الحیواۃ الدنیا الا لھو ولعب یہ سُننا تھا کہ آپ پر ایک مجذوبانہ کیفیت طاری ہو گئی۔ بے خودی کے عالم میں مکتب سے باہر نکل آئے اور پھر کبھی اس طرف کا رُخ نہ کیا۔

O

۶۲۴۔ ایک دفعہ حضرت ابوالحسن خراسانیؒ کے دسترخوان پر بہت سے مہمان تھے۔ خادم چادر کے نیچے سے روٹیاں لا لا کر رکھتا جاتا تھا۔ آپ کی کرامت سے چادر میں ایسی برکت ہو گئی تھی کہ مسلسل روٹیاں نکلتی جا رہی تھیں۔ حالانکہ چادر کے نیچے صرف چند روٹیاں تھیں لیکن جب خادم نے آزمانے کے لیے چادر اُٹھا کے دیکھا تو اس میں ایک روٹی بھی نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تُو نے بہت بُرا کیا۔ اگر چادر نہ اُٹھاتا تو قیامت تک روٹیاں نکلتی رہتیں۔

O

۶۲۵ - جب شیخ بو علی سینا حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی شہرت سے متاثر ہو کر بغرضِ ملاقات خرقان میں آپ کے گھر پہنچے اور آپ کی بیوی سے پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں تو بیوی نے جواب دیا کہ تم ایک زندیق و کاذب کو شیخ کہتے ہو "۔
پھر غصّے کے ساتھ بولی " مجھے نہیں معلوم کہ شیخ کہاں ہیں ، البتہ میرے شوہر تو جنگل سے لکڑیاں لانے گئے ہیں "۔
یہ سن کر شیخ بو علی سینا کو خیال ہوا کہ جب آپ کی بیوی ہی اس قسم کی گستاخی کرتی ہے تو نہ معلوم آپ کا کیا مرتبہ ہے ۔ گو میں نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ بہت ادنیٰ قسم کے انسان ہیں ۔
پھر جب آپ کی جستجو میں جنگل کی جانب روانہ ہوئے تو دیکھا کہ آپ شیر کی کمر پر لکڑیاں لادے چلے آرہے ہیں ۔ یہ واقعہ دیکھ کر بو علی سینا کو بڑی حیرت ہوئی اور قدمبوس ہو کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو ایسا بلند مقام عطا فرمایا ہے اور آپ کی بیوی آپ کے متعلق بہت بُری بُری باتیں کہتی ہیں ۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے ؛
آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسی بکری کا بوجھ برداشت نہ کر سکوں تو پھر یہ شیر میرا بوجھ کیسے اُٹھا سکتا ہے ؛ پھر آپ بو علی سینا کو اپنے گھر لے گئے اور کچھ دیر گفتگو کرنے کے بعد فرمایا کہ اب مجھے اجازت دے دو کیوں کہ میں دیوار تعمیر کرنے کے لیے مٹی بھگو چکا ہوں "۔
یہ کہہ کر آپ دیوار پر جا بیٹھے ۔ اس وقت آپ کے ہاتھ سے بسولی چھوٹ کر زمین پر گر پڑی اور جب بو علی سینا اُٹھا کر دینے کے لیے آگے بڑھے تو وہ خود بخود زمین سے اُٹھ کر آپ کے ہاتھ میں جا پہنچی ۔ یہ کرامت دیکھ کر بو علی سینا آپ کے مریدوں میں شامل ہو گئے ۔

O

۶۲۶ - حضرت علی ہجویریؒ نے فرمایا کہ ایک بزرگ کا فرمودہ ہے کہ یہ دس چیزیں اپنے مقابل دس چیزوں کو کھا لیتی ہیں :-
اوّل توبہ گناہوں کو کھا جاتی ہے ، دوم جھوٹ رزق کو چٹ کر جاتا ہے ، سوم غلیبت عمل کو کھا جاتی ہے ، چہارم غم عمر کو کم کر دیتا ہے ، پنجم صدقہ بلا کو ٹال دور

کر دیتا ہے۔ ششم غصہ عقل کو کھا جاتا ہے، ہفتم پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے۔ ہشتم تکبر علم کو کھا لیتا ہے۔ نہم نیکی بدی کو کھا جاتی ہے۔ دہم ظلم عدل کو کھا جاتا ہے۔

○

۶۲۷۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ جلال الدین تبریزیؒ کی خانقاہ میں تین دن تک کھانا نہ پکا آپ اور آپ کے یار تربوز ہی سے افطار کرتے رہے اور گزارہ کرتے رہے۔ جب یہ خبر وہاں کے حاکم نے سُنی تو کہا کہ وہ ہماری چیز قبول نہیں کرتے، نقدی لے جاؤ اور شیخ کے خادم کو دے دو اور خادم سے کہو کہ تھوڑا تھوڑا خرچ کرے اور شیخ صاحب سے اس کا ذکر تک نہ کرے۔ چنانچہ حاکم کے نوکر نے آ کر کچھ نقدی آپ کے خادم کو دے کر کہا "مصلحت کے مطابق خرچ کرنا اور شیخ صاحب کو نہ جتانا"۔ خادم نے پہلے روز جب اُن روپوں میں سے کچھ خرچ کیا تو اسی روز شیخ صاحب بے چین ہو گئے۔ خادم کو بُلا کر پوچھا کہ جو کھانا تُو نے ہمیں دیا وہ کہاں سے آیا تھا؟ خادم چھپا نہ سکا۔ سارا حال بیان کر دیا۔

اس پر آپ نے فرمایا۔ "جہاں جہاں اس حاکم کے نوکر نے قدم رکھا۔ وہاں سے مٹی کھود کر پھینک دو اور جو کچھ بچا ہے وہ کسی اور کو دے دو۔" پھر اس خادم کو بھی اس قصور کے عوض خانقاہ سے نکال دیا۔

○

۶۲۸۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ حج کر کے واپس بغداد تشریف لائے۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہوئے۔ جو بھی آتا کچھ نہ کچھ لے کر آتا۔ ایک بڑھیا آئی اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ اس نے اپنی پرانی چادر کے دامن سے ایک درہم نکال کر ان کو پیش کیا۔ انہوں نے قبول کیا اور اس درہم کو سب تحائف کے اُوپر رکھا۔

بعد ازاں حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو جس کو لینا ہو لے لے۔ ہر ایک نے جو چاہا اُٹھایا پھر آپ نے حضرت جلال الدین تبریزیؒ کو دیکھ کر فرمایا۔ "تم بھی کچھ لے لو۔"

آپ یہ اشارہ پاکر اُٹھے اور وہ درہم جو بڑھیا نے پیش کیا تھا اُٹھالیا۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے یہ دیکھ کر آپ سے فرمایا۔ "تُو تو سب کچھ لے گیا"۔

○

۶۲۹۔ جب کسی کا کوئی غلام بھاگ جاتا تھا تو وہ حضرت خواجہ محمود مُوئینہ دوزؒ کے پاس آتا تھا، دُعا کرواتا تو غلام آجاتا۔

ایک مرتبہ ایک شخص کا غلام بھاگ گیا۔ وہ آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا کہ غلام فلاں دِن آجائے گا لیکن یہ ضروری ہے کہ غلام کے آنے کی اطلاع کرنا۔

اس شخص کا غلام آگیا لیکن اس سے یہ غلطی ہوئی کہ اس نے غلام کے آنے کی اطلاع آپ کو نہ کی۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ غلام پھر بھاگ گیا۔ اس نے آپ سے جاکر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا چونکہ پہلے خبر نہ دی تھی اب وہ نہ آئے گا۔" چنانچہ اس کا غلام دوبارہ واپس نہ آیا۔

○

۶۳۰۔ حضرت سید جلال الدین سُرخ بخاری جب ملتان آئے تو ایک روز گرمی سے تنگ آکر بخارا کے موسم کو یاد کرنے لگے۔ حضرت بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی کو کشف سے یہ بات معلوم ہوگئی۔ آپ نے اپنے ایک خادم کو مسجد میں بھیجا اور یہ تاکید فرمائی کہ صفیں لپیٹ کر مسجد کے صحن میں جھاڑو دیں۔

اتنے میں بادل نمودار ہوا، خوب بارش ہوئی، اولے گرے۔ مسجد سے باہر نہ بارش ہوئی نہ اولے گرے۔ ظہر کی نماز کے وقت زکریاؒ ملتانی مسجد میں آئے اور حضرت جلال الدینؒ سُرخ بخاری سے مسکرا کر فرمایا۔ "کہیئے سیّد! اولے ملتان کے بہتر ہیں یا برف بخارا کا۔"

انھوں نے عرض کیا۔" اس صورت میں تو اولے ملتان کے سو درجہ بہتر ہیں"۔

آپ نے ان کو اسی روز خرقۂ خلافت سے مشرف فرمایا۔

○

۶۳۱۔ حضرت شاہ دولہؒ کے ہاں اکثر بے اولاد عورتیں حاضری کے لیے آتیں۔ اللہ نے آپ کی زبان میں ایسی تاثیر عطا کی تھی کہ آپ جو فرما دیتے وہ ہو کر رہتا۔

ایک دن ایک ایسی خاتون آئیں جن کا تعلق کسی ریاست سے تھا۔ آپ نے اس خاتون سے آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا۔" اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا ہے مگر اولاد

کی نعمت سے محروم ہوں۔ آپ دُعا فرمائیں گے تو میری مُراد بر آئے گی "۔

حضرت شاہ دولہ نے فرمایا۔ "مَیں دُعا تو کرسکتا ہوں مگر اس میں ایک ایسی مشکل بھی ہے جس کو تم کبھی برداشت نہ کرو گی "۔

خاتون نے جواب دیا۔ " مَیں ہر مشکل سہنے کے لیے تیار ہوں "۔

شاہ دولہؒ نے فرمایا۔ " مَیں دُعا کروں گا اور تمہیں اولاد نصیب ہو گی مگر تمہیں اپنا پہلا بچّہ خانقاہ کی نذر کرنا ہوگا "۔ اس پر خاتون راضی ہو گئی۔

جب وہ اپنے محل میں پہنچی تو اس کے دماغ میں عجیب عجیب خیالات آنے لگے۔ وہ سوچنے لگی کہ اگر ایک ہی بچّہ ہوا اور وہ بھی خانقاہ کی نذر کردوں تو میری جھولی خالی کی خالی ہی رہے گی۔ پھر اس نے سوچا کہ جب اولاد ہو گی تو اس مسئلہ کو حل کرنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے کرم سے دس ماہ کے بعد اُس عورت کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہُوا مگر اُس کا سَر بہت چھوٹا تھا۔ ماں کو بچّے سے بہت پیار تھا۔ اس لیے اس نے ہر ایک کو منع کر دیا کہ کوئی بھی باہر جاکر خانقاہ میں اس بچّے کی پیدائش کا ذکر نہ کرے۔

ایک رات اُس عورت نے خواب میں حضرت شاہ دولہؒ کو دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے۔ "اے عورت! تو اپنا وعدہ پُورا کر، بدعہدی بہت بڑا گناہ ہے "۔

عورت نے جواب دیا۔ " حضرت مجھ پر رحم کیجئے۔ میرا بچّہ مجھ سے نہ لیجئے "۔

حضرت شاہ دولہؒ نے فرمایا۔ " یہ لینے دینے کی بات نہیں ہے بلکہ وعدہ پورا کرنے کی بات ہے تجھے شاید یہ بات معلوم نہیں کہ تیرے بچّے کا سَر بہت چھوٹا کیوں ہے، اس لیے کہ وہ عقل سے معذور ہوگا اور تیرے کسی کام نہیں آئے گا "۔

وہ خاتون صبح بیدار ہوئی تو سخت پریشان تھی۔ اس نے بچّے کے سَر کو غور سے دیکھا۔ واقعی وہ بہت چھوٹا تھا۔ پھر اس نے ریاست کے شاہی حکیموں کو بُلا کر پوچھا کہ یہ لڑکا چھوٹے سر کی وجہ سے کیا بنے گا "۔

انہوں نے معائنے کے بعد بتایا کہ یہ عقل سے معذور ہوگا، بالکل جانوروں کی طرح "۔

کئی دن کی پریشانی کے بعد وہ روتے روتے حضرت شاہ دولہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پوچھا۔ " یہ بچّہ ابھی آپ کی نذر کروں یا پال پوس کر آپ کے حوالے کردوں "۔

آپ نے فرمایا۔ " جیسی تیری مرضی ہو، وہ کر۔ مگر رونے دھونے کی ضرورت نہیں

ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تجھے اور اولاد بھی ہوگی۔"
وہ عورت اُس بچے کو اپنے ساتھ لے گئی۔ اُسے خدا نے تین سال میں تین لڑکے عطا کیے اور وہ پہلا لڑکا مہنسی خوشی خانقاہ کی نذر کر گئی۔

○

۶۳۲ - حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ کی وفات پر حضرت گیسو درازؒ نے اُنہیں غسل دیا اور جس پلنگ پر غسل دیا تھا اس کی ڈوریاں پلنگ سے جُدا کر کے اپنی گردن میں ڈال لیں کہ یہی میرا لباس ہے۔ مُرشد کی وفات کے بعد آپ اُن کے جانشین مقرر ہوئے اور چالیس برس تک دہلی میں لوگوں کے سامنے وعظ و تلقین کرتے رہے۔

○

۶۳۳ - ایک روز حضرت شیخ صدر الدین عارفؒ دریا کے کنارے تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتحؒ تھے۔ آپ نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ اتنے میں ہرن کا ایک غول ادھر سے گذرا۔ اس غول میں ہرنی کا ایک بچہ بھی تھا۔ شیخ رکن الدینؒ ابوالفتح جن کی عمر اس وقت سات سال کی تھی۔ اس بچے کو پکڑنا چاہتے تھے۔ لیکن وہ بچہ ہاتھ نہ آیا۔
نماز سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت شیخ ابوالفتحؒ کو قرآن شریف کا سبق دیا۔ ان کو دس مرتبہ پڑھنے پر بھی یاد نہ ہُوا۔ حالانکہ وہ تین مرتبہ پڑھنے پر ہی اپنا سبق یاد کر لیا کرتے تھے۔ آپؒ نے وجہ معلوم کی۔ جب آپ کو ہرن کے غول اور بچے کا اس طرف آنا معلوم ہُوا، تو آپ نے پوچھا۔ کہ وہ ہرن کا غول کس طرف گیا۔
حضرت شیخ رکن الدینؒ نے سمت بتائی۔ آپ نے اس طرف کچھ پڑھ کے پھونکا۔ غول واپس ہُوا۔ حضرت رکن الدین نے دوڑ کر اس بچے کو پکڑ لیا اور بہت خوش ہوئے۔ اس خوشی میں انہوں نے ایک سیپارہ حفظ کر لیا۔ اس کے بعد ہرنی کو مع بچے کے خانقاہ میں لے آئے۔

○

۶۳۴ - سرخس میں ایک بے نمازی دیوانہ وار پھرا کرتا تھا اور جب اس سے لوگوں نے نماز پڑھنے کے لیے اصرار کیا تو اس نے کہا کہ وضو کرنے کے لیے پانی کہاں ہے؟

یہ سن کر لوگ کنوئیں پر پکڑ کر لے گئے اور اس کے ہاتھ رسّی ڈول تھما کر کہا کہ اس میں سے پانی کھینچ کر وضو کر لے۔ لیکن وہ دیوانہ تیرہ یوم تک رسّی پکڑے بیٹھا رہا۔ اتفاق سے ایک روز حضرت ابوالفضل حسن رحمۃ اللہ علیہ کا ادھر سے گذر ہوا۔ تو آپ نے لوگوں سے فرمایا "یہ تو غیر مکلّف ہونے کی وجہ سے قیود شریعت سے قطعاً آزاد ہے۔ جاؤ اسے اس کے گھر پہنچا دو۔"

○

۶۲۵۔ ایک گاؤں میں حضرت شیخ جلال الدین ہانسوئی کی ایک شخص نے دعوت کی۔ کھانے سے فارغ ہو کر آپ نے اجازت چاہی۔ میزبان نے کہا "جب تک بارش نہیں ہوگی۔ نہ جانے دوں گا۔"

اس سال بارش نہیں ہوئی تھی اور قحط کے آثار نمایاں تھے۔ میزبان کے اصرار پر آپ وہیں بیٹھ گئے۔ اسی رات خوب بارش ہوئی۔ صبح آپ گھوڑے پر ہانسی تشریف لے گئے۔

○

۶۲۶۔ ایک پیرزالہ حضرت سراج الدین محمد شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں شامل تھی۔ اس کا چار پانچ سال کا بیٹا ایسا بیمار ہوا کہ جانبر نہ ہو سکا۔ وہ پیرزالہ بیٹے کی موت کے صدمہ سے اتنی افسردہ دل تھی کہ مغلوب الحال ہو کر اس نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور لگی آہ و فریاد کرنے۔

اس نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ جب تک میرا لڑکا مجھے نہیں مل جائے گا۔ میں آپ کا دامن ہرگز نہ چھوڑوں گی۔ جب آپ نے دیکھا کہ اس کی بے قراری انتہا کو پہنچ گئی ہے تو آپ نے اُسے تسلّی و دلاسا دے کر اندر تشریف لے گئے۔

آپ کا بھی ایک چھوٹا سا لڑکا تھا۔ آپ نے اسے گود میں لے کر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دُعا کی۔ "خدایا اُس بڑھیا کے لڑکے کے بجائے یہ لڑکا حاضر ہے۔" اسی وقت آپ کا لڑکا فوت ہو گیا۔ باہر آ کر آپ نے اس ضعیفہ سے فرمایا۔ اپنے گھر جا تیرا لڑکا زندہ ہو گیا ہے۔ وہ عورت اپنے گھر پہنچی تو اپنے لڑکے کو زندہ و سلامت پایا۔

○

۶۲۷ - ایک مرتبہ شہنشاہ اکبر لاہور آیا - تو اس نے اپنے وزیر کو شاہ حسینؒ کے پاس بھیجا - وزیر نے انہیں بہت تلاش کیا - مگر وہ اُسے نہ ملے اور جب وزیر ناکام ہو کر واپس شہنشاہ کے پاس آ گیا - تو شاہ حسینؒ خود وہاں پہنچ گئے - وہ بھی اس طرح کہ داڑھی منڈی ہوئی اور ہاتھ میں شراب سے بھری ہوئی صراحی تھی -

اکبر نے حیران ہو کر کہا - " یہ کیا ؟"

آپ نے منہ پر ہاتھ پھیرا - تو چہرے پر شرع کے مطابق داڑھی موجود تھی اور صراحی میں شراب کی بجائے دودھ بھرا ہوا تھا -

۶۲۸ - ایک مرتبہ سلطان سلطان محمود غزنوی نے ایاز سے یہ وعدہ کیا کہ میں تجھے اپنا لباس پہنا کر اپنی جگہ دے دوں گا اور تیرا لباس پہن کر خود غلام کی جگہ لے لوں گا - چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور پھر حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے درِ دولت پر پہنچے - پھر باہر سے شیخ کو پیغام بھیجا کہ سلطان غزنی یہاں تک پہنچ گیا ہے - تم گھر سے نکل کر اس کا استقبال کرو اور اگر وہ انکار کریں تو اطیعو اللہ و اطیعوا لرسول و الوالا امومنکم پڑھنا -

قاصد نے اندر پہنچ کر ایسا ہی کیا - آپ نے فرمایا " میں اطیعو اللہ میں ہی اس قدر محو ہوں کہ اطیعو الرسول تک نہیں پہنچ سکتا - اندریں حالات الوالا مومنکم کا کیا ذکر "

پھر محمود غزنوی ایاز کو لے کر اندر پہنچا اور سلام کیا - شیخ نے جواب دیا مگر تعظیم کو کھڑے نہ ہوئے - فرمایا - " یہ سب تمہارا جال ہے - میں اس میں نہیں پھنس سکتا " پھر محمود کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور باقی سب کو نکال دیا -

محمود نے کہا - " بایزیدؒ کی نسبت کچھ فرمائیں "

آپ نے فرمایا - " بایزیدؒ نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھا وہ شفاعت سے بے خوف ہو گیا "

محمود نے عرض کیا - " کیا بایزیدؒ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہیں - ابوجہل، ابولہب نے آپؐ کو دیکھا مگر ان کی شفاعت نہ کی گئی "

آپ نے فرمایا - " ادب کرو - پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے ان چاروں صحابہ کرامؓ کے اور کسی نے نہ دیکھا تو اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - " ولوھم ینظرون

الیکَ وھم لایبصرون"

محمود کو یہ بات پسند آئی اور عرض کیا "مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیں"۔

فرمایا "چار باتوں کا خیال رکھو۔ ا۔ ممنوعات سے پرہیز کرو، ۲۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔ ۳۔ سخاوت کو شیوہ بناؤ، ۴۔ خلقِ خدا پر شفقت رکھو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عاقبت کو محمود رکھے"۔

اس کے بعد محمود نے اشرفیوں کی تھیلی آپ کی نذر کی۔ آپ نے فوراً جَو کی روٹی جو خشک تھی سامنے رکھ دی۔ اور کھانے کا حکم دیا۔

محمود جب کھانے لگا تو روٹی حلق میں اٹک گئی۔ آپ نے فرمایا "روٹی حلق میں اٹکتی ہے"۔

محمود نے کہا "جی ہاں"۔ اس پر آپ نے فرمایا "تم چاہتے ہو کہ تمہاری طرح یہ اشرفیوں کی تھیلی ہمارے حلق میں اٹکے۔ ہم اس کے خواہش مند نہیں ہیں"۔

پھر محمود نے کہا "اپنی کوئی یادگار عنایت فرمائیے"۔

آپ نے ایک پیراہن دے دیا۔ پھر رخصت کے وقت شیخ نے اٹھ کر تعظیم دی۔ محمود نے پوچھا "میرے آنے کے وقت آپ نے تعظیم نہیں کی۔ اب کیا سبب ہے؟"

فرمایا "اس وقت تم غرورِ شاہی کے ساتھ آئے تھے مگر اب انکسار اور درویشی کے ساتھ جا رہے ہو"۔

چند دن کے بعد جب محمود نے سومنات پر حملہ کیا اور اپنی افواج کو میدان میں کمزور دیکھا اور خوف ہوا کہ شکست نہ ہو جائے تو زمین پر سربسجود گر پڑا اور وہی پیراہن جو ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ نکال کر سامنے رکھ لیا۔ اور دعا کی "خداوندا! اس پیراہن والے کی طفیل فتح و نصرت عطا کر"۔

جب دعا کے بعد محمود اٹھا تو اس کی فوج کی حالت کچھ سے کچھ ہو چکی تھی۔ دفعتہً حملہ کیا او[illegible]ن کو فتح کر لیا۔ [illegible]ت کو خواب میں دیکھا کہ شیخ فرما رہے ہیں "محمود! تم نے ہمارے پیراہن کی آبرو درگاہِ الٰہی میں کھو دی۔ اگر تم چاہتے تو تمام کافر مسلمان ہو جاتے"۔

O

۶۳۹۔ بزرگوں میں ایک بزرگ کو ایک مرتبہ طہارت خانہ میں بیٹھے بیٹھے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ اپنا پیراہن کسی درویش کو دے دیا جائے۔ اس خیال کے دل میں آتے ہی فوراً ایک

مُرید کو بلایا، کُرتہ جسم سے اُتارا اور اس کے حوالے کر دیا۔
مُرید نے کہا۔" اے شیخ! طہارت خانہ سے باہر آنے تک صبر کیوں نہ کر سکے"۔
شیخ نے کہا۔" میں ڈر گیا کہ مبادا کوئی دوسرا خیال میرے دل میں پیدا ہو جائے اور مجھے اس نیک خیال سے باز رہنے پر مجبور کر دے"۔

○

۶۴۰۔ حضرت ابو عمرو نجیدؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص مخلوق کے سامنے جاہ و مرتبت ترک کر دینے پر قادر ہوتا ہے اس کے نزدیک ترکِ دنیا بھی دشوار نہیں رہتی۔ ذاتِ خداوندی سے وابستہ رہنے والا کبھی بُری خصلتوں کا مرتکب نہیں ہو سکتا اور جو بُری خصلتوں کو اپنا لیتا ہے وہ خدا سے وابستہ نہیں رہ سکتا۔

○

۶۴۱۔ فیروز شاہ ایک مرتبہ احمد خان خاناں سے خفا ہو گیا۔ اُس نے احمد خاں کو اندھا کرنا چاہا۔ احمد خاں مقابلہ کے لیے تیار ہوا۔ احمد خاں نے انہی دِنوں میں ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی صُورت بزرگ نے اس کے سر پر تاجِ ترکی رکھا اور اُس کو سلطنت کی بشارت دی۔
احمد خاں بادشاہ کے مقابلہ میں کامیاب ہُوا اور اس کو تاج و تخت نصیب ہُوا۔
کچھ دِنوں کے بعد حضرت نعمت اللہ ولیؒ کی کرامات کا چرچا ہونے لگا۔ احمد خاں نے آپ کو خراجِ عقیدت پیش کرنا چاہا۔ اس نے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو کچھ تحائف دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے تحائف قبول فرمائے۔ اس کے بعد حضرت نعمت اللہ ولیؒ نے اپنے پوتے شاہ نور اللہ بن خلیل اللہ کے ذریعے سبز رنگ کا تاجِ ترکی احمد خاں کو بھیجا احمد خاں نے جب وہ تاج ترکی دیکھا تو بے چین ہو گیا۔
اس نے فوراً اس تاج ترکی کو پہچان لیا کہ یہ وہی تاج ہے جو اس کے سر پہ ایک بزرگ نے رکھا تھا اور بزرگ نے اس کو دکن کی سلطنت کی بشارت دی تھی۔ اس پہ احمد خاں نے آپ کے پوتے نور اللہ کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ اُس نے شاہ نور اللہ کی شادی اپنی لڑکی سے بھی کر دی۔

○

۶۴۲۔ ایک رات حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس وقت فلاں جنگل میں ایک

قافلہ لُوٹ کر قزاقوں نے بہت سے افراد کو مجروح کر دیا ہے لیکن یہ تعجب کی بات ہے کہ اسی شب کسی نے آپ کے صاحبزادے کا سر کاٹ کر گھر کی چوکھٹ پر رکھ دیا تھا اور آپ کو اس بات کا قطعی علم نہ ہُوا اور جب یہ دونوں واقعات آپ کی بیوی کے علم میں آئے ۔ تو اس نے آپ کی ولایت سے انکار کر دیا اور کہا ۔ " ایسے شخص کا ذکر ہرگز نہیں کرنا چاہیئے ۔ کہ جس کو دُور کی اطلاع تو ہو جائے لیکن گھر کے دروازے کا علم نہ ہو سکے "۔

لیکن آپ نے یہ جواب دیا کہ جس وقت قافلہ لوٹا گیا اس وقت تمام حجابات میرے سامنے سے اٹھا دیئے گئے تھے اور جس وقت لڑکے کو قتل کیا تھا اس وقت حجابات باقی تھے ۔ جس کی وجہ سے مجھے اس کے قتل کا علم نہ ہو سکا ۔

جب آپ کی بیوی نے لڑکے کا سر دروازے پر دیکھا تو شفقتِ مادری کی وجہ سے بے چین ہو کر روتے پیٹتے ہوئے اپنے بال کاٹ کر لڑکے کے سر پر ڈال دیئے اور انسانی تقاضے کے طور پر حضرت ابوالحسنؒ کو بھی اپنے صاحبزادے کے قتل کا رنج ہُوا اور آپ نے بھی اپنی داڑھی کے بال صاحبزادے کے سر پر ڈالتے ہوئے بیوی سے فرمایا ۔ کہ یہ بیج ہم تم دونوں نے مل کر بویا تھا اور تم نے اپنے بال کاٹ کر اور میں نے اپنی داڑھی کے بال اس پر کے سر پر ڈال دیئے ۔ اس طرح ہم دونوں برابر ہو گئے ۔

○

۶۴۳ ۔ ایک دن حضرت مشاد دینوریؒ نے فرمایا کہ مَیں کچھ غنودگی کے عالم میں تھا تو مَیں نے اپنے آپ کو مسجد میں دیکھا ۔ کوئی کہنے والا مجھ سے یہ کہہ رہا تھا کہ اگر تو اولیاء اللہ میں سے کسی کی زیارت کا مشتاق ہے تو اٹھ اور تو بہ کے ٹیلہ پر جا ۔

مَیں بیدار ہوا ۔ اس وقت برفباری ہو رہی تھی ، وہاں پہنچا تو حضرت ابراہیم خواصؒ کو دیکھا جو آلتی پالتی مارے بیٹھے ہوئے تھے ۔ صرف اتنی جگہ برف سے خالی تھی جہاں آپ بیٹھے ہوئے تھے ۔ چاروں طرف برف کے تودے ہی تودے تھے ۔ مَیں پسینہ پسینہ ہو گیا اور اس سوچ میں پڑ گیا کہ انہیں یہ درجہ کیسے حاصل ہوا ہے ۔

آپ نے میری دلی کیفیت بھانپتے ہوئے فرمایا ۔ " یہ مرتبہ فقراء کی خدمت کے صلہ میں قدرت نے مجھے مرحمت فرمایا ہے "۔

○

۶۴۴ - حضرت شیخ بنان محمد الحمالؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مکہ معظمہ میں بیٹھا تھا - میرے پاس ہی ایک جوان تھا - ایک شخص نے اس نوجوان کے سامنے کچھ درہم لاکر رکھے اور کہا - مجھے ان کی حاجت نہیں ہے -
نوجوان نے کہا کہ مساکین و فقرا میں اسے تقسیم کر دو - اس نے اس بات پر عمل کیا - بعد ازاں میں نے اسے دیکھا کہ ایک وادی میں اپنے لیے کسی چیز کی جستجو کر رہا ہے -
میں نے اس سے کہا " کاش تو ان درہموں میں سے کچھ بچا کر رکھ لیتا "
اس نے جواب دیا - " مجھے کیا معلوم تھا کہ میں اس وقت تک زندہ بھی رہوں گا یا نہیں "

O

۶۴۵ - حضرت ابوالحسن نوریؒ کی علالت کے دوران حضرت جنید بغدادیؒ مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئے - آپ نے کچھ پھل اور پھول پیش کیے - اس کے بعد جب آپ حضرت جنیدؒ کی بیماری میں اپنے ارادت مندوں کے ہمراہ مزاج پرسی کے لیے تشریف لے گئے تو اپنے مریدوں سے فرمایا - کہ سب لوگ جنیدؒ کا مرض اپنے اوپر تقسیم کر لو - یہ کہتے ہی حضرت جنیدؒ تندرست ہو گئے -
آپ نے اُن سے فرمایا کہ پھل اور پھول کی بجائے اس طرح عیادت کو جانا چاہیے "

O

۶۴۶ - حضرت شیخ شمس الدین ترکؒ کلیر سے آکر پانی پت میں مقیم ہوئے - ایک روز ان کا مرید کسی کام سے حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندرؒ کے مکان کے سامنے سے گزرا اس نے دیکھا کہ آپ شیر کی صورت میں بیٹھے ہیں - اس مرید نے اس بات کا ذکر حضرت شمس الدین ترکؒ سے کیا -
انہوں نے اپنے مرید کو حکم دیا کہ وہ حضرت بوعلی قلندرؒ کے مکان پر جائے اور ان کا سلام کہے اور اگر پھر اُن کو شیر کی شکل میں بیٹھا دیکھے تو یہ پیغام اُن کو پہنچائے کہ شیر کی جگہ جنگل میں ہے "
وہ مرید حکم بجا لایا - جب وہ حضرت بوعلی قلندرؒ کے پاس پہنچا تو آپ کو پھر شیر کی شکل میں بیٹھا پایا - اس نے حضرت شمس الدین ترکؒ کا پیغام آپ کو سنایا - آپ وہاں سے شیر کی صورت میں اُٹھے اور ڈبا گھوڑے میں جاکر قیام فرمایا - ڈبا گھوڑے پانی پت سے باہر

ایک جگہ کا نام ہے)

○

۶۴۷ - ایک دن حضرت جنید بغدادیؒ کی زوجہ محترمہ اپنے گھر میں بیٹھی کنگھی کر رہی تھیں کہ اسی دوران حضرت ابوبکر شبلیؒ بھی وہاں جا پہنچے اور جب انہوں نے پردہ کرنے کا قصد کیا تو حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ پردے کی اس لیے ضرورت نہیں کہ جماعتِ صوفیاء کے مستول کو فردوس و جہنم تک کی تو خبر ہوتی نہیں پھر وہ بھلا کسی عورت پر کیا نظر ڈال سکتے ہیں اور جب کچھ وقفہ کے بعد حضرت شبلیؒ نے رونا شروع کیا تو حضرت جنیدؒ نے اپنی زوجہ کو پردے میں چلے جانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا - کہ اب یہ اصلی حالت پر لوٹ رہے ہیں - چنانچہ وہ اسی وقت پردے میں چلی گئیں ۔

○

۶۴۸ - جب حضرت شیخ رکن الدینؒ ابوالفتح چار سال کے تھے کہ آپ کے دادا حضرت بہاؤالدین زکریاؒ تکیہ لگائے پلنگ پر بیٹھے ہوئے تھے - ان کی دستار پلنگ کے پائے پر رکھی ہوئی تھی ۔ حضرت شیخ رکن الدین کے والد حضرت صدرالدین عارفؒ پلنگ کے پاس بیٹھے تھے ۔ آپ کھیلتے ہوئے پلنگ کے پائے کی طرف پہنچے اور دستار پائے پر سے اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی ۔

آپ کے والد ماجد نے آپ کو منع فرمایا اور آپ کو دستار اتارنے کو کہا - آپ کے دادا حضرت بہاؤالدین زکریاؒ نے آپ کے والد سے فرمایا - "بیٹا صدرالدین! تم اس کو منع نہ کرو کیوں کہ اس نے دستار بطورِ حق کے اپنے سر پر رکھی ہے - میں نے یہ دستار اس کو دی"۔ اپنے والد کی وفات کے بعد جب آپ سجادہ نشین ہوئے تو آپ نے وہی دستار سر پر رکھی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا خرقہ جو آپ کو والد سے ملا تھا زیب تن فرمایا۔

○

۶۴۹ - کسی وزیر کو شیخ ابوعلی سیاہؒ سے بڑی عقیدت تھی - اس نے ہر چند چاہا کہ آپ کی خدمت میں کوئی نذرِ عقیدت پیش کرے لیکن آپ نے اس سے کوئی چیز قبول نہیں فرمائی ۔

کچھ دنوں کے بعد اس نے آپ کے پاس پیغام بھیجا - چونکہ آپ تو کوئی چیز قبول نہیں فرماتے تھے اس لیے میں نے یہ کیا کہ آپ کی خاطر اور بہ نیت ثواب میں نے

چند غلام آزاد کر دیے ہیں۔
شیخ نے پیغام کے جواب میں یہ کہلا بھیجا "تمہارے احسان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن غلاموں کو آزاد کرانا میرا طریق نہیں ہے۔ میرا مشرب تو یہ ہے کہ جو آزاد ہیں انہیں مہر و مروّت اور احسان سے غلام بناؤں۔

۶۵۰۔ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتحؒ کی کسرِ نفسی کا یہ عالم تھا کہ جب پالکی میں نکلتے تو آپ کے دونوں ہاتھ باہر نکلے ہوئے ہوتے۔ آپ اس لیے ایسا کرتے تھے کہ شاید کسی بخشے ہوئے کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے لگ جائے تو آپ بھی بخشے ہوئے ہو جائیں۔

۶۵۱۔ حضرت شیخ صدر الدین احمد طیبب دُلہاؒ دُنیا سے بے نیاز تھے۔ ایک مرتبہ پریاں ایک پری زاد کے علاج کے واسطے آپ کو لے گئیں۔ وہ پری زاد آپ کے علاج سے اچھا ہوا پریوں نے ایک خط آپ کو دیا اور کہا "شہر سے باہر فلاں کوچہ میں اس قسم کا ایک کتا ہے۔ یہ خط اس کتّے کو دکھا دینا۔"
آپ نے وہ خط لیا، کتّا تلاش کیا۔ جب وہ خط کتّے کو دکھایا تو وہ کتّا اٹھا اور شہر سے باہر جا کر ایک جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اس مقام پر وہ کتّا زمین کھودنے لگا۔ آپ اشارہ سمجھ گئے۔ آپ نے اس مقام سے خزانہ نکالا اور راہِ خدا میں لٹا دیا۔

۶۵۲۔ ایک کیمیاگر حضرت جلال الدین محمد کبیر الاولیاءؒ کے ایک صاحبزادے کے پاس آیا اور ان کا فقر و فاقہ دیکھ کر اُن کو کیمیا سکھانے کا وعدہ کیا۔
انہوں نے آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے بیٹے کی بات سننے کے بعد حُجرے کی دیوار پر تھوکا۔ حجرہ سونے کا ہو گیا۔
آپ نے اپنے صاحبزادے سے [illegible] یا "کیمیائے سعادت سیکھنا سب سے بہتر ہے"۔

۶۵۳۔ ایک قلندر جس کا نام علی تھا بہت سے [illegible] ۔وں کو ہمراہ لے کر حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے پاس آیا اور آپ سے دریافت کیا کہ جہانگیری کہاں سے ملی؟

آپ نے جواب دیا کہ "اپنے پیر و مرشد سے"۔
اُس نے کہا "کہ اس کا کیا ثبوت ہے"؟
یہ سن کر آپ کو غصّہ آیا۔ وہ قلندر آپ کے غصّے کی تاب نہ لا کر زمین پر گرا اور مر گیا۔

○

۶۵۴ ۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے سوال کیا گیا۔ "کیا وجہ ہے کہ آدمی سکون سے ہوتا ہے پھر جب سماع سُنتا ہے تو بے قرار ہو جاتا ہے"۔
آپ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے جب ارواح کو مخاطب کر کے فرمایا" الستُ بربکم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا" بلیٰ " یعنی ہاں تو ہمارا رب ہے۔ اس قول کی حلاوت ارواح میں رچ گئی۔ اس لیے جب لوگ سماع سُنتے ہیں تو وہی حلاوت یاد آتی ہے اور بے قرار کر دیتی ہے۔

○

۶۵۵ ۔ حضرت شیخ ابو بکر کتانیؒ فرماتے ہیں کہ میرے ہمراہ ایک ایسا شخص رہتا تھا جس کا وجود میرے لیے بارِ خاطر تھا لیکن محض مخالفتِ نفس کی غرض سے میں اس کے ساتھ نہایت حُسنِ سلوک سے پیش آتا رہا اور ایک دن جب میں اپنی جائز کمائی سے دو سو درہم لے کر اُس کے پاس پہنچا تو وہ مصروفِ عبادت تھا۔ چنانچہ میں نے وہ درہم اس کے مصلّے کے نیچے رکھتے ہوئے کہا۔ "تم اپنے صرفہ میں لے آنا"۔
مگر اس نے غضبناک ہو کر کہا کہ جو لمحات میں نے ستّر ہزار درہم کے معاوضہ میں خریدے ہیں انہیں تُو دو سو درہم کے معاوضہ میں خریدنا چاہتا ہے۔ جا مجھے تیرے درہم کی ضرورت نہیں"۔
چنانچہ ندامت کے ساتھ میں نے اپنے درہم واپس لے لیے اور اس وقت مجھے جتنا اپنی ذلّت اور اس کی عظمت کا احساس ہوا اس سے قبل کبھی نہیں ہوا تھا۔

○

۶۵۶ ۔ جب لوگ خلجی بادشاہوں کے سامنے جاتے تھے تو لوگ جھک کر اور انگشت شہادت کو زمین پر رکھ کر سلام کرتے تھے۔ حضرت شیخ احمد مجدد شیبانیؒ بادشاہ کے روبرو حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ "آپ کو جس طرح سلام کیا جاتا ہے وہ اسلامی تعلیم کے

خلاف ہے اور یہ طریقہ بدعت ہے ۔"
اس کے بعد آپ نے بادشاہ کو سلام کیا اور اس کے برابر جا بیٹھے ۔

○

۶۵۷ ۔ سلیمان بن عبدالملک خلیفہ تھا ۔ وہ جب مدینہ منورہ پہنچا تو حضرت ابو حازمؒ کو اپنے پاس بلوایا جو کہ بہت بڑے عالمِ دین تھے اور پوچھا ۔" آخر کیا بات ہے کہ ہم موت سے اس درجہ ناخوش ہوتے ہیں ؟
ابو حازمؒ نے فرمایا ۔" اس لیے کہ تم نے دُنیا کو بڑے چاؤ اور رغبت سے آباد کر رکھا ہے اور عاقبت کو غفلت و تساہل سے اُجاڑ دیا ہوا ہے اور جو شخص آبادی سے ویران اور سنسان جگہ پر جائے وہ ناخوش ہوا ہی کرتا ہے ۔"
پھر خلیفہ نے سوال کیا" لوگ جب اللہ کے حضور جائیں گے تو اُن کا کیا حال ہوگا ؟"
آپ نے فرمایا ۔" نیک لوگوں کا وہاں جانا تو ایسا ہی ہوگا جیسا کہ سفر سے واپس آنے والے کسی شخص کا اپنے عزیزوں کے ہاں جانا ہوتا ہے اور بدکار شخص وہاں ایسے جائے گا جیسے کوئی بھاگا ہوا غلام ہو جسے زبردستی پکڑ کر اس کے مالک کے پاس لے جایا جا رہا ہو ۔"
خلیفہ نے کہا ۔" اے کاش ! مجھے معلوم ہوتا کہ میرا کیا حال ہوگا ؟"
آپ نے فرمایا ۔" قرآن شریف دیکھ لے تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ ارشادِ باری تعالےٰ کس قدر واضح ہے کہ " نیک لوگ بے شک آسائش میں ہوں گے اور بدکار لوگ (کافر) بے شک دوزخ میں ہوں گے ۔"
خلیفہ نے پھر پوچھا ۔" اللہ تعالیٰ کی رحمت کہاں ہوگی ؟"
فرمایا ۔" بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت قریب ہے ، نیک کام کرنے والوں کے لیے ۔"

○

۶۵۸ ۔ یہ مثل مشہور ہے کہ " مرتے کو مارے زندہ شاہ مدار " جب کوئی شخص کسی تکلیف یا مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے اور اس پر کوئی نئی مصیبت یا تکلیف وارد ہوتی ہے یا اس پر مزید کوئی ظلم ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ " مرتے کو ماریں زندہ شاہ مدار " اس مثل کے مضمرات سے بہت کم لوگ واقف ہیں ۔
اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت بدیع الدین مدارؒ کو یہ قدرت حاصل تھی کہ جو صوفی مرتبہ

فنا میں ہوتے تھے آپ ان کو اس مقام سے نکال کر مرتبہ فنا ء الفنا میں پہنچا دیتے۔

○

۶۵۹ - ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری بی بی پر بچّہ کی ولادت مشکل ہو گئی کسی طرح سے خلاصی نہیں ہوتی تھی۔ مَیں حضرت ابوالحسن دینوریؒ کے پاس ایک شیشہ کا گلاس لے کر گیا تاکہ آپ کی تحریر کی برکت سے کامیابی ہو جائے۔

جب آپ نے اس پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھا تو فوراً گلاس ٹوٹ گیا اور شیخ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ مَیں دوسرا گلاس لے آیا۔ وہی ہوا جو پہلے ہوا تھا۔ پھر تیسرا پھر چوتھا پھر پانچواں لاتا گیا اور وہی حالت ہوتی گئی۔

آخر آپ نے فرمایا "اے شخص! کسی اور سے لکھوا لے میرے پاس جس قدر گلاس لائے گا سب ٹوٹ جائیں گے۔ کیوں کہ مَیں ایک بندہ ہوں۔ جب اپنے مولا کو یاد کرتا ہوں تو ہیبت اور حضور کے ساتھ یاد کرتا ہوں۔

○

۶۶۰ - ایک دن حضرت ابوبکر وراقؒ نے لوگوں سے فرمایا " تمام برائیوں کی جڑ صرف نفس ہے مخلوق سے مخلوق کا میل ملاپ یہی عظیم فتنہ ہے۔ اس لیے گوشہ نشینی ہی وجہ سکون ہے نہ تو مُنہ سے بُری بات نکالو۔ نہ کانوں سے خراب بات سنو، نہ آنکھوں سے بُری شے کو دیکھو۔ نہ ٹانگوں سے بُری جگہ جاؤ۔ نہ ہاتھوں سے بُری شے کو چھوؤ بلکہ ہمہ وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہو۔

○

۶۶۱ - ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالقدوسؒ موضع چھاج پور میں مقیم تھے۔ عین مشغولی کی حالت میں آپ نے باآواز بلند فرمایا کہ گاؤں کے لوگوں کو چاہیئے کہ اپنا مال واسباب لے کر گھروں سے باہر نکل جائیں۔ گاؤں میں آگ لگنے والی ہے۔

تھوڑی دیر بعد گاؤں میں آگ لگ گئی اور جن لوگوں نے آپ کی ہدایات کے مطابق عمل نہیں کیا تھا۔ انہیں پریشانی اور نقصان برداشت کرنا پڑا۔

○

۶۶۲ - ایک مرتبہ رات کے وقت ایک بزرگ کی نعلین کا تسمہ کھل گیا۔ عین اسی وقت کچھ

لوگ بادشاہ کی شمعلیں اُٹھائے ہوئے وہاں سے گزرے۔ بزرگ نے تسمہ درست کرتے کرتے ہاتھ روک لیا اور مناسب نہ جانا کہ اس روشنی میں تسمہ درست کیا جائے اور اس سے پرہیز ہی بہتر سمجھا۔

○

۶۶۳۔ حضرت شاہ میناؒ مادرزاد ولی تھے۔ پانچ سال کی عمر میں آپ کو مکتب میں داخل کرایا گیا۔
آپ نے اُستاد نے آپ کو الف پڑھنے کے لیے کہا۔
آپ نے کہا۔" الف "
پھر آپ نے اُستاد نے کہا۔" کہو' ب '۔"
آپ نے انکار کیا۔ جب اُستاد نے دوبارہ کہا تو آپ نے جواب دیا۔" الف پڑھ لیا ہے۔ یہی کافی ہے۔ ب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

○

۶۶۴۔ شیخ علی رودباریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرا گذر ایک محل کے پاس سے ہُوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوب صورت جوان پڑا ہے اور اس کے گرد لوگ جمع ہیں۔ مَیں نے لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو جواب ملا' یہ شخص اس راستہ سے جارہا تھا کہ محل سے کسی لونڈی کے یہ اشعار سُنائی دیئے۔
(ترجمہ) بڑی ہمت ہے اس بندہ کی جو تیرے دیکھنے کی طمع رکھتا ہے۔ کیا آنکھ کے لیے یہ کافی نہیں کہ تیرے دیکھنے والے کو دیکھ لے "۔
یہ اشعار سُنتے ہی اس جوان نے ایک چیخ ماری۔ گرا اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔

○

۶۶۵۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ منازلؒ نے ابوعلی ثقفیؒ سے فرمایا۔" کہ مرنے کے لیے تیار رہو۔"
انہوں نے آپ سے کہا۔" آپ کو تیاری کرنی چاہیے۔"
چنانچہ آپ سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر دراز ہوگئے اور فرمایا کہ لو مَیں مرگیا۔" یہ کہتے ہی حقیقت میں آپ کا انتقال ہوگیا۔
اس واقعہ سے ابوعلی بہت نادم ہوئے کیوں کہ ان کے اندر عبداللہ منازلؒ جیسی قوت اس لیے نہیں تھی کہ وہ عیالدار تھے اور آپ مجرّد۔ حضرت عبداللہ منازلؒ اکثر یہ فرمایا

کرتے تھے کہ بدعلی مخلوق سے ہٹ کر صرف اپنے مفاد کی بات کرتے ہیں۔

○

۶۶۶ ۔ حضرت مولانا شیخ جمالیؒ جب ہرات پہنچے تو پریشان حال تھے۔ آپ کے جسم مبارک پہ صرف ایک تہبند تھا۔ کوئی دوسرا کپڑا نہیں تھا۔ آپ حضرت جامیؒ سے اسی حال میں ملنے چلے گئے۔ سلام علیک کر کے حضرت جامیؒ کے برابر جا بیٹھے۔

یہ بات حضرت جامیؒ کو ناگوار گزری۔ انھوں نے آپ سے کہا۔" گدھے میں اور تجھ میں کیا فرق ہے؟"

یہ سُن کر آپ نے بالشت بیچ میں رکھ دی حضرت جامیؒ نے حیران ہو کر پوچھا۔" تم کون ہو؟ کیا تمہیں جمالیؒ کی کوئی چیز یاد ہے"

اس پر آپ نے حضرت جامیؒ کو کچھ اشعار سنائے۔ پھر حضرت جامیؒ نے آپ سے دریافت کیا۔" تم بھی کچھ شعر کہتے ہو"

آپ نے حسبِ حال شعر کہا۔

ما را ز خاکِ کویت پیراہن است بر تن

آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بہ دامن

آپ نے یہ شعر پڑھا اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے ایک سیلابِ اشک رواں ہو گیا۔

حضرت جامیؒ سمجھ گئے یہی جمالیؒ ہیں۔ وہ اُٹھ کر آپ سے بغل گیر ہوئے اور تعظیم و تکریم کی۔

○

۶۶۷ ۔ خلفاء میں سے کسی خلیفہ نے دس ہزار درہم حضرت مالک بن دینارؒ کے پاس بھجوائے اور کہا کہ انہیں تقسیم کر دیجیے۔

آپ نے لیے اور تقسیم کر دیئے اور ایک درہم بھی اپنے پاس نہ چھوڑا۔ حضرت محمد بن واسع کا آپ سے ملنا ہوا تو پوچھا۔" سچ کہیئے کہ خلیفہ کے اس رقم بھیجنے سے تمہارے دِل میں اس کیلیے محبّت بڑھ گئی ہے یا نہیں"

آپ نے کہا۔" ہاں بڑھ تو گئی ہے"

حضرت واسعؒ نے کہا۔ "آہ! مجھے بھی یہی خدشہ لاحق ہو رہا تھا۔ آخر اس مال کی نحوست تمہارے معاملے میں یہ رنگ لائی۔"

○

۶۶۸۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت شاہ مدارؒ دریا کے کنارے رونق افروز تھے۔ ایک سوداگر اپنا مال کشتی میں رکھ کر روانہ ہوا۔ کچھ دُور جا کر وہ کشتی دریا میں ڈوب گئی۔ ایک شخص نے جو وہاں موجود تھا اس حادثے کی خبر آپ کو دی۔

آپ نے ایک مٹھی خاک اس کو دی اور دریا میں ڈالنے کی تاکید فرمائی۔ اُس نے وہ خاک دریا میں ڈال دی۔ کشتی برآمد ہو گئی۔

○

۶۶۹۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مَیں نے عبدالرحمٰن بن یحییٰؒ سے توکّل کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تُو اژدہے کے مُنہ میں ہاتھ ڈالے اور وہ تمہیں پہنچے تک نگل جائے تو بھی اللہ کے سوا غیر سے تجھے اندیشہ نہ ہو۔

اس کے بعد مَیں ابو یزیدؒ سے توکل کے متعلق سوال کرنے چلا اور ان کے دروازے پر دستک دی۔ آپ نے فرمایا۔ "کیا تجھے عبدالرحمٰن کا قول کافی نہیں ہُوا جو مجھ سے توکّل کے بارے میں پوچھنے چلا آیا۔"

مَیں نے عرض کیا "دروازہ تو کھولیے۔"

آپ نے فرمایا۔ "تُو میری زیارت کو نہیں آیا ہے۔"

غرض دروازہ نہ کھولا۔ مَیں وہاں سے واپس لوٹا اور ایک سال کے بعد پھر گیا۔ دیکھ کر فرمایا۔ "مرحبا۔ اب تم زیارت ہی کے واسطے آئے ہو۔"

○

۶۷۰۔ حضرت شیخ ابوالحسن شنجیؒ فرماتے ہیں کہ جو خود کو صاحبِ عزت تصوّر کرتا ہے خدا اس کو ذِلت دیتا ہے۔ بندہ کو چاہیئے کہ ہر فتنہ پر نظر رکھے۔

اگر آپ کی قبر پر کوئی دُنیا طلب درویش ہوتا تو آپ رات کو خواب میں اُسے فرماتے۔ "اگر دُنیا طلب کرنی ہے تو بادشاہوں کے مزاروں پر جا اور اگر عقبیٰ کا خواہش مند ہے تو ہم سے رجوع کر۔"

○

۶۷۱ ۔ مولانا چندن حضرت شیخ عبدالقدوسؒ کے صاحبزادے شیخ رکن الدینؒ کے استاد تھے اور آپ حضرت عبدالقدوس سے بیعت تھے ۔
ایک مرتبہ کپڑے دھونے تالاب پر گئے ۔ وہاں ایک حسین عورت کو دیکھ کر اُس پر فریفتہ ہو گئے ۔ قبل اس کے کہ وہ دراز دستی کریں انہوں نے دیکھا کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت عبدالقدوسؒ تالاب میں عصا لیے کھڑے ہیں ۔
مولانا چندن تالاب میں آپ کو کھڑا دیکھ کر اپنے خیالاتِ فاسدہ سے شرمندہ ہوئے اور جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے مسکرا کر فرمایا ۔ "کچھ دہشت کی بات نہیں ہے ۔ پیر محافظِ وقت ہوتے ہیں ۔"

O

۶۷۲ شہنشاہ اکبر کے کوئی لڑکا نہ تھا ۔ حضرت شیخ سلیم چشتیؒ سے دُعا کا طالب ہوا ۔ آپ نے مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا ۔ "افسوس ہے تیری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے ۔"
شہنشاہ اکبر نے یہ سُن کر آپ سے عرض کیا ۔ "چونکہ میری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے اسی لیے تو آپ سے دُعا کے لیے عرض کیا ہے ۔"
اس پر آپ نے پھر مراقبہ کیا اور فرمایا ۔ "اچھا کل بادشاہ بیگم کو میری بیوی کے پاس بھیج دینا ۔"
دوسرے دن جب بادشاہ بیگم آپ کے یہاں آئی تو آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ کو رانی کی پُشت سے پُشت ملا کر بیٹھنے کا حکم دیا ۔ جب آپ کی اہلیہ مبارک رانی کی پُشت سے پُشت مِلا کر بیٹھیں تو آپ نے اپنی چادر دونوں پر ڈال دی پھر اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ اپنا ہونے والا فرزند رانی کو دے دو ۔
اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد بادشاہ بیگم کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ۔ اس لڑکے کا نام اپنے نام پر سلیم رکھا ۔ شہزادہ سلیم (جہانگیر) کو آپ پیار سے شیخو بابا بھی کہا کرتے تھے ۔

O

۶۷۳ ۔ حضرت عبدالواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ میں چین میں ایک راہب کے صومعہ پر سے گذرا میں نے اُسے پکارا لیکن اُس نے کوئی جواب نہ دیا ۔ میں نے دوسری مرتبہ پھر پکارا ۔ پھر بھی اس نے جواب نہ دیا ۔ تیسری مرتبہ اس نے جھانک کر دیکھا اور کہا ۔ "اے شخص! میں

راہب نہیں ہوں۔ راہب وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہوا جو آسمانوں پر ہے اور اس کی کبریائی کی تعظیم کرتا ہو اور اس کی بلاؤں پر صبر کرتا ہو اور اس کی قضا پر راضی ہو اور اس کی بخششوں پر حمد کرے۔ اس کی نعمتوں کا شکر کرے۔ اس کی لذت کے سامنے ذلّت اختیار کرے۔ اس کی قدرت کو تسلیم کرے۔ اُس کی ہیبت کے آگے سر جھکائے اور اس کے حساب وکتاب میں فکر کرتا رہا۔ اپنا دن روزہ میں اور شب قیام میں گذارے۔ اسے دوزخ کے اور سوال وجواب کے ذکر نے بیدار کر رکھا ہو اور میری ذات تو ایک پھاڑ کھانے والے کتّے جیسی ہے جس نے اپنے آپ کو صومعہ میں قید کر رکھا ہے تاکہ کسی کو اپنی زبان سے نہ پھاڑ کھاؤں۔"

مَیں نے اس سے سوال کیا۔" اے راہب! کس چیز نے مخلوق کو اللہ کی طرف سے بہکا رکھا ہے"؟

اُس نے جواب دیا۔" اے بھائی! اللہ کی معرفت کے بعد جس نے اس سے لوگوں کو بہکایا ہے۔ وہ حُبِّ دُنیا ہے اور زینتِ دُنیا ہے کیوں کہ یہی چیزیں گناہ اور نافرمانی کی جڑ ہیں۔ عاقل ہے جو اس کو قلب سے نکال دُور کرے اور اپنے گناہوں سے اللہ کے حضور میں توبہ کرے اور اللہ سے قریب کرنے والی اشیاء کی طرف متوجّہ ہو جائے۔

○

۶۷۴۔ ظفر آباد میں حضرت میر سیّد اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا مذاق اُڑانے کی غرض سے کچھ لوگ ایک زندہ شخص کو کفن پہنا کر اور پلنگ پر لٹا کر آپ کے پاس لائے اور آپ سے درخواست کی کہ نمازِ جنازہ پڑھائیں۔

آپ نے اوّل تو انکار کیا لیکن جب وہ لوگ نہ مانے تو آپ نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب تکبیر پڑھی یا کہ طے ہُوا تھا کہ وہ شخص اُٹھ بیٹھے گا، وہ نہیں اُٹھا تو لوگوں نے پاس جا کر دیکھا۔ تو اس شخص کو مُردہ پایا۔

○

۶۷۵۔ کسی مسافر کو حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حاضری کے بعد دست آنے شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ رات گئے تک اس کو پچاس مرتبہ رفع حاجت کے لیے لے جایا گیا لیکن جب رات کے آخری حصّہ میں آپ کی آنکھ لگ گئی اور اس کو رفع حاجت کی ضرورت

پیش آئی تو اُس نے آپ کو آواز دی اور جب نیند آجانے کی وجہ سے آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں مِلا تو اس مسافر نے چیخ کر کہا۔

"او شیخ! کہاں چلا گیا۔ تجھ پہ خدا کی لعنت ہو"۔

یہ جملہ سُنکر لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ نے اس کی خدمت اور پاسداری کیوں کی؟"

آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے خراب بات سُننے کے لیے کان عطا نہیں کیے میں نے تو اس کو یہ کہتے سُنا کہ تیرے اُوپر رحمت ہو"۔

O

۶۷۶ - حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ بہت جلالی تھے۔ کوئی صاحبِ ولایت کیتھل کے قریب بغیر آپ کی اجازت کے نہیں آ سکتا تھا۔ اگر کوئی ہمت کرتا تو آپ اس کی ساری صلاحیتیں سلب کر لیتے تھے۔

آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے شاہ عمادالدینؒ کی صلاحیتیں اُن سے کرامت سرزد ہونے پر سلب کر لیں۔ آپ کے چھوٹے صاحب زادے نورالدینؒ سے جب کرامت سرزد ہوئی تو آپ نے اُن کے سینے پہ اپنا ہاتھ پھیرا۔ ہاتھ پھیرنا تھا کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔

O

۶۷۷ - احنف بن قیسؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ غیر معمولی تحمّل و بُردباری کہاں سے سیکھی؟"

آپ نے فرمایا "قیس بن عاصمؓ سے کہ اُن کی کنیز بکری کا بھُنا ہُوا بچہ سیخ پر لگائے اُن کی طرف لا رہی تھی کہ وہ اس کے ہاتھ سے گر کر آپ کے ننھے بچّے پر آ پڑا اور اس نے وہیں دم توڑ دیا۔ کنیز ڈر کے مارے بے ہوش ہو گئی۔

قیس بن عاصمؓ نے فرمایا۔ "گھبراتی کیوں ہو؟ پُرسکون رہو۔ تمہارا اس میں کیا جرم ہے کہ یہ تو تقدیر کے کرشمے ہیں۔ جاؤ میں نے حق تعالیٰ کی راہ میں تجھے آزاد کیا"۔

O

۶۷۸ - ایک دن حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ ردولوی نے ایک دیگ پکائی اور اس دیگ کو راستے

میں رکھ دیا۔ ہر شخص کو اجازت تھی کہ اس میں سے کھانا لے اور کھائے۔
تین روز تک ہزاروں آدمی اس میں سے کھانا لیتے رہے اور کھاتے رہے۔ کھانا کم نہیں ہوا۔ تین دن کے بعد آپ نے اس دیگ کو اُٹھا لیا۔

O

۶۷۹۔ ایک دن لوگوں نے حضرت ذوالنون مصریؒ سے سماع کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا "سچا وجد ہی دل ہلاتا ہے۔ اگر کوئی حق کے واسطے سُنے تو لطف پیدا ہوتا ہے اور فِسق کے سبب سے سُنے تو زندیق ہوتا ہے۔

O

۶۸۰۔ سلطان غیاث الدین خلجیؒ نے حضرت خواجہ حسین ناگوریؒ کو کئی مرتبہ بلایا لیکن آپ تشریف نہیں لے گئے۔ سلطان غیاث الدین خلجی کے پاس سرورِ عالم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک کہیں سے آیا۔ سلطان نے آپ کو خبر کرائی۔ آپ مندو تشریف لے لیے اور موئے مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے۔
کہا جاتا ہے کہ آپ کے دیکھتے ہی موئے مبارک آپ کے ہاتھ میں آگیا۔

O

۶۸۱۔ ایک مرتبہ حضرت سلیم چشتیؒ اپنے حجرہ سے نماز کے واسطے مسجد جا رہے تھے کہ ایک فقیر کو سوتے ہوئے دیکھا۔
آپ نے اُسے جگا کر فرمایا "فقیروں کو کسی سے لڑنا نہیں چاہیئے"۔
وہ فقیر یہ سنکر شرمندہ ہُوا اور اقرار کیا کہ واقعی وہ خواب میں لڑ رہا تھا۔

O

۶۸۲۔ حضرت عون بن عبداللہ کا غلام جب بھی نافرمانی کرتا تو آپ ہمیشہ اُسے یہی کہتے "تُو نے بھی اپنے آقا کی یعنی میری عادت اختیار کر لی ہے کہ جس طرح مَیں اپنے مولا کا گناہ گار ہوں، تو بھی مجھ سے ایسا ہی کرتا ہے۔

O

۶۸۳۔ ایک شخص نے عبداللہ بن مبارکؒ سے کہا کہ میرا ہمسایہ میرے غلام کی شکایت کیا کرتا ہے۔ اب اگر بلاوجہ غلام کو پیٹوں تو گنہ گار ہوں گا اور چپ رہوں تو ہمسایہ

کی تکلیف کا موجب ہوں - آخر کروں تو کیا کروں ؟"
آپ نے فرمایا " تھوڑا انتظار کرو تا آنکہ غلام سے کوئی ایسی حماقت سرزد ہو جائے۔ جو قابلِ سزا ہو اور پھر سزا دینے میں تم صبر کرو، تاکہ ہمسایہ پھر اس کی شکایت کرے۔ تب اسے سزا دے لینا اور اس طرح دونوں کے حقوق کا فرض ادا ہو جائے گا۔"

O

۶۸۴ - شیخ کبیرؒ جن کا نام جوہر بھی ہے - کسی زمانے میں غلام تھے - جب آزاد ہوئے تو بازاروں میں خرید و فروخت کا دھندا شروع کر دیا اور فقراء کی مجلسوں میں آتے جاتے تھے اور ان سے اعتقاد رکھتے تھے - وہ اَن پڑھ تھے۔

جب شیخ کبیرؒ حضرت سعد حدادؒ کی وفات کے وقت اُن کے قریب پہنچے تو آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ آپ کے بعد شیخ کون ہوں گے ؟"
حضرت سعد حدادؒ نے فرمایا " میری موت کے تیسرے دن جس کے سر پر سبز پرندہ گرے گا وہی شیخ ہو گا۔"

اس کے بعد حضرت سعد حداد وفات پا گئے - تیسرے دن تمام فقراء عبادت و ذکر سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے کہ دیکھیں شیخ کے فرمانے کے مطابق قدرت کی طرف سے کیا ظہور میں آتا ہے - فقراء اسی انتظار اور تمنا میں تھے کہ ایک سبز پرندہ شیخ کبیرؒ کے سر پر آ کر گرا - حالانکہ انہیں اپنی ذات کے بارے میں ایسا کوئی خیال نہیں تھا کہ وہ شیخ بنیں گے۔
فقراء یہ دیکھ کر آپ کی طرف دوڑے تاکہ انہیں سجادہ نشین کریں اور شیخ بنائیں - آپ روتے ہوئے کہنے لگے۔
" میں شیخ بننے کے قابل نہیں ہوں - میں ایک بازاری آدمی ہوں اور اَن پڑھ ہوں فقراء کے طور طریقوں سے بے گانہ ہوں - میں بازاروں میں لین دین کا دھندا کرتا ہوں - اس کے سوا مجھے کچھ نہیں آتا۔"
انہوں نے کہا - " یہ حکم آسمانی ہے جو نازل ہوا ہے - حق تعالیٰ تیری تعلیم میں معاونت اور سرپرستی کریں گے - وہی ذات پاک بزرگوں کی سرپرست ہے۔"
اس پر انہوں نے فرمایا " تھوڑی دیر کے لیے مجھے چھوڑ دو تاکہ اپنے مکان پر جا کر لوگوں کے حقوق سے بری ہو آؤں - انہوں نے چھوڑ دیا۔

اس کے بعد آپ نے اپنے مکان پہ جاکر جملہ حق داروں کا حق ادا کیا۔ پھر بازار چھوڑ کر گوشہ نشین ہوگئے اور اُن کے پاس فقراء بھی آگئے۔ حتیٰ کہ اپنے نام کے مثل جوہر ہی ہو گئے۔ آپ کا مدفن علیان میں ہے۔

○

۶۸۵۔ ایک دن حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاءؒ دریا کے کنارے تشریف لے گئے۔ وہاں ایک جوگی آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔

آپ کے وہاں پہنچنے پر جوگی نے آنکھیں کھولیں اور آپ کو سنگِ پارس دیا۔ آپ نے اس پتھر کو دریا میں پھینک دیا۔ جوگی خفا ہوا

آپ نے جوگی سے د ۔ یا میں جاکر اپنا پتھر لے آئے لیکن اس کے علاوہ اور کوئی پتھر نہ لے"۔ جب جوگی دریا میں گیا تو اس نے وہاں ہزاروں اس قسم کے پتھر پائے۔ اس نے اپنے پتھر کے علاوہ ایک اور پتھر اُٹھایا اور باہر چلا آیا۔

آپ نے اس سے فرمایا کہ وہ دوسرا پتھر کیوں چھپا کر لایا۔ جوگی نے یہ سُنا تو اُس نے دونوں پتھر نکال کر آپ کے سامنے رکھ دیئے پھر تائب ہوا اور آپ کا مرید ہوگیا۔

○

۶۸۶۔ ایک سال ماہِ رمضان میں حضرت شیخ جلال الدین بخاریؒ نے اُچ کی جامع مسجد میں اعتکاف فرمایا۔ ایک دن اُچ کا حاکم جس کا نام سومرہ تھا، جامع مسجد میں آیا۔ اُس وقت آپ کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے۔ حاکم نے اس سب کو جامع مسجد سے باہر نکال دیا۔

آپ کو یہ بات ناگوار گزری۔ آپ نے سومرہ سے فرمایا۔" اے سومرہ! کیا تو دیوانہ ہو گیا ہے کہ درویشوں کو تنگ کرتا ہے"۔

آپ کا یہ فرمانا تھا کہ سومرہ دیوانہ ہوگیا۔ سومرہ کی ماں اس کو آپ کے پاس لائی اور آپ سے معافی کی خواستگار ہوئی۔

آپ نے اسے ہدایت فرمائی۔ کہ سومرہ کو غسل دے اور کپڑے پہنا کر حضرت جمال الدین خنداںؒ کے مزار پر لے جائے اور پھر آپ کے پاس لائے۔

اس کی ماں نے ایسا ہی کیا۔ سومرہ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے آپ سے اور درویشوں سے معذرت چاہی۔ اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھا۔ آپ

آپ کی دعا سے وہ بالکل اچھا ہو گیا۔

○

۶۸۷۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر شبلیؒ ہاتھ میں آگ لیے ہوئے پھر رہے تھے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آگ کیوں لے رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اس سے کعبہ کو پھونک دینا چاہتا ہوں، تاکہ مخلوق کعبہ والے کی جانب متوجہ ہو جائے۔
ایک دن آپ نے فرمایا "خداشناس کبھی خدا کے سوا کسی سے نہیں ملتا۔ عارف وہی ہے جو نہ تو خدا کے سوا کسی کا مشاہدہ کرے اور نہ کسی سے محبت اور بات کرے۔ اور نہ کسی کو اپنے نفس کا محافظ تصور کرے۔

○

۶۸۸۔ ایک مرتبہ حضرت جلال الدین محمد کبیر الاولیاءؒ کا گذر ایک گاؤں سے ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ گاؤں والے اپنا سامان اٹھائے چلے جا رہے ہیں۔
آپ نے وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا کہ گاؤں میں ژالہ زدگی کی وجہ سے فصل خراب ہو گئی ہے۔ لگان ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ حاکم سخت ہے۔
آپ نے فرمایا۔ "اگر اس گاؤں کو ہمارے ہاتھ فروخت کر دو اور ہمارے نام سے اس کا نام جلال آباد رکھو تو تمہارا لگان بھی ادا ہو جائے اور تم لوگوں کو اچھی خاصی رقم بھی بچ جائے جس سے تم اپنے کھیتوں کو درست بھی کر سکتے ہو۔"
آپ کی اس بات سے لوگ راضی ہو گئے۔ آپ نے اُن لوگوں سے لوہا اور لوہے کا سامان لانے کو فرمایا۔ اور لکڑی جمع کرنے کی تاکید فرمائی۔
ان لوگوں نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر آپ نے لکڑی کے جلانے اور لوہا اس میں ڈالنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے یہ بھی تاکید فرمائی کہ صبح کو آکر دیکھیں کہ اس میں کیا موجود ہے۔ اسی رات کو آپ اس گاؤں سے چل دیئے۔
صبح کو جب گاؤں والے وہاں گئے تو اُن کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ سارا لوہا زرِ خالص بنا ہوا ہے۔ انہوں نے اس سے اپنا اپنا لگان ادا کیا اور باقی روپیہ اپنے خرچ میں لائے اور اپنے گاؤں کا نام جلال آباد رکھ دیا۔

○

۶۸۹ - حضرت شیخ کبیر عارف ربانی مربّی عیسٰی تنار یمنیؒ کا گذر ایک طوائف کے مکان کے پاس سے ہوا۔ آپ نے اس طوائف سے فرمایا "ہم بعد نماز عشاء تمہارے پاس آئیں گے"۔

طوائف یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور خوب بناؤ سنگار کر کے شیخ کے انتظار میں بیٹھ گئی۔ جن لوگوں نے یہ سنا، تعجب ہوا۔ حسب وعدہ آپ اس کے ہاں تشریف لائے اور دو رکعت نماز اس کے مکان میں ادا کر کے نکل کھڑے ہوئے۔

اس طوائف نے کہا۔ "آپ تو جا رہے ہیں"۔

اس پر آپ نے اس کی جانب دیکھ کر فرمایا۔ "نیک بخت میرا مقصد حاصل ہو گیا ہے"۔

آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ اس طوائف کی حالت بدل گئی۔ اس نے اسی وقت شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی اور کل اپنا مال واسباب چھوڑ دیا۔ حضرت نے اس کا نکاح ایک فقیر سے کر دیا اور فرمایا کہ ولیمہ میں صرف روٹیاں پکواؤ، سالن کی ضرورت نہیں ہے۔

انہوں نے حسب الارشاد روٹی پکوا کر شیخ کے پاس حاضر کی۔ اس طوائف کا ایک امیر یار تھا۔ اس سے ایک شخص نے جا کر کہا۔ "فلاں رنڈی نے توبہ کر لی ہے اور اس نے ایک شخص کے ساتھ نکاح بھی کر لیا ہے اور اس کا آج اس وقت ولیمہ بھی ہے جس میں صرف روٹیاں ہیں سالن نہیں ہے"۔

وہ امیر آدمی یہ سنکر بڑا حیران ہوا پھر اس نے فقرا کا مذاق اور انہیں شرمندہ کرنے کی غرض سے اس شخص کو شراب کی دو بوتلیں دیتے ہوئے کہا۔ "تو جا کر شیخ کبیر عارف ربانیؒ کو میرا سلام کہیو۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ میں نے طوائف کی توبہ کا واقعہ سنا جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ولیمہ میں سالن کا انتظام نہیں ہے۔ اس وجہ سے یہ شراب روانہ کر رہا ہوں۔ اس کو آپ سالن کی جگہ استعمال میں لا سکتے ہیں"۔

وہ شخص شراب کی بوتلیں لے کر جب شیخؒ کی خدمت میں پہنچا تو شیخؒ نے اسے دیکھ کر فرمایا "تم نے آنے میں بہت دیر لگا دی"۔ اس کے بعد انہوں نے شراب کی ایک بوتل لے کر اسے خوب ہلایا اور اسے ایک پیالے میں انڈیل دیا۔ پھر دوسری بوتل کو بھی ایسا ہی کیا۔ پھر اس شخص سے کہا کہ تو بھی بیٹھ کر کھا لے۔

اس شخص نے بیٹھ کر کھایا تو وہ ایسا عمدہ گھی بن گیا تھا کہ اس سے قبل اس نے کبھی نہیں کھایا تھا۔ اس نے یہ سارا قصّہ جا کر امیر کو سنایا تو وہ سُن کر بڑا حیران ہوا۔ اس نے جا کر شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

○

۶۹۰۔ حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں کہ جہاد کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل ابلیس سے ایسا جہاد جس سے وہ زِچ ہو جائے۔ دوم علانیہ جہاد یعنی فرض کی ادائیگی کے لیے، سوم کفّار سے اس طرح جہاد کرو کہ یا تو خود ختم ہو جاؤ یا انہیں ختم کر دو۔"
کسی شخص نے آپ سے کہا۔ "فلاں شخص نے بہت دولت جمع کر لی ہے۔"
آپ نے فرمایا کہ کیا اس نے زندگی کا بھی ذخیرہ کر لیا ہے؛ کیوں کہ مُردوں کا دولت جمع کرنا قطعاً بے سود ہے۔"

○

۶۹۱۔ ایک شخص حضرت سلمانؓ کے ہاں وارد ہوا۔ انھوں نے جَو کی روٹی اور نمک اس کے سامنے رکھا۔ اُس شخص نے کہا کہ اگر اس کے ساتھ سقہ (ایک خاص قسم کی پتّی) ہوتی تو اس نمک سے بہتر رہتی۔"
سلمانؓ کے پلّے میں اس وقت کچھ بھی نہ تھا لیکن اس کی دلداری بہرحال لازم تھی اس لیے آفتابہ گروی رکھ کر اس کی فرمائش پوری کر دی۔
اس شخص نے کھانا کھا کر کہا۔ "شکر ہے حق تعالیٰ کا جس نے مجھے دیئے ہوئے رزق پر قناعت عطا فرمائی۔"
حضرت سلمانؓ نے کہا۔ "اگر تو قانع ہوتا تو مجھے آفتابہ گروی رکھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

○

۶۹۔ حضرت میاں میرؒ کے ایک خادم غیاث الدین کے ہاں بچّہ نہیں ہوتا تھا۔ اُس نے دُوسری شادی کرنا چاہی۔ آپ نے منع فرمایا اور اس کو یہ خوش خبری دی کہ اس کے یہاں کئی لڑکے پیدا ہوں گے۔ چنانچہ اُسی بیوی سے دس بچّے ہوئے۔

○

۶۹۳۔ حضرت یحییٰ بن معینؒ نے حضرت احمد بن حنبلؒ سے کہا۔ کہ مَیں کسی سے کوئی چیز لینے کا

روادار نہیں ہوں لیکن اگر بادشاہ مجھے کچھ دے تو کیا لے لوں ؟
اس پر آپ سخت ناراض ہوئے اور یحییٰ سے بول چال بھی ترک کر دی۔ یہاں تک کہ انہوں نے معافی مانگی اور کہا کہ میں نے تو یوں ہی مذاق میں کہہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔" حلال روزی حاصل کرنا امورِ دین میں شامل ہے اور دین سے ہنسی مذاق تو نہ کیا کرو۔"

O

۶۹۴۔ ایک دن حضرت شاہ امیر ابوالعلیٰ کی ملاقات جمنا کے پار ایک جوگی سے ہوئی۔ اُس جوگی نے ایک ڈبیہ آپ کو پیش کی۔
آپ نے جوگی سے دریافت کیا کہ ڈبیہ میں کیا ہے" ؟
جوگی نے جواب دیا۔ کہ اکسیر ہے اور اکسیر کی صفت یہ ہے کہ ایک رتی بھر تانبے پر ملنے سے تانبا سونا ہو جاتا ہے۔
آپ نے وہ ڈبیا دریائے جمنا میں پھینک دی اور جوگی سے فرمایا۔" کہ انسان تو خود اکسیر ہے ایسی صورت میں دوسری اکسیر کی تدبیر کرنا انسان کی تحقیر ہے"۔
جوگی کو اس بات سے رنج ہوا۔ آپ سے کہنے لگا۔" افسوس میری ساری عمر کی کمائی جمنا میں لٹا دی"۔
آپ نے اس جوگی سے پوچھا کہ اچھا یہ بتاؤ۔ اکسیر کیسی ہوتی ہے ؟"
جوگی نے جواب دیا۔" خاک سی"۔
آپ نے جوگی سے فرمایا۔" خاک کی یہ دھاک۔ یہ افسوس اور یہ ملال۔ ادھر دیکھو جمنا کی یہ ریت سب خاک ہے۔ جتنی چاہے تو وہ تو ایک چھوٹی سی ڈبیہ تھی۔ بڑے شوق سے ڈبے بھر لو اور بے تکلف اس سے سونا بنا لو"۔
سادھو کو یقین نہ آیا پھر بھی اُس نے تھوڑی سی ریت بطور آزمائش لے کر تانبے پر ملی۔ تانبا زرِ خالص ہو گیا۔ سادھو آپ کی یہ کرامت دیکھ کر آپ کا پیرو کار ہو گیا۔

O

۶۹۵۔ حضرت فتح موصلیؒ اپنے ایک دوست کے ہاں گئے وہ گھر پر نہ تھا۔ اس کی لونڈی سے کہا کہ: [illegible] کا صندوقچہ تو اُٹھا لاؤ۔ وہ لے آئی تو اپنی ضرورت کے مطابق رقم

اس میں سے لی اور چلے آئے۔ دوست گھر آیا اور یہ ماجرا سُنا تو اس قدر خوش ہوا کہ کنیز کو آزاد کر دیا۔

○

۶۹۶ - علی بن الموفقؒ جو بزرگوں میں سے ایک بزرگ گذرے ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک سال مَیں نے حج کیا۔ عرفہ کی رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے سبز لباس میں ملبوس آسمان سے اُترے۔ ایک نے دوسرے سے کہا "کیا تم جانتے ہو کہ اس سال کتنے حاجیوں نے فریضۂ حج ادا کیا"۔

دوسرے نے جواباً کہا۔ "نہیں"۔

پہلے نے کہا۔ "چھ لاکھ افراد نے حج ادا کیا ہے اور پھر دوسرے سے پوچھا کہ جانتے بھی ہو کہ ان میں سے کتنے افراد کا حج قبول ہُوا ہے"؛

دوسرے نے پھر نفی میں جواب دیا تو پہلے نے بتایا کہ صرف چھ افراد کو شرفِ قبولیت حاصل ہُوا ہے۔

علی بن الموفقؒ کہتے ہیں کہ یہ سُنتے ہی مارے خوف کے مَیں چونک کر اُٹھ بیٹھا۔ اور رنج و اندوہ مجھ پر بُری طرح طاری ہو گیا۔ رنجیدہ خاطر ہو کر مَیں نے دِل میں کہا کہ مَیں تو کسی صورت میں بھی اُن چھ خوش نصیبوں میں سے نہیں ہو سکتا۔

اِسی اندیشے میں مستغرق شعر الحرام جا پہنچا اور پھر خواب میں انہی دو فرشتوں کو دیکھا کہ وہی باتیں کر رہے ہیں اور ایک نے دوسرے سے سوال کیا۔ کہ جانتے ہو کہ آج رات اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے خلق کے لیے کیا حکم نازل ہُوا ہے؛

دوسرے نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اس نے بتایا کہ ان چھ افراد میں سے ہر ایک کی خاطر ایک ایک لاکھ افراد کو بخش دیا گیا ہے۔ یعنی ان چھ افراد کے بدلے میں چھ لاکھ کا حج قبول کر لیا گیا ہے"۔ یہ سُنتے ہی مَیں خوشی سے جاگ اُٹھا اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

○

۶۹۷ - ایک مرتبہ ملّا شاہ ایک عالم و عامل ملّا نعمت اللہ کے ہمراہ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور ایک تسبیح آپ کی خدمت میں پیش کی۔

وہ تسبیح دیکھ کر ملّا نعمت اللہ کے دِل میں خیال پیدا ہُوا کہ یہ آپ کی کرامت ہو گی اگر آپ ان کی خواہش سے بذریعہ کشف مطلع ہوں اور وہ تسبیح ان کو عطا کریں ——
اس کے بعد جب وہ آپ سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے وہ تسبیح ان کو دیتے ہوئے فرمایا۔" ہر روز سو مرتبہ صلوٰۃ پڑھا کریں۔"

O

۶۹۸۔ بصرہ کے ایک بزرگ نے بادشاہ سے مال لے کر تقسیم کر دیا۔ لوگوں نے کہا۔" کیا آپ اس بات سے پریشان نہیں ہوتے کہ بادشاہ کی دوستی کہیں آپ کے دِل میں گھر نہ کر لے۔"
آپ نے فرمایا۔" اگر کوئی شخص میرا ہاتھ پکڑے اور بہشت میں پہنچا دے۔ اور پھر گناہ کرے تو میں اس کو اپنا دشمن تصوّر کر دوں گا اور نہ صرف اس شخص کو بلکہ اس شخص کو بھی اپنا دشمن کہوں گا جس نے میرا ہاتھ اس شخص کے ہاتھ میں دے دیا تھا کہ مجھے بہشت میں لے جائے۔
یعنی تم محض مال کی خاطر دوستی کا خدشہ ظاہر کر رہے ہو، یہاں تو گناہ گار کی دی ہوئی جنّت بھی قبول نہیں۔ (مطلب یہ کہ ہمارے زہد و ورع کو بادشاہوں کا مال گمراہ نہیں کر سکتا)

O

۶۹۹۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ فرماتے ہیں۔ توبہ کی چھ قسمیں ہیں۔ اوّل دل اور زبان سے توبہ کرنا۔ دوسرے آنکھ کی۔ تیسرے کان کی۔ چوتھے ہاتھ کی، پانچویں پاؤں کی۔ چھٹے نفس کی۔ محبّت کے سات سو مقام ہیں۔ پہلا مقام یہ ہے کہ جو بلا دوست کی جانب سے اس پر نازل ہو اس پر صبر کرے۔ آدمیوں میں سب سے زیادہ غنی قناعت کرنے والا ہے۔

O

۷۰۰۔ حضرت ابراہیم بن یشارؒ نے ایک دن حضرت ابراہیم ادھمؒ سے کہا کہ" میں آج مٹی کے کام پر جا رہا ہوں۔"
آپ نے فرمایا۔" اے ابنِ یشارؒ! تو مٹی ڈھونڈ رہا ہے اور ادھر خود مٹی (موت) تیری تلاش میں ہے اور ظاہر ہے کہ جو چیز تمہاری تلاش میں ہے۔ تم اس سے چھوٹ نہیں سکتے لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ جس چیز کے تم متلاشی ہو وہ بھی تم سے بچ کر چھوٹ سکے۔ شاید یہ بات تمہارے مشاہدے سے نہیں گذری کہ حریص کو محرومی سے بھی دو چار ہونا پڑتا ہے۔ اور کاہلوں کو صاحبِ رزق بھی بنا دیا کرتے ہیں۔"

اُنھوں نے جواب دیا کہ اس وقت میرے پاس صرف ایک درہم ہے اور وہ بھی ایک بقال سے وصول کرنا ہے۔

حضرت ابراہیم ادہمؒ نے کہا کہ افسوس ہے۔ تیری مُسلمانی پر کہ ایک درہم رکھتے بھی ہو اور پھر بھی مٹی کے کام پر چلے جا رہے ہو۔"

○

۷۰۱ ۔ مادھو ایک ہندو لڑکا تھا جس سے شاہ حسینؒ کو پیار تھا اور خود مادھو بھی اُن کو چاہتا تھا۔ مادھو دریائے راوی کے پار شاہدرہ میں رہتا تھا اور شاہ حسینؒ کسی صورت اُسے اپنے سے جُدا نہ ہونے دیتے تھے۔ ایک بار اس کے والدین گنگا اشنان کے لیے جانے لگے تو انھوں نے مادھو سے کہا۔" تم ہمارے بعد آجانا۔"

مادھو شاہ حسینؒ کے پاس گیا اور اجازت چاہی لیکن شاہ حسینؒ کو اس کی جُدائی منظور نہ تھی چنانچہ آپ نے کہا۔" تم اس قدر دُور دراز سفر کی تکلیف نہ اٹھاؤ، گنگا خود تمہارے پاس چلی آئے گی۔"

پھر آپ نے مادھو کو آنکھیں بند کرنے کو کہا۔ مادھو نے اپنی آنکھیں بند کیں تو دیکھا کہ دریائے گنگا کے کنارے کھڑا ہے اور اس کے والدین بھی وہاں موجود ہیں۔ اس نے اپنے باپ کے ساتھ گنگا میں اشنان کیا اور اس کے بعد آنکھیں کھول لیں اور اپنے آپ کو شاہ حسینؒ کے قریب پایا۔

بعد میں جب اس کے والدین گنگا اشنان سے واپس لاہور آئے تو انھوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ مادھو نے اس کے ساتھ گنگا میں اشنان کیا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ اس کرامت کا مادھو پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور مادھو سے شیخ مادھو بن گیا۔ ادھر اس کے پیار میں شاہ حسینؒ مادھو لال حسینؒ بن گئے۔

○

۷۰۲ ۔ ایک عورت کسی شیخ کے پاس گئی اور کہا کہ میرے لڑکے کو اہلِ روم نے گرفتار کر لیا ہے میرے پاس ایک جھونپڑے کے سوا کچھ نہیں ہے، مَیں اس جھونپڑے کو بیچ نہیں سکتی نقد مال بھی میرے پاس نہیں ہے۔ اگر آپ کسی سے کہہ دیتے تو وہ فدیہ ادا کر کے اُسے چھڑوا لاتا۔ کیوں کہ مجھے اُس کے بغیر کسی پل بھی چین نہیں ہے۔

انہوں نے کہا۔" اچھا تم جاؤ۔ میں اس کے متعلق سوچوں گا۔" اتنا کہنے کے بعد زمین کی طرف نظر کرکے لب مبارک کو حرکت دی۔

پھر ایک مدت کے بعد وہ عورت بیٹے کو لیے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور دعائیں دینے لگی اور کہا کہ میرا بیٹا سلامتی سے آگیا ہے۔ اور اسے ایک عجیب واقعہ پیش آیا ہے۔ جس کو وہ خود آپ کے سامنے بیان کرے گا۔

لڑکے نے کہا۔" میں بادشاہ روم کے پاس بہت سے قیدیوں کے ہمراہ تھا۔ بادشاہ کا ایک مقرب ہم سے خدمت لیتا تھا۔ وہ ہر روز ہمیں جنگل میں لے جاتا تھا اور ہم سے کام لیتا تھا اور شام کو واپس لوٹا لاتا تھا۔ ہمیں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک دن ایک محافظ کے ساتھ لوٹ کر آرہا تھا۔ ناگاہ بیڑی میری پاؤں سے کھل کر گر پڑی جب لڑکے نے دن اور گھڑی بتلائی تو یہ وہی وقت تھا جب کہ شیخ نے دعا کی تھی۔ جب بیڑی کھلی تو میرا محافظ مجھ پر چلّایا کہ تو نے بیڑیاں کھول لیں۔

میں نے کہا۔ وہ اپنے آپ کھل گئیں۔ اس نے افسر سے کہا اور اسی وقت لوہار کو بلاکر اس سے سخت بیڑیاں پہنائیں۔ چند قدم چلا تھا کہ وہ بھی کھل کر گر پڑیں۔

یہ دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی۔ انہوں نے اپنے ایک راہب کو بلایا۔ راہب نے مجھ سے پوچھا۔" کیا تیری ماں ہے"؟

میں نے کہا۔" ہاں" اس نے کہا۔" اس کی دعا مقبول ہوئی ہے۔ تجھے اللہ نے آزاد کر دیا ہے۔ اس لیے اب ہم تمہیں قید نہیں کر سکتے۔"

○

۷۰۳۔ ایک بزرگ نکاح سے گریزاں رہتے تھے حتیٰ کہ ایک رات کو خواب میں کیا دیکھتے ہیں، کہ میدانِ قیامت میں کھڑے ہیں اور ہر طرف لوگ پیاس کے باعث خستہ حال ہو رہے ہیں اور بچوں کا ایک گروہ ہے کہ ان میں سے ہر بچہ سونے چاندی کے پیالے میں پانی لیے ہوئے ہے اور پیاسوں کے ایک گروہ کو پانی پلایا جا رہا ہے۔

انہوں نے بھی پانی مانگا لیکن کسی بچے نے انہیں پانی نہ دیا اور کہا کہ تیرا کوئی بچہ ہمارے درمیان ہے ہی نہیں تو پھر تجھے پانی کون دے گا؟" پس ان بزرگ نے خواب سے بیدار ہوتے ہی نکاح کر لیا۔

○

۷۰۴۔ ساقی نے شہنشاہ جہانگیر کو جام پیش کیا۔ اس وقت حضرت سیّدنا شاہ امیر ابو العلیٰؒ بادشاہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے وہ جام آپ کو دے دیا۔

آپ نے بہ پاسِ ادب جام لے تو لیا لیکن وہیں پھینک دیا۔ جہانگیر نے دوسرا جام آپ کو پیش کیا۔ آپ نے لے کر پھر پہلے کی طرح پھینک دیا۔

جہانگیر تاب نہ لاسکا۔ نشہ کی حالت میں آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کیا تم غضبِ سُلطانی سے نہیں ڈرتے"۔

آپ نے جواب دیا۔ "غضبِ سُلطانی سے نہیں ڈرتا، قہرِ ربّانی سے ڈرتا ہوں"۔

اس کے بعد آپ اپنے مکان پہ تشریف لائے۔ اپنا مال و متاع تقسیم کیا۔ نقد و جنس میں سے اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ جہانگیر نے ہر چند آپ کو بلایا لیکن آپ نہیں گئے۔

○

۷۰۵۔ حضرت ابو علی رباطیؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جنگل میں عبداللہ رازیؒ میرے ہم سفر تھے۔

آغازِ سفر سے قبل انہوں نے فرمایا کہ دورانِ سفر ہم میں سے ایک کو امیر اور دوسرے کو اس کا تابع رہنا چاہئیے۔ اب بتاؤ کہ تم میرے امیر ہو یا میں تمہارا امیر ہوں؟

مَیں نے کہا کہ آپ ہیں۔

فرمایا۔ "تو سنو! جو کچھ میں کہوں تمہیں ویسا ہی کرنا ہوگا"۔

مَیں نے کہا۔ "جو حکم سنوں گا بجالاؤں گا"۔

پھر فرمایا۔ "جاؤ، ایک توبرہ لے آؤ"۔

مَیں نے اُسی وقت ایک توبرہ حاضر کر دیا۔ انہوں نے میرے تمام کپڑے لتّا اور جو بھی سامان تھا سب کچھ اس توبرے میں ڈال دیا اور پھر اُسے اپنی پشت پہ رکھ کر چل کھڑے ہوئے۔ مَیں نے بہتیرا کہا کہ بوجھ زیادہ ہے۔ کم از کم میرا سامان تو مجھے اُٹھانے دیجئے، کیوں کہ اس طرح آپ بہت تھک جائیں گے۔ لیکن آپ یہی جواب دیتے رہے کہ دیکھو کہ میں امیر ہوں اور تمہیں امیر پہ حکم چلانے کا کوئی اختیار نہیں۔ تمہارا کام یہ ہے کہ حکم کی تعمیل کرتے رہو۔

ایک رات دورانِ سفر بارش نے آگھیرا۔ ساری رات ایک کمبل میرے اُوپر تان کر کھڑے رہے اور بارش کا ایک قطرہ تک مجھ پہ نہ گرنے دیتے تھے۔ حالانکہ خود شرابور ہو

رہے تھے اور میں کچھ کہنے کی کوشش کرتا تو وہی بات دہرا دیتے کہ میں امیر ہوں۔ تم فرمانبردار رہو۔"

میں رہ رہ کر دل ہی دل میں کہتا تھا کہ اے کاش! میں نے ان سے امیر بننے کے لیے نہ کہا ہوتا۔

O

۷۰۶۔ داراشکوہ کے دل میں حضرت ملّا شاہؒ کا مرید ہونے سے قبل یہ خیال آیا کہ جب آپ کی خدمت میں جائیں گے تو آپ سے عرض کریں گے کہ چونکہ دنیا میں آپ کے ہمسایہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس لیے یہ اُمید کرنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ مہربانی فرما کر اور توجہ کر کے آخرت میں بھی اپنا ہمسایہ بنائیں گے۔"

اس کے بعد شہزادہ داراشکوہ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بغیر اُن کے کچھ کہے ہوئے اُن کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ

"اے عزیز! میں نے اپنے کسی مُرید اور دوست سے اس قسم کا مصافحہ نہیں کیا اور میں کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی تمہاری مدد کروں گا۔"

O

۷۰۷۔ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑ گیا۔ کئی مرتبہ دعائے باراں کی گئی لیکن قبولیت حاصل نہ ہو سکی۔ آخر ان کے پیغمبرِ زمانہ پر وحی نازل ہوئی کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ شرم تو نہیں آتی۔ دُعا کے لیے باہر نکلے ہو، تمہارے دل پلید اور پیٹ حرام مال سے بھرے ہوئے ہیں، ہاتھ مظلوموں کے خُون سے رنگے ہوئے ہیں تمہارا اس طرح باہر آنا میرے رحم کو نہیں بلکہ قہر و غضب کو زیادہ کرتا ہے۔ جاؤ، مجھ سے دفع دُور ہو جاؤ۔"

O

۷۰۸۔ ملّا نعمت اللہؒ کو ایک دن خیال آیا کہ حضرت شاہ ابو المعالیؒ کو جو اعتقاد اور محبّت حضرت غوث الاعظمؒ سے ہے اس کی خبر غوث الاعظمؒ کو بھی ہو گی یا نہیں۔

اُسی رات کو ملّا نعمت اللہؒ نے خواب میں دیکھا کہ وہ کسی کام میں درماندہ ہیں اور ننگے سر ہیں۔ حضرت غوث الاعظمؒ وہاں تشریف لائے اور سفید دستار ان کو مرحمت

فرمائی اور اُن سے فرمایا۔" ملّا نعمتؒ ! ہم تمہارے حال سے خبردار ہیں۔"
دُوسرے دِن شاہ ابو المعالیؒ نے اُن کو بُلایا۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن کو سفید دستار عطا کی اور فرمایا کہ یہ وہی دستار ہے ۔

○

۷۰۹ ۔ کسی عورت نے ایک روٹی سائل کو خیرات دی۔ پھر اپنے خاوند کی روٹی لے کر کھیت کی جانب چل پڑی ۔ اُس کا خاوند کھیت میں کٹائی کر رہا تھا ۔ اُس عورت کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا۔ جب وہ ایک باغ پر سے گذر رہی تھی۔ تو ایک درندے نے اس کے بچّے کو پکڑ لیا۔ ناگاہ ایک ہاتھ نکلا اور بھیڑیئے کو ایک طمانچہ مار کر بچّہ اُس سے چھین لیا پھر اُس نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سُنا ۔ اپنا بچّہ لے جا ۔ ہم نے روٹی کے ایک لقمہ کے عوض بچّہ کا لقمہ چھین کر تیرے حوالے کر دیا ہے ۔

○

۷۱۰ ۔ ایک جوان حضرت جنیدؒ کی صحبت میں رہا کرتا تھا ۔ اس کی عادت تھی کہ جونہی سماع کی آواز کان میں پڑتی تو چیخنا شروع کر دیتا ۔
آخر آپ نے اس سے کہا کہ اگر آئندہ کبھی ایسا کیا تو میری صحبت میں نہ رہ سکے گا ۔
اس پر نوجوان نے صبر سے کام لینا شروع کر دیا اور جتنی جد وجہد کر سکتا تھا کرتا رہا آخر ایک دن اِسی کش مکش میں بے اختیار نعرہ مارا کہ پیٹ پھٹ گیا اور وہیں جان دے دی ۔

○

۷۱۱ ۔ ایک دفعہ حق تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ جاؤ اور فلاں شہر کو تباہ و برباد کر دو۔
اس فرشتے نے عرض کیا کہ بارِ خدایا ! فلاں آدمی بھی تو اُسی شہر میں رہتا ہے جس نے کبھی پلک جھپکنے کے برابر بھی گناہ نہیں کیا ، پھر اب کیا کروں ؟"
حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تباہ کر وہ اُس کو بھی کہ دوسروں کے گناہ کو کرتے دیکھتا رہا اور ایک لمحہ کے لیے بھی کبھی ترش روئی تک اختیار نہ کی ۔

○

۷۱۲ ۔ حضرت سیّد دوست محمدؒ صاحبِ کمال ، رفیع الحال ، صاحبِ تخلیق و تعدیق بزرگ

تھے ۔ جب آپ پر جذبہ شوق غالب ہوتا ۔ آپ جنگل میں نکل جاتے ۔ آپ کے نعرہ کی آواز سے درندے اور پرندے رقص کرنے لگتے ۔ کبھی کبھی آپ کے نعرہ سے جنگل میں آگ بھی لگ جایا کرتی تھی ۔

○

۷۱۳ ۔ ایک بزرگ وہب ابن الورد گذرے ہیں ۔ آپ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاتے تھے اور نہ پیتے تھے جب تک یہ اطمینان نہ ہو جاتا کہ وہ چیز ان تک کن ذرائع سے پہنچی ہے
ایک دن ان کی والدہ نے دودھ کا پیالہ پینے کو دیا ۔
آپ نے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ۔ اس کی قیمت کہاں سے ادا کی گئی ہے اور کس شخص سے خریدا گیا ہے ؟
یہ سب کچھ معلوم کرنے کے باوجود اطمینان نہ ہوا پھر پوچھا کہ اس بکری نے چارہ کہاں سے کھایا تھا ۔ اس پر انہیں معلوم ہوا کہ اس بکری نے ایک ایسی چراگاہ سے گھاس کھائی تھی جس پر مسلمانوں کا کسی بھی طرح سے کوئی حق نہیں تھا ۔ اس پر آپ نے دودھ پینے سے انکار کر دیا ۔
ماں نے بہتیرا کہا کہ "بیٹا ! پی لو ۔ اللہ تم پر رحمت کرے گا" ۔
آپ نے فرمایا ۔ " اے مادرِ مہربان ! وہ اگرچہ رحیم ہے ، رحمت کرے گا لیکن میں یہ دودھ بہر حال نہیں پیوں گا کیوں کہ ایک گناہ سے آلودہ ہونے کے بعد جو رحمت مجھے حاصل ہو گی اس میں گناہ کی آلائش لامحالہ ہو گی اور یہ مجھے پسند نہیں کہ اس کی رحمت کو گناہ سے آلودہ کر دوں ۔

○

۷۱۴ ۔ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کے ایک مُرید کا واقعہ ہے کہ وہ آپ کی خدمت میں چند سال رہا لیکن اس کو حالتِ جذب وکیف محسوس نہ ہوئی ۔ جب اس نے کوئی فائدہ نہ دیکھا تو ایک روز دل میں کہنے لگا کہ پہلے زمانے میں نجم الدین کبریٰ ایسے صاحبِ عظمت اور صاحبِ حال بزرگ تھے جو ذرا سی دیر میں مرتبہ ولایت پر پہنچا دیتے تھے اور آج اس قسم کا کوئی بزرگ نہیں ہے ۔
آپ بذریعہ کشف اس کے خیال سے آگاہ ہوئے ۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا

کہ آج بھی ایسے لوگ ہیں کہ ان کی ایک نگاہ سے مرتبۂ ولایت حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی وقت وہ مُرید بے خود ہُوا اور اعلیٰ درجہ پر پہنچا۔

تھوڑے دِنوں میں اس کا انتقال ہو گیا۔ آپ کو جب اُس نے انتقال کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا "ہر شخص کو اس کام کے برداشت کی تاب نہیں ہے"۔

O

۱/۵ ۷۔ سیدنا امیر ابو العلیٰؒ کے عہد میں ایک بدمست ہاتھی لوگوں کو پریشان کرتا تھا۔ اس کے خوف سے لوگ چھپ جاتے تھے۔

ایک دن سیدنا امیر ابو العلیٰؒ جامع مسجد سے خانقاہ جا رہے تھے آپ نے شور سُنا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے؟

مُریدوں نے عرض کیا۔ "ایک بدمست ہاتھی آ رہا ہے۔ اس سے بچنے کی تدبیر ضروری ہے کسی گلی میں جانا مناسب ہے"۔

آپ نے یہ سُنکر فرمایا۔ "بابا ابو العلیٰ اپنی راہ جاتا ہے وہ اپنی راہ جائے"۔

جب وہ مست ہاتھی سامنے آیا۔ آپ نے اس کی طرف بغور دیکھا۔ ہاتھی ایک دم رُک کر کھڑا ہو گیا۔ آپ اس بدمست ہاتھی کے برابر سے نکل کر چلے گئے۔

کچھ دنوں کے بعد آپ کو اطلاع ملی کہ وہ بدمست ہاتھی خانقاہ کے دروازے پر کھڑا ہے آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا کہ مخلوق کو پریشان کرنا اچھا نہیں بہتر یہ ہے کہ راج گھاٹ جا کر لوگوں کو دریا پار کراؤ"۔

وہ ہاتھی راج گھاٹ گیا اور لوگوں کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر دریا پار اُتارنے لگا۔ کچھ ہی دِنوں کے بعد وہ ہاتھی میر صاحب کا ہاتھی کہلایا۔

O

۱۶ ۷۔ بزرگانِ سلف میں سے ایک بزرگ نے اپنے وکیل کے ذریعے کچھ اناج بصرہ میں فروخت کرنے کے لیے بھیجا۔ وکیل اس اناج کو لے کر بصرہ میں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں غلہ بہت سستا بِک رہا ہے اور اس خیال سے کہ کہیں نقصان ہی نہ اُٹھانا پڑے، اس نے ایک ہفتہ تک انتظار کیا۔ دریں اثنا غلّہ کا بھاؤ چڑھ گیا۔ وکیل نے دُگنے بھاؤ پر غلّہ فروخت کیا اور مالک کو لکھ بھیجا کہ مَیں نے ایسا کیا ہے۔

بزرگ کو یہ بات اچھی نہ لگی۔ اُس نے جواب میں لکھا کہ ہم نے تھوڑے نفع پر قناعت کا ارادہ کیا تھا جس سے دین کی سلامتی برقرار رہے۔ تو یہ کب مناسب تھا کہ تم ہمارے دین کو نسبتاً زیادہ دنیاوی منافع کے عوض بیچ ڈالو۔ یہ تم نے کیا کر دیا! یہ تو تم نے بہت بڑا گناہ مول لے لیا ہے۔ اب یہی ہو سکتا ہے کہ جس قدر رقم اس سے حاصل ہوئی وہ سب کی سب نفع سمیت صدقہ میں دے ڈالو کہ اس کا کفّارہ ادا ہو جائے۔ اگرچہ پھر بھی ضروری نہیں کہ اس شومی سے ہمیں خلاصی نصیب ہو ہی جائے۔

○

۷۱۷۔ حضرت مُلّا عُمر کو سماع میں کیفیت ہوئی۔ انہوں نے اسی حالت میں اپنی جانِ شیریں جانِ آفریں کے سپرد فرمائی۔ جب اُن کو سیّدنا امیر ابوالعلیٰؒ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے ان پر ایک نگاہ ڈالی۔ مُلّا عمرؒ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور پھر حالتِ وجد میں رقص کرنے لگے۔

○

۷۱۸۔ حضرت ربیع بن خشیمؒ نے جن کا مزار طوس میں ہے۔ اپنے لیے گھر میں ایک قبر کھود رکھی تھی اور جب کبھی انہیں محسوس ہوتا کہ وہ تساہل و تغافل کا شکار ہوتے جا رہے ہیں تو جا کر قبر میں لیٹ جاتے اور تھوڑی دیر اس میں پڑے رہنے کے بعد کہتے کہ اے پروردگار! مجھے ایک بار پھر دُنیا میں بھیج دے تاکہ مَیں اپنی خطا کی تلافی کر سکوں اور تب وہاں سے اُٹھتے اور اپنے آپ سے کہتے۔

"اے ربیع! دیکھ تجھے نئی زندگی دے کر دوبارہ دُنیا میں بھیج رہے ہیں۔ اب کوشش کرنا کہ جو نیک عمل کر سکتے ہو کر لو۔ پیشتر اس کے کہ آخر وہ وقت آ پہنچے کہ دوبارہ واپسی کا موقعہ تجھے نہ مِل سکے اور پھر ہمیشہ کے لیے واقعی اس قبر میں سونا پڑے۔

○

۷۱۹۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مَیں نے ذوالنونؒ کو دیکھا کہ اُن کے پاس دو شخص حاضر ہوئے۔ ان میں ایک فوجی تھا اور دوسرا رعیّت سے تعلق رکھتا تھا۔

کچھ دن پہلے عام آدمی نے فوجی کے ساتھ لڑائی میں اس کے سارے دانت ہلا ڈالے تھے وہ اسے بادشاہ کے پاس لے جانے پر بضد تھا مگر لوگوں نے کہہ کہلا کر ان دونوں کو حضرت

ذوالنون مصریؒ کے سامنے پیش کر دیا۔
جب آپ نے فوجی کی بات سُنی تو آپ نے اس کے دانتوں کو اپنا لعاب مبارک لگا دیا۔
جب اُس فوجی نے اپنی زبان مُنہ کے اندر گھمائی تو اس نے اپنے دانتوں کو مضبوطی سے اپنی اپنی جگہ پر جما ہوا پایا۔ وہ اُسی وقت آپ کا معتقد ہو گیا۔

○

۷۲۰۔ کہتے ہیں کہ حضرت سرمد شہیدؒ کی شہادت کے بعد آپ کے سر سے تین بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی آواز سُنائی دی۔ آپ کے سَر نے صرف کلمہ ہی نہیں پڑھا بلکہ کچھ دیر حمدِ باری تعالیٰ میں بھی مصروف رہا۔
اورنگ زیب نے آپ کی شہادت کے بعد تقریباً اڑتالیس سال تک حکومت کی مگر اُسے کبھی چین و سکون نصیب نہ ہُوا۔ دکن کی لڑائیوں میں کافی وقت گذارا اور وہیں انتقال کیا۔

○

۷۲۱۔ حضرت محمد بن المکندرؒ دکاندار تھے۔ ان کے پاس بیچنے کے لیے کچھ پارچات تھے جن میں سے بعض کی قیمت دس دینار تھی اور بعض کی پانچ۔
ایک دن اُن کی غیر موجودگی میں اُن کے ایک شاگرد نے پانچ دینار والا کپڑا ایک اعرابی کے ہاتھ دس دینار میں بیچ ڈالا۔ جب واپس آئے اور حقیقتِ حال سے آگاہ ہوئے تو فوراً نکل کھڑے ہوئے اور دن بھر اس اعرابی کو ڈھونڈتے پھرے۔ آخر وہ مل ہی گیا۔
آپ نے اس سے فرمایا۔ "کہ وہ کپڑا جو تم خرید لائے ہو پانچ دینار سے زیادہ کا نہیں ہے۔"
اعرابی نے جواب دیا۔ "یہ تو ٹھیک ہے لیکن وہ مَیں نے اپنی مرضی اور رضا و رغبت سے خریدا ہے۔"

آپ نے فرمایا۔ "تم نے رضامندی سے خریدا ہوگا لیکن مَیں جو چیز اپنے لیے پسند نہیں کرتا۔ اسے کسی بھی مُسلمان کے لیے پسند نہیں کرتا ہوں۔ اس لیے یہ سودا ختم کر دو۔ یا پانچ دینار مجھ سے واپس لے لو یا پھر میرے ساتھ دکان تک چلو تاکہ مَیں تمہیں اس سے بہتر کپڑا دے دوں جس کی قیمت واقعی دس دینار ہوگی۔
اعرابی نے پانچ دینار واپس لے لیے۔ جب آپ تشریف لے گئے تو اعرابی نے لوگوں سے پوچھا "یہ مردِ خدا کون ہے؟"

لوگوں نے کہا۔ "یہ محمد المنکدرؒ ہیں"۔
اعرابی نے کہا "سبحان اللہ! یہ تو ایسا مرد ہے کہ اگر کبھی بادیہ میں خشک سالی ہو جائے تو نمازِ باراں کے لیے کھڑے ہو کر اس شخص کا نام لینے سے بارش ہونے لگے"۔

O

۷۲۲۔ حضرت شاہ حسین کے قلندرانہ مشرب کی شکایت اکبر کے پاس پہنچی۔ اکبر نے آپ کو دربار میں بلایا اور دریافت کیا۔ "اے درویش! سُنا ہے تم خدا رسیدہ ہو"۔
آپ نے جواب دیا۔ "اس میں کیا شک"۔
اکبر نے پوچھا "اچھا یہ تو بتایئے کہ آپ خدا تک کس طرح پہنچے"؟
آپ نے جواب دیا۔ "اے بادشاہ! میں خدا تک نہیں پہنچا بلکہ خدا مجھ تک پہنچا ہے"۔
ایک درباری نے آپ سے ثبوت مانگا۔ آپ نے اکبر سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "اے ہندوستان کے سیاہ و سپید کے مالک! موٹی سی بات ہے۔ اگر آپ نہ چاہتے تو یہ گدا آپ تک کیسے پہنچتا"؟
اکبر آپ کا جواب سن کر خوش ہوا اور آپ کو عزت و احترام سے رخصت کیا۔

O

۷۲۳۔ حضرت شفیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزیں طلب کیں لیکن ان پانچ چیزوں کو پانچ دوسری چیزوں میں پایا۔
روزی کی برکت طلب کی وہ نمازِ چاشت میں ملی، قبر کی روشنی طلب کی اُسے تہجد کی نماز میں پایا۔ ہم نے منکر و نکیر کے سوالوں کا جواب طلب کیا تو اسے قرأت و قرآن میں پایا ہم نے پل صراط کا پار ہونا طلب کیا تو اسے روزہ و صدقہ میں پایا اور ہم نے عرش کا سایہ طلب کیا تو اسے خلوت میں پایا۔

O

۷۲۴۔ ایک بزرگ نے بلی پال رکھی تھی جس کے لیے وہ ہر روز قصائی سے چھیچھڑے لیا کرتے تھے۔
ایک دن انھوں نے قصاب کو ایک ایسی حرکت ہوئے دیکھا جس پر احتساب لازم تھا آپ فوراً گھر پہنچے، بلی کو نکال باہر کیا اور پھر قصائی سے محاسبہ کرنے لگے۔
قصائی نے کہا کہ اب کبھی چھیچھڑے مانگ کر دیکھنا"۔

بزرگ نے جواب دیا کہ میں بلی کو گھر سے نکال کر ہی احتساب کرنے چلا تھا۔ پس جو شخص ہر کسی کو دوست رکھنا چاہتا ہو۔ تاکہ ہر کوئی اس کی تعریف کیا کرے اور ہر کوئی اس سے خوش رہے تو ایسا شخص کبھی احتساب کرنے کا اہل نہیں ہو سکتا۔

O

۷۲۵۔ حضرت یونس ابن عبیدؒ کے بارے میں حکایت ہے کہ آپ ریشم کا کاروبار کرتے تھے اور اپنے مال کی تعریف کبھی نہیں کرتے تھے۔ ایک دن کسی خریدار کے سامنے ریشم نکال رہے تھے کہ ایک شاگرد نے کہہ دیا۔ "اے اللہ! مجھے بہشت کا لباس عطا فرما۔"
آپ نے ریشم نکالنا بند کر دیا۔ اور جو نکال چکے تھے۔ اسے بھی فروخت نہ کیا کیوں کہ انہیں یہ خدشہ لاحق ہو گیا تھا کہ شاگرد نے جو بات کی ہے وہ اُن کے مال کی تعریف ہی تھی۔

O

۷۲۶۔ ایک دن قاضی مخدوم الملک نے حضرت شاہ حسینؒ کو ڈھول پر ناچتے ہوئے دیکھا۔ قاضی کو یہ بات ناگوار گذری۔ اس نے آپ کو سرزنش کرنے کی خاطر اپنے پاس بلوایا۔
آپ نے قاضی سے فرمایا: "کیوں قاضی صاحب! ارکانِ اسلام پانچ ہیں نا۔ پہلا کلمہ توحید اور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار۔ اس میں تو ہم دونوں شریک ہیں۔ دوسرا نماز اور روزہ۔ ان دونوں کو میں نے ترک کیا۔ چوتھا زکوٰۃ پانچواں حج، ان دونوں کو تم نے ترک کیا پھر کیا بات ہے کہ حسین ہی کو فقط مستوجب سزا قرار دیا جائے۔"
قاضی نے مسکراتے ہوئے آپ کو رخصت کر دیا۔

O

۷۲۷۔ حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں تھا۔ وہاں میں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ تین دن سے ساکت تھا۔ نہ اس نے کھایا نہ پیا اور نہ ہی کہیں حرکت کی۔ میں اس کی تاک میں تھا۔
میں نے بھی اپنے سارے کام چھوڑ کر صبر کیا لیکن میں عاجز آگیا۔ پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کیا کھاؤ گے۔
اس نے کہا گرم روٹی اور کباب۔ میں نے مسجد سے نکل کر دن بھر اس کی تلاش میں تکلیف

اٹھائی مگر مجھے روٹی اور کباب کہیں سے میسّر نہ آیا۔ آخر تھک ہار کر مسجد کا دروازہ بند کرنے کے بعد بیٹھ گیا۔

کچھ رات گزری تھی کہ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے دروازہ کھولا تو ایک شخص گرم روٹی اور کباب لیے دروازے پر کھڑا تھا۔ میں نے روٹی اور کباب لانے کی وجہ پوچھی تو وہ بولا۔ "روٹی اور کباب کھانے کے سلسلے میں میرے بچّوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ اس پر میں نے قسم کھائی کہ ہم میں سے کوئی نہیں کھائے گا۔ یہ مسجد والے کھائیں گے۔"

میں نے دل میں کہا۔ الٰہی! جب آپ اِس فقیر کو یہی کھلانا چاہتے تھے تو مجھے دن بھر کیوں پریشان کیا۔

۷۲۸۔ حضرت ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ میں خلیفۂ وقت کی بات سے انکار کرنا چاہتا تھا اور میں جانتا تھا کہ مجھے مروا دیا جائے گا لیکن مجھے اس کا قطعاً خوف نہ تھا اور ظاہر ہے کہ یہ جہاد تھا اور کارِ ثواب بھی تھا لیکن وہاں لوگوں کا بہت بڑا ہجوم تھا اور میں ڈر گیا کہ یہ مجھے دیکھیں گے تو میری صداقت و شجاعت اور بے باکی پر واہ واہ کے ڈونگرے برسائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ یہ داد و تحسین میرے دل میں خود پسندی کے فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کر دے اور میں بے اخلاص مارا جاؤں۔

۷۲۹۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں۔ "شکم سیر کو حکمت حاصل نہیں ہوتی۔ معصیّت سے تائب ہو کر دوبارہ ارتکابِ معصیّت دروغ گوئی ہے۔ سب سے بڑا دولتمند وہ ہے جو تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو۔ قلیل کھانا جسمانی توانائی کا ذریعہ اور قلیل گناہ روحانی توانائی کا ذریعہ ہے۔

۷۳۰۔ ایک دولت مند نے یہ اصول بنا رکھا تھا کہ صوفیوں کے علاوہ کسی کو صدقہ میں کچھ نہیں دیتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں حق تعالیٰ کے سوا اور کسی کا خیال نہیں ہوتا اور اگر انہیں کسی شے کی حاجت لاحق ہو جائے تو ظاہر ہے وہ خیال جو صرف اللہ کے لئے تف

ہے، پراگندہ ہو کر رہ جائے گا اور اس دِل کو جو حق تعالیٰ کا دوست ہے ایسے سینکڑوں دِلوں پر فضیلت دیتا ہوں جو دنیا کے خیال میں گرفتار ہوں۔
اس کی یہ بات جب حضرت جنیدؒ کو بتائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ اولیائے حق میں سے کسی ولی کی کہی ہوئی بات معلوم ہوتی ہے۔
اب ہوا یہ کہ مذکورہ شخص پیشے کے لحاظ سے بقال تھا اور رفتہ رفتہ مفلس ہو گیا۔ کیوں کہ درویش اس سے جو چیز خریدتے وہ اس کی قیمت وصول نہ کرتا تھا۔
آخر حضرت جنیدؒ نے اسے مال دیا۔ تاکہ اپنی تجارت جاری رکھ سکے اور ساتھ ہی کہا کہ تجھ جیسے شخص کو آخرت کی تجارت میں خسارہ نہیں ہو سکتا۔

○

۷۳۱۔ ایک مرتبہ موضع منڈیا کے نمبردار نے حضرت شاہ حسینؒ اور آپ کے ساتھیوں کو ایک کمرے میں بند کر دیا اور کہا جب تک بارش نہ ہوگی، رہائی ناممکن ہے۔
آپ نے نمبردار سے فرمایا کہ اچھی بات ہے لیکن نان اور مرغ کھلاؤ پھر دعا کرینگے۔
نمبردار نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ پھر نان اور مرغ کھانے کے بعد آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب کیا دیر ہے؟"
آپ کا یہ کہنا تھا کہ ابر گھر کر آیا اور خوب بارش ہوئی۔

○

۷۳۲۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ مَیں ساحل سمندر پر سے گذر رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی کھلے سر زرد چہرہ چلی آرہی ہے۔
مَیں نے کہا۔ "اے لڑکی! اپنے سر پر دوپٹہ اوڑھ لے"۔
اُس نے جواب دیا۔ "مَیں ایسے منہ پہ دوپٹہ اوڑھوں جس پر ذلت برستی ہے۔ دوپٹہ کی کیا ضرورت ہے۔" پھر کہا۔ "اے بے ہودہ! میرے پاس سے ہٹ جا۔ گذشتہ شب مَیں نے جامِ محبت نوش کیا ہے۔ جس سے رات بھر طرب میں گذری اور اس کی مستی میں مَیں نے صبح کی ہے"۔
مَیں نے کہا۔ "اے لڑکی! مجھے کچھ نصیحت کر"۔
اُس نے کہا۔ "اے ذوالنون! خاموشی گوشہ نشینی اور قوتِ لایموت پر رضامندی اختیار

کرو۔ یہاں تک کہ موت آجائے ۔"

O

۷۲۳ ۔ ایک شخص نے ایک عورت کو پکڑ رکھا تھا اور چھری نکال رکھی تھی اور کسی کو اُس کے سامنے آنے کی ہمت نہ پڑتی تھی ۔ اُدھر عورت بچاری اس کے تشدد سے چیخ رہی تھی ۔
ناگاہ حضرت بشر حافیؒ کا گذر ادھر سے ہُوا ۔ اُس شخص کے بالکل قریب کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو گئے ۔ دفعتاً وہ شخص بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور عورت کو اس کے چنگل سے رہائی مِل گئی ۔
جب اس کی آنکھ کھلی تو لوگوں نے پوچھا ۔ "تجھے یکایک کیا ہو گیا تھا ؟"
وہ بولا ۔ "مجھے تو اتنا ہی یاد ہے کہ کسی نے آکر میرے جسم سے جسم ملاتے ہوئے بس یہ کہا تھا کہ او فلانے ! اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے کہ تو کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے ! اس کا یہ کہنا تھا کہ میرے دل پر ایک ہیبت سی طاری ہوئی اور میں بے ہوش ہو گیا ۔"
لوگوں نے بتایا ۔ "وہ حضرت بشر حافی تھے ۔"
اس نے کہا ۔ "آہ ! اس ندامت اور خجالت کے ساتھ کس منہ سے ان کی زیارت کو جاؤں اور یہ کہتے کہتے اُسے ایسا تپ چڑھا کہ ایک ہفتہ کے اندر پیغامِ اجل آپہنچا ۔

O

۷۲۴ ۔ حضرت اوزاعیؒ نے حضرت ابراہیمؒ ادھم کو دیکھا کہ ایندھن کا ایک گٹھا سر پر اُٹھائے چلے جا رہے ہیں ۔
آپ نے کہا ۔ "آپ کب تک اس کسب کا بار اُٹھائے رہیں گے ؟ آخر تو آپ کے بھائی بھی اس محنت و مشقت میں آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہیں ۔"
حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا ۔ "بس چپ رہیے ۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے کہ بہشت اس شخص پر واجب ہو جاتی ہے جو اپنی محنت و مزدوری پر قائم رہتا ہے اور مشقت کی ذلت برداشت کرتا ہے ۔"

O

۷۲۵ ۔ ایک دن حضرت سیدنا شاہ امیر ابو العلیٰؒ نے امیر نور العلا سے فرمایا ۔ "کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ جہاں بادشاہ کے دربار میں اس وقت خون ریزی ہو رہی ہے ۔"

تھوڑی ہی دیر کے بعد نواب صداقت خاں کے قتل کی خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔

○

۴۲۶۔ دُو بندگانِ دین کا آپس میں یارانہ تھا۔ ایک اپنے دِل کے ہاتھوں مجبور ہوکر کسی حسین پر فریفتہ ہو گیا اور اپنے دوست سے کہنے لگا کہ میرا دِل تو بیمار ہو چکا، اب تیری مرضی ہے، مجھ سے دوستی رکھ یا نہ رکھ۔

دوسرے نے کہا۔ "توبہ کرو بھائی! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مَیں تمہارے ایک گناہ کے باعث تم سے تعلقات ہی توڑ لوں"۔ اور پھر اس نے اپنے دِل میں مصمّم ارادہ کرلیا کہ جب تک حق تعالیٰ میرے دوست کو اس بلائے عشق سے رہائی نہ دلادے اُس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا، اور نہ پیُوں گا۔

چالیس دن اس نے یوں ہی بھوک اور پیاس میں گزار دیئے اور پھر اپنے دوست سے اس کا حال پوچھا۔ اُس نے کہا "جیسا تھا ویسا ہی ہے"۔

تب بھی وہ ہمّت نہ ہارا اور صابر رہا۔ بھوک کی وجہ سے سُوکھ کر کانٹا ہوا جا رہا تھا لیکن دُعا جاری رکھی۔ آخر ایک دِن دفعتہً اس کے مبتلائے عشق دوست نے آکر کہا کہ حق تعالےٰ نے اپنی عنایت و کرم سے میرے دِل کو اس عشق سے نجات دِلادی ہے اور جب کہیں جاکر اُس نے کھایا پیا۔

○

۴۲۷۔ حضرت سرمد شہیدؒ کو ایک مجلس کے سامنے بُلایا گیا۔ اس مجلس میں علاوہ اورنگ زیب کے علماء و فضلائے عصر بھی موجود تھے۔

اورنگ زیب نے آپ سے دریافت کیا۔ "لوگ کہتے ہیں کہ تم نے داراشکوہ کو مژدہ سلطنت دیا تھا، کیا یہ سچ ہے؟"

"آپ نے جواب دیا۔" ہاں سچ ہے اور وہ مژدہ درست نِکلا کہ اسے ابدی سلطنت کی تاجپوشی نصیب ہوئی"۔

علماء نے پوچھا۔ "تم ننگے کیوں رہتے ہو؟"

اس کا جواب آپ نے ایک رباعی میں دیا۔

خوش بالائے کردہ چنیں پست مرا — چشمے بدو جام بردہ از دست مرا

دُزدے عجبے برہنہ کردہ است مرا　　او در بغلِ من است زمن در طلبش

علماء نے آپ کو کپڑے پہننے کو کہا لیکن آپ نے کچھ پرواہ نہ کی - اورنگ زیب نے علماء کو مخاطب کرکے کہا - " محض برہنگی وجۂ قتل نہیں ہو سکتی ، اس سے کہو کہ کلمہ طیبہ پڑھے "
آپ سے کلمہ پڑھنے کو کہا گیا - آپ نے عادت کے موافق لَآ اِلٰہَ پڑھا - جب علماء نے جملۂ نفی سنا تو سخت برہم ہوئے -

آپ نے جواب دیا - " ابھی تو میں نفی میں مستغرق ہوں ، مرتبۂ اثبات تک نہیں پہنچا ہوں اگر اِلَّا اللہ کہوں گا جھوٹ ہو گا " -

اس پر علماء نے آپس میں طے کیا کہ آپ کا یہ فعل کفر ہے - اس فعل سے توبہ لازمی ہے لیکن آپ نے توبہ نہ کی - علماء نے فتویٰ دیا کہ قتل جائز ہے -

دوسرے دن آپ قتل گاہ میں لے جائے گئے - جب جلاد چمکتی تلوار لے کر آپ کے پاس آیا - آپ اسے دیکھ کر مسکرائے - نظر اٹھائی اور نظر ملائی اور یہ تاریخی الفاظ فرمائے -
" میں تیرے قربان ہوں - آ - آ کہ تو جس صورت میں بھی آئے میں تجھ کو خوب پہچانتا ہوں "
پھر آپ نے یہ شعر پڑھا -
(ترجمہ) شور ہوا اور ہم نے خوابِ عدم سے آنکھ کھولی - دیکھا کہ شبِ فتنہ باقی ہے سو گئے " -
یہ شعر پڑھ کر سرِ تسلیم خم کر دیا اور جامِ شہادت نوش فرمایا -

۷۲۸ - حضرت ابنِ مبارکؒ کو ایک دفعہ ایک بدخو کی معیت میں تھوڑی دیر راستہ چلنا پڑا - جب وہ آپ سے جدا ہوا تو خوش ہونے کی بجائے آپ نے رونا شروع کر دیا -
لوگوں نے پوچھا " اس میں رونے کی کیا بات ہے - "
آپ نے جواب دیا - " روتا اس لیے ہوں کہ وہ بیچارہ خود تو چلا گیا لیکن اس کی بدخلقی بھی افسوس کہ اس کے ساتھ ہی چلی گئی اور اس سے جدا نہ ہوئی - جس طرح کہ میں اس سے جدا ہو گیا -

۷۲۹ - حضرت علی بن موسیٰ الرضیٰؒ کی رنگت سیاہی مائل تھی لیکن بہت بڑے بزرگ تھے نیشاپور

میں جہاں آپ رہتے تھے دروازے کے قریب ہی ایک حمام تھا۔ آپ جب کبھی حمام میں تشریف لے جاتے تو لوگ ازراہ احترام حمام خالی کر دیتے تھے۔

ایک دن آپ وہاں گئے۔ لوگوں نے حسبِ معمول حمام خالی کر دیا اور آپ اندر داخل ہو گئے۔ حمامی سے اتفاقاً غلطی ہو گئی اور ناگاہ ایک دہقان حمام کے اندر جا گھسا۔ وہاں آپ کو جو دیکھا تو سمجھا کہ خادموں میں سے کوئی حبشی غلام ہے۔

کہنے لگا۔ "اُٹھو پانی لاؤ۔" آپ لے آئے۔

پھر کہا۔ "جاؤ مٹی لے آؤ۔" آپ وہ بھی لے آئے۔

غرض اسی طرح وہ کام بتاتا رہا اور آپ کرتے رہے۔ آخر حمامی بھی آ پہنچا اور ایک دہقان کو جو آپ سے مخاطب پایا تو اتنا خفا ہوا کہ وہ وہاں سے بھاگ نکلا۔ آپ باہر تشریف لائے تو لوگوں نے بتایا کہ حمامی بھی اس واقعہ کے خوف سے بھاگ گیا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ "اُسے کہہ دو کہ بھاگنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس میں بھلا اس کا کیا قصور ہے۔ یہ جرم اس کا ہے جس نے تخم فرزند ایک سیاہ فام کنیز کے رحم میں ڈالا۔

○

۷۴۰۔ حضرت اویس قرنیؓ کو راہ چلتے میں لڑکے پتھر مارا کرتے تھے اور آپ اُن سے صرف یہ کہا کرتے تھے کہ ذرا چھوٹے پتھر مارا کرو تاکہ میری پنڈلی نہ ٹوٹ جائے اور میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے کی سعادت سے عاجز آ جاؤں۔

○

۷۴۱۔ حضرت احنفؒ بن قیس کو ایک شخص گالیاں دینے لگا۔ آپ چپکے رہے لیکن وہ نہ شرمایا اور گالیاں بکتا ہوا آپ کے ساتھ چلا جاتا تھا۔

جب آپ اپنے اہل قبیلے کے گھروں کے نزدیک پہنچے تو وہیں کچھ فاصلے پر رُک گئے اور اس سے فرمایا کہ اگر کچھ گالیاں باقی رہ گئی ہوں تو یہیں پر سُنا لے کیوں کہ اگر میرے قبیلہ والوں نے تجھے گالیاں دیتے ہوئے سُن لیا تو تجھے تکلیف پہنچائیں گے۔"

○

۷۴۲۔ ایک بزرگ نے خلیفہ ہارون الرشید کو میدانِ عرفات میں دیکھا کہ ننگے سر اور ننگے پاؤں گرم ریت اور پتھروں پر ہاتھ اُوپر اُٹھائے کھڑا ہے اور گڑگڑا کر یہ کہہ رہا ہے کہ

بارِ خدایا! تُو تُو ہے اور مَیں مَیں ہوں۔ میرا کام یہ ہے کہ ہر وقت بر سرِ گناہ رہوں اور تیرا کام ہمہ وقت عفو و بخشش ہے۔ اے رحمان و رحیم! مجھ پہ رحم فرما۔"
اس بزرگ نے کہا: "دیکھیئے یہ جبّارِ زمین اس جبّارِ آسماں کے سامنے کس طرح رو رو کر فریاد کر رہا ہے۔

○

۷۴۳۔ ایک دن حضرت شاہ نظام الدینؒ اورنگ آبادی کی خانقاہ میں عُرس کی تقریبات ہو رہی تھیں۔ قوال عربی کے اشعار گا رہے تھے۔ اتنے میں ایک اجنبی شخص آیا۔ اُس نے ایک شعر پہ بحث و مباحثہ کرنا شروع کر دیا۔
وُہ ایک جواب دے کر آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ کہ یہ وقت بحث کا نہیں ہے سماع سُننے کا ہے۔ جب آپ نے اس کا نام دریافت کیا تو اس شخص نے اپنا نام عبد الغنی بتایا۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا" فقیروں سے جھوٹ بولنا اچھی بات نہیں۔ دوبارہ اس نے اپنا نام عبد اللہ بتایا۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر وہ شخص چلا گیا۔
کچھ دنوں بعد وہ شخص پھر آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ پچھلی مرتبہ جب وہ آیا تھا۔ تو سماع ہو رہا تھا اور اس وجہ سے اس کی تسلّی و تشفّی نہ ہو سکی۔ اب جو کچھُ اس کے شک و شبہات ہوں بیان کرے۔"
اس شخص نے عرض کیا کہ اس کی تسلّی اُسی دن ہو گئی تھی اور اب تو وہ معافی مانگنے کے لیے آیا ہے۔
آپ مسکرائے اور فرمایا کہ نہ تو تمہارا نام عبد اللہ ہے اور نہ عبد الغنی۔ پھر آپ نے اس کا اصلی نام اور اور اس کی جائے رہائش اور اس کی تعلیم کے متعلق جو فرمایا، تو وہ شخص سُن کر شرمندہ اور حیران ہوا اور آپ کا ہمیشہ کے لیے معتقد ہو گیا۔

○

۷۴۴۔ ابو جعفر خلیفہ تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے ایک زانی کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ حضرت مبارک بن فضالہؒ بھی وہاں موجود تھے۔ خلیفہ سے کہا۔" اے امیر المومنین! پیشتر اس کے، کہ اس حکم پر عملدر آمد ہو۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ میں سے بھی کچھ سُن لیجئے"۔

خلیفہ کے استفسار پر آپ نے کہا۔ "حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب کہ تمام لوگ ایک صحرا میں جمع کیے جائیں گے۔ منادی والا آواز دے گا کہ جس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کی ہمت ہو۔ وہ اُٹھ کر کھڑا ہو جائے اور یہ حوصلہ اُنہی کو نصیب ہو سکے گا جنہوں نے اس دنیا میں عفو و درگذر سے کام لیا ہو گا"۔

یہ سنکر خلیفہ نے اس شخص کی رہائی کا حکم دے دیا اور اسے معاف بھی کر دیا۔

○

۷۴۵۔ حضرت ابنِ عطاؒ فرماتے ہیں۔ "خدا کے سوا اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے سکون حاصل کرتا ہے تو آخر کار وہی دوسرا اس کے لیے ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔ وسائل پر اعتماد کرنے سے تکبّر جنم لیتا ہے"۔

○

۷۴۶۔ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت فضیل بن عیاضؒ کو بتایا کہ حضرت سفیان یمنیہؒ بادشاہ سے خلعت لیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ "کوئی بات نہیں۔ ان کا حق بھی تو بیت المال پر زیادہ ہے"۔

لیکن بعد میں جب تنہائی میں سفیان سے ملاقات ہوئی تو ان سے سخت ناراض ہوئے اور ملامت کی۔

سفیانؒ نے کہا۔ "اے ابا علی! مَیں صالحین میں سے بے شک نہیں ہوں لیکن صالحین سے محبّت ضرور رکھتا ہوں"۔

○

۷۴۷۔ ہشام بن ملک نے ایک مرتبہ حضرت ابو حازمؒ سے سوال کیا کہ اس کارِ حکمرانی سے پُوری طرح عہدہ برآ ہونے کا کیا طریقہ ہے۔

حضرت ابو حازمؒ نے کہا۔ "ہر درہم جو تم کسی سے وصول کرو اور پھر اسے ایسی جگہ خرچ کرو جہاں خرچ کرنے کا حق ہو"۔

خلیفہ نے کہا۔ "اس طرح کون خرچ کر سکتا ہے؟"

آپ نے فرمایا۔ "وہ جسے عذابِ دوزخ کی طاقت نہ ہو اور بہشت کو دوست

رکھتا ہو۔"

○

۷۴۸۔ حضرت میران سید شاہ کے پیرو مرشد کے حجرے کی چھت خراب ہو گئی۔ سب مریدوں نے چھت کی مرمت کی لیکن چھت ٹھیک نہیں ہوئی۔

آپ کے پیرو مرشد نے مسکرا کر فرمایا کہ میراں جی سے چھت درست ہو گی۔
حضرت میراں سید شاہؒ اس زمانہ میں چلہ میں تھے۔ آپ کو بلایا گیا، آپ چلہ سے باہر آئے اور چھت درست کرنے میں مصروف ہوئے۔ آپ نے گھاس اکھاڑی پھر مٹی اور پانی ڈال کر چھت کو کوٹنا شروع کیا۔ جتنی بار کوٹتے تھے۔ ہر بار ہر ضرب پر ایک مقام ظاہر ہوتا تھا۔

○

۷۴۹۔ سلیمان بن عبدالملک خلیفہ تھا۔ ایک دن اس نے دل ہی دل میں سوچا کہ اس دنیا میں جو اتنے عیش و عشرت سے زندگی گزار رہا ہوں تو آخر قیامت میں میرا کیا حال ہو گا۔ پس اسی وقت اپنے کسی آدمی کو حضرت ابو حازمؒ کے پاس بھیجا اور انہیں کہلوا بھیجا کہ جس چیز سے آپ روزہ افطار کرتے ہیں وہ تھوڑی سی مجھے بھی بھجوا دیجیے گا۔ آپ نے گیہوں کے آٹے کا تھوڑا چھان بھون کر اسے بھیج دیا اور کہلوا بھیجا۔ کہ میں تو رات کو یہی کچھ کھاتا ہوں۔"

سلیمان نے جو دیکھا تو بہت رویا اور اس چیز نے اس کے دل پر اتنا گہرا اثر کیا کہ تین دن مسلسل روزہ رکھا اور کچھ نہ کھایا اور تیسری شام کو روزہ اسی چھان سے افطار کیا۔ کہتے ہیں کہ اسی رات کو اپنی اہلیہ سے صحبت کی جس سے اس کے ہاں عبدالعزیز پیدا ہوئے اور یہ وہی عبدالعزیز ہیں جن کے گھر میں عمر پیدا ہوئے اور جو بعد میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے نام سے چاردانگِ عالم میں مشہور ہوئے کہ عدل و انصاف میں حضرت عمرؓ بن خطاب کے عہدِ زریں کی یاد تازہ کر دی اور کہتے ہیں کہ یہ اسی نیک نیتی اور اسی طعام کی برکت تھی۔

○

۷۵۰۔ حضرت ابو بکر واسطیؒ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ دونوں

جہان کے وسائل واسباب سے بے نیاز ہو کر صرف نگاہ اُسی کی طرف رکھے ۔ توحید شناس وہی ہے جو عرش سے فرش تک تمام چیزوں کو توحید کے آئینے میں دیکھتے ہوئے خدا کی وحدانیت کے راز معلوم کرے ۔"

۷۵۱ ۔ حضرت بکر بن عبداللہ المزنیؒ کہتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے پڑوسی کی کنیز پر دل وجان سے فدا تھا ۔ ایک دن پڑوسیوں نے کنیز کو کسی کام سے کھیتوں میں بھیجا ۔ وہ عاشق زار بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور کھیت میں جا کر اس سے لپٹ گیا ۔

وہ کہنے لگی ۔" اے جوانمرد ! میں تجھ پہ تجھ سے بھی زیادہ مرتی ہوں لیکن اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں"۔

وہ بولا ۔" اگر تو ڈرتی ہے تو میں کیوں نہ ڈروں ؟"

یہ کہہ کر توبہ کر لی اور اسے چھوڑ کر واپس چل دیا ۔ راستہ چلتے چلتے اسے پیاس نے ستانا شروع کیا اور پیاس اس قدر غالب ہو گئی کہ اس کے ہلاک ہونے کا خطرہ تھا عین اس وقت ایک شخص جو پیغمبر وقت کا قاصد تھا اور کسی کام سے کہیں جا رہا تھا ۔ اس قصاب سے ملا اور کہا کہ تجھ پر کیا آفت ٹوٹ پڑی ہے جو اس طرح نڈھال ہوا جا رہا ہے "۔

قصاب نے جواب دیا کہ" پیاس کے مارے میرا بُرا حال ہوا جا رہا ہے "۔

اس قاصد نے کہا کہ" آؤ ہم دونوں مل کر دُعا کریں کہ جب تک ہم شہر میں نہ پہنچ جائیں بادل ہم پر سایہ کیے رہیں ۔"

قصاب نے کہا ۔" میری دُعا کیا قبول ہو گی ۔ میں نے تو کبھی بھول کر بھی عبادت نہیں کی ۔ ہاں البتہ یہ کر سکتا ہوں کہ تم دُعا مانگو اور میں آمین آمین کہتا جاؤں گا ۔"

قصہ کوتاہ قاصد نے دُعا کہنی شروع کی اور قصاب آمین کہتا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک بدلی سی آسمان پر نمودار ہو گئی اور اس کا سایہ ان کے عین اُوپر پڑنے لگا اور وہ اس کے نیچے نیچے چلتے گئے ۔ آخر وہاں تک پہنچ گئے جہاں سے اُن کے راستے الگ ہو جاتے تھے ۔

قصاب کے سر پر تو بادل نے بدستور سایہ کیے رکھا اور قاصد بیچارہ سورج کی تمازت

میں رہ گیا۔ تب اُس نے قصاب سے کہا کہ "اے جوانمرد! تُو نے کہا تھا کہ مَیں عابد نہیں ہوں لیکن اب یہ راز کُھلا کہ بادل تو تیرے لیے ہی چھایا تھا۔ اپنا اصل حال تو بیان کر دو"۔
اس نے کہا۔ "مَیں سوائے اس کے کچھ نہیں جانتا کہ ابھی تھوڑی دیر قبل مَیں نے توبہ کی تھی اور وہ بھی اس کنیز کی بات سُن کر"۔
قاصد نے کہا "ہاں واقعی یہ معاملہ ایسا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو شرفِ قبولیّت توبہ کرنے والے کو حاصل ہے وہ کسی اور شخص کو نہیں ہو سکتی۔

O

۷۵۲۔ جب شیخ جلال الدین تبریزیؒ بدایوں میں پہنچے تو ایک دن گھر کی دہلیز پر بیٹھے تھے۔ ایک شخص دہی بیچنے والا سر پر دہی کا کونڈا رکھے دروازے کے سامنے سے گذر رہا تھا۔ یہ دہی بیچنے والا ڈاکوؤں کے ایک گروہ سے تعلق رکھتا تھا۔ا
اس کی نظر شیخ جلال الدینؒ کے چہرہ مبارک پر پڑی تو ایک ہی جھلک میں اس کا باطن فنا ہو گیا۔ جب شیخ نے اس کو تیز نگاہ سے دیکھا تو کہنے لگا "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں ایسے صاحبِ کمال بھی ہیں"۔ اور پھر اُسی وقت ایمان لے آیا۔
شیخ نے اس کا نام علی رکھا۔ مسلمان ہونے کے بعد وہ اپنے گھر گیا اور ایک لاکھ چیتل لے کر خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخؒ نے قبول کر لیے اور فرمایا کہ ان چاندی کے سکّوں کو اپنے پاس ہی رکھو۔ جہاں مَیں کہوں گا خرچ کرنا۔
القصّہ اس نے اس چاندی کی بخشیش شروع کی اور کسی کو سو درہم دیتا تھا اور کسی کو پچاس، کسی کو زیادہ اور کسی کو کم اور جس کو تھوڑا دینے کا حکم ہوتا اس کو پانچ چیتل دیتا۔ شیخ کا کم سے کم صدقہ پانچ چیتل ہوتا تھا۔ تھوڑے عرصہ میں وہ سب چاندی ختم ہو گئی۔ صرف ایک چیتل باقی رہ گیا۔
علی کہتا ہے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ اب میرے پاس ایک چیتل سے زیادہ نہیں۔ اور شیخؒ کی کم سے کم بخشش پانچ چیتل کی ہے۔ اگر وہ کسی کو کچھ بخشنے کا حکم دیں تو میں کیا کروں گا۔ اسی اندیشہ میں تھا کہ ایک سائل آیا اور سوال کیا۔ شیخؒ نے مجھ کو حکم دیا کہ ایک چیتل اس کو دے دو۔

۵۲۷۔ حضرت حماد بن ابی حنیفہؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت داؤد طائیؒ کے دروازے پر پہنچا۔ تو اندر سے آپ کی آواز سنائی دے رہی تھی اور آپ فرمارہے تھے کہ تو نے ایک بار گاجر کی فرمائش کی اور میں نے تجھے لاکر دے دی۔ اب تو ایسا ہی سر چڑھنے لگا کہ خرما کی فرمائش کر رہا ہے۔ لیکن یاد رکھ تو اسے ہرگز نہ پائے گا اور نہ ہی مزے لے لے کر کھا سکے گا۔ تو نے اپنے آپ کو سمجھا کیا ہے"۔

میں جب اندر داخل ہوا تو وہاں آپ کے سوا کوئی نہ تھا اور آپ اپنے آپ سے مخاطب تھے۔ (یعنی اپنے نفس کو تنبیہہ کر رہے تھے)

O

۵۴۷۔ حضرت ابن عمرو النخعیؒ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک جوان نہایت حسین اور بہت اور مجاہدہ کرنے والا زاہد تھا، قبیلہ نخع میں ایک قوم کے پڑوس میں آیا اور ان کی ایک لڑکی کو دیکھ کر عاشق ہو گیا۔ اور اس کی عقل زائل ہو گئی اور اس لڑکی کا بھی وہی حال ہوا جو اس کا تھا۔ اس جوان نے اس کے باپ سے رجوع کیا۔ اس نے کہا کہ اس کی منگنی تو اس کے چچا زاد بھائی سے ہو چکی ہے۔

ان دونوں کو بوجہ عشق سخت تکلیف ہوئی۔ لڑکی نے اس کے پاس قاصد بھیجا کہ "میں نے تمہارے عشق کا حال اور مصیبت کی داستان سنی ہے۔ میں بھی تمہاری طرح محبت میں مبتلا ہوں۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس آجاؤں یا تمہارے آنے کے اسباب بہم پہنچاؤں"۔

اس نے قاصد سے کہا۔ "مجھے ان میں سے کوئی طریقہ پسند نہیں ہے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں کہ اگر اس کی نافرمانی کروں تو بڑے عذاب کا اندیشہ ہے۔ میں ایسی آگ سے ڈرتا ہوں کہ نہ اس کی تیزی کم ہوتی ہے، نہ اس کے شعلے بجھتے ہیں"۔

جب قاصد نے لوٹ کر یہ واقعہ اس لڑکی کو سنایا۔ سن کر کہنے لگی"۔ باوجود اس حسن کے وہ پرہیزگار بھی ہے۔ قسم ہے اللہ پاک کی خوف خدا سب بندوں کو یکساں ہونا چاہیے اسی وقت اس نے دنیا ترک کی اور سارے معاملات پس پشت ڈال دیئے اور ٹاٹ کا لباس پہن کر عبادت میں مصروف ہو گئی لیکن اس جوان کی محبت میں پگھلتی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ اس کی محبت میں مر گئی۔

وہ شخص اس کی قبر پر جایا کرتا تھا - ایک بار اُسے خواب میں دیکھا - وہ بہت اچھی حالت میں تھی - پوچھا "تُو نے کیا کیا دیکھا اور تیرا کیا حال ہے - اُس نے یہ شعر سُنایا -

(ترجمہ) "ایسی نعمت اور عیش میں ہوں جس کو زوال ہی نہیں ہے - جنت ایسا ملک ہے جسے فنا نہیں ہے"

اس جوان نے کہا "مجھے وہاں یاد رکھ - میں بھی تجھے ابھی تک نہیں بھولا ہوں"

کہنے لگی "واللہ! میں بھی تجھے نہیں بھولتی ہوں - اور میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے، تُو محنت واجتہاد کر کے میری مدد کر"

جب وہ اتنا کہنے کے بعد جانے لگی تو جوان نے کہا "میں تجھے پھر کب دیکھوں گا"

بولی "عنقریب تم میرے پاس آؤ گے"

اس خواب کے بعد وہ شخص صرف سات روز زندہ رہا -

O

۷۵۵ - ایک دیہاتی کابل سے حضرت شاہ نیاز احمدؒ سے بیعت کرنے کی غرض سے بریلی آیا - شہر سے باہر دریا کے کنارے اُس دیہاتی کی ایک شخص سے ملاقات ہوئی - باتوں باتوں میں اس دیہاتی نے اپنے آنے کی وجہ ظاہر کی -

اس شخص نے یہ سُن کر کہا کہ جس شخص کے پاس تم جاتے ہو، وہ نیاز احمد میں ہی ہوں" وہ شخص وہیں بیعت سے مشرف ہوا - پھر اس شخص سے فرمایا کہ تم خانقاہ چلو، میں بھی وہیں آتا ہوں"

وہ شخص جب خانقاہ میں آیا تو دیکھا کہ حضرت شاہ نیازؒ کے سوم کی فاتحہ ہو رہی ہے اب اس شخص کو معلوم ہوا کہ آپ نے اسے وصال کے بعد بیعت کیا تھا -

O

۷۵۶ - ایک صوفی نے ایک راہب سے بحث کرتے ہوئے سوال کیا کہ تم آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کیوں نہیں لے آتے؟"

وہ بولا "ہم اس لیے آپ کے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان نہیں لاتے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس روز تک کچھ بھی نہیں کھایا تھا اور یہ اُن کے سچا نبی ہونے کی دلیل ہے جب کہ تمہارے پیغمبر نے ایسا کبھی نہیں کیا"

اس صاحبِ تصوّف نے کہا۔" میں اپنے عظیم پیامبر کا محض ایک عام اُمتی ہوں۔ اگر چالیس روز تک کچھ نہ کھاؤں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے"۔

اس نے کہا۔" ہاں لے آؤں گا"۔

وہ صوفی چالیس چھوڑ پچاس دن تک بغیر کچھ کھائے وہیں بیٹھے رہے اور کہا۔" اگر چاہو تو اور بھی صبر کر کے دکھاؤں"۔

وہ بولا۔" ہاں دِکھاؤ تو بھلا"!

چنانچہ وہ ساٹھ روز تک بیٹھے رہے اور کچھ بھی نہ کھایا۔ آخر وہ راہب ایمان لے آیا۔

O

۷۵۷۔ حضرت اصمعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں جامع مسجد بصرہ سے آرہا تھا۔ میں بعض گلیوں ہی میں تھا کہ ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی۔ جو نہایت دُبلا پتلا تھا اور اپنی اونٹنی پر سوار تھا۔ اس کے گلے میں تلوار پڑی ہوئی تھی اور ہاتھ میں کمان تھی۔ قریب آ کر مجھے سلام کیا اور کہا۔" تم کن لوگوں میں سے ہو"

میں نے کہا" قبیلہ اصمع سے"۔

وہ بولا۔" اصمعی تم ہی ہو"۔

میں نے کہا۔" ہاں"۔

پھر اس نے پوچھا" کہاں سے آرہے ہو"؟

میں نے جواب دیا۔" ایسی جگہ سے آرہا ہوں جہاں اللہ کا کلام پڑھا جارہا تھا"۔

کہا۔" رحمٰن کا بھی کوئی کلام ہے جسے آدمی پڑھتے ہیں"۔

میں نے کہا۔" ہاں"۔

کہنے لگا۔" کچھ مجھے بھی پڑھ کر سُنادے"۔

میں نے کہا۔" سواری سے اُتر جا"۔

وہ سواری سے اُتر گیا۔ میں نے سورۂ والذاریات شروع کی حتیٰ کہ اس آیت پر پہنچا۔

یعنی" تمہارا رزق جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ آسمان پر ہے"۔

وہ سُنکر بولا۔" اے اصمعی! کیا یہ کلام اللہ عزّوجل کا ہے"۔

میں نے کہا۔" قسم ہے اس کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچّا نبی کر کے بھیجا۔ یہ کلام

اسی کا ہے جیسے اس نے اپنے نبیؐ پر نازل فرمایا۔ پھر کہا۔ "بس کرو"۔
پھر کھڑے ہو کر اپنی سواری کے اونٹ کو ذبح کیا اور کھال سمیت اس کے ٹکڑے کیے۔
اور کہا کہ اس کی تقسیم میں میری مدد کرو۔ ہم نے آنے جانے والوں پر تقسیم کر دیا۔ پھر تلوار
اور کمان کے ٹکڑے کیے اور ریت میں دبا کر جنگل کی جانب روانہ ہوا اور کہتا جاتا تھا۔

وفی السماء رزقکم وما توعدون ۝

مَیں نے اپنے آپ پر ملامت کی کہ جس کلام سے یہ شخص بیدار ہو گیا تو اس سے کیوں
نہیں بیدار ہوتا۔

جب مَیں ہارون الرشید کے ساتھ حج کے لیے گیا اور مَیں طواف کر رہا تھا کہ مجھے کسی
نے نرم آواز سے بلایا۔ مَیں نے پیٹھ پھیر کر دیکھا تو وہی اعرابی تھا جو بالکل لاغر اور زرد
ہو گیا تھا۔ اس نے سلام کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مقام ابراہیمؑ کے پیچھے مجھے بٹھایا اور کہا
"کچھ کلام اللہ پڑھ کر سناوے۔"

مَیں نے پھر پہلے والی سورت سنائی۔ جب مَیں اس آیت پر پہنچا وفی السماء رزقکم
وما توعدون ۝ یعنی تمہارا رزق جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ آسمان پر ہے۔
سن کر اعرابی نے ایک چیخ ماری اور کہا کہ ہم نے اپنے رب کا وعدہ سچا پایا۔ پھر کہا۔
"اور بھی کچھ ہے"۔

مَیں نے کہا۔ "ہاں، آگے فرماتے ہیں۔

(ترجمہ آیت) قسم ہے پروردگارِ آسمان و زمین کی کہ یہ ایسا سچ ہے جیسا کہ تم آپس میں
گفت گو کرتے ہو۔"

یہ سنتے ہی اس اعرابی نے ایک چیخ ماری اور کہا۔ "سبحان اللہ۔ اللہ جل جلالہٗ کو کس
نے غصہ دلایا۔ حتیٰ کہ قسم فرمائی۔ کیا اس کی لوگوں نے تصدیق نہ کی اور اسے قسم کھانے پر
مجبور کیا"۔ تین بار یہی بات مکرر کہتا رہا۔ اسی تکرار میں اس کی روح قفس عنصری سے
پرواز کر گئی۔

○

۷۵۸۔ ایک شخص کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی مفلسی و بے زاری کا رونا رونے
لگا۔ بزرگ نے پوچھا۔ "کیا تجھے منظور ہے کہ تیری آنکھ پھوٹ جائے اور تجھے دس ہزار

درہم مل جائیں ؟"

اُس نے جواب دیا۔" نہیں۔"

بزرگ نے کہا۔" اگر تیرے کان، ہاتھ اور پاؤں میں سے ہر ایک کے عوض تجھے دس دس ہزار درہم مل جائیں تو . . . . . ؟"

اُس نے کہا۔" نہیں، یہ بھی مجھے منظور نہیں۔"

بزرگ نے کہا۔" اچھا چلو، اپنی عقل کے بدلے میں دس ہزار درہم لے لو"۔

اُس نے کہا۔" نہیں، یوں بھی نہیں"۔

تب اس بزرگ نے کہا۔ کہ پچاس ہزار درہم کا مال تو یہی تیرے پاس موجود ہے، پھر مفلسی کی شکایت کیسی؟ اور یہ تو یہ اگر لوگوں سے کہا جائے کہ وہ اپنا حال ایک دوسرے سے بدل لیں تو بہت بھاری تعداد ان لوگوں کی نکلے گی جو اس پر رضامند ہونے سے انکار کر دیں اور ہرگز اس پر آمادگی ظاہر نہ کریں۔ پس جب حق تعالیٰ نے اسے وہ کچھ عنایت نہیں کیا تو یقیناً اُسے حق تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

○

۷۵۹۔ حضرت حسن بصریؒ سے لوگوں نے پوچھا" اُن لوگوں کی مجلس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؛ جو ہمیں ڈرا ڈرا کر ہمارے دل کے ٹکڑے کیے دیتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا۔" ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا جو تمہیں آج ڈرا کر کل کے خوف سے نجات دلا دیں، ان لوگوں کی صحبت سے بدرجہا بہتر ہے جو آج تمہیں بے خوفی کا سکون بہم پہنچا کر کل قیامت کے دن دردناک خوف میں مبتلا کر دیں"۔

○

۷۶۰۔ حضرت عطا سلمیؒ اہلِ خوف میں سے تھے۔ پورے چالیس برس تک قہقہہ لگانا تو درکنار کبھی تبسم تک نہ فرمایا۔ اور نہ کبھی آسمان کی طرف دیکھا۔ اور جب ایک مرتبہ آسمان پر نگاہ جا پڑی تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اس کے بعد عادت ہو گئی کہ ہر رات کو کئی مرتبہ اپنے آپ کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھا کرتے کہ کہیں کوئی حصہ مسخ تو نہیں ہو گیا۔ اگر لوگوں پر قحط یا زلزلہ جیسی کوئی مصیبت نازل ہو جاتی تو آپ فرمایا کرتے۔

" یہ سب میری شامتِ اعمال اور بدبختی کا وبال ہے جو زمانے پر ٹوٹ پڑا ہے اگر

مَیں نہ رہوں تو لوگوں کو آفت و بلا سے رہائی مِل جائے۔

○

۷۶۱ ۔ حضرت مسور ابن مخرمہؒ میں قرآن سُننے کی تاب نہ تھی ۔ ایک دن کسی اجنبی نے جسے ان کی اس بات کا علم نہ تھا ۔ ان کے سامنے یہ آیت پڑھ دی ۔

(ترجمہ آیت) ''جس روز ہم متقیوں کو رحمٰن کے دارالنعیم کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف ہانکیں گے''۔

تو بے اختیار ہو کر کہنے لگے کہ مَیں کہاں کا متقی ہوں ۔ مَیں تو مجرموں میں سے ہوں''۔ اور کہا ''ذرا ایک بار پھر سے تو دوہراؤ''۔

اجنبی نے دوبارہ جب یہ آیت پڑھی تو آپ نے ایک نعرہ مارا اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی ۔

○

۷۶۲ ۔ ایک بار ایک بڑھیا گنگا تری حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے پاس حاضر ہوئی ۔ اس بے چاری کا بیٹا گم ہوئے بیس سال ہو چکے تھے ۔ راہ تکتے تکتے آنکھیں تھک گئی تھیں ۔ عرض کی کہ اگر میرا بیٹا مِل جائے تو بڑھاپے کا سہارا بن سکتا ہے ۔ میری مدد فرمائیے ۔

حضرت باباؒ اس کی فریاد سے بڑے متاثر ہوئے اور کچھ دیر مراقبے کے بعد فرمایا ''جاؤ تمہارا بیٹا گھر آ گیا ہے''۔

آپ کا ارشاد سن کر بڑھیا گھر چلی گئی ۔ دروازے پہ قدم رکھتے ہی بیٹا نظر آیا ۔ چیخ مار کر گلے لگا لیا اور بلائیں لینے لگی ۔ حال پوچھا تو بیٹے نے بتایا کہ مَیں ایک ویرانے میں حیران و پریشان کھڑا تھا ۔ راستہ گم تھا اور نجات کی کوئی صورت دکھائی نہ دیتی تھی اچانک ایک مسلمان بزرگ ظاہر ہوئے اور میرا حال پوچھا ۔ جب مَیں نے عرض کیا کہ مَیں اب اپنے گھر جانا چاہتا ہوں تو آپ نے آنکھیں بند کرنے کا حکم دیا ۔ ادھر مَیں نے آنکھیں بند کیں اور جب دوبارہ کھولیں تو اپنے آپ کو گھر کی دہلیز پہ پایا ۔

بڑھیا نے بزرگ کا حلیہ پوچھا تو بیٹے نے وہی حلیہ بتایا جو حضرت باباؒ جی کا تھا ۔ فوراً اپنے بیٹے کو لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور اسلام قبول کر لیا ۔

○

۷۶۳ - ایک دفعہ خشک میووں کا ایک تاجر اپنا سامان لے قندھار سے دہلی جا رہا تھا۔ وہ اجودھن (پاک پتن) کے پاس سے گذرا، تو حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ نے اس سے پوچھا۔

"میاں! کیا لے جا رہے ہو؟"

سوداگر نے ازراہِ مذاق جواب دیا کہ پتھر ہیں۔"

آپ نے فرمایا۔ "بھئی، یوں ہی سہی۔"

کچھ دور جا کر سوداگر کو معلوم ہوا کہ سارا میوہ پتھروں میں تبدیل ہو چکا ہے۔ وہ فوراً بھاگا اور آپ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ اس نے بطور نمونہ پتھر میں تبدیل شدہ میوے بھی آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ آپ کو رحم آگیا اور اس کو معاف فرما دیا۔ سوداگر نے واپس جا کر دیکھا تو اس کے میوے اپنی اصلی حالت پہ آ چکے تھے۔ پتھر کے وہ میوے آستانہ عالیہ میں اب بھی موجود ہیں۔

○

۷۶۴ - حضرت شیخ ابوالربیع مالقیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک شب شیخ ابی محمد سید ابن علی الفخارؒ کے ساتھ تھا اور میں ادباً جب تک آپ تہجد کے لیے کھڑے نہیں ہو جاتے تھے۔ اپنا وظیفہ نہیں شروع کرتا تھا۔ چنانچہ اُس رات آپ بیدار ہوئے اور وضو کیا۔ میں اپنے بستر پہ پڑا جاگ رہا تھا۔ آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہہ کر اپنے وظیفہ میں تلاوتِ قرآن کرنے لگے۔

میں نے دیکھا کہ دیوار شق ہوئی اور اس میں سے ایک شخص نکلا جس کے ہاتھ میں ایک سفید تشتری تھی جس کے اندر شہد تھا۔ اور جب آپ قرآن پڑھنے کے لیے منہ کھولتے تھے تو وہ شخص آپ کو چٹاتا تھا۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہوا اور اپنا وظیفہ چھوڑ کر اسی کے دیکھنے میں مشغول ہو گیا صبح کو میں نے آپ سے اپنا دیکھا ہوا قصہ بیان کیا۔ تو شیخ کے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا۔ "اے ابوسلیمان! یہ قرآن کی لطافت ہے۔"

○

۷۶۵ - حضرت بکر بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ہمیشہ بادشاہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ اور ہر روز اس کے سامنے کھڑے ہو کر یہی الفاظ دوہراتا کہ نیکوں کے ساتھ نیکی کرتے رہو اور بدوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دو، کہ ان کی بدکرداری بجائے خود اُن کے لیے کافی

ہے اوراس کی اسی بات نے اسے بادشاہ کا منظورِ نظر بنا رکھا تھا۔
ایک حاسد کی رگِ حسد جو پھڑکی تو اُس نے بادشاہ کے کان میں یہ پھُونک دیا کہ حضور! والا! آپ کا وہ منظورِ نظر کہا کرتا ہے کہ بادشاہ کے مُنہ سے بد بُو آتی ہے ۔"
بادشاہ نے کہا۔" تمہارے اس بیان کے صحیح ہونے کا کیا ثبوت ہے"۔
اس نے کہا کہ اب کے اسے اپنے ذرا قریب بٹھا کر دیکھ لیجئے تو ملاحظہ فرمائیے گا کہ وہ اپنے ناک پر ہاتھ رکھے رہے گا تاکہ بدبُو سے بچا رہے ۔
بادشاہ کے کان بھرنے کے بعد وہ حاسد اُس نیک آدمی کے پاس گیا اور اُسے کھانا کھلایا۔ جس میں لہسن کی بُو خاصی تیز تھی ۔ اتنے میں بادشاہ نے اُسے بلوا بھیجا۔
اس مردِ نیک نے اس خیال سے کہ لہسن کی بُو بادشاہ تک نہ پہنچے، واقعی اپنے مُنہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔ تب تو بادشاہ کو اس حاسد کی بات کا پورا یقین ہو گیا۔
اس بادشاہ کی عادت تھی کہ اپنے ہاتھ سے خلعت وانعام کا فرمان تحریر کرنے کے علاوہ کبھی کچھ نہ لکھتا تھا لیکن اُس روز انتہائی غصّہ کے تحت اپنے ایک عامل کو لکھا" حاملِ فرمانِ ہذا کا سَر کاٹ کر اور اس کی کھال میں بھُس بھروا کر میرے پاس بھیج دو"۔
یہ حکم لکھ کر اس پر مہر ثبت کر دی اور بند لفافہ اس مردِ خدا کے حوالے کر دیا۔ وہ بادشاہ سے رخصت ہو کر دربار سے باہر آیا تو حاسد نے پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں یہ کیا ہے؟"
اس نے کہا کہ" خلعت کا فرمان ہے "۔
حاسد نے کہا۔" یہ مجھے دے دو کہ مجھے اس کی ضرورت ہے ۔"
اس نے وہ فرمان حاسد کے ہاتھ میں دے دیا۔ حاسد اُسے لیے ہوئے عامل کے پاس پہنچا۔ اس نے پڑھنے کے بعد کہا۔" اس میں یہ حکم درج ہے کہ میں تمہارا سَر قلم کر کے تمہاری کھال میں بھُس بھروا دوں"۔
حاسد نے کہا۔" یہ حکم کسی اور کے لیے ہے ۔ تم بے شک بادشاہ سے دوبارہ معلوم کروا لو۔"
عامل نے کہا۔" شاہی فرمان کی مکرّر تصدیق نہیں کروایا کرتے"۔ یہ کہہ کر حاسد کا سَر قلم کر دیا۔ وہ مردِ نیک دوسرے دن حسبِ معمول بادشاہ کی خدمت میں جا حاضر ہوا۔ اور بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر وہی الفاظ پھر ایک مرتبہ دوہرائے۔

بادشاہ اسے صحیح سلامت دیکھ کر بے حد متعجب ہوا اور پوچھا کہ وہ خط کہاں گیا؟"
اس نے جواب دیا۔ کہ فلاں شخص نے مجھ سے لے لیا تھا۔"
بادشاہ نے کہا "یہ تو تم اُسی شخص کا کہہ رہے ہو کہ جس نے مجھے بتایا تھا کہ تم میرے خلاف یوں کہا کرتے ہو۔"
وہ بولا۔ کہ میں نے کبھی ایسے الفاظ اپنے مُنہ سے نہیں نکالے۔"
بادشاہ نے کہا۔ "اگر تم نے نہیں کہے تھے تو پھر تمہیں اپنے مُنہ اور ناک پر ہاتھ رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔"
اس نے کہا۔ " اس لیے کہ اُس حاسد نے مجھے کھانے میں اس قدر لہسن کھلا دیا تھا کہ خود میرے مُنہ سے بدبُو آ رہی تھی اور میں نے احتیاطاً اپنے مُنہ پہ ہاتھ رکھ لیا تھا۔"
بادشاہ نے کہا کہ تو جو ہر روز کہا کرتا ہے کہ بدکردار کے لیے اس کی بدکرداری ہی کافی رہتی ہے۔ آج واقعی دیکھ لیا کہ اس بدکردار کی بدی ہی اس کے سامنے آ گئی۔

O

۷۶۶۔ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھے بدخوابی ہوئی۔ میں اپنا وظیفہ پورا کرنے کے قصد سے کھڑا ہوا تو اس میں ہمیشہ کی طرح حلاوت نہ پائی۔ پھر سونے کا قصد کیا، نیند نہ آئی۔ اُٹھ بیٹھا تو بیٹھا بھی نہ گیا۔ دروازہ کھول کر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ اپنی عبا میں لپٹے ہوئے راستہ میں پڑے ہیں۔
میری آہٹ سُن کر انہوں نے سر اُٹھایا اور کہا کہ اے ابوالقاسم! تھوڑی دیر کے لیے میرے پاس آ جاؤ۔
میں نے کہا "جناب بغیر کسی اطلاع ہی کے۔"
کہا۔ "ہاں۔" میں نے اللہ محرک القلوب سے سوال کیا تھا کہ تمہارے قلب کو میری جانب حرکت دے۔"
میں نے کہا۔" یہ تو اللہ نے کیا لیکن آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟"
بولا۔" نفس کی بیماری کسی وقت خود ہی علاج بن جاتی ہے۔"
میں نے کہا۔" جب نفس اپنی خواہشات کی مخالفت کرنے لگتا ہے۔ تو اس کی بیماری خود ہی دُور ہو جاتی ہے۔"

پھر انہوں نے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ "سُن میں نے سات مرتبہ تجھے یہی جواب دیا تھا اور تو نے نہ مانا اور جنیدؒ ہی سے سننے کا قصد کیا۔ اب تو تُو نے اُن سے بھی سُن لیا۔"

پھر وہ چلے گئے۔ میں نہ اُن سے واقف تھا، نہ میں نے اُنہیں پہچانا۔

○

۷۶۷۔ ایک روز آدھی رات گئے ایک مقام پر ستر آدمی جمع تھے۔ دورانِ گفت گو حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی کرامت کا تذکرہ ہوا۔

اُن میں سے ایک شخص بولا کہ ہم تو اُن کی کرامت کے جب قائل ہوں کہ وہ ہم ستر آدمیوں کو حسب خواہش کھانا کھلوائیں۔ یعنی جو کھانا ہم اپنے دِل میں سوچیں وہی پائیں۔

سب نے کہا کہ بس اسی بات پر رہو اور چلو اُن کو آزمالو۔ وہاں سے اُٹھ کر وہ سب کے سب حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن کو دیکھتے ہی فرمایا۔

واللہ یہدی من یشآء الی صراطٍ مستقیم ۝ پھر ان سب کو اپنے پاس بٹھا کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ پڑھی اور اپنے دونوں دستِ مبارک آسمان کی جانب اُٹھائے اور خداوند تعالیٰ سے رجوع کیا۔ اُسی وقت ایک خوان کھانوں کا جس میں ستر قسم کے کھانے ہر ایک کی حسبِ خواہش موجود تھے غیب سے نمودار ہُوا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر ہر ایک دل وجان سے آپ کا مُرید ہو گیا۔

○

۷۶۸۔ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کا مُرید ہونے کے لیے دہلی سے پاک پٹن (اجودھن) روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک فاحشہ عورت سے ملاقات ہوئی تو اس کی نیت میں فتور آ گیا لیکن آپ کی بصیرت نے اپنے ہونے والے مُرید کو گناہ سے بچا لیا۔

غیب سے اچانک ایک ہاتھ نمودار ہُوا اور اُس شخص کے مُنہ پر زنّاٹے دار تھپڑ رسید کیا اور ساتھ ہی آواز آئی۔ "فرید کے مُرید ہونے کی نیّت ہے اور ارادہ گناہ کا کرتا ہے۔"

جب وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ نے ارشاد فرمایا "دیکھو تمہیں اللہ تعالیٰ نے اُس روز کتنی بڑی مصیبت سے بچا لیا۔"

○

۷۶۹۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ کوہ لبنان میں میری ملاقات ایک عورت سے ہوئی،

جو پانی مشک کی طرح سوکھی ہوئی اور قبر سے نکلی ہوئی دکھائی دی ۔ وہ بڑی عبادت گذار عورت تھی ۔ ویسی عورت میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی ۔

مَیں نے اس سے پوچھا ۔ " تمہارا وطن کون سا ہے ؟"

اس نے جواب دیا ۔ " میرا کوئی وطن نہیں ہے سوائے دوزخ کے مگر یہ کہ حق تعالیٰ عزیز وغفار میری مغفرت کرے ۔"

مَیں نے کہا " خدا تم پر رحم کرے مجھے کچھ پند و نصیحت کرو ۔"

اُس نے کہا ۔ " کتاب اللہ کو خوانِ نعمت بناؤ اور اس کے وعدے وعید کی صحبت اختیار کرو اور نیک ارادوں کے پورا کرنے کے لیے دامن اٹھا کر تیار ہو جاؤ اور بے ہودہ لوگوں کی جھوٹی اُمیدوں کو ترک کرو جن کا کوئی وجود نہیں ہے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کا انجام کیا ہونے والا ہے ۔ قسم ہے اللہ کی ۔ اس منزل پر وہی پہنچتے ہیں جو اہلِ دل ہیں اور اس سے آگے وہی لوگ پہنچتے ہیں جو مجاہد ہیں ۔ اے بھائی ! اپنے نفس کے واسطے جو کچھ حاصل کرنا ممکن ہو حاصل کرلے ، تو ہی مطلوب ہے ۔ عقلمند بن جا ۔"

مَیں نے کہا ۔ " میرے واسطے دعا کیجئے ۔"

اس پر اس نے اللہ کی حمد اس طور سے کی کہ مَیں نے ایسی حمد پہلے کبھی نہیں سنی تھی ۔

O

۷۷ ۔ حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں کہ خوب صورت مکان پر نہ اتراؤ کہ بہشت سے بڑھ کر کون سی جگہ خوب صورت ہو سکتی ہے لیکن آدمؑ نے اس کا کیا دیکھا ؛ اور کثرتِ عبادت پر بھی مت بھولو کہ ابلیس کی مثال تمہارے سامنے ہے کہ ہزاروں برس عبادت کی تھی جو ایک لمحہ میں اکارت ہو گئی اور بہت زیادہ عالم وفاضل ہونے پر بھی غرانے کی ضرورت نہیں کہ بلعم باعور علم میں اس درجہ تک پہنچ گیا تھا کہ حق تعالیٰ کا اسم اعظم تک اس کے علم میں تھا اور اس کی جو حالت ہوئی تھی اس کا ذکر قرآن پاک میں یوں کیا گیا ہے ۔

" اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی ۔ اگر تو اس پر حملہ کرے تو بھی ہانپے اور اگر اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے ۔"

اور نیک لوگوں کے دیدار وزیارت پر بھی بھول بیٹھنے کی کوئی گنجائش نہیں ۔ حضور پاکؐ کے کتنے ہی عزیزوں اور رشتہ داروں تک نے آپؐ کو بارہا دیکھا لیکن ایمان سے بے نصیب

رہے۔

○

۷۷۱۔ حضرت احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دعا کی کہ بارِ خدایا! خوف کا ایک دروازہ مجھ پر کھول دے۔ میری دُعا تو قبول ہو گئی لیکن پھر میں ڈرا کہ کہیں میری عقل ہی نہ جواب دے پس دُعا کی کہ بارِ خدایا! اس دروازے کو میری تاب و طاقت کے مطابق ہی کشادہ کیجیو۔ تب کہیں جا کر میرے دِل کو سکون ہوا۔

○

۷۷۲۔ حضرت بشر حافیؒ سے ایک شخص نے درخواست کی کہ میرے حق میں دُعا فرمائیے کیوں کہ

"مَیں عیالدار ہوں اور مفلس و نادار ہوں۔"

آپ نے فرمایا۔ "اے شخص! جب تیرے بیوی بچے کہیں کہ روٹی نہیں ہے اور گھر میں آٹا بھی نہیں ہے اور تو خود کو اس کے فراہم کرنے میں عاجز پائے اور شدتِ اندوہ سے بے چارگی کے بادل تیرے دِل پر چھا جائیں تو للّٰہ اس وقت میرے حق میں دُعا کیجیو کہ اس وقت تیری دُعا میری دُعا سے بدرجہا افضل ہو گی۔"

○

۷۷۳۔ حضرت فتح موصلیؒ کے پاس ایک شخص پچاس ہزار درہم لے کر حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا۔ "از رُوئے حدیث جس شخص کو بلا سوال کچھ دیا جائے اور وہ اسے رَدّ کر دے تو گویا اس نے خدا کے دِین کو ردّ کیا۔"

یہ کہہ کر ایک درہم اُٹھا لیا اور باقی واپس کر دیئے۔

○

۷۷۴۔ جب حضرت منصور حلاجؒ کو سُولی کے نیچے لے گئے تو آپ نے باب الطاق سے سُولی کو بوسہ دیا اور سیڑھی کے پائے پر قدم رکھا۔

لوگوں نے پوچھا "کیا حال ہے؟"

آپ نے فرمایا "مردوں کی معراج سرِ دار ہے"۔

اس وقت آپ ایک چادر کمر پر باندھے ہوئے تھے اور دوسری کندھے پر پڑی تھی آپ نے ہاتھ اُٹھائے اور قبلہ رو ہو کر مناجات کی اور فرمایا "جو کچھ چاہا پایا۔"

جب آپ کو سُولی پر چڑھایا گیا تو آپ کے مریدوں نے پُوچھا "ہم لوگ جو آپ کے معتقد ہیں ہیں اور وہ لوگ جو آپ کے منکر ہیں اور آپ کو سُولی چڑھا رہے ہیں۔ دونوں گروہوں کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے"۔

آپ نے فرمایا۔ "تم کو ایک ثواب اور اُن کو دوہرا ثواب ملے گا۔ چونکہ تم کو میرے ساتھ ایک نیک گمان ہے اور وہ لوگ توحید کی قوّت اور شریعت کی سختی سے لرز رہے ہیں اور شریعت میں توحید اصل ہے اور حسنِ ظن فرع ہے"۔

حضرت ابوبکر شبلیؒ آپ کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا اَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ اور پوچھا "حلاجؒ! تصوّف کیا ہے؟"

آپ نے فرمایا۔ "کمترین درجہ تصوّف کا یہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو"۔

پوچھا "بلند ترین درجہ کون سا ہے"۔

فرمایا۔ "تیری وہاں تک رسائی نہیں ہے"۔

پھر لوگوں نے آپ پر پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ حضرت شبلیؒ نے بھی آپ کی طرف ایک چھوٹا سا ڈھیلا مارا جس پر منصور حلاجؒ نے آہ بھری۔

لوگوں نے پوچھا "آپ کے اِتنے پتھر مارے گئے مگر آپ نے اُف تک نہ کی اور شبلی کے ایک چھوٹے سے ڈھیلے پر آپ آہ کر رہے ہیں"۔

آپ نے فرمایا۔ "وہ لوگ نہیں جانتے اس وجہ سے معذور ہیں اور شبلی جانتے ہیں اس لیے انہیں ڈھیلا نہیں پھینکنا چاہیے تھا"۔

بعد ازاں دار کی سیڑھی پر آپ کے ہاتھ کاٹے گئے، تو آپ ہنسے۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ "یہ ہنسنے کا کون سا موقع ہے"۔

آپ نے فرمایا۔ "یہ ہاتھ کاٹنے آسان ہیں۔ ایسے مرد آئیں جو ہمارے صفات کے ہاتھوں کو کاٹیں جن سے ہمّت کا تاج عرش کے سر سے اُتارا ہے"۔

اس کے بعد جب آپ کے دونوں پاؤں کاٹے تو آپ مسکرائے اور فرمایا "اگرچہ میں نے دُنیا کا سفر ان پاؤں سے کیا ہے لیکن ان کے علاوہ دوسرے قدم بھی رکھتا ہوں۔ جو اب بھی دونوں جہاں کا سفر کر سکتے ہیں۔ اگر تم قدرت رکھتے ہو تو ان قدموں کو قطع کر کے دِکھاؤ"۔ پھر دونوں خون آلود ہاتھ منہ پر مَلنے لگے یہاں تک کہ کلائیاں اور چہرہ

خون سے لتھڑ گیا۔
لوگوں نے پوچھا "ایسا کیوں کرتے ہیں"۔
آپ نے جواب دیا "میرے جسم سے خون بہت نکل چکا ہے اور میرا خیال ہے کہ میرا چہرہ زرد ہوگیا ہوگا اور شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ خوف کی وجہ سے زرد ہوگیا ہے۔ اس لیے منہ پر خون مل رہا ہوں تاکہ تمہاری نظروں میں سرخ رو نظر آؤں"۔
لوگوں نے پوچھا "کلائیوں پہ کیوں مل رہے ہیں"؟
آپ نے فرمایا "وضو کر رہا ہوں۔ چونکہ منزلِ عشق میں دو رکعت ایسی ہیں کہ ان کا وضو خون سے درست ہوتا ہے"۔

اس کے بعد جب آپ کی آنکھیں نکالی گئیں تو لوگوں میں ایک حشر برپا ہوگیا۔ پھر آپ کی زبان نکالنی چاہی۔ آپ نے فرمایا "ذرا ٹھہر جاؤ، میں ایک بات کر لوں"
آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا "الٰہی! اتنا رنج یہ لوگ تیرے لیے مجھے دے رہے ہیں توان کو بدنصیب نہ کرنا" اور فرمایا "الحمد للہ! اگر میرے ہاتھ پاؤں کاٹے تو تیری راہ میں کاٹے اور اگر میرا تن سر سے جدا کر رہے ہیں تو دار کے سر پر تیرے جلال کے مشاہدے میں کر رہے ہیں"۔
اس کے بعد آپ کے کان اور ناک کاٹے گئے۔ آپ کا آخری کلام یہ تھا "یکتا کی دوستی یکتا کو یکتائی سے یکتا کر کے دیکھتی ہے"۔
اس کے بعد آپ کی زبان کاٹی گئی۔ عین مغرب کے وقت خلیفۂ وقت مقتدر باللہ کا حکم آیا کہ اس کا سر تن سے جدا کر دو۔ جب سر کاٹا گیا تو آپ نے ایک قہقہہ مارا اور جاں بحق ہوگئے۔ آپ کے ہر عضو سے انا الحق کا شور برپا ہوگیا۔ آپ کے تمام اعضاء کو کاٹ دیا گیا۔

دوسرے روز آپ کے تمام اعضاء کو اکٹھا کر کے جلایا گیا اور خاک کو دجلہ میں بہا دیا گیا درویشانِ فنا فی اللہ کا حال ایسا ہی ہوتا ہے۔

○

۷۷۵ ۔ ایک مرتبہ حضرت ابو عثمان حیریؒ نے حضرت ابو عبد اللہ محمد بن فضلؒ سے خط کے ذریعے دریافت کیا کہ شقاوت کی علامت کیا ہے"۔

آپ نے جواب میں تحریر کیا۔ "تین چیزیں شقاوت کی علامت ہیں ۔ اوّل علم بے عمل، دوم عمل بے اخلاص، سوم بزرگوں کی تعظیم سے محرومی۔"

اس جواب کے بعد حضرت عثمان حیریؒ نے تحریر کیا کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو زندگی بھر آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتا رہتا۔

O

۷۷۶۔ حضرت ابومحمد العنابدیؒ روزانہ صرف نصف دانگ (دو دمڑی) کماتے تھے جس سے اپنی غذا فراہم کرتے۔ ایک دمڑی کی بھوسی خرید لیتے اور اس سے دو روٹیاں پکاتے ایک روٹی وہ خود کھاتے اور دوسری روٹی خیرات کر دیتے تھے۔

شیخ عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اُن کی خدمت میں گیا۔ ان کے پاس صرف ایک کپڑا تھا، جس کو چوہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ شیخ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا۔ "میں خود بھی چوہوں سے پریشان ہوں۔ رات کو یہ میرے سر اور مُنہ پر دوڑتے پھرتے ہیں"۔

میں نے کہا کہ رات کو آپ چراغ کیوں نہیں جلاتے ——— روشنی میں چوہے نہیں آئیں گے"۔

آپ نے فرمایا۔ "چالیس سال ہوگئے ہیں میں نے چراغ نہیں جلایا ہے۔ یعنی میں اس کے حساب سے ڈرتا ہوں کہ اس کے جلانے کے لیے کتنا کمانا چاہیے کیوں کہ ہر چیز کا حساب ہوگا"۔

O

۷۷۷۔ شیخ ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں کہ ایک سیاہ فام (حبشن لونڈی رحمہا اللہ) لونڈی تھی۔ میں نے دیکھا کہ لڑکے اس کو پتھر مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بے دینیہ کہتی ہے کہ "میں خدا کو دیکھتی ہوں"۔

میں اس کے پیچھے پیچھے گیا۔ اس نے خود مجھ کو آواز دی "۔ اے ذوالنونؒ!"

میں نے کہا۔ "تم نے مجھ کو کیسے پہچان لیا؟"

وہ بولی "۔ اس کے دوستوں کی جانیں اس کے سپاہی ہیں جو ایک دوسرے سے واقف ہیں"۔

مَیں نے کہا "یہ کیا بات ہے کہ جو بچّے کہتے ہیں"۔

اُس نے پوچھا "کیا کہتے ہیں"؟

مَیں نے کہا۔ "بچّے یہ کہتے ہیں کہ تم کہتی ہو کہ مَیں اللہ تعالیٰ کو دیکھتی ہوں"۔

فرمایا۔ "وہ سچ کہتے ہیں۔ جب سے مَیں نے اس کو پہچان لیا ہے کبھی پردے میں نہیں ہوئی"۔

○

۷۷۸۔ جب کوئی بیمار ہوتا یا درد میں مُبتلا ہو جاتا۔ تو شیخ خیر جہؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ وہ الحمد للہ پڑھ کر دم کر دیتے۔ اسی وقت آرام آجاتا۔

ایک دفعہ ایک عالم کے دانتوں میں شدید درد ہوا۔ وہ شیخ کی خدمت میں گئے۔ انہوں نے حسبِ معمول الحمدُ للہ پڑھ کر دم کیا اور وہ اچھے ہو گئے۔

عالم نے درد سے آرام پا کر کہا کہ "اے شیخ تم "الحمدُ" بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ میں تم کو صحیح کرا دیتا ہوں"

شیخ خیر جہؒ نے جواب دیا۔ اس کے بجائے تم اپنے دِل کو صحیح اور درست کرو"۔

○

۷۷۹۔ شیخ نجیب الدین علی بزغش (سہروردی) فرماتے ہیں کہ ایک عورت قریہ گلپائیگان سے شیراز میں آئی۔ وہ اکثر ہمارے گھر آتی تھی۔ بہت باخبر خاتون (امراۃ فارسیہ رحمہا اللہ تعالیٰ) تھیں۔ ایک بار چند دِن تک ہمارے گھر میں مقیم رہیں۔ اس زمانے میں میرا ہاتھ تنگ تھا اور اس پر یہ حال روشن تھا۔

گھر میں چند برتن تھے۔ جب کبھی اللہ تعالیٰ گیہوں، جَو وغیرہ بھیج دیتا تھا تو وہ غلّہ اِن برتنوں میں ڈال دیا جاتا تھا۔ آج کل وہ برتن خالی تھے۔ وہ صرف ڈھکے ہوئے تھے۔ تاکہ گرد و غبار سے پاک رہیں۔

اس خاتون نے سمجھا کہ شاید ان برتنوں میں غلّہ ہے۔ کہا کہ آج کل جب کہ ہاتھ تنگ ہے، ان برتنوں سے غلّہ کیوں خرچ نہیں کرتے"

مَیں نے کہا۔ "وہ تو خالی ہیں"۔

وہ خاتون اُٹھیں اور اُن کے سرپوش اُٹھا کر الگ رکھ دیئے اور کہا۔ "یہ اس لیے اب تک خالی ہیں کہ ان کا مُنہ بند تھا۔ جب ان کا منہ کھُلا ہو گا تو اس مُنہ کی طرح ہوگا جو کھُلا ہو

اور بھوکا ہوا اور پھر اس کو خداوند تعالیٰ غذا پہنچاتا ہے ۔ چونکہ ان برتنوں کی غذا غلہ ہے ۔ جب ان کے پیٹ خالی ہوں گے تو غلّہ اور اناج سے بھر جائیں گے"۔

جب اس خاتون نے یہ تصرف کیا تو اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس قدر گیہوں بھیجے کہ وہ تمام برتن بھر گئے ۔ بے شک وہ خاتون اولیاء اللہؒ میں سے تھیں ۔

○

۸۰۷۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے لوگوں نے ایک عابدہ کنیز (جاریہ مجہولہؒ) کی تعریف کی ۔ میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک ویران دَیر میں پڑی رہتی ہے ۔ میں اس سے ملنے وہاں گیا تو دیکھا کہ ایک بہت لاغر و کمزور کنیز ہے جس کو رات دن کی بے خوابی نے ایسا کر دیا ہے ۔

میں نے اس سے کہا ۔" اے کنیز! تم اس دَیر میں رہتی ہو ۔"

اس نے کہا ۔" سر اُٹھاؤ ۔ کیا خداوند تعالیٰ کے سوا دونوں جہان میں تم کو کچھ اور بھی نظر آرہا ہے ۔"

میں نے کہا ۔" نہیں ۔"

پھر میں نے اس سے پوچھا ۔" اس طرح تنہا رہنے سے تم کو وحشت نہیں ہوتی ۔"

اس نے کہا ۔" جاؤ میرے پاس سے دُور ہو جاؤ ۔ تم کو نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو اپنی حکمت کے لطیفوں سے اور اپنی محبّت سے اس قدر معمور کر دیا ہے اور اپنے دیدار کا اس قدر شوق مجھ کو دیا ہے کہ اپنے دل میں کوئی جگہ میں اس کے غیر کے لیے نہیں پاتی ۔ (پھر تنہائی کیسی ؟)

میں نے کہا ۔" تم مجھے حکیمہ نظر آتی ہو، تم مجھے اس تنگی سے نکال دو اور سیدھا راستہ دکھا دو ۔"

اس نے کہا کہ اے جوانمرد! تقویٰ کو اپنا زادِ راہ، زہد کو اپنا طریقہ اور پرہیز گاری کو اپنی سواری بنا لے اور خدا سے ڈرنے والوں کے راستہ پر چل، تاکہ تُو ایسے دروازے پر پہنچ جائے کہ نہ وہاں کوئی حجاب ہوگا، نہ دربان ۔ وہ اپنے عاملوں سے مدد فرما دے گا کہ کسی کام میں تیری نافرمانی نہ کریں ۔

○

۷۸۱ - ایک دفعہ شیخ ابراہیم الخواصؒ مسجد میں مصلّے پر تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے مٹھی بھر درہم آپ کے مصلّے پر رکھ دیئے۔ آپ فوراً مصلّے پر سے اُٹھے اور اسے جھاڑ دیا۔ اور ان درہموں کو مٹی میں مِلا دیا اور فرمایا۔ "یہ مصلّےٰ اس (مال) سے پہلے میرے پاس آیا ہے"۔

وہ شخص کہتا ہے کہ مَیں نے اُن جیسا معزز اور غیور کسی کو نہیں پایا کہ انہوں نے مال کو اس طرح ٹھکرا دیا اور اس وقت مَیں نے خود سے زیادہ ذلیل کسی کو نہیں پایا کہ مَیں ان درہموں کو مٹی سے چُن چُن کر اُٹھا رہا تھا۔

○

۷۸۲ - حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ مَیں مکّہ مکرّمہ کا طواف کر رہا تھا کہ اس اثنا میں ایک نُور چمکا جس کی تابانی آسمان تک پہنچ رہی تھی۔ مجھے بہت ہی تعجّب ہُوا جب مَیں اپنا طواف پُورا کر چکا تو مَیں دیوارِ کعبہ سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گیا اور اس نُور کے بارے میں سوچتا رہا۔ یک بارگی ایک غمزدہ آواز میرے کانوں میں پہنچی۔ مَیں اس آواز کی طرف بڑھا۔ دیکھا تو ایک کنیز (امرۃ مجھولہ رحمہا اللہ) ہے جو کعبہ کے پردوں سے لٹک رہی ہے اور کہتی ہے۔

"اے میرے حبیب تو جانتا ہے۔ تُو خُوب ہی واقف ہے کہ جسم کی لاغری اور یہ آنسو دونوں پوشیدہ طور پر فریاد کر رہے ہیں کہ مَیں نے محبّت کو چھپایا اور یہاں تک چھپایا کہ چھپانے سے میرا سینہ تنگ ہو گیا"۔

یہ سُن کر مَیں ایک طرف کو ہو گیا اور اس کے درد سے خود رونے لگا۔

اس نے پھر کہا۔ "الٰھی وسیّدی و مولائی بحبک لی الاغفرتنی"

یہ سُن کر مَیں اس کے پاس گیا اور کہا۔ "اے کنیز! تُو نے یہ کہا کہ بحبک لی (تجھے اس محبّت کی قسم جو میرے ساتھ ہے) کیا یہ کافی نہیں تھا کہ تُو یوں کہتی بحبّی لک (اس محبت کی قسم جو مجھے تیرے ساتھ ہے تجھے کیا معلوم ہے کہ وہ تجھ کو دوست رکھتا ہے"۔

اُس نے کہا کہ خدا کے ایسے خاص بندے بھی ہیں جن کو وہ دوست رکھتا ہے پھر وہ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ کیا تم نے خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سُنا۔ "فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ" (یعنی قریب ہے کہ خداوند تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا

جس کو وہ دوست رکھتا ہے اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں) خداوند تعالیٰ کی جو محبت اُن سے ہے وہ پہلے ہے اس محبت سے جو اُن کو خداوند تعالیٰ سے ہے"۔

مَیں نے کہا: "مَیں تم کو بہت ہی لاغر اور ضعیف دیکھ رہا ہوں، کیا تم بیمار ہو"؟

کنیز نے کہا: "خُدا کا مُحِبّ دنیا میں بیمار رہتا ہے اس کی بیماری طویل ہے۔ اس کا علاج اس کی بیماری کے سوا کچھ نہیں۔ ایسا ہی وہ شخص ہے جو اس کا محِبّ ہے کہ اس کے ذکر سے سرگرداں ہے یہاں تک کہ وہ اس کو دیکھ لے"۔

اس کے بعد مَیں نے دیکھا کہ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ معلوم نہیں کہ وہ کہاں چلی گئی۔

○

۷۸۳۔ ایک دن ایک درویش خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے روبرو کہنے لگا کہ اگر خداوند تعالیٰ مجھے جنّت یا دوزخ میں جانے کا مختار بنا دے تو مَیں دوزخ میں جانے کو پسند کروں گا۔ کیوں کہ مَیں نے تمام عمر اپنے نفس کی خواہش کی مخالفت کی ہے اور اس صورت میں یقیناً میرے نفس کی خواہش ہو گی کہ وہ بہشت میں جائے اور دوزخ میں جانا خداوند تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو گا۔

خواجہ نے اس درویش کی بات کو ردّ کیا اور فرمایا کہ بندے کو اپنے اختیار سے کیا کام۔ وہ جہاں جانے کا حکم دے گا وہاں ہم جائیں گے اور جہاں فرمائے گا کہ یہاں رہو وہاں رہیں گے۔ یہ نہیں جو تم کہتے ہو"۔

اس درویش نے کہا کہ شیطان کو سالک پر کچھ قابو ہے یا نہیں"؟

خواجہ نے جواب دیا: "اسے سالک پر اس کو قابو ہے جو فنائے نفس کی حد تک نہ پہنچا ہو۔ جب ایسے سالک کو غصّہ آتا ہے تو شیطان اس پر قابو پالیتا ہے لیکن ایسا سالک جو فنائے نفس کی حد تک پہنچ گیا ہے، شیطان سے مغلوب نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ ایسے سالک کو غصّہ نہیں آتا بلکہ اس کو غیرت ہوتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے وہاں سے شیطان بھاگتا ہے اور یہ وصف ایسے شخص کے لیے مسلّم ہے جو خدا کی طرف متوجّہ رہتا ہے۔ اس کے دائیں ہاتھ میں کتابِ الٰہی ہوتی ہے اور بائیں ہاتھ میں وہ سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لیے ہوتا ہے اور ان دونوں روشنیوں میں وہ راستہ طے کرتا ہے"۔

○

۷۸۴ ۔ حضرت بی بی اُمِّ محمد رحمہا اللہ تعالیٰ حضرت شیخ عبدالقادرؒ گیلانی کی پھوپھی ہیں بہت نیک بخت خاتون تھیں ۔
ایک بار گیلان میں سخت قحط پڑا ۔ لوگ نمازِ استسقا پڑھنے کیلئے میدان میں گئے ۔ نمازِ استسقا پڑھی مگر بارش نہ ہوئی ۔ تب تمام لوگ اُمِّ محمدؒ کے مکان پہ گئے اور بارش کے لیے اُن سے دعا کے طالب ہوئے ۔
وہ اس وقت مکان کے صحن میں جھاڑو دے رہی تھیں ۔ انہوں نے کہا ۔" خداوندا میں نے جھاڑو دے دی ہے اب تو چھڑکاؤ کر دے ۔"
تھوڑی دیر گذری تھی کہ اس قدر بارش ہوئی ۔ معلوم ہوتا تھا کہ مشکوں کے دھانے کھول دیئے گئے ہیں ۔

○

۷۸۵ ۔ ایک روز بی بی فاطمہ نیشا پوری رحمہا اللہ تعالیٰ نے حضرت ذوالنون مصریؒ کے پاس کچھ بھیجا ۔ انہوں نے قبول نہیں کیا اور کہلا بھیجا ۔" عورتوں کا ہدیہ قبول کرنے میں ذلت اور نقصان ہے ۔"
اس کے جواب میں فاطمہؒ نے کہا ۔" دُنیا میں کوئی صوفی اس سے بہتر اور بزرگ تر نہیں جو سیپ کو درمیان میں نہیں دیکھتا ۔" (اور ذوالنون مصریؒ نے سیپ کو درمیان میں دیکھا ۔

○

۷۸۶ ۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ گازرونیؒ سفر کے ارادے سے نیشاپور میں آئے ۔ ایک دن وہ مسجد میں تھے کہ ایک بزرگ نے بڑے پُر رعب انداز میں اُن سے کہا کہ کہاں جاتے ہو ۔ انہوں نے کہا کہ سفر پہ ۔
پھر پوچھا ۔" تمہارے پاس زادِ راہ بھی ہے ۔"
بولے ۔" نہیں ۔"
پیر مرد نے کہا ۔" پھر کیسے سفر کرو گے ؟"
انہوں نے جواب دیا ۔" جہاں ضرورت پڑے گی وہاں مانگ لوں گا ۔"
پیر مرد نے فرمایا ۔" تم کو اُن دو ہستیوں میں سے کون زیادہ پسند ہے ۔ وہ جو تم کو کچھ

یا وہ جو کچھ بھی نہ دے ؟"

انہوں نے جواب دیا " میں اس کو دوست سمجھوں گا جو مجھے کچھ دے "۔

پیر مرد نے کہا ۔" ابھی تم خام ہو ۔ دوست اس کو سمجھنا چاہیئے جو کچھ نہ دے ۔ اس لیے کہ جو کوئی تم کو کچھ دیتا ہے تو وہ تم کو خدا سے ہٹا کر اپنی طرف بلاتا ہے (اس سے تمہارا دل اس کا گرویدہ ہو جائے گا) اور جو شخص تم کو کچھ نہیں دیتا، وہ تم کو خدا کی طرف بھیج رہا ہے ۔ پس اسی کو دوست سمجھنا چاہیئے ۔ جو خدا کی طرف بھیجے کہ وہ تم کو خدا کا راستہ دکھا رہا ہے "۔

اس کے بعد شیخ گازرونی فرماتے ہیں کہ میں سفر کے ارادے سے باز رہا ۔ تاکہ میں اپنے اس معاملہ کو پہلے درست کر لوں ۔

چنانچہ وہ آگے نہ بڑھے اور پھر باقی زندگی جس طرح بھی گزری وہیں گذار دی ۔

بزرگانِ دین

کے

۸۶

اقوال و ارشادات

بُزرگان دین کے

۷۸۶ اقوال وارشادات

۱۔ سربلندی عاجزی میں ہے ۔ سرداری سچائی میں ہے ۔ فخر فقر میں ہے ۔ نسبت پرہیزگاری میں ہے ۔ بزرگی قناعت میں ہے ۔ استغنا توکل میں ہے ۔ حضرت اویس قرنی رضؓ

۲۔ جو شخص محبّت کا دعویٰ کرے اور محبوب کی محبّت کے علاوہ کسی دوسری چیز کی طرف دھیان کرے تو وہ محبوب کا مذاق اُڑاتا ہے ۔ حضرت ابوبکر شبلی رحؒ

۳۔ عارف کی نشانی یہ ہے کہ وہ تفکر کرے اور ہر شے سے عبرت کا سبق سیکھے اور خداوند کریم کی صفت وثنا کرتا رہے ۔ حضرت ابراہیم ادہم رحؒ

۴۔ عافیت تنہائی میں ہے اور سلامتی خاموشی میں ۔ حضرت ابالحسن خرقانی رحؒ

۵۔ فقر کی انتہا تصوف کی ابتداء ہے اور تصوف کے معنی یہ ہیں کہ حالت کو پنہاں رکھا جائے ۔
حضرت ابوالعباس نہاوندی رحؒ

۶۔ تقویٰ یہ ہے کہ نہ آنکھوں سے دُنیا کی طرف دیکھو اور نہ دل میں اس کے متعلق فکر کرو ۔
حضرت احمد مسروق رحؒ

۷۔ تمام برکات کی کلید مقامِ ارادت میں صبر ہے ۔ اگر ارادت درست ہو گئی تو پہلی برکت کشادہ ہو گئی ۔ حضرت ابوبکر وراق رحؒ

۸۔ زاہد کا ایثار بے نیازی کے وقت ظاہر ہُوا کرتا ہے ۔ جوانمرد لوگوں کا ایثار حاجت کے وقت ظاہر ہوتا ہے ۔ حضرت عبداللہ محمد بن فضل رحؒ

۹۔ تین قسم کے لوگ کبھی فلاح نہیں پا سکتے ۔ ۱۔ بخیل ۲۔ کاہل ۳۔ ملول

حضرت اسحٰق ابراہیم بن شہریار گازرونیؒ

۱۰۔ ایمان خاص ہے ۔ اسلام عام ۔

۱۱۔ جو اپنے کام خدا کے سوا کسی اور سے طلب کرتا ہے وہ ہمیشہ نامراد رہے گا ۔

حضرت ابو یعقوب بن اسحٰق النہر جوریؒ

۱۲۔ جس کی امیری مال سے ہے وہ ہمیشہ مفلس رہے گا ۔

۱۳۔ جو چیز بندے کو آخرت سے باز رکھنے والی ہے وہ دنیا ہے ۔ حضرت ابن عطاءؒ

۱۴۔ زاہد وہ ہے جس کے نزدیک آدمیوں کی مدح یا ہجو یکساں ہو اور دنیا کو چشمِ زوال سے دیکھے اور حقیر سمجھے ۔ حضرت ابو عبداللہ جلاؒ

۱۵۔ تصوّف دُنیا کی دشمنی اور مولا کی دوستی کا نام ہے ۔ حضرت ابوالحسن نوریؒ

۱۶۔ گناہ کرنے سے تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا کہ کسی مسلمان بھائی کو ذلیل و خوار کرنے سے ۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ

۱۷۔ سب سے افضل وہ وقت ہے جب کہ دِل میں وسوسوں کا گزر نہ ہو ۔

۱۸۔ دوستی وہ ہے جسے تو دِل سے کرے نہ کہ زبان سے ۔ جن چیزوں سے تجھے لگاؤ ہے اُن سے اپنا معاملہ ترک کر دے اس وقت تو عرش کے گرد اگرد طواف کرنے لگے گا ۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

۱۹۔ بدن کی سلامتی کم کھانے میں ، رُوح کی سلامتی ترک گناہ میں اور دین کی سلامتی حضرت خیر الانام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ہے ۔ حضرت بہاؤالدین زکریاؒ

۲۰۔ ایسی کوئی جگہ نہیں ہے جہاں اللہ کی ذات نہیں ۔ مرد کو چاہیے کہ نصیب دُنیا و آخرت سے باہر آئے اور نفسانی لذّتوں کو چھوڑے پھر جہاں کہیں ہوگا اس کے ساتھ ہوگا اور جہاں جائے گا اس کا سامنا ہوگا اور جو کچھ کہے گا اس کی زبان سے کہے گا اور جو کچھ ڈھونڈے گا اس سے ڈھونڈے گا ۔ خبردار ! یہ نہ سمجھو کہ حق تعالیٰ تجھ سے دُور ہے بلکہ تو اس سے دُور ہے ۔ جب تو اپنی خودی کے بغیر اپنے آپ میں محو ہوگیا ۔ پھر تجھ پر وہ دروازہ کھل جائے گا ۔ جو کسی پر نہیں کھلا ۔ حضرت حمیدالدین ناگوریؒ

۲۱۔ اس سے رذیل شخص ہے جو کھانے اور پہننے میں مشغول رہے ۔

حضرت فریدالدین گنج شکرؒ

۲۲۔ سماع ایک موزوں آواز ہے۔ وہ کیوں کر حرام ہو سکتا ہے لیکن سماعِ مزامیر حرام ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ

۲۳۔ کوئی سانس ذکر کے بغیر باہر نہ نکلنا چاہیے کیوں کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ جو کوئی ذکر کے بغیر سانس لیتا ہے وہ اپنا حال ضائع کرتا ہے۔ ذکر کے وقت وسوسہ اور حدیثِ نفس سے گریز کرنا چاہیے۔ حضرت صدرالدینؒ

۲۴۔ دولت کو ایک عذاب جان اور اس کو اہلِ فاقہ لوگوں کو دے دے اور تصدق کر۔ کیوں کہ آخر قبر میں کیڑے کھائیں گے اور اگر تُو نے یہ بخشش ہیں دے دی تو وہ تیرے دوست دار رہیں گے۔ حضرت علی ہجویری گنج بخشؒ

۲۵۔ جس نے شہوت پرستی کی وہ کبھی فلاح نہیں پاتا۔ حضرت جلال الدین تبریزیؒ

۲۶۔ اگر زندگی ہے تو علم میں ہے۔ اگر راحت ہے تو معرفت میں ہے۔ اگر شوق ہے۔ تو محبت میں ہے۔ اگر ذوق ہے تو ذِکر میں ہے۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ

۲۷۔ صحتِ ایمانی کی نشانی یہ ہے کہ نیکی سے خوشی حاصل ہو اور بدی بُری معلوم ہو۔

حضرت صدرالدینؒ

۲۸۔ راہِ توحید جو مردوں کا دین ہے ایک دریائے محیط ہے۔ وہاں علم و عقل غرق ہیں۔ لکھنا کہاں، بات کرنا کہاں، جو کوئی اس دریا میں گرا گویا عالمِ حیرت میں ڈوب گیا۔

حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ

۲۹۔ اپنی طاقت میں رہ اور اپنے آپ کو پہچان۔ جب تُو اپنے نفس کو پہچان لے گا تو عشق کو جان لے گا۔ جب عشق کو اپنے حسن پر معائنہ کرے گا تو زبان کو گونگا پائے گا۔ عاشق ہو کر معشوق کو اپنے آغوش میں دیکھے گا اور حسن کا معائنہ اپنے دِل کے آئینہ میں کرے گا۔

حضرت شرف الدین بوعلی قلندرؒ

۳۰۔ جو شخص کہ طالبِ حق نہیں ہے۔ حقیقت میں وہ بطال ہے۔

حضرت رکن الدین ابوالفتحؒ

۳۱۔ پانچ چیزیں دل کی دُعا ہیں۔ اوّل پیٹ کو خالی رکھنا، دوم اہلِ اصلاح کی ہم نشینی، سوم تہجد کی نماز، چہارم گریہ صباحی، پنجم تلاوتِ قرآنِ پاک۔

حضرت احمد بن عاصم الانطاکیؒ

۲۲ - وہ شخص اندھا ہے جو اشیاء سے خدا کو پہچانتا ہے اور بینا وہ ہے جو خدا سے تمام کائنات کو سمجھتا ہے۔ حضرت ابوحفص حدادؒ

۲۳ - تین چیزوں کو لوگ دوست رکھتے ہیں مگر وہ تینوں چیزیں ان کی نہیں۔
۱۔ نفس، ۲۔ روح، ۳۔ مال حضرت ابوتراب النخشبیؒ

۲۴ - خدا سے زیادہ نزدیک وہ ہے جس کا اخلاق زیادہ ہے۔ حضرت احمد خضرویہؒ

۲۵ - اللہ نے خالقیت سے کام لے کر خلق کو پیدا کیا، تاکہ لوگ اس کو جانیں۔ رازقیت سے رزق دیا تاکہ اس کو پہچانیں۔ موت دی تاکہ قہر الٰہی کو سمجھیں، دوبارہ زندہ کیا، تاکہ اس کی قدرت کو پہچانیں حضرت احمد حربؒ

۲۶ - جو شخص سیر ہو کر کھاتا ہے اس سے چھ باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔
۱۔ عبادت میں مزا نہیں آتا۔ ۲۔ قوتِ حافظہ کمزور ہو جائے گی۔ ۳۔ خلقت پر شفقت کرنے سے محروم ہو جائے گا۔ ۴۔ شہوت زیادہ ہوتی جائے گی۔ ۵۔ عبادت گراں گزرے گی۔ ۶۔ بھوکا رہنا خداوند کریم کے نزدیک ایک خزانہ ہے جسے وہ اسی کو دیتا ہے جو دوست ہو۔

جب آدمی سیر ہو جاتے ہیں تو تمام اعضاء شہوت کے بھوکے ہوتے ہیں۔ تو شہوت سیر ہوتی ہے۔ یعنی جب تک پیٹ نہ بھرے گا کسی شہوت کی آرزو نہ ہوگی۔

حضرت ابوسلیمان داؤدیؒ

۲۷ - یا تو تم اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرو جیسے کہ تم ہو اور یا ایسے بن جاؤ جیسا کہ اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہو۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

۲۸ - دوزخ اس شخص کے لیے عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا اور خداشناس لوگ دوزخ کے لیے عذاب ہیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

۲۹ - حق تک پہنچنے کے لیے گونگے، بہرے اور اندھے بن جاؤ۔ " "

۴۰ - اہلِ دنیا کو سلام کرو لیکن ان سے سلام کی توقع نہ رکھو۔ حضرت بشر حافیؒ

۴۱ - بخیل کو دیکھنے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ " "

۴۲ - اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طاقت نہیں۔ تو پھر گناہ بھی نہ کرو۔ " "

۴۳ - خُلق چار چیزوں کا نام ہے:-

۱۔ سخاوت ، ۲۔ الفت ، ۳۔ نصیحت ، ۴۔ شفقت حضرت جنید بغدادیؒ

۴۴۔ نیک عادت، فاسق کی صحبت، بدخو عالم کی صحبت سے اچھی ہے۔ " "

۴۵۔ جوانمردی یہ ہے کہ اپنا بوجھ دوسرے پر نہ رکھو اور جو کچھ پاس ہو اس کو خرچ کرو۔
حضرت جنید بغدادیؒ

۴۶۔ جس میں کوئی نیک خصلت دیکھو اُس سے جُدا نہ ہو۔ حضرت حمدون قصارؒ

۴۷۔ میں سخی کے سوا کسی کو نیک خُو اور بخیل کے سوا کسی کو بدخو نہیں سمجھتا۔
حضرت حمدون قصارؒ

۴۸۔ تین وقت نفس کی حفاظت کرو۔ (۱) کام کے وقت اس بات کی کہ خدا تم کو دیکھتا ہے
۲۔ بات کرو، تو سمجھو کہ خُدا سنتا ہے۔ ۳۔ خاموش رہو، تو یاد رکھو خدا جانتا
ہے۔ حضرت حاتم اصمؒ

۴۹۔ جو عمل دنیا میں پھل نہ دے۔ اس کا حصّہ عقبیٰ میں نہ ہوگا۔ حضرت سید جلال الدین بخاریؒ

۵۰۔ مومن پر واجب ہے کہ پہلے علم حاصل کرے۔ بعد اس کے عمل میں مشغول ہو۔
حضرت سیّد جلال الدین بخاریؒ

۵۱۔ جو شخص ریاضت و مجاہدہ نہ کرے اس کو دولتِ مشاہدہ نہیں حاصل ہو سکتی۔
حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ

۵۲۔ نفس پر جو کام دشوار ہو اس کو مزید اختیار کرے۔ اگر ذکر و مراقبہ سے کشادگی پیدا ہو، تو
اس کو زیادہ کرے۔ حضرت سیّد محمد گیسو درازؒ

۵۳۔ جو لوگ دنیا کی حقیقت سے آگاہ ہیں، وہ جانتے ہیں کہ دُنیا وصول کا پول ہے۔ اور کچھ
نہیں۔ حضرت سیّد محمد گیسو درازؒ

۵۴۔ تین چیزیں اگر مِل جائیں تو اُن سے فائدہ اُٹھانا چاہئیے۔
۱۔ باوفا دوست ۲۔ باوفا امانت ۳۔ باوفا شفقت حضرت حارث محاسبیؒ

۵۵۔ جس میں مروّت نہیں، اس کی عبادت بھی نہیں۔ حضرت داؤد طائیؒ

۵۶۔ بدترین حجاب نفس پرستی ہے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ

۵۷۔ صحت تھوڑا کھانے میں ہے اور روح کی صحت تھوڑا گناہ کرنے میں۔ " "

۵۸۔ جو چیز حق تعالیٰ سے غافل کر دیتی ہے وہ دُنیا ہے۔ " "

۵۹- جو گناہ شہوت کی وجہ سے ہوگا اس کی بخشش کی اُمید ہے لیکن جو گناہ غرور و تکبّر کے باعث ہوگا۔ اس کی کوئی اُمید نہیں کہ بخشا جائے۔

حضرت سری سقطیؒ

۶۰- دنیا میں سب سے زیادہ طاقت ور وہ ہے جو اپنے غصّے پر غالب آ جائے۔

حضرت سری سقطیؒ

۶۱- جب تک نفس مُردہ نہ ہو دل زندہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ

۶۲- اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کر کے فرمایا۔ راز مجھ سے کہو۔ اگر راز نہ کہو تو مجھ پر نظر رکھو اگر یہ بھی نہ ہو تو حاجت مجھ سے طلب کرو۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ

۶۳- صدق کی تین علامتیں ہیں :۔

۱۔ دُنیا کی قدر قطعی طور پر دل سے اُٹھ جائے، سونا اور مٹی یکساں نظر آئے۔ جب زر و سیم ہاتھ میں آئے، تو اس طرح جھاڑ دو جیسے خاک کو جھاڑ دیا جاتا ہے۔

۲۔ خلقت کی تعریف اور مروت تمہاری نظروں میں یکساں ہو۔

۳۔ شہوت کا پورا کرنا دل سے اس طرح گر جائے جیسے کہ اہلِ دُنیا شہوت پوری کرنے کے بعد خوش ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ

۶۴- جھُوٹ، غیبت اور خیانت سے بچو اور جو چاہے کام کرو۔

۶۵- صفائیِ قلب جو روحانی ترقی کے لیے ازبس ضروری ہے۔ بغیر اتباعِ شریعت کے حاصل نہیں ہوتی۔

حضرت سلیمان تونسویؒ

۶۶- خواہشاتِ نفس کی دو قسمیں ہیں :

۱۔ لذّت اور شہوت ۲۔ جاہ طلبی

اوّل الذکر کے فتنہ سے خلق محفوظ رہتی ہے لیکن موخر الذکر سے خلق کے درمیان فتنہ ہوتا ہے۔ خصوصاً جب یہ جاہ طلبی خانقاہوں میں ہو۔

حضرت ابوالحسن علی ہجویری داتا گنج بخشؒ

۶۷- وہ شخص سب سے بڑا فاسق و فاجر ہے۔ جو چھوٹے بڑے سبھی گناہ کیے چلا جاتا ہے۔ مگر کہتا جاتا ہے کہ کوئی خطرے کی بات نہیں۔ وہ بخشنہار سب کے گناہ بخشنے والا ہے۔ میرے لیے کوئی کھٹکا نہیں۔

حضرت حسن بصریؒ

۶۸- بادشاہوں سے میل جول نہ بڑھاؤ، نہ اُن کی عنایات پر بھروسہ کرو۔ کیوں کہ انہیں آنکھ

بدلتے دیر نہیں لگتی ۔ کسی نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھو۔ چاہے تم اسے قرآنِ حکیم ہی کی تعلیم کیوں نہ دو۔ دُنیا کے کسی راگ رنگ میں نہ پڑو۔ جس نے ان باتوں پر عمل کیا اس نے ہدایت پائی۔ حضرت حسن بصریؒ

۶۹- بَدوں کی صحبت سے پرہیز کرو، ورنہ تھوڑی بہت جو اچھائیاں ہیں وہ بھی ہاتھ سے چلی جائیں گی ۔ حضرت حسن بصریؒ

۷۰- دنیا میں کوئی سرکش گھوڑا تیرے نفس سے زیادہ سخت لگام دینے کے قابل نہیں۔

حضرت حسن بصریؒ

۷۱- جس دِل میں دُنیا کی محبّت ہے وہ زندہ نہیں مُردہ ہے ۔ " "

۷۲- جو خاموشی اختیار کرتا ہے اس کا دل ناطق ہو جاتا ہے اور زبان پُر اثر ہو جاتی ہے ۔

حضرت حسن بصریؒ

۷۳- جو شخص دوسروں کی بُرائیاں تیرے سامنے کرتا ہے - اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ تیری بُرائیاں دوسروں کے سامنے نہ کرتا ہوگا ۔ حضرت حسن بصریؒ

۷۴- بھیڑ بکریاں اِنسانوں سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں کیوں کہ چرواہے کی ایک آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہیں اور انسان اپنی خواہشات کی خاطر احکامِ الٰہی کی بھی پرواہ نہیں کرتا ۔

حضرت حسن بصریؒ

۷۵- جس نے حسد سے اپنے آپ کو بچایا اس نے محبت حاصل کر لی ۔ " "

۷۶- تین افراد کی غیبت درست ہے ۔

اوّل لالچی کی، دوم فاسق کی ، سوم ظالم بادشاہ کی ۔ " "

۷۷- جو دُنیا کو محبوب تصوّر نہیں کرتے' نجات انہیں کے نصیب میں ہے۔ " "

۷۸- اگر راحت میں شاکر ہو تو تکلیف کے وقت بھی صبر و رضا سے کام لو ۔

حضرت رابعہ بصریؒ

۷۹- دُنیا کو منافق کے سوا کوئی نہیں طلب کرتا ۔ " "

۸۰- عاصی اس وقت تک توبہ نہیں کر سکتا جب تک خُدا توفیق نہ دے ۔ " "

۸۱- زبانی توبہ کرنا کاذب لوگوں کا فعل ہے کیوں کہ اگر صدق دِلی سے توبہ کی جائے تو دوبارہ کبھی توبہ کی ضرورت پیش ہی نہ آئے ۔ حضرت رابعہ بصریؒ

۸۲- اگر خدا کے ڈر سے ایک آنسو بھی نکل پڑے تو وہ عمر بھر کے اُس رونے سے بہتر ہے جس میں خوفِ الٰہی شامل نہ ہو۔ حضرت سفیان ثوری رح

۸۳- سلاطین و امراء سے منسلک رہنے والا عابد ریا کار ہوتا ہے۔ " "

۸۴- اگر کوئی تمہیں اچھا کہے تو ناگواری کے ساتھ ٹھکرا دو۔ " "

۸۵- وسواسِ شیطانی سے نفس کے وساوس اس لیے شدید ترین ہوتے ہیں کہ وسواس شیطانی تو لاحول سے دُور ہو جاتے ہیں لیکن نفس کے وساوس کا دُور کرنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رح

۸۶- انسان سیرت سے انسان ہوتا ہے نہ کہ صورت سے۔ " "

۸۷- تکلیف پر شکایت نہ کرتے ہوئے صبر کرنا، بندگی کی بہترین علامت ہے۔ " "

۸۸- صوفی وہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ سے خلیل ہونے کا درس اور حضرت اسمٰعیلؑ سے تسلیم کا درس اور حضرت داؤدؑ سے غم کا درس اور حضرت ایوبؑ سے صبر کا درس اور حضرت موسیٰؑ سے شوق کا درس اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاص کا درس حاصل کرے۔

حضرت جنید بغدادی رح

۸۹- اخلاص کی تعریف یہ ہے کہ اپنے بہترین اعمال کو قابلِ قبول تصوّر نہ کرتے ہوئے نفس کو فنا کر ڈالے اور شفقت کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی پسندیدہ شے دوسرے کے حوالے کر کے احسان نہ جتائے۔ حضرت جنید بغدادی رح

۹۰- حُبِّ الٰہی کا دعویدار خدا کے سوا کسی اور شے کا طالب ہو تو وہ محبت کے بجائے خدا کا مذاق اُڑاتا ہے۔ حضرت ابوبکر شبلی رح

۹۱- عارف وہ ہے جو نہ تو خدا کے سوا کسی کا مشاہدہ کرے، نہ کسی سے محبّت اور بات کرے۔ اور نہ کسی کو اپنے نفس کا محافظ تصوّر کرے۔ حضرت ابوبکر شبلی رح

۹۲- صادق وہ ہے جو حرام شے کو اپنی زبان پر نہ رکھے۔ " "

۹۳- جو خدا سے دُور ہو جاتا ہے۔ خدا بھی اس سے بُعد اختیار کر لیتا ہے۔ " "

۹۴- اللہ تعالیٰ کی رضامندی چار چیزوں میں ہے:

۱۔ روزی میں امن، ۲۔ کام میں خلوص، ۳۔ شیطان سے دشمنی، ۴۔ موت کی تیاری
حضرت شفیق بلخی رح

۹۵- دنیا میں چار چیزوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے:
۱- آنکھ، ۲- زبان، ۳- دِل، ۴- خواہش
آنکھ سے ایسی جگہ نہ دیکھو جو شایانِ شان نہ ہو۔ زبان سے کوئی ایسی بات نہ کرو۔ جو حکمِ خدا کے خلاف ہو۔ دِل کو خیانت اور تکبّر سے محفوظ رکھو۔ حرص کی نظر سے کسی قسم کی خواہش نہ کرو۔ اگر صفاتِ مندرجہ بالا حاصل نہ ہوں تو لعنت بھیجو۔ کیوں کہ سراسر شقاوت ہے۔ حضرت عبداللہ خبیقؒ

۹۶- نرم کپڑے اور لذیذ کھانے کی عادت نہ ڈالو۔ کیونکہ کل کو اس کی لذت اور عادت سے محروم کیے جاؤ گے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ

۹۷- دو خصلتیں انسان کے دِل کو سیاہ کر دیتی ہیں۔ بہت کھانا اور بہت سونا۔
حضرت فضیل بن عیاضؒ

۹۸- جو شخص کسی سے ڈرتا ہے۔ وہ اس سے نفرت کرتا اور بھاگتا ہے لیکن جو خدا سے ڈرتا ہے وہ خدا ہی کی طرف بھاگتا ہے۔ حضرت محمد علی ترمذیؒ

۹۹- جب تک انسان میں تین صفات نہ ہوں وہ حکیم نہیں کہلا سکتا۔
۱- امیروں کو نصیحت کرنے کے خیال سے دیکھے نہ کہ حسد کی رو سے۔
۲- عورتوں کو شفقت اور مہربانی کی نظر سے دیکھے۔ نہ کہ شہوت کی نظر سے۔
۳- درویشوں کو تواضع کی نظر سے دیکھے نہ کہ تکبّر کی نظر سے۔ حضرت یحییٰ معاذ رازیؒ

۱۰۰- توبہ کے دس مقام ہیں:
۱- جاہلوں سے دُور رہنا، ۲- خراب لوگوں سے بچنا، ۳- متکبّروں سے الگ رہنا ۴- اچھی باتوں میں مصروف رہنا، ۵- نیک کاموں میں جلدی کرنا، ۶- توبہ کا درست کرنا، ۷- توبہ پر قائم رہنا، ۸- حقوق العباد کا درست کرنا، ۹- غنیمت کو طلب کرنا، ۱۰- قوت کا ضائع کر دینا۔ حضرت یوسف اسباطؒ

۱۰۱- وہ قوت جس سے انسان احکامِ خداوندی کی اطاعت کرتا ہے توفیق کہلاتی ہے۔
حضرت علی ہجویریؒ

۱۰۲- علم کا کمال یہ ہے کہ پڑھتے پڑھتے اس درجہ پر پہنچ جاؤ کہ بالآخر تمہیں یہ کہنا پڑے کہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۱۰۳ - عمل کے بغیر علم مطلق فائدہ نہیں پہنچاتا - عامل بنو، جان بوجھ کر جاہل نہ بنو - عامل باعمل نائب خدا ہے ۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

۱۰۴ - اپنے جائز کسب سے کماؤ - دین کے ذریعے سے ہرگز نہ کماؤ اور کھاؤ اور اس سے دوسروں کی غم خواری بھی کرو ۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

۱۰۵ - جو شخص خواہشاتِ دنیا کی طرف دوڑتا ہے، شیطان اسے فریب دینے کی اس لیے فکر نہیں کرتا کہ وہ تو خود ہی گمراہ ہے ۔ حضرت مالک بن دینارؒ

۱۰۶ - دنیا میں رہتے ہوئے زہد اختیار کرو اور حرص کو ترک کر دو اور پوری مخلوق کو محتاج تصور کر کے کبھی کسی سے اپنی احتیاج کا ذکر نہ کرو اور تم ان چیزوں کے پابند ہو گے تو مستغنی ہو جاؤ گے اور اس نصیحت پر عمل کرنے والے کو دونوں جہان کی سلطنت حاصل ہو جائے گی ۔ حضرت محمد واسعؒ

۱۰۷ - دنیا میں ایسی کوئی شے نہیں جس کا انجام غم و اندوہ نہ ہو ۔ حضرت ابو حازم مکیؒ

۱۰۸ دنیا کی حقیر سے حقیر شے بھی انسان کو اپنی جانب اس درجہ مائل کر لیتی ہے کہ جنت کی بڑی چیز بھی توجہ کا باعث نہیں بنتی ۔ حضرت ابو حازم مکیؒ

۱۰۹ - غنی خدا کا نام ہے - مخلوق اس نام کی مستحق نہیں ہو سکتی ۔ حضرت علی ہجویریؒ

۱۱۰ - عزت درحقیقت وہ ہوتی ہے جو بندے کو خدا کے دربار میں حاضر کرے اور ذلت وہ ہے جو بندے کو خدا سے غائب اور غافل کر دے ۔ حضرت علی ہجویریؒ

۱۱۱ - احمق انسان کو زندہ خیال نہ کرو ۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ

۱۱۲ - وہ شے جو خریدی نہ جاتی ہو اسے فروخت نہ کرو ۔ " "

۱۱۳ - جن لوگوں نے اپنے اخلاق اور معاملات کو مہذب بنایا اور اپنے باطن کو کفر اور شرک کی آلودگیوں سے پاک کیا گیا ان کا نام صوفی رکھا گیا ۔ حضرت علی ہجویریؒ

۱۱۴ - تمام چیزوں کا دار و مدار صرف دو چیزوں پر منحصر ہے ۔
ایک تو وہ جو میرے لیے ہے اور دوسری وہ جو میرے لیے نہیں ہے - جو میرے لیے ہے اس سے کتنا ہی گریزاں کیوں نہ ہوں پھر بھی وہ مجھ تک پہنچے گی اور جو دوسروں کے لیے ہے، خواہ میں اس کے حصول میں کتنی ہی سعی کیوں نہ کروں وہ مجھے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی ۔ حضرت ابو حازم مکیؒ

۱۱۵ - دُنیا چند روزہ ہے۔ اگر یہاں کی تکالیف سے قیامت کی تکالیف کا ازالہ ہو جائے تو بڑی خوش بختی ہو گی۔ حضرت عتبہ بن غلامؒ

۱۱۶ - جو بندہ خوفِ جہنم اور اُمیدِ فردوس کی وجہ سے بندگی کرتا ہے وہ بہت ہی بُرا ہے۔
حضرت رابعہ بصریؒ

۱۱۷ - جو شخص محض اعمال پر گفت گو کرتا ہے اس کی گفت گو لغو اور بے سُود ہوتی ہے اور جو اللہ تعالےٰ سے خوف رکھتا ہے اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ دوست کو غم اور دشمن کو عیش عطا کرتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ

۱۱۸ - جس طرح جنّت میں رونا عجیب سی بات ہے۔ اسی طرح دُنیا میں ہنسنا بھی تعجب انگیز ہے کیوں نہ تو جنت رونے کی جگہ ہے اور نہ دُنیا ہنسنے کی جگہ۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ

۱۱۹ - اللہ تعالیٰ سے بندوں کا شکوہ نہ کرو۔ جَبْ تک زندگی کا دروازہ کھلا ہے، اسے غنیمت جانو۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ

۱۲۰ - دشمن کی دشمنی اس سے مشورہ کرنے سے ختم ہو جاتی ہے۔
حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ

۱۲۱ - درویشوں کے لیے فاقہ سے مرنا لذتِ نفس کے لیے قرض لینے سے بہتر ہے۔
حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ

۱۲۲ - دوست وہ ہے جو اپنی صِفت کی رو سے فانی ہو اور دوست کی صفت کے ساتھ باقی ہو۔ حضرت علی ہجویریؒ

۱۲۳ - تصوّف خوش اخلاقی کا نام ہے۔ 〃 〃

۱۲۴ - جاہ پرستی اور نفس کی پیروی علماء کو فسق و فجور میں مبتلا کر دیتی ہے۔ 〃 〃

۱۲۵ - تمام احوال میں طالب کو چاہیئے کہ وہ علم اور شریعت کا تابع ہو۔ 〃 〃

۱۲۶ - جو شخص فنا فی اللہ ہوا۔ اس سے نفس و طبیعت کی تمام آفات اُٹھ گئیں اور اب اس کے نزدیک صُوفی یا غیر صُوفی کہلانا ایک جیسا ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۱۲۷ - بندے کے زُہد کی مقدار اسی قدر ہوتی ہے جتنا اُسے آخرت سے لگاؤ ہوتا ہے۔
حضرت فضیل بن عیاضؒ

۱۲۸ - جسم بندے کے لیے ایک قید خانہ ہے اور جب تک وہ اس سے باہر نہیں آ

جاتا، سکون حاصل نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابوالقاسم نصرآبادی

۱۲۹ - شریر لوگوں کی صحبت نیک لوگوں کے ساتھ بدظنی پیدا کرتی ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۱۳۰ - اگر جسم پر مصیبت ہو اور دل میں بقا ہو تو مصیبت جسم پر بھلی معلوم ہوتی ہے۔
حضرت علی ہجویریؒ

۱۳۱ - دُنیا اور اس کی تمام اشیاء ہیچ ہیں - اس کی عارضی زیب و زینت پر مفتون ہونا ابدی زندگی سے ہاتھ دھونا ہے۔ حضرت سیّد غوث علی شاہؒ

۱۳۲ - دُنیا مُردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتّوں کی خاصیّت رکھتے ہیں۔
حضرت سیّد غوث علی شاہؒ

۱۳۳ - طمع سے ذِلّت اور قناعت سے عزّت ہوتی ہے۔ " " " "

۱۳۴ - بہت سے لوگ غُسل کے بعد پاک ہو جاتے ہیں لیکن بہت سے بدباطن حج و زیارتِ کعبہ کے بعد بھی نجس لوٹتے ہیں۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ

۱۳۵ - اس شخص کا حال کیا پوچھنا جسے لازماً پہلے تو مرنا ہو اور پھر اُٹھنا ہو اور حساب پیش کرنا ہو۔ حضرت حسّان بن سنانؒ

۱۳۶ - جو چیز حق تعالیٰ سے دُوری کا باعث ہو، اسے ترک کر دینا ہی اصل زہد ہے۔
حضرت ابوسلیمان دارانیؒ

۱۳۷ - سلیم دل وہ ہے جس میں حق تعالیٰ کے سوا کچھ نہ ہو۔ " "

۱۳۸ - کسی پھٹے ہوئے کپڑوں والے کو حقیر و ذلیل مت جان کیوں کہ اس کا اور تیرا خُدا ایک ہی ہے۔ حضرت لقمانؒ

۱۳۹ - منافقت بھی انجامِ بد کی دلیل ہے۔ امام غزالیؒ

۱۴۰ - مسکین آدمی اگر دوزخ سے بھی اتنا ہی ڈرے جتنا کہ وہ مفلسی سے ڈرتا ہے تو جنتی ہو جائے۔
حضرت ابوبکر شبلیؒ

۱۴۱ - جس دل میں خوف خدا نہیں، وہ محض ایک ویرانہ ہے۔ حضرت ابوسلمان دارانیؒ

۱۴۲ - ایمان کا غم کھانا چاہیئے - در پے قیامت نہ ہونا چاہیئے - حیران ہوں کہ خلق بے مشاہدہ کیوں کر جیتی ہے۔ حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلویؒ

۱۴۳ - دُنیا کی محبت میں مت بیٹھو - اس سے محبت [illegible] ہو جاتی ہے۔

حافظ محمد علی خیر آبادیؒ

۱۴۴ - اہلِ دُنیا "سفید چشم" اور "بے وفا" ہوتے ہیں۔ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو پیر و فقیر کی تلاش میں پھرتے ہیں اور آہ وزاری کرتے ہیں لیکن ویسے بلا مطلب وہ کبھی فقراء کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ حضرت شاہ محمد سلیمان تونسویؒ

۱۴۵ - ظالم حکمران کا مسلّط ہونا۔ لوگوں کی بداعمالی کی دلیل ہے۔ شاہ عبدالعزیزؒ

۱۴۶ - دین اور دُنیا دونوں میں کامیابی کا انحصار رسول پاکؐ کے اتباع میں ہے۔ بے متابعت حصولِ مقصد ناممکن ہے۔ حضرت شاہ محمد سلیمان تونسویؒ

۱۴۷ - پہلے زمانے میں قاضی صاحبِ نسبت ہوتے تھے۔ اب رشوت خور ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ محمد سلیمان تونسویؒ

۱۴۸ - غرور و نخوت سے نہ صرف دینی کام میں رکاوٹ پڑتی ہے بلکہ خود انسان کے اندر روحانی ترقی کی صلاحیتیں مُردہ ہو جاتی ہیں۔ حضرت شاہ محمد سلیمان تونسویؒ

۱۴۹ - مُسلمان اپنا مال راہِ حق میں خرچ کرے اور باطل میں خرچ کرنے سے بچے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ

۱۵۰ - اپنے دِل کو حرصِ دُنیا کا صندوق اور اپنے پیٹ کو حرام کا برتن نہ بنا کیوں کہ لوگوں کی تباہی ان ہی دو چیزوں میں ہے اور ان کی نجات ان ہی دو چیزوں کی حفاظت میں ہے۔

حضرت علی ہجویریؒ

۱۵۱ - نہ کسی سے محبّت کرنے میں جلدی کر، نہ عداوت و نفرت میں۔ پہلے قرآن و حدیث کی کسوٹی پر اس کو پرکھ کر دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم نفس کی شرارت سے کسی پر بدگمانی کر بیٹھو، کہ یہ گناہ ہے۔ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ

۱۵۲ - خدا کو چھوڑ کر جو دوسروں سے مانگتا ہے۔ وہ خدا کے رُتبہ اور درجہ کو نہیں پہچانتا۔

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ

۱۵۳ - تمام خوبیوں کا مجموعہ یہ ہے کہ علم سیکھو اور اس پر عمل کرو۔ پھر اوروں کو سکھاؤ۔

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ

۱۵۴ - تنہائی اور گمنامی کو پسند کرو کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ

۱۵۵ - اگر تمہاری طبیعت میں اِترانا اور غصہ کرنا باقی ہے تو اپنے آپ کو اہلِ علم میں شمار نہ کرو۔
حضرت عبدالقادر جیلانی رح

۱۵۶ - انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ دُنیا و آخرت ہر دو کو اپنا دوست نہ رکھے۔
حضرت بایزید بسطامی رح

۱۵۷ - اگر فرعون بھوکا ہوتا تو اَنَا رَبُّکُمُ الاعلیٰ (میں خدا تعالیٰ ہوں) ہرگز نہ کہتا۔
حضرت بایزید بسطامی رح

۱۵۸ - اپنے آپ کو اِتنا ہی ظاہر کر جتنا تُو ہے۔ یا ویسا ہو جا جیسا اپنے آپ کو ظاہر کرے۔
حضرت بایزید بسطامی رح

۱۵۹ - توکّل یہ ہے کہ تو زندگانی کو ایک دن کے لیے جانے اور کل کی فکر نہ کرے۔
حضرت بایزید بسطامی رح

۱۶۰ - گناہ کے بعد ندامت بھی توبہ کا ایک حصّہ ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رح

۱۶۱ - کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دِل آزاری ہے۔ خواہ کسی مومن کی ہو یا کافر کی۔
حضرت مجدّد الف ثانی رح

۱۶۲ - کمزور پر حملہ کرنا بزدلی ہے۔ ہم پلّہ پر بدخُلقی ہے اور زبردست پر شوخ چشمی ہے۔
حضرت مجدّد الف ثانی رح

۱۶۳ - خلق کی صحبت سے بچو۔ کم کھاؤ اور کم بولو۔ حضرت فتح موصلیؒ

۱۶۴ - چار چیزوں کو دُنیا میں تلاش کیا اور انہیں پایا۔
اوّل عالمِ بے طمع خدا تعالیٰ کو پایا۔ دوم یارِ موافق قرآن شریف کو پایا۔ سوم طاعتِ بے ریا طاعتِ شب کو اور چہارم لقمۂ حلال غصّہ کو کھانے میں پایا۔ خواجہ ابو اسحٰق رح

۱۶۵ - جب تمہیں نصیحت کا تسلیم کرنا معلوم نہ ہو۔ اس وقت تک نصیحت نہ کرو۔ ورنہ اکثر دفعہ یہ خیر خواہی ... دے گی کہ برداشت بھی نہ کر سکو گے۔ حضرت حامد لفافؒ

۱۶۶ - خالی تمنّا حماقت کا جنگل ہے۔ جس میں احمق ہی مارا مارا پھرتا ہے۔
حضرت عبدالقادر جیلانی رح

۱۶۷ - یاد رکھو خداوند تعالیٰ کے رحم و کرم پہ مغرور ہونا اور عفو کی اُمید پر گناہ کرنا شیطان کا کھلم کھلا فریب ہے۔
حضرت مجدّد الف ثانی رح

۱۶۸ - لوگوں کے ساتھ بے رُخی سے رہنا دشمنی اور عداوت پیدا کرتا ہے اور ان کے ساتھ خوشی سے ملنا بُرے ہم نشین پیدا کرتا ہے - لہٰذا تم دونوں کے بین بین رہو -
حضرت اکثم بن صیفی رح

۱۶۹ - حادثات اور آفات دُنیا کو بُرا بھلا کہنا، خداوند تعالیٰ کو گالی دینا ہے - امام غزالی رح

۱۷۰ - دُنیا کی محبت کو ترک کرو - کیوں کہ اگر دُنیا کی ذرا سی چیز بھی تمہارے دِل میں ہو گی تو سجدہ کرنے میں بھی تم اُس کو بھول نہ سکو گے - حضرت معروف کرخی رح

۱۷۱ - سالم اعتقاد کے بغیر عبادت بے سود ہے -

۱۷۲ - بھوک کام کی رُکن ہے - جو بُنیاد رکھی جاتی ہے، بھوک ہی پر رکھی جاتی ہے - بھوک سب کاموں کی رُکن ہے - اس کو کسی حال میں نہ چھوڑنا چاہیئے - حضرت شیخ حسین رح

۱۷۳ - جہاں تک میں نے دُنیا پر نظر ڈالی - مَیں نے دیکھا کہ آدمی کسی نہ کسی کو اپنا محبوب بنائے ہوئے ہے اور اس سے محبت کرتا رہتا ہے - یہاں تک کہ مر جاتا ہے اور قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے لیکن اس کا وہ محبوب اُسے قبر میں اکیلا چھوڑ دیتا ہے - پس مَیں نے صِرف نیکیوں کو اپنا محبوب بنایا کہ یہ قبر میں بھی میرے ساتھ رہیں گی اور مجھے کہیں اکیلا نہ چھوڑیں گی - حضرت حاتم الاصم رح

۱۷۴ - سب سے بڑا عالم وہ ہے جو دوسروں کے علم سے برابر اپنے علم میں اضافہ کرتا رہتا ہے - حضرت لقمان رح

۱۷۵ - جو لوگ ہمیں بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور خود کورے ہیں - وہ حقیقت میں دیوانے ہیں - اگرچہ بظاہر وہ دیوانوں کی طرح ہم پر حملہ نہیں کرتے - حضرت منصور رح

۱۷۶ - حق تعالیٰ کی خالص محبت نفس اور اس کی خواہش کی دُشمنی سے پیدا ہوتی ہے -
حضرت علی ہجویری رح

۱۷۷ - اصل رازق خدا تعالیٰ ہے - اگر مخلوق کو تیری روزی کا سبب بنا دے تو اس سبب کو نہ دیکھ اور جان لے کہ وہ تیری روزی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے پہنچا دی -
حضرت علی ہجویری رح

۱۷۸ - اخلاص عمل کے لیے بالکل ایسا ہے - جیسے رُوح جسم کے لیے

۱۷۹ - اگر بنی آدم کے تمام اعمال نیک ہوتے تو اس بات کا تکبر اُنہیں ہلاک کر دیتا -
حضرت رابعہ بصری رح

۱۸۰ - کسی کی کم عقلی کا اندازہ اس کے کثرتِ کلام سے لگاؤ۔ بو علی سیناؒ

۱۸۱ - نظر اُس وقت تک پاک ہے جب تک یہ اُٹھائی نہ جائے۔ 〃 〃

۱۸۲ - عقلمند وہ ہے کہ دُنیا سے دست بردار ہو جائے - اس سے پہلے کہ دُنیا اس سے دست بردار ہو۔ حضرت شفیق بلخیؒ

۱۸۳ - جو شے خدا نے تمہارے اُوپر لازمی قرار دی ہے - اس کی ادائیگی میں نہ تو کوتاہی کرو اور نہ ہی اس کو ضائع ہونے دو۔ حضرت ابو اسحٰق ابراہیمؒ

۱۸۴ - فقیہ کو چاہیئے کہ کسی کی چیز کو خیانت کی نظر سے نہ دیکھے۔ 〃 〃

۱۸۵ - خدا ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے - خیر و شر اسی کی جانب سے ہے مگر تصدیق اس کی مشکل ہے۔ حضرت وارث علی شاہؒ

۱۸۶ - ایمان خدا کی محبت کا نام ہے۔ 〃 〃

۱۸۷ - مَن و تُو کا جھگڑا جائے، تو خدائی کا جلوہ نظر آئے 〃 〃

۱۸۸ - جو شخص جس کے ساتھ محبت کرتا ہے اُسی کے ساتھ اس کا حشر ہوتا ہے۔ حضرت وارث علی شاہؒ

۱۸۹ - حشر میں وہی عمل وزنی ہو گا جو دُنیا میں گراں محسوس ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ

۱۹۰ - دُنیاوی نمود کا خواہش مند لذتِ آخرت سے محروم رہتا ہے۔ حضرت بشر حافیؒ

۱۹۱ - جس پر نشۂ دُنیا سوار ہو اُسے نصیحت کرنا بے سُود ہے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ

۱۹۲ - جس چیز پر خود عمل پیرا ہو کر نصیحت کرے اس کو صُوفی کہتے ہیں۔ 〃 〃

۱۹۳ - صحبتِ الٰہی کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیزیں اس سے دُور کر دینے والی ہوں ان سے کنارہ کش رہے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ

۱۹۴ - عوام معصیت سے اور خواصِ غفلت سے توبہ کرتے ہیں لیکن توبہ کی بھی دو قسمیں ہیں اوّل توبۂ انابت یعنی انسان کا خدا سے ڈر کر توبہ کرنا - دوم توبۂ استجابت، بندے کا ندامت کی وجہ سے تائب ہونا یعنی اس پہ نادم ہونا کہ میری ریاضت و عظمتِ خداوندی کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ

۱۹۵ - اگر تمہیں حق بات پر تھوڑا سا بھی رنج ہوتا ہے تو یہ اس چیز کی علامت ہے کہ تمہارے نزدیک حق کا درجہ بہت کم ہے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ

۱۹۶۔ "مجھے خدا کی بارگاہ سے حیرت و ہیبت کے علاوہ کچھ نہ مل سکا۔" حضرت بایزید بسطامیؒ

۱۹۷۔ ایک رات صبح تک اپنے قلب کی جستجو کرتا رہا لیکن نہیں ملا اور صبح کو یہ ندائے غیبی آئی کہ تجھے دل سے کیا غرض تو ہمارے سوائے کسی کو تلاش نہ کر۔" حضرت بایزید بسطامیؒ

۱۹۸۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے جہنم میں جھونک دے اور میں صبر بھی کر لوں۔ جب بھی اس کی محبت کا حق ادا نہیں ہوتا اور اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو پوری کائنات بخش دے جب بھی اس کی رحمت کے مقابلہ میں قلیل ہے۔" حضرت بایزید بسطامیؒ

۱۹۹۔ خدا کا طالب آخرت کی جانب بھی متوجہ نہیں ہوتا اور خدا سے محبت کرنے والا اپنی محبت کی بنا پر خدا ہی کی طرح یکتا ہو جاتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

۲۰۰۔ خداشناس خدا کو ضرور دوست رکھتا ہے کیوں کہ محبت کے بغیر معرفت بے معنی ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

۲۰۱۔ اللہ تعالیٰ جس کو مقبولیت عطا فرماتا ہے اس پر ایک ایسا فرعون مقرر کر دیتا ہے جو ہمہ وقت اذیت پہنچاتا رہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

۲۰۲۔ گفت گو اور آواز و حرکت سب پردے سے باہر کی چیزیں ہیں لیکن پردے میں سوائے ہیبت و رعب اور خموشی کے کچھ بھی نہیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

۲۰۳۔ عارف وہ ہے جس کی نظر میں ہر برائی اچھائی میں تبدیل ہو جائے اور خداشناس جہنم کے لیے عذاب ہے اور ناخداشناس کے لیے جہنم عذاب ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

۲۰۴۔ جب تک ندی نالے بہتے رہتے ہیں۔ اس وقت تک ان میں شور ہوتا ہے اور جب دریا سے مل جاتے ہیں تو تمام شور ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

۲۰۵۔ یہی مناسب ہے کہ بندہ خود کو کم تر سمجھتے ہوئے کبھی اپنے علم و عمل کی زیادتی پر نازاں نہ ہو کیوں کہ جس وقت تک بندہ خود کو کم تر تصوّر نہ کرے واصل الی اللہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت بایزید بسطامیؒ

۲۰۶۔ علم و خبر ایسے فرد سے سیکھو اور سنو جو علم سے معلوم تک اور خبر سے مخبر تک رسائی حاصل کر چکا ہو اور جو اعراض دنیاوی کے لیے علم حاصل کرے اس کی نیت سے کنارہ کش رہو۔ اس لیے کہ اس کا علم خود اس کے لیے سود مند نہیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

۲۰۷۔ بھوک ایک ایسا ابر ہے۔ جس سے رحمت کی بارش ہوتی رہتی ہے۔

۲۰۸۔ "مَیں نے وسائلِ دنیاوی کو زنجیرِ قناعت میں جکڑ کر اور صدق کے صندوق میں بند کر کے مایوسیوں کے دریا میں غرق کر دیا تھا۔ حضرت بایزیدؒ

۲۰۹۔ دوسرے لوگوں نے تو مردوں سے علم حاصل کیا لیکن مَیں نے ایسی زندہ ہستی سے علم حاصل کیا کہ جس کو موت ہی نہیں ہے۔ حضرت بایزیدؒ

۲۱۰۔ "خداشناسی کے بعد مَیں نے خدا کو اپنے لیے کافی سمجھ لیا۔" 〃

۲۱۱۔ اگر پوری زندگی میں مجھ سے ایک بھی نیک کام ہو جاتا۔ تو مَیں خوفزدہ نہ رہتا۔ حضرت بایزیدؒ

۲۱۲۔ خدا سے ڈرتے رہو کیوں کہ وہ تمہارے ہر حال سے باخبر ہے۔ 〃 〃

۲۱۳۔ فقیر وہ ہے۔ جو اپنی بستی میں رہ کر خویش و اقربا کا ممنون نہ ہو۔ سیّد وارث علی شاہؒ

۲۱۴۔ فقیری حضرت فاطمہؓ سے ہے اور امام حسینؓ کے ذریعہ سے یہ فیض جاری ہوا۔ سیّد وارث علی شاہؒ

۲۱۵۔ فقیر وہ ہے۔ جس کے پاس بجز خُدا کے کچھ نہ ہو۔ 〃 〃

۲۱۶۔ فقیر کو لازم ہے کہ دُنیا کے واسطے کوئی کام نہ کرے اور خدا کے واسطے جان دے دے۔ سیّد وارث علی شاہؒ

۲۱۷۔ جس کے تصوّر میں مروگے۔ اسی کے ساتھ حشر ہوگا۔ 〃 〃

۲۱۸۔ جو شخص ہوائے نفسانی سے آشنا ہو۔ وہ خدا تعالیٰ سے جُدا ہوتا ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۲۱۹۔ خدا کی رضا اس دِل میں ہے۔ جس میں نفاق کا غبار نہیں ہے۔ 〃 〃

۲۲۰۔ ماں کے حق کی حفاظت کرنا حج ادا کرنے سے بہتر ہے۔ 〃 〃

۲۲۱۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے دلوں پر آرام حرام ہے۔ 〃 〃

۲۲۲۔ امارت قیامت کے روز شرمندگی کا سبب ہوگی۔ 〃 〃

۲۲۳۔ جب ابلیس انسان سے چار باتوں میں سے ایک حاصل کر لیتا ہے تو کہتا ہے۔ مجھے اور کی ضرورت نہیں۔

اوّل اس کا تکبّر کرنا۔ دوم اپنے اعمال کو زیادہ سمجھنا۔ سوم اپنے گناہوں کو بھول جانا۔ چہارم پیٹ بھر کر کھانا کہ یہ سب کی جڑ ہے باقی تینوں باتیں اسی سے پیدا

ہوتی ہیں۔ حضرت فضیل بن عیاض رح

۲۲۴۔ جس کا غصہ زیادہ ہے۔ اس کے دوست کم ہیں۔ 〃 〃 〃

۲۲۵۔ جس نے کسی سے سوال کیا اُس نے ذلت اُٹھائی۔ 〃 〃 〃

۲۲۶۔ جس کسی نے بے عمل سے علم سیکھا۔ اُس نے اس کی جہالت کو ترقی دی۔ 〃 〃 〃

۲۲۷۔ جس کسی نے ناشکر گزار پر احسان کیا۔ اس نے اپنی نیکی برباد کی۔ 〃 〃 〃

۲۲۸۔ خدا کے دشمنوں سے محبت رکھنا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ دشمنی ہے۔

حضرت مجددّ الف ثانی رح

۲۲۹۔ جس شخص میں محبت غالب ہوگی۔ اس میں درد و حزن زیادہ ہوگا۔

حضرت مجددّ الف ثانی رح

۲۳۰۔ دولت سے زیادہ کوئی چیز ایمان میں خلل نہیں ڈالتی۔ 〃 〃 〃

۲۳۱۔ دنیادار اور دولت مند بڑی بلا میں گرفتار ہیں۔ ایسے لوگ دنیا کی عارضی مسرتوں کو دیکھتے ہیں لیکن دائمی مسرتیں ان سے پوشیدہ ہیں۔ حضرت مجددّ الف ثانی رح

۲۳۲۔ اسلام غریبوں میں ظاہر ہوا اور عنقریب غریبوں ہی میں رہ جائے گا۔

حضرت مجددّ الف ثانی رح

۲۳۳۔ سچائی اللہ تعالیٰ کی زمین میں اُس کی تلوار ہے کہ جس چیز پر لگتی ہے۔ اس کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔ حضرت علی ہجویری رح

۲۳۴۔ اگلے جہاں کے عیش و عشرت اس جہاں کی توبہ میں ہیں۔ 〃 〃 〃

۲۳۵۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا دوست بنالے اور لوگوں کو ایک طرف چھوڑ دے۔ 〃 〃 〃

۲۳۶۔ کہو تو اللہ کے لیے، ورنہ کچھ بھی نہ کہو۔ 〃 〃

۲۳۷۔ زبان کی حفاظت سچ بولنے سے کرو۔ 〃 〃

۲۳۸۔ اگر عیالدار شخص بچوں کی نگرانی اور پرورش کے ساتھ علم دین بھی سکھاتا ہے۔ تو اس کا اجر جہاد سے بھی فزوں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رح

۲۳۹۔ جس کو دنیا والے عزت و وقعت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اس کو چاہیئے کہ وہ خود کو بے وقعت تصور کرتے ہوئے خود فریبی میں مبتلا نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رح

۲۴۰۔ ادب نام ہے نفس شناسی کا۔ 〃 〃

۲۴۱ - تواضع کا مفہوم یہ ہے کہ انسان امرائے غرور اور فقرا سے عجز کے ساتھ پیش آئے اور جو دنیاوی مراتب کے اعتبار سے تم سے برتر ہو اس کے ساتھ تکبر سے پیش آؤ اور جو تم سے کم تر ہو۔ اس کے ساتھ عاجزی اختیار کرو۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ

۲۴۲ - ظاہری و باطنی مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ جو قلب سے خوف دور کر کے سکون عطا کر دے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ

۲۴۳ - نفس پر شریعت کی پابندی سے زیادہ کوئی چیز دشوار نہیں ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ

۲۴۴ - بُرائی سے مُردوں کو یاد نہ کرو۔ وہ اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ چکے ہیں۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ

۲۴۵ - خواہش پر غالب آنا فرشتوں کی صفت ہے اور خواہش سے مغلوب ہونا چوپایوں کی ہے۔ حضرت امام غزالیؒ

۲۴۶ - امیروں کی صحبت کے نقصانات احاطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ ان سے ہمیشہ بچو۔ حضرت معروف کرخیؒ

۲۴۷ - کوئی گناہ کسی کی رضامندی سے حلال نہیں ہوتا۔ حضرت شفیق بلخیؒ

۲۴۸ - فقیر وہ ہے کہ اس کی خاموشی فکر کے ساتھ اور اس کی گفت گو ذکر کے ساتھ ہو۔ حضرت بوعلی سیناؒ

۲۴۹ - جب کسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنا راستہ دکھانا ہوتا ہے تو اس کیلئے راہِ مولا پر چلنا بہت آسان ہو جاتا ہے اور جو شخص خدا کا راستہ دلائل اور واسطے سے اختیار کرنا چاہتا ہے، وہ کبھی تو صحیح راستہ پر آ جاتا ہے اور کبھی غلط راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ (حضرت ابو حمزہؒ)

۲۵۰ - حکومت اور عورت کی صحبت کو چھوڑنا صبر سے زیادہ مشکل ہے۔ ” ”

۲۵۱ - مصیبت کی شکایت سے پرہیز کرو۔ کیوں کہ اس سے خدا تعالیٰ ناراض۔ دشمن خوش اور دوست غمگین ہوتا ہے۔ حضرت محمد بن حنفیہؒ

۲۵۲ - اُمرا میں سے بُرے وہ ہیں۔ جو عالموں سے دور ہوں اور عالموں میں سے بُرے وہ ہیں۔ جو اُمرا کے قریب ہوں۔ حضرت اصمعیؒ

۲۵۳ - جو شخص لوگوں سے بکثرت ملتا ہے۔ وہ ان کی نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے اور لوگ اس کو کمینگی و غفلت میں اپنے برابر جانتے ہیں۔ امام شعرانیؒ

۲۵۴ - جب درہم و دینار پر مہر لگائی جاتی ہے - تو شیطان اس کو بوسہ دیتا ہے اور کہتا ہے - جو تجھ سے محبّت کرے وہ میرا سچّا غلام ہے۔ حضرت مسلم نخاف رحؒ

۲۵۵ - جب شکم سیر ہو جاتا ہے - تو تمام دوسرے اعضاء شہوت کے بھوکے ہوتے ہیں۔ اور جب شکم بھوکا ہوتا ہے - تو اعضاء شہوت سے سیر ہوتے ہیں -

ابو سلمان دارانی رحؒ

۲۵۶ - قیامت کو جو کچھ انسان کے ساتھ ہو گا - جانور دیکھیں گے تو کہیں گے، شکر ہے، اُس خدا کا جس نے ہمیں انسان نہیں بنایا۔ حضرت ابو عثمان حیری رحؒ

۲۵۷ - مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو بُرائی کی طرح مخفی رکھے ۔ حضرت ابراہیم تیمیؒ

۲۵۸ - بغیر باطن کے صرف ظاہر اچھا ہونا اس پاخانہ کی طرح ہے جس کی بیرونی طرف خوب آراستہ ہو اور اس کی اندرونی طرف بدبُو اور پلیدی ہو۔ حضرت میمون بن مہران رحؒ

۲۵۹ - ہزار دوست کی دوستی ایک شخص کی عداوت کے بدلے نہ خریدو۔ امام شافعیؒ

۲۶۰ - علم کثرتِ روایات سے نہیں - وہ تو ایک نُور ہے جو اللہ تعالیٰ دِل میں رکھ دیتا ہے -

حضرت امام مالک رحؒ

۲۶۱ - انسان کے لیے اسبابِ جہنم اس کے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، دِل اور خصوصاً زبان ہے -

حضرت شاہ احمد کاشانی رحؒ

۲۶۲ - ایماندار تاجر عابد سے بہتر ہے کیوں کہ تجارت میں امانت سخت مشکل کام ہے -

حضرت امام شافعیؒ

۲۶۳ - "دُنیا والوں کی حالت پر جہاں تک مَیں نے غور کیا - یہی نظر آیا کہ جس کے پاس بھی کوئی اچھی یا قیمتی شے ہے وہ اُسے سینت سینت کر حفاظت سے رکھتا ہے۔ پھر میری نظر سے یہ آیت گذری -

(ترجمہ) " جو کچھ تمہارے پاس ہے ایک دِن ختم ہو جائے گا اور جو خدا کے پاس ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے "۔

اب یہ حال ہے کہ جو اچھی چیز بھی میرے ہاتھ لگتی ہے، اسے اللہ کے حوالے کر دیتا ہوں - کیوں کہ میرے پاس رہے گی تو فنا ہو جائے گی - اللہ کے یہاں رہے گی تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے باقی رہے گی "

حضرت حاتم اصم رحؒ

۲۶۴۔ محسوسات سے حاصل کیے ہوئے علم کو باہر نکالے بغیر علمِ باطن حاصل نہیں ہوتا۔
امام غزالیؒ

۲۶۵۔ آدمی کی نیک بختی کا راز معروفِ الٰہی میں مضمر ہے۔ 〃 〃

۲۶۶۔ اپنی ہستی کو مٹانا عین فقیری ہے۔ حضرت وارث علی شاہؒ

۲۶۷۔ محبت کرو اکسب سے کچھ کم نہیں ہوتا۔ محبت ہے تو سب کچھ ہے۔ محبت نہیں ہے تو ریاضت بے کار ہے۔ حضرت وارث علی شاہؒ

۲۶۸۔ جس کو اپنی خواہشات کی خبر ہے وہ عشق سے بے خبر ہے۔ 〃 〃

۲۶۹۔ کسی کی عداوت کو دل میں جگہ نہ دو۔ 〃 〃

۲۷۰۔ دشمن سے بدلہ نہ لو۔ دشمن کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ حضرت علی شیرِ خداؓ کا شیوہ ہے۔ حضرت وارث علی شاہؒ

۲۷۱۔ جس دل کو محبت سے سروکار ہوتا ہے اس میں عداوت کی گنجائش نہیں ہوتی۔
حضرت وارث علی شاہؒ

۲۷۲۔ دنیاداری دکانداری ہے۔ 〃 〃

۲۷۳۔ حقیقی متوکل وہ ہے کہ مخلوق کی جانب سے جو اذیت و رنج پہنچے اس کا کوئی اثر نہ لے۔ نہ اس کی کسی سے شکایت کرے، نہ حکایت۔ حضرت معین الدین چشتیؒ

۲۷۴۔ جو انسان جس قدر معرفت میں زیادہ ہوگا اسی قدر متحیّر ہوگا۔ 〃 〃

۲۷۵۔ عاشق کا دل محبت کی آگ کا آتش کدہ ہے۔ حق کے سوا جو اس کے دل میں آتا ہے وہ جل کر خاکستر و ناپید ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ آتشِ محبت سے بڑھ کر دنیا میں کوئی آگ نہیں ہے۔ حضرت معین الدین چشتیؒ

۲۷۶۔ جو شخص سچ بولے وہ خواہشِ زبان سے بچ جاتا ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۲۷۷۔ علمِ دین میں آسانی طلب کرنا عوام کا درجہ ہے۔ 〃 〃

۲۷۸۔ علماء خواص ہیں اور جب خاص لوگ عام لوگوں کے درجہ پر راضی ہو جائیں تو ان سے کوئی امید نہیں رکھنی چاہیے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۲۷۹۔ اخلاص یہ ہے کہ اعمال کی خرابیوں سے تُو نجات حاصل کرے۔ 〃 〃

۲۸۰۔ تمام اُمور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کا نام رضا ہے۔ 〃 〃

۲۸۱۔ دنیا سے محبت کرنے والا اُس سے الگ نہیں ہوتا اور نہ اُسے کسی حال میں چھوڑتا ہے۔
حضرت علی ہجویری ؒ

۲۸۲۔ راستہ واضح ہے۔ حق ظاہر ہے اور نگہبان بہت بڑا سننے والا ہے۔ پس اس کے بعد حیرانی صرف اندھے پن کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔ حضرت علی ہجویری ؒ

۲۸۳۔ درویشی کی عزت کو خلقت سے پوشیدہ رکھ۔ 〃 〃

۲۸۴۔ ایک درہم قرض حسنہ دینا ایک ہزار درہم خیرات کر دینے سے زیادہ موجبِ ثواب ہے۔
حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ

۲۸۵۔ ناجائز مال کا حصّہ لینے والا بھی توکل سے محروم رہتا ہے۔ 〃 〃

۲۸۶۔ توکل وہ ہے۔ جس کو تمہارا نفس نہیں بلکہ خدا تعالیٰ توکل خیال کرے۔ 〃 〃

۲۸۷۔ توکل کسب کے لیے مانع نہیں بلکہ کسب و توکل دونوں ہی داخلِ عبادت ہیں۔
حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ

۲۸۸۔ جس کی رجا میں خوف کا عنصر نہ ہو وہ بہت جلد ختم ہو جائے گا۔ 〃 〃

۲۸۹۔ غیبت بندے کا گناہ ہے۔ جس کو بندہ معاف نہیں کرتا۔ 〃 〃

۲۹۰۔ اہلِ دُنیا کا سونا بیداری سے اس لیے افضل ہے کہ وہ نیند کی حالت میں دُنیا سے دور رہتے ہیں۔ حضرت سفیان ثوری ؒ

۲۹۱۔ زاہدوں کی صحبت اختیار کرنے والا بادشاہ اس زاہد سے بہتر ہے جس کو بادشاہ کا قرب حاصل ہو۔ حضرت سفیان ثوری ؒ

۲۹۲۔ موت لاٹھی ٹیک کر دُنیا میں سفر کرنے سے کہیں زیادہ دشوار ہے۔
حضرت سفیان ثوری ؒ

۲۹۳۔ مسلمان کی غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی نے مردار کا گوشت کھا لیا اور اہلِ غیبت کو خدا تعالیٰ دُشمن خیال کرتا ہے۔ حضرت سفیان ثوری ؒ

۲۹۴۔ تیرے سب سے بڑے دُشمن تیرے ہم نشین ہیں۔ حضرت غوث الاعظم ؒ

۲۹۵۔ جو حق تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ تمام چیزیں اس سے ڈرتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کوئی شے اس سے نہیں ڈرتی۔ حضرت فضیل بن عیاض ؒ

۲۹۶۔ بُرے اعمال اللہ تعالیٰ کے ساتھ صریح دُشمنی کے مترادف ہے۔ حضرت بایزید بسطامی ؒ

۲۹۷- دولت مندی سے زیادہ کوئی چیز ایمان میں خلل انداز نہیں ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ

۲۹۸- بہت روؤ اور مت ہنسو، بہت خاموش رہو اور بات نہ کرو۔ بہت دو اور کم کھاؤ
بہت جاگو اور کم سوؤ۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ

۲۹۹- غیبت اس کو کہتے ہیں کہ کسی شخص کا ذکر اس کی پیٹھ پیچھے اس طریقہ پہ کیا جائے کہ اگر وہ
سُنے تو اُسے رنج ہو۔ امام غزالیؒ

۳۰۰- وہ بُنیاد جو کبھی ویران نہ ہو، عدل ہے۔ وہ تلخی کہ جس کا آخر شیرینی ہو، صبر ہے۔ وہ شیرینی
جس کا آخر تلخ ہو، شہوت ہے۔ وہ بلا جس سے لوگوں کو بھاگنا چاہیے عیش ہے
حضرت عبدالغفور مدنی رحؒ

۳۰۱- کسی سے بدلہ لینے میں جلدی نہ کرو اور کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں تاخیر نہ کرو۔
حضرت شقیق بلخی رحؒ

۳۰۲- حقیر شخص جو بات تجھے کہے اُسے حقیر نہ سمجھو کیوں کہ شہد کی مکھی گو مکھی ہے مگر شہد کا پرند
ہے۔ ایک بزرگؒ

۳۰۳- ناقص عقل گناہ کے وقت محافظت نہیں کر سکتی۔ حضرت بوعلی سیناؒ

۳۰۴- خلق کی صحبت سے بچو، کم کھاؤ اور کم بولو۔ حضرت فتح موصلیؒ

۳۰۵- جب تم کسی عالم کو بلا ضرورت حکام یا اُمرا کے پاس جاتے دیکھو تو اُسے بھلا خیال نہ کرو۔
نہ اُسے سلام کہو اور اس کے مذہب کو مشتبہ سمجھو۔ حضرت سفیان ثوریؒ

۳۰۶- اُمراء میں سے بُرے وہ ہیں جو عالموں سے دُور ہوں اور عالموں میں سے بُرے وہ ہیں
جو اُمراء کے قریب ہوں۔ حضرت اصمعیؒ

۳۰۷- اگر تم اپنے دوست کی امداد یا اس کے غم کی برداشت یا دُعا کرنا نہیں چاہتے تو دوست
سے اس کی حالت ہرگز دریافت نہ کرو۔ کیوں کہ یہ منافقت ہے۔ حضرت علی خواصؒ

۳۰۸- حسد کو چھوڑنے کی دوا ترکِ دنیا ہے لیکن جو دُنیا کی طرف راغب ہو۔ اس کو حسد لازم
ہے، خواہ مانے یا نہ مانے۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ

۳۰۹- لوگوں کو آگ فرض کرو اور بلا ضرورت اِن کے پاس نہ جاؤ اور جب ان کے قریب جاؤ،
تو آگ کی طرح ان سے ڈرو۔ حضرت حاتم اصمؒ

۳۱۰- انسان کو ہمیشہ تکلیف واقف سے ہی پہنچتی ہے اجنبی سے نہیں۔ حضرت سفیان ثوریؒ

۳۱۱ - عاقل کی دُنیا طلبی جاہل کے ترکِ دُنیا سے بہتر ہے۔ حضرت ربیع بن خیثمؒ

۳۱۲ - انسان رات کو کوئی بھی گناہ کرے صبح کو اس کے چہرے پر ذلّت ہوتی ہے۔ حضرت حسن بصریؒ

۳۱۳ - تم غور کرو کہ اپنے اعمال نامے میں کیا لکھوا رہے ہو سب کچھ تمہارے پروردگار کے سامنے پیش ہوگا۔ حضرت بشر حافیؒ

۳۱۴ - مجھے اپنے مال میں سے وہ چیز بہت پیاری ہے جس سے اپنے دوست کی دِل جوئی کروں اور سب سے بُری چیز وہ ہے۔ جو پیچھے چھوڑ جاؤں۔ حضرت بکر بن مزنیؒ

۳۱۵ - بھوکے کے پیٹ میں ایک لُقمہ جانا یا کسی محتاج کی حاجت روائی کرنا۔ میرے خیال میں مسجد بنانے سے بہتر ہے"۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ

۳۱۶ - مظلوموں کی دُعا سے خائف رہ۔ کیوں کہ ان کی دُعا رد نہیں ہوتی۔ اگرچہ فاجر و گناہ گار اور کافر ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت ابوالعالیہؒ

۳۱۷ - بناوٹی زاہد کی یہ علامت ہے کہ اگر کوئی اس کی ضیافت کرے۔ تو حضرت ابراہیمؑ کی سخاوت کا بیان سُنائے۔ اگر وہ کسی کی ضیافت کرے تو حضرت عیسیٰؑ کے زہد کا ذکر سُنائے۔ حضرت حامد لفافؒ

۳۱۸ - ہزار دوستوں کی موجودگی سے خوش نہ ہو بلکہ ایک دشمنِ غائب سے خائف رہ۔
حضرت امام شافعیؒ

۳۱۹ - باعزت وہ بندہ ہے کہ مسبب الاسباب اُسے اسباب کا محتاج نہ رکھے۔
حضرت علی ہجویریؒ

۳۲۰ - جو شخص اپنی خواہش اور نفس کے مطابق کلام کرتا ہے۔ اس میں ذِلت اور رسوائی ہوتی ہے۔ خلقت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اُس کا نہ بولنا اُس کے بولنے سے بہتر ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۳۲۱ - جو منعم حقیقی کا مشاہدہ کرتا ہے، اگرچہ وہ فقیر ہو، غنی ہوتا ہے۔ " "

۳۲۲ - طامع آدمی اپنے طمع میں مُردہ ہوتا ہے۔ " "

۳۲۳ - لالچ دِل پر ایسا ہوتا ہے جیسے دِل پر مہر لگی ہو اور مہر لگا ہُوا دِل لامحالہ مُردہ ہوتا ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۳۲۴ - اللہ تعالیٰ نے دِل کے لیے ایک عزت اور ایک ذلّت پیدا کی ہے۔ " "

۳۲۵ - ایمان کو حق تعالیٰ سے انس ہوتا ہے اور غیر سے وحشت۔ حضرت علی ہجویریؒ

۳۲۶ - طمع کرنے والے سے ہر کوئی وحشت و نفرت کرتا ہے۔ " "

۳۲۷ - انسان اُس کا دشمن ہوتا ہے جو اس کی خواہشِ نفس کا مخالف ہو اور اس کا دوست ہوتا ہے جو اس کی خواہش کے مطابق ہو۔ حضرت علی ہجویریؒ

۳۲۸ - حق سے ملنا اس کے غیر سے علیحدگی ہے۔ " "

۳۲۹ - غیر اللہ سے علیحدہ ہونا حق تعالیٰ سے ملنا ہے۔ " "

۳۳۰ - جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی معرفت سے عزیز کر دے تو پھر وہ گناہ سے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۳۳۱ - عارف کو سوائے معرفتِ الٰہی کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ " "

۳۳۲ - محبت سے بڑھ کر کوئی چیز نازک نہیں۔ " "

۳۳۳ - تین چیزیں تقویٰ کی پہچان ہیں:

فرستادن، منع کردن، سخن گفتن۔

فرستادن کا مطلب یہ ہے کہ تم خدا کے فرستادہ ہو، لہٰذا اسی کے احکام کی تعمیل کرو

منع کردن کا مطلب یہ ہے کہ کسی سے کچھ طلب نہ کرو اور سخن گفتن سے مراد یہ ہے کہ ایسی بات کہو جو دین و دنیا میں سود مند ہو۔ حضرت ابو علی شفیق بلخیؒ

۳۳۴ - اپنے قول کا معقول جواب سوچے بغیر کوئی بات منہ سے نہ نکالو اور جب تک تمہارے اندر بات نہ کہنے کی طاقت موجود ہے خاموشی اختیار کرو۔

حضرت ابو علی شفیق بلخیؒ

۳۳۵ - علم پر عمل پیرا رہو۔ کیوں کہ علم بلا عمل ایسا ہے جیسے جسم بغیر روح کے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ

۳۳۶ - دوسروں کے برابر دولت جمع کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ عبادت میں برابری کی کوشش کرتے رہو۔ کیوں کہ دولت تو دنیا میں رہ جاتی ہے اور عبادت قبر کی ساتھی ہے۔ امام شافعیؒ

۳۳۷ - کسی مردے سے حسد نہ کرو۔ کیونکہ دنیا میں سب مرنے کے لیے آئے ہیں۔ " "

۳۳۸ - اعمال کی مشقتوں سے چھٹکارا پانے کا نام اخلاص ہے اور خدا پر اعتماد توکل ہے اور

تمام امور کو خدا کے سپرد کر دینے کا نام رضا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ

۴۳۹۔ عوام کا زہد حرام اشیاء کو ترک کر دینا ہے اور خواص کا زہد حلال چیزوں میں زیادتی کی طمع نہ کرنا ہے اور عارفین کے زہد کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ امام احمد بن حنبلؒ

۴۴۰۔ ایک تو وہ عالم ہیں جو اپنے علم سے خود تو زندگی حاصل کر لیتے ہیں لیکن دوسرے لوگوں کو ان کے علم سے کوئی زندگی نہیں ملتی۔ حضرت ابو قلابہؒ

۴۴۱۔ دنیا میں ایسے عالم بھی ہیں جن کے علم سے دوسرے لوگ تو فائدہ اٹھاتے ہیں اور زندگی حاصل کرتے ہیں لیکن وہ خود محروم رہتے ہیں۔ حضرت ابو قلابہؒ

۴۴۲۔ عالموں کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ جو نہ اپنی زندگی سے خود فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ دوسرے ہی اس سے کوئی زندگی حاصل کرتے ہیں۔ حضرت ابو قلابہؒ

۴۴۳۔ شریف آدمی چار باتوں سے کبھی نہیں ہچکچاتا:

۱۔ اپنے ماں باپ کی خدمت اور تعظیم سے۔

۲۔ مہمان کی خاطر تواضع اور خدمت سے۔

۳۔ اپنے گھوڑے کی دیکھ بھال سے چاہے نوکر بھی موجود ہو۔

۴۔ اپنے استاد کی خدمت سے۔ حضرت عثمان دامانیؒ

۴۴۴۔ علم کا چھپانا ہلاکت ہے اور عمل کا چھپانا نجات ہے۔ " "

۴۴۵۔ زیادہ بحث مباحثے سے عمل کم ہو جاتا ہے۔ " "

۴۴۶۔ عالموں کی صحبت میں بیٹھو۔ اچھائیاں دیکھیں گے تو خوش ہوں گے۔ برائیاں دیکھیں گے تو معاف کر دیں گے۔ غلطی کرو گے تو جھڑکی نہ دیں گے۔ بے عقلی کے کام کرو گے تو علم سکھائیں گے اور اگر گواہی کا موقع آیا تو سچی گواہی دے کر فائدہ پہنچائیں گے۔ حضرت شعبیؒ

۴۴۷۔ لوگوں کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر کسی نے کمزور چیزوں پر بھروسہ کر رکھا ہے۔ کوئی اپنے مال اور سامان پر بھروسہ کیے ہوئے ہے۔ کوئی اپنی کاریگری پر۔ کوئی اپنی صحت وقوت پر۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے خدا کے اس سچے فرمان کو دل سے لگایا۔

(ترجمہ) "اور جو اللہ پر بھروسہ کرے گا تو اللہ اُس کے بسے کافی ہے"

پس مَیں نے ہر چیز سے نظر ہٹا کر صرف خدا پر بھروسہ کیا اور واقعی خدا میرے لیے کافی ہے"۔
حضرت حاتم اصم رح

۳۴۸ - حق تعالیٰ کے ایسے دوست بھی ہیں کہ اگر ایک لمحہ دُنیا میں غفلت کا پردہ اُن پر پڑ جائے تو وہ نیست و نابود ہو جائیں ۔
حضرت عثمان ہارونی رح

۳۴۹ - فقیر وہ ہے جس کے پاس بجز خدا کے کچھ نہ ہو ۔
حضرت وارث علی شاہ رح

۳۵۰ - جس کو صدق نہیں اس کا ایمان نہیں ۔
" "

۳۵۱ - بھائی بھائی میں باہمی محبت ہونا اس کی دلیل ہے کہ ان کو باپ سے محبت ہے ۔
حضرت وارث علی شاہ رح

۳۵۲ - عاشق دین و دنیا دونوں سے بے خبر و بے نیاز ہے ۔
" "

۳۵۳ - عاشق کبھی بے ایمان نہیں مرتا ۔
" "

۳۵۴ - فقیر کا کوئی گھر نہیں اور سب گھر فقیر کے ہیں ۔
" "

۳۵۵ - حضرت امام حسین رضؓ نے ایک رضائے معشوق کے لیے تمام خاندان کو میدانِ کربلا میں شہید کرا دیا ۔
حضرت وارث علی شاہ

۳۵۶ - خدا اپنی تقدیر کا مختار ہے - کوئی اس میں دخل دینے کی طاقت نہیں رکھتا ۔ نہ کسی کی یہ مجال ہے کہ اس پر زور دے کر مقدر بدلوالے - جس کا یہ عقیدہ ہے وہ گمراہ ہے ۔
حضرت غوث الاعظم رح

۳۵۷ - منافق کی علامت یہ ہے کہ وہ غیر موجود صفت پر خوش ہوتا ہے اور موجود عیوب کی مذمت پر خفا ہوتا ہے ۔
حضرت فضیل بن عیاض رح

۳۵۸ - تم اپنے عالموں کی تعریف کس طرح کرتے ہو - حالانکہ اُن کی گردنیں موٹی، اُن کے جسم فربہ، اُن کے لباس باریک اور اُن کی خوراک مرغن غذائیں ہیں ۔
حضرت فضیل بن عیاض رح

۳۵۹ - انجام کی خرابی برائی کی ابتدا سے ہوتی ہے - لہذا ہمیشہ ابتدا کو اچھا بناؤ ۔
" "

۳۶۰ - جس شخص کو تنہائی سے وحشت اور مخلوق سے موانست ہے وہ سلامتی سے بعید ہے ۔
حضرت فضیل بن عیاض رح

۳۶۱ - عقلمندوں کے ساتھ جنگ کرنا بے وقوفوں کے ساتھ حلوا کھانے سے زیادہ آسان

ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ

۳۶۲۔ جو نیکی فی الفور کسی نور یا علم کا پھل نہ دے اس کو نیکی نہ گن اور جس گناہ کے بعد فوراً اللہ تعالیٰ کا خوف اور توبہ میسر آجائے اس کو گناہ شمار نہ کرو۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

۳۶۳۔ معرفت یہ ہے کہ تو مخلوق کی حرکات و سکنات کو بواسطہ خالق جانے۔ ؍؍

۳۶۴۔ تواضع یہ ہے کہ درویشوں سے تواضع کرے اور امیروں سے تکبر۔ ؍؍

۳۶۵۔ نیک بخت وہ ہے کہ نیکی کرے اور ڈرے اور بد بخت وہ ہے کہ بدی کرے اور مقبولیت کی امید رکھے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

۳۶۶۔ وہ زمانہ غربتِ اسلام کا ہے جس میں علماء مفتونِ دنیا ہوں۔ ؍؍

۳۶۷۔ جیسا تم خدا کو کل کے لیے چاہتے ہو۔ تم آج اس کے لیے ویسے بن جاؤ۔

حضرت بایزید بسطامیؒ

۳۶۸۔ علم بکثرت حکایت کرنے کا نام نہیں۔ بلکہ علم وہ ہے جو عالم کو مفید ہو اور وہ اس پر عامل ہو۔ حضرت امام مالکؒ

۳۶۹۔ توبہ کے بعد ایک صغیرہ گناہ قبل از توبہ کے ستر کبیرہ گناہوں سے بڑا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ

۳۷۰۔ جو خواہشاتِ نفسانی پر غالب آئے وہ فرشتوں سے بھی اچھا ہے کیوں کہ فرشتہ کو محض عقل ہے۔ اس کو شہوت نہیں ہے اور جس پر شہوت غالب آئے وہ جانوروں سے بدتر ہے کیوں کہ وہ محض شہوت ہیں۔ عقل نہیں رکھتے حضرت وہبؒ

۳۷۱۔ خواہشاتِ دنیا کی تحریک کا سب سے بڑا ذریعہ آنکھیں ہیں۔ گوشہ نشینی سے آنکھ محفوظ رہتی ہے اور انسان تمام گناہوں سے بچا رہتا ہے۔ حضرت ابوبکر وراقؒ

۳۷۲۔ ایک لغو کلمے کو چھوڑنا نفس کے لیے ایک دن کے روزے سے مشکل ہے۔ کیوں کہ انسان بسا اوقات سخت گرمی میں روزہ رکھ لیتا ہے لیکن لغو کلمے سے نہیں رک سکتا۔

حضرت یونس بن عبیدؒ

۳۷۳۔ فقیر کی ف کہتی ہے۔ ذاتِ الٰہی میں فنا ہو جا اور ماسوا اللہ سے دل کو فارغ کر لے ق کہتا ہے اپنے قلب کو خدا کی قدرت سے مضبوط کر اور اس کی رضامندی اور رضا جوئی میں قائم ہو جا۔ ی چاہتی ہے خدا سے امیدوار رہے اور اس کا خوف دل میں رکھے۔

اور رکی خواہش ہے رقتِ قلب اور رجوع علی اللہ یعنی نفسانی خواہشوں سے دامن بچاکر خدا کی طرف رجوع ہو جا۔ حضرت غوث الاعظمؒ

۲۷۴ - خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ بدعات سے بچو، فرمانبردار رہو، صبر کو شیوہ بناؤ سختی کے بعد راحت کا آنا لازمی جانو۔ تکلیف میں ناامید نہ ہو جایا کرو۔ خدا کے ذکر پر جمع ہو جاؤ۔ پراگندہ نہ رہو۔ توبہ سے گناہوں کو دھوڈالا کرو۔ اپنے مولا کے در سے کبھی نہ ہٹو۔ حضرت غوث الاعظمؒ

۲۷۵ - اپنے دِل کے دروازے پر دربان بن جاؤ۔ جس کے جانے کا خدا حکم دے۔ اُس کو اندر جانے دو جس کو منع کرے اُس کو روک دو۔ حضرت غوث الاعظمؒ

۲۷۶ - دِلوں کی خواہشوں کو زیادہ نہ بڑھاؤ۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ " "

۲۷۷ - سب کو دے۔ جو تیرے خیال میں مستحق ہوں۔ ان کو بھی اور جو غیر مستحق ہوں۔ تاکہ خداوند تعالیٰ تجھ کو وہ دے جس کا تو مستحق ہے اور وہ نہ دے جس کا تو مستحق نہیں ہے۔ حضرت غوث الاعظمؒ

۲۷۸ - اے طلب گار توبہ کر باسم خدا۔ اخلاص حاصل کر باسم خدا۔ ایک ہفتہ میں خُدا تک جا۔ نہیں ہوسکتا تو ایک ماہ میں جا۔ نہیں ہو سکتا تو ایک سال میں جا۔ یہ بھی نہ ہوسکے تو ساری عمر میں ایک دفعہ تو اس تک جا اور لے اسی کے پاس سب کچھ ہے۔
حضرت غوث الاعظمؒ

۲۷۹ - "اے میرے معبود!

اگر میں تیری عبادت جہنم کے ڈر سے کرتی ہوں تو تُو مجھے نارِ جہنم کا لقمہ بنادے۔ اگر میں تیری عبادت جنت کے لالچ میں کرتی ہوں تو تُو مجھے اس سے ہمیشہ کے لیے محروم کردے اور اگر میں صرف تجھ سے 'تیری ذات سے' تیرے لیے محبت کرتی ہوں تو اے میرے مولا! مجھے اپنے جمالِ ازلی سے محروم نہ کیجیو۔" حضرت رابعہ بصریؒ

۲۸۰ - دُنیا میں آدمی جتنی ملول و غمگین زندگی بسر کرے گا۔ اسی مناسبت سے اس کے عمل صالح کی آبیاری ہوگی۔ حضرت حسن بصریؒ

۲۸۱ - عملِ صالح کی تربیت، نشوونما اور تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ آدمی ہنسے کم اور روئے زیادہ۔ حضرت حسن بصریؒ

۳۸۲ - اے اللہ! تیری رُوح میری روح میں اس طرح سماگئی ہے جس طرح شراب، آبِ زلال میں - جب کوئی چیز تجھے مس ہوتی ہے تو مجھے بھی مَس ہوتی ہے - کیوں کہ تُو اور مَیں ہر حال میں ایک ہیں "۔ حضرت منصور حلاج رح

۳۸۳ - شریعت کا ردّ کرنا الحاد اور حقیقت کا ردّ کرنا شرک ہے - حضرت علی ہجویری رح

۳۸۴ - جو شخص حق سے زیادہ نزدیک ہو وہ اس کا حکم بجا لانے کا زیادہ حریص ہوتا ہے - حضرت علی ہجویری رح

۳۸۵ - جو معرفتِ نفس کا طریقہ نہیں جانتا وہ معرفتِ الٰہی کا بھی طریقہ نہیں جانتا - " "

۳۸۶ - امرِ الٰہی میں کوتاہی نہ کر کیوں کہ ترکِ فرمان تیرے لیے عذاب کا سبب ہوگا - حضرت علی ہجویری رح

۳۸۷ - شہوتِ نفس کی پیروی کرنا اور غیر محرم کو نظرِ شہوت سے دیکھنا خدا سے غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے - حضرت علی ہجویری رح

۳۸۸ - بڑی مصیبت اہلِ غفلت کے لیے یہ ہے کہ وہ اپنے عیوب سے غافل ہوتے ہیں - حضرت علی ہجویری رح

۳۸۹ - رزق موجود ہونے پر خوش نہ ہو اور اُس کے نہ ہونے پر غمگین نہ ہو - "

۳۹۰ - جو شخص حق تعالیٰ کو چاہتا ہے وہ اس بات کے سوا کچھ نہیں چاہے گا - جس کو اللہ تعالیٰ چاہے - حضرت علی ہجویری رح

۳۹۱ - وہ شخص جسے خدا چاہے وہ سوائے حق تعالیٰ کے کچھ نہیں چاہے گا - " "

۳۹۲ - مُرید وہ شخص ہے جو اپنے نفس کے لیے وہی بات چاہے - جس کو اللہ اُس کے لیے چاہے - حضرت علی ہجویری رح

۳۹۳ - جب تُو نے طبیعت کی خرابی کو دیکھ لیا - تو توحید کی حقیقت کو پالیا - " "

۳۹۴ - نیکی کی توفیق اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے - " "

۳۹۵ اہلِ علم کو خواہ مخواہ اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا چاہیے ورنہ وہ رنج میں رہیں گے - "

۳۹۶ - حق تعالیٰ سے اُنس کرنا غیر سے وحشت کرتا ہے - "

۳۹۷ - رضا زہد سے افضل ہے - "

۳۹۸ - رضا سے آگے اور کوئی منزل نہیں - "

۳۹۹ - حق تعالیٰ سے راضی ہونا بادشاہی ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۴۰۰ - غیر سے راضی ہونا بڑی ہلاکت ہے۔ 〃 〃

۴۰۱ - محبت کرنے والا اس بات پہ راضی ہوتا ہے جو محبوب کرے۔ 〃 〃

۴۰۲ - مقاماتِ تصوّف میں اوّل مقام توبہ ہے۔ 〃 〃

۴۰۳ - حرام سے آنکھ بند رکھو۔ حضرت مجدّدالف ثانیؒ

۴۰۴ - بڑی فقیری یہ ہے کہ مر جائے مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔ حضرت وارث علی شاہؒ

۴۰۵ - فقیر کو چاہیے کہ نہ تکلیف سے گھبرائے اور نہ شکایت کرے کیوں کہ محبوب کی دی ہوئی چیز سے گھبرانا محبّت کے منافی ہے اور محبوب کی شکایت مشربِ عشق میں کفر ہے۔

حضرت وارث علی شاہؒ

۴۰۶ - فقیر جہاں رہے لاطمع رہے۔ 〃 〃

۴۰۷ - سلسلۂ فقر اہل بیت کرام علیہم السلام سے ہے۔ 〃 〃

۴۰۸ - فقیر وہ ہے جس کی کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ جائے۔ 〃 〃

۴۰۹ - خدا تم میں ہے مگر دیکھ نہیں سکتے۔ 〃 〃

۴۱۰ - موحد ہونا مشکل ہے۔ 〃 〃

۴۱۱ - ایک صورت کو پکڑ لو۔ وہی تمہارے ساتھ یہاں بھی رہے گی اور وہی قبر میں اور وہی حشر میں ساتھ ہوگی۔ حضرت وارث علی شاہؒ

۴۱۲ - محبت میں شاہ و گدا کا فرق نہیں رہتا۔ 〃 〃

۴۱۳ - دُنیا کی محبت دِل سے نکال دو۔ کیوں کہ اس حالت میں جو سجدہ بھی کرو گے اسی کو کرو گے۔ حضرت معروف کرخیؒ

۴۱۴ - جس کی ہمّت دین کی طرف مصروف ہوگی۔ اس کے سب کام اس کی برکت سے درست ہوجائیں گے۔ اور جس کی ہمّت دُنیا کی طرف ہوگی۔ اس کے سب کام اس کی شامت سے تباہ ہوجائیں گے۔ حضرت محمد علی حکیم ترمذیؒ

۴۱۵ - دنیاوی عمارت کا خواہش مند ہمیشہ خوار ہوتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ

۴۱۶ - رضا کا طالب اپنے اصل مرتبہ سے زیادہ کا طالب نہیں ہوتا۔ 〃 〃

۴۱۷ - دُنیا کی کوئی چیز کسی انسان کو نہیں دی جاتی جب تک کہ آخرت کے توشے میں سے

کچھ کم نہیں کر لیا جاتا ۔ حضرت فضیل بن عیاض رح

۴۱۸ - نرم کپڑے اور لذیذ کھانے کی عادت نہ ڈالو۔ کیوں کہ کل کو اس کی لذت اور عادت سے محروم کر دیئے جاؤ گے ۔ حضرت فضیل بن عیاض رح

۴۱۹ - تین چیزوں کی تلاش نہ کرو۔ کیوں کہ مِل نہیں سکتیں ۔

ایسا عالم جس کا علم میزان میں پورا اترے ۔ اگر تم ایسا عالم تلاش کرتے رہو گے تو بے علم رہ جاؤ گے ۔ دوسرے ایسا عالم مت ڈھونڈو جو مخلص ہو، ورنہ بے عمل رہ جاؤ گے تیسرے بے عیب بھائی کی تلاش نہ کرو ورنہ بغیر بھائی کے رہ جاؤ گے ۔

حضرت فضیل بن عیاض رح

۴۲۰ - جوانمردی یہ ہے کہ کسی سے کسی قسم کی مدد کا طالب نہ ہو۔ توکل یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے کسی سے کوئی اُمید نہ رکھے اور نہ کسی سے ڈرے ۔ حضرت فضیل بن عیاض رح

۴۲۱ - متوکّل وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پر یقین اور اعتبار کامل ہو ۔

۴۲۲ - اگر حق تعالیٰ کہے کہ تیری ایک دُعا قبول کروں گا تو میں صرف بادشاہ کے حق میں دُعا کروں گا۔ کیوں کہ بادشاہ کی اصلاح سے خلقِ خدا کی اصلاح ہو گی اور اپنی اصلاح سے صرف میں ہی فائدہ اُٹھا سکتا ہوں۔ حضرت فضیل بن عیاض رح

۴۲۳ - سب سے زیادہ نافع وہ خوف ہے جو گناہ سے باز رکھے اور سب سے زیادہ نافع وہ اُمید ہے جو کام کو آسان کر دے ۔ حضرت عبداللہ خبیق رح

۴۲۴ - عمل میں اخلاص عمل کی نسبت زیادہ سخت ہے اور عمل ایک ایسی چیز ہے جس کے ادا کرنے سے لوگ عاجز ہیں ۔ اخلاص تو اس کے بعد ہے۔ حضرت عبداللہ خبیق رح

۴۲۵ - بہترین عمل دوسروں کو دینا ہے نہ کہ دوسروں سے لینا۔ حضرت غوث الاعظم رح

۴۲۶ - خلوت میں خاموش رہنا مردانگی نہیں، جلوت میں خاموش رہنا مردانگی ہے ۔

حضرت غوث الاعظم رح

۴۲۷ - اگر تُو نے اللہ تعالیٰ بھی بلند آواز سے کہا ہے تو اس کی بھی تجھ سے باز پُرس ہو گی، کہ خالصتاً کہا ہے یا ریا سے ۔

حضرت غوث الاعظم رح

۴۲۸ - تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے اور تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے ۔

۴۲۹ - اگر دوست نے تجھ سے کچھ لیا ہے تو اُس کا احسان مند ہو۔ کیوں کہ اگر وہ نہ لیتا، تو

تجھے ثواب نہ ہوتا۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ

۴۳۰۔ اگر انسان چالیس سال کی عمر تک پہنچ کر بھی گناہ نہ چھوڑے اور اپنی سرکشی سے تائب نہ ہو تو شیطان اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہے کہ نجات نہ پانے والے چہرے پر میں فِدا ہوں۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ

۴۳۱۔ نفس ایک ایسی شئے ہے جو ہمیشہ باطل کی طرف رُخ کرتی ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

۴۳۲۔ گناہ کے بعد ندامت بھی توبہ کی شاخ ہے۔ حضرت مجددّ الف ثانیؒ

۴۳۳۔ اہل و عیال کے ساتھ حد سے زیادہ محبت مت کر کہ اس سے ضروری امور میں فتور پیدا ہوتا ہے۔ حضرت مجددّ الف ثانیؒ

۴۳۴۔ آخرت کا کام آج کر۔ دُنیا کا کام کل پر چھوڑ دے۔ " "

۴۳۵۔ سرود و نغمہ ایک زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا ہے اور گانا بجانا زنا کا منتر ہے۔ حضرت مجددّ الف ثانیؒ

۴۳۶۔ جس نے دولت مند کی تواضع اس کی دولت مندی کے سبب سے کی۔ اس نے دو حصّہ دین برباد کر ڈالا۔ حضرت مجددّ الف ثانیؒ

۴۳۷۔ ناراض ہونے کے خیال سے حق بات دوست کو نہ بتلانا حقِ دوستی نہیں۔ " "

۴۳۸۔ احسان سب جگہ بہتر ہے لیکن ہمسایہ کے ساتھ بہترین ہے۔ " "

۴۳۹۔ دُنیا ایک ایسی نجاست ہے جو سونے میں چھپائی گئی ہو۔ " "

۴۴۰۔ تمام مخلوقات میں زیادہ محتاج انسان ہے۔ " "

۴۴۱۔ سب سے زیادہ عذاب عالمِ بے عمل پر ہوگا۔ " "

۴۴۲۔ فقر کا قرار بے قراری میں ہے اور راحت جراحت میں۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ

۴۴۳۔ صدق یہ ہے کہ جو بات دِل میں ہو وہی کرے۔ " "

۴۴۴۔ نماز روزہ اچھی چیز ہے لیکن غرور و حسد دِل سے دُور کرنا ان کو زیادہ اچھا بنا دیتا ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ

۴۴۵۔ تین چیزیں خباثتِ دل کو ظاہر کرتی ہیں۔
۱۔ حسد ۲۔ ریا ۳۔ عجب حضرت امام غزالیؒ

۴۴۶۔ ریاکار گویا خدا تعالیٰ کی نسبت لوگوں کو زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ " "

۴۴۷- کلام میں نرمی اختیار کرے، کیوں کہ الفاظ کی نسبت لہجے کا زیادہ اثر پڑتا ہے۔ امام غزالیؒ

۴۴۸- بدخُلقی سے دُشمنی پیدا ہوتی ہے اور دشمنی سے جفا کاری۔ ؍؍

۴۴۹- عقلمند وہ ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرے، اس سے پیشتر کہ خدا کے رُو برو بلایا جائے۔ حضرت شفیق بلخیؒ

۴۵۰- عارف باللہ پر سب سے زیادہ گراں مخلوق کے ساتھ تکلّم اور اُن کے پاس بیٹھنا ہے حضرت شفیق بلخیؒ

۴۵۱- بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی اُمید پر گناہ کرتا ہے۔ اور زندگانی کی اُمید پر توبہ ؍؍

۴۵۲- جب تک مومن اپنی ذلّت پر اس طرح صبر نہیں کرتا جس طرح اپنی عزّت پر صابر رہتا ہے اس وقت تک اس کے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ حضرت ابوالعباس السیارویؒ

۴۵۳- سچے لوگوں کی زبان پر اللہ تعالیٰ علم و حکمت کا اجرا کر دیتا ہے۔ ؍؍

۴۵۴- انبیاءؑ کو خطرات، اولیاءؒ کو وسواس، عوام کو افکار اور مشاق کے لیے عزائم ہوا کرتے ہیں۔ حضرت ابوالعباس السیارویؒ

۴۵۵- جس پر خدا کی مہربانی ہوتی ہے اس پر لوگ بھی مہربان رہتے ہیں لیکن جس پر قہر نازل ہوتا ہے۔ لوگ بھی اس سے دُور بھاگتے ہیں۔ حضرت ابوالعباس السیارویؒ

۴۵۶- مَیں تو خدا کے در کا گدا ہوں اور گدا کو جو کچھ بھی مِل جائے، وہی اس کے لیے غنیمت ہے۔ حضرت ابوالعباس السیارویؒ

۴۵۷- مُرید کے لیے شریعت کے احکام پر صبر، ممنوعہ اشیاء سے احتراز اور صالحین کی صحبت افضل ترین ریاضتیں ہیں۔ حضرت ابوالعباس السیارویؒ

۴۵۸- جس کو خدا کی موافقت حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ کبھی اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ حضرت ابوالفضل حسن سرخسیؒ

۴۵۹- چونکہ اصحابِ کہف بلاواسطہ خدا پر ایمان لائے اس لیے وہ جواں مرد کہلانے کے مستحق ہیں۔ حضرت ابوالفضل حسن سرخسیؒ

۴۶۰- مصنوعات کا وجود ہی صانع کی دلیل ہے۔ ؍؍

۴۶۱- جو شخص خود اپنے نفس کو مؤدب نہ بنا سکے اس کو واقفِ اَدب نہیں کہا جا سکتا۔ حضرت ابوالفضل حسن سرخسیؒ

۴۶۲ - خداتعالیٰ کا بار صرف وہی لوگ اُٹھا سکتے ہیں - جو اس کا بار اُٹھانے کے قابل ہیں -
حضرت ابوالقاسم نصرآبادیؒ

۴۶۳ - جس نے خود کو خدا کے ساتھ وابستہ کر لیا - وہ فتنہ و فساد اور وساوسِ شیطانی سے نجات پا گیا اور جس میں خدا کو یاد رکھنے کی صلاحیت و قدرت ہوتی ہے وہ کبھی پریشان نہیں ہوتا - حضرت ابوالقاسم نصرآبادیؒ

۴۶۴ - جب بندے پر من جانب اللہ کوئی حالی وارد ہونے لگے تو اس کے لیے فردوس و جہنم کو نظر انداز کر دینا ضروری ہے اور جب اس حال سے واپس ہو، تو ہر اُس شے کو عزیز خیال کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے عزت عطا کی ہو - حضرت ابوالقاسم نصرآبادیؒ

۴۶۵ - اہلِ محبت آتشِ عشق میں بھی اُن لوگوں سے زیادہ خوش رہتے ہیں جو جنت کے عیش سے خوش ہوتے ہیں - حضرت شیخ ابوالحسن صائغؒ

۴۶۶ - اپنی ذات کو محبوب رکھنا ہلاکت کی نشانی ہے - " "

۴۶۷ - فسادِ طبع کی علامت یہ ہے کہ خواہشات و آرزو میں گرفتار رہے - " "

۴۶۸ - تصوف نام ہے اپنے مراتب کے اخفا اور مسلمانوں کی عزت کرنے کا -
حضرت شیخ ابوالعباس نہاوندیؒ

۴۶۹ - عارف و ذاکر کے سو مدارج موت سے بھی زیادہ ہوتے ہیں - کیوں کہ موت بھی ان کو ذکر و معرفت سے علیحدہ نہیں کر سکتی - حضرت شیخ ابوعثمان مغربیؒ

۴۷۰ - جو شخص خلوت اختیار کرنا چاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ یادِ الٰہی کے لیے ہر شے کی یاد کو اپنے قلب سے خارج کر دے اور رضائے الٰہی کا طالب ہو کر خواہشاتِ نفس کو ترک کر دے اور جو ان چیزوں پر کاربند نہیں ہو سکتا - اس کے لیے خلوت مصیبت بن جاتی ہے - حضرت شیخ ابوعثمان مغربیؒ

۴۷۱ - جس وقت تک قلبِ طالب میں ذرہ برابر بھی نفس و دُنیا کی محبت باقی رہتی ہے - اس کو خاصانِ خدا کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا - حضرت شیخ ابوعثمان مغربیؒ

۴۷۲ - فقرا سے محبت منقطع کر کے مالداروں سے محبت کرنے والوں کو اندھا کر دیا جاتا ہے -
حضرت شیخ ابوعثمان مغربیؒ

۴۷۳ - خالق و مخلوق کی ماہیت سے واقفیت کا نام معرفت ہے - " "

۴۷۴ - اعلیٰ ترین خصلت یہ ہے کہ جس شے کو تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی پسند نہ کرو۔ اور جو شے تمہارے پاس موجود ہو اس کو پیش کر دو لیکن خود اس سے کچھ طلب نہ کرو اور خود ظلم سے احتراز کرتے ہوئے اس کے ظلم پر صبر و تحمل سے کام لو اور خود اس کی خدمت کرتے رہو لیکن خود اس سے کوئی خدمت نہ لو۔

حضرت شیخ ابو عثمان مغربیؒ

۴۷۵ - بہترین عمل وہ ہے جو علم کے مطابق ہو۔ 〃 〃

۴۷۶ - سب سے بڑا اعتکاف یہ ہے کہ ہمیشہ امر و نواہی کو ملحوظ رکھا جائے۔ 〃 〃

۴۷۷ - ہر شے کو اس کی ضد ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ اس لیے جب تک صاحبِ اخلاص ریا کی بُرائی سے واقف نہ ہو۔ اخلاص کی اچھائی کو بھی نہیں سمجھ سکتا۔

حضرت شیخ ابو عثمان مغربیؒ

۴۷۸ - مرد وہی ہے جو خوف کی جگہ خوف اور رجا کی جگہ رجا اختیار کرے۔ 〃 〃

۴۷۹ - عیش و راحت میں موت کو یاد رکھنا شوق کی علامت ہے۔ 〃 〃

۴۸۰ - عارفین کو وہ نور اور علمِ معرفت عطا کیا جاتا ہے کہ جس کے ذریعے وہ عجائباتِ قدرت کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ حضرت شیخ ابو عثمان مغربیؒ

۴۸۱ - اولیاء کرامؒ کے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ اولیاء کرامؒ ہی میں شامل کر دیتا ہے۔

حضرت شیخ ابو عثمان مغربیؒ

۴۸۲ - "نہ تو خدا کے سوا کسی سے خواہش کا اظہار کرتا ہوں اور نہ مجھے کسی کی مدد کی ضرورت ہے۔" حضرت شیخ ابو عثمان مغربیؒ

۴۸۳ - "جب میں نے اپنے قلب پر نظر ڈالی تو سب سے بلند اپنے کو پایا اور جب اہلِ عزت پر نگاہ ڈالی تو سب سے زیادہ اپنی عزت کو پایا۔" شیخ ابوالحسن علی جعفریؒ

۴۸۴ - جو شخص حقیقتِ اشیاء کا دعویدار ہو۔ اس کے دلائل و شواہد اس کو جھوٹا ثابت کر دیتے ہیں۔ شیخ ابوالحسن علی جعفریؒ

۴۸۵ - حالتِ مشاہدہ میں ایک لمحہ کی فکر بھی ہزار مقبول حجوں سے افضل ہے۔ 〃 〃

۴۸۶ - پریشانیاں اور تفرقہ صرف ہستی کے ساتھ ہی وابستہ ہے لیکن جب صوفی نیست ہو جاتا ہے۔ تو اس کو خدا کے سوا نہ تو کچھ نظر آتا ہے اور نہ کسی سے بات کرتا ہے۔

شیخ ابوالحسن علی جعفریؒ

۴۸۷۔ جب تک اشیاء کو جیسی کہ وہ ہیں نہ دیکھیں گے۔ عبرت نہیں پکڑیں گے۔
حضرت علی ہجویریؒ

۴۸۸۔ درویشوں کے لیے صحبت مرشد فرض ہے اور گوشہ نشینی ناپسندیدہ ہے۔ " "

۴۸۹۔ جب کسی کی جان ہی اللہ کی راہ میں خرچ ہو جائے تو مال اور جان اور لقمہ اور خرقہ کی کیا وقعت ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۴۹۰۔ تصوّف اللہ کی راہ میں جان خرچ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ " "

۴۹۱۔ سب گناہ اوصافِ ظاہری ہوتے ہیں۔ " "

۴۹۲۔ بُرے اخلاق اوصافِ باطنی میں سے ہیں۔ " "

۴۹۳۔ ریاضت افعالِ ظاہر میں سے ہے۔ " "

۴۹۴۔ توبہ اوصافِ باطن میں سے ہے۔ " "

۴۹۵۔ جو شخص اپنی حقیقت سے جاہل ہے وہ غیر کی حقیقت سے زیادہ جاہل ہے۔ " "

۴۹۶۔ اپنے فنا سے حق تعالیٰ کے بقا کو معلوم کر۔ " "

۴۹۷۔ جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچان لیا اس نے اپنے رب کو بقا سے پہچان لیا۔
حضرت علی ہجویریؒ

۴۹۸۔ جس نے اپنے نفس کو ذلّت سے پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو عزّت سے پہچان لیا۔
حضرت علی ہجویریؒ

۴۹۹۔ عقل کی تدبیر درست ہے اور خواہش کی تدبیر خطا۔ " "

۵۰۰۔ لڑائی شروع کرنے والا زیادہ ظالم ہوتا ہے۔ " "

۵۰۱۔ شیطان درحقیقت بندہ کا نفس اور اس کی خواہش ہے۔ " "

۵۰۲۔ کوئی کام بغیر تقدیر کے ہو نہیں سکتا۔ " "

۵۰۳۔ اگر پرہیز مقدر سے کرنا چاہیں تو کر نہیں سکتے۔ " "

۵۰۴۔ بندہ مُرید اور اللہ تعالیٰ مُراد ہے۔ " "

۵۰۵۔ ادنیٰ لباس استعمال کرنے والا، نفس پر ظلم کرنے والا، تارک الدنیا اور دس فاقوں کے بعد خدا کی ناشکری نہ کرنے والا صوفی ہوتا ہے۔ حضرت ابو علی احمد بن محمدؒ رودباری

۵۰۶۔ درِ الٰہی کے علاوہ تمام در چھوڑ دینے کا نام تصوف ہے۔ حضرت ابوعلی احمد بن محمدؒ رودباری

۵۰۷۔ متوّقی وہ ہے۔ کہ جس کو اللہ تعالیٰ سو مرتبہ سے بھی زائد مرتبہ راندۂ درگاہ کر دے لیکن وہ خدا سے اپنا رشتہ قائم رکھے۔ حضرت ابوعلی احمد بن محمدؒ رودباری

۵۰۸۔ خدا کے سوا کسی غیر سے خوفزدہ نہ ہونے کا نام بیم ہے اور کسی سے توقع نہ رکھنے کا نام رجا ہے۔ حضرت ابوعلی احمد بن محمدؒ رودباری

۵۰۹۔ اولیائے کرام ہمت کو اس لیے محبوب رکھتے ہیں کہ اہلِ ہمّت ان کو محبوب تصوّر کرتے ہیں۔ حضرت ابوعلی احمد بن محمدؒ رودباری

۵۱۰۔ راہِ توحید پر گامزن ہونے والے جہنم سے نجات حاصل کر لیتے ہیں۔ 〃 〃 〃

۵۱۱۔ قلب کو حکمت اس وقت حاصل ہوتی ہے۔ جب کوئی دُنیا اور دولتِ دُنیا سے متنفر ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوعلی احمد بن محمد رودباریؒ

۵۱۲۔ نفس کے ذریعہ مذمّت اور رُوح کے ذریعہ مکاشفہ حاصل ہوتا ہے۔ 〃 〃 〃

۵۱۳۔ مُرید وہ ہے۔ جو خدا کی رضا پر راضی رہے اور جوان مرد وہ ہے جو دونوں عالم میں خدا کے سوا کسی کا طالب نہ ہو۔ حضرت ابوعلی احمد بن محمدؒ رودباری

۵۱۴۔ بُروں کی صحبت نیکیوں کے لیے آفت ہے۔ 〃 〃 〃

۵۱۵۔ جو خود راستی سے آگاہ نہ ہو۔ اس سے راستی کی اُمید رکھنا بے سود ہے۔
حضرت شیخ ابوعلی محمد بن عبدالوہابؒ ثقفی

۵۱۶۔ جو ادب سے ناواقف ہو۔ اس سے ادب طلب کرنا مہمل اور بے معنی ہے۔
حضرت شیخ ابوعلی محمد بن عبدالوہابؒ ثقفی

۵۱۷۔ جو شخص مُرشد کی صحبت میں رہنے کے باوجود مُرشد کا ادب نہیں کرتا۔ وہ مُرشد کے فیوض و برکات سے محروم رہتا ہے۔ حضرت شیخ ابوعلی محمد بن عبدالوہابؒ ثقفی

۵۱۸۔ جو شخص اعمال و افعال کی درستگی اور اتباعِ سُنت کا خواہاں ہو۔ اس کے لیے باطنی خلوص کا حصول بہت ضروری ہے۔ حضرت شیخ ابوعلی محمد بن عبدالوہابؒ ثقفی

۵۱۹۔ مردانِ حق کے لیے چار باتیں بہت ضروری ہیں۔ اوّل قول میں صداقت۔ دوم مودت میں صداقت۔ سوم امانت میں صداقت چہارم عمل میں صداقت۔ حضرت شیخ ابوعلی محمد بن عبدالوہابؒ ثقفی

۵۲۰۔ دُنیا میں مشغولیت تباہی ہے اور دُنیا سے مُنہ پھیر لینا مسرت ہے۔ 〃 〃 〃

۵۲۱ - دین کو دُنیا کے معاوضہ میں فروخت نہ کرو۔ حضرت شیخ ابو علی محمد بن عبدالوہابؒ ثقفی

۵۲۲ - ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے جب منافقین کی صحبت سے مومنین مسرور ہوں گے۔
حضرت شیخ ابو علی محمد بن عبدالوہابؒ ثقفی

۵۲۳ - اس مُردے کی طرح زندگی بسر کرو۔ جس کو مرے ہوئے بھی تین دن گذر چکے ہوں۔
حضرت ابو علی دقاقؒ

۵۲۴ - جو محبوب کے مکان کا جاروب کش نہ بن سکے۔ اس کا شمار عشاق میں نہیں ہو سکتا۔
حضرت ابو علی دقاقؒ

۵۲۵ - جو خُدا کے سوا کسی سے انس رکھتا ہو، وہ خدا کے اُنس کو قطع کر دینے والا ہے اور ذکر الٰہی
کو چھوڑ کر کسی اور کا ذکر کرنا لغو اور بے سُود ہے۔ حضرت ابو علی دقاقؒ

۵۲۶ - مراتب تین قسم کے ہیں۔ اوّل سوال، دوم دُعا، سوم ثنا۔
سوال تو دُنیا طلب کرنے والوں کے لیے ہے۔ دعا آخرت کے طالبین کے لیے ہے اور
ثنا صرف خُدا کی طلب کے واسطے۔ حضرت ابو علی دقاقؒ

۵۲۷ - سخاوت کے تین درجے ہیں۔ اوّل سخا، دوم جود، سوم ایثار۔
جو شخص خدا کو اپنے نفس کے لیے قبول کرے اس کو صاحب سخا کہا جائے گا۔
جو خدا کو اپنے قلب کے لیے طلب کرے اس کو صاحب جود کہا جائے گا۔ اور
جو اللہ کو اپنی جان کے لیے قبول کرے وہ صاحب ایثار ہے۔ حضرت ابو علی دقاقؒ

۵۲۸ - حق گوئی سے خاموش رہنے والا گونگے شیطان کی طرح ہوتا ہے۔ 〃 〃

۵۲۹ - شاہوں کی صحبت سے احتراز کرو کیوں کہ ان کا مزاج بچّوں جیسا ہوتا ہے اور ان کا
دبدبہ شیر جیسا۔ حضرت ابو علی دقاقؒ

۵۳۰ - مُرید اس کو کہا جائے گا جو ہوائے نفس اور سونے کو ترک کر دے۔ 〃 〃

۵۳۱ - جس کو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے تین چیزیں عطا فرمادے وہ بہت سی بلاؤں سے نجات
پا جاتا ہے۔
اوّل خالی پیٹ رہنا، دوم قناعت اختیار کرنا، سوم ہمیشہ فقر پر قائم رہنا۔
حضرت ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادیؒ

۵۳۲ - تم نے اس وقت حقوق کی ادائیگی کی۔ جب تمہارے نفس نے تم سے سلامتی حاصل کر لی
حضرت ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادیؒ

۵۳۳- سچے صوفی کی شناخت یہ ہے کہ وہ عزت کے بعد ذلت، امارت کے بعد فقر اور شہرت کے بعد گمنامی اختیار کرے اور جو اس کے برعکس ہو وہ جھوٹا صوفی ہے۔

حضرت ابوحمزہ محمد بن ابراہیم بغدادیؒ

۵۳۴- اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو کارخانۂ حکمت بنایا ہے اور ہر مرد اپنی استعداد و کشف کے مطابق فیوض سے بہرہ ور ہوتا رہتا ہے۔ حضرت ابوبکر صیدلانیؒ

۵۳۵- انسان کے لیے خدا کی صحبت اختیار کرنا بہت ضروری ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا دوست ہوں اور اس کو اللہ تعالیٰ تک پہنچا کر دونوں عالم کی مُرادیں پُوری کروا سکیں۔ حضرت ابوبکر صیدلانیؒ

۵۳۶- عالم امر و نواہی کی پابندی کے ساتھ اپنے علم کی روشنی میں جہالت کی تاریکیوں سے دُور ہو جاتا ہے۔ لیکن جو علوم خُدا سے جُدا کر دیں۔ ان کی جانب کبھی متوجّہ نہ ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ ان کا حصول تباہی و بربادی کا باعث بن جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صیدلانیؒ

۵۳۷- جس نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین صدق اختیار کیا وہ مخلوق سے چھٹکارا پا گیا۔

حضرت ابوبکر صیدلانیؒ

۵۳۸- آخرت کے دروازوں میں سے موت بھی ایک دروازہ ہے جس کے بغیر خدا تک رسائی ممکن نہیں۔ حضرت ابوبکر صیدلانیؒ

۵۳۹- جس نیک کام میں نمود و ریا کی جھلک ہو اس پر فخر نہ کرو۔ 〃 〃 〃

۵۴۰- ہمیشہ ہمت پر نظر رکھو۔ کیوں کہ ہمّت ہی ہر شے کی پیش رَو ہے اور ہمت ہی پر تمام کاروبار کا انحصار ہے اور تمام چیزیں صرف ہمّت ہی کے ذریعے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ حضرت ابوبکر صیدلانیؒ

۵۴۱- صرف زبانی اخلاص کا دعویدار چونکہ اپنی عبادت میں خلوص پیدا نہیں کر سکتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے اور دُنیا کی نگاہوں میں رُسوا بنا دیتا ہے۔

حضرت ابواسحاق ابراہیم شیبانیؒ

۵۴۲- صحبتِ اولیا سے کنارہ کشی کرنے والا ایسے جھُوٹے دعووں میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ کہ اس کی وجہ سے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حضرت ابواسحاق ابراہیم شیبانیؒ

۵۴۳- جو شخص خدا سے نہیں ڈرتا اور احسان کرنے کے بعد احسان جتاتا ہے وہ نہایت کمینہ

ہے۔ حضرت ابواسحاق ابراہیم شیبانی رح

۵۴۴ - تواضع بزرگی کی اور قناعت آزادی کی ضامن ہے۔ " " "

۵۴۵ - خائف رہنے والے قلب میں دُنیا کی محبت اور شہوت باقی نہیں رہتی۔ " " "

۵۴۶ - بتّوں کی بھی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض لوگ نفس کو بُت بنا کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ بعض لوگ دولت کو بُت بنا کر اس کے پجاری بنے ہوئے ہیں۔ بعض بیوی بچوں کی پرستش میں بیوی بچّوں کو بُت بنائے ہوئے ہیں۔ بعض صنعت و تجارت کو بُت سمجھ کر اس کی پرستش میں مبتلا ہیں۔ بعض صوم وصلوٰۃ اور زکوٰۃ کو بُت تصوّر کرکے اس کے پجاری بنے ہوئے ہیں۔

ان باتوں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پوری مخلوق کسی نہ کسی شے کی پرستش میں گرفتار ہے۔ اور کسی کو بھی پرستش سے راہ فرار نہیں۔ البتہ اس شخص کو کسی شے کا پرستار نہیں کہا جا سکتا۔ جو اپنے نفس کی نیکی و بدی پر نفس کی موافقت نہیں کرتا۔ بلکہ ہمیشہ نفس کو ہدفِ ملامت بنائے رہتا ہے۔ حضرت ممشاد دینوری رح

۵۴۷ - اہلِ خیر کی صحبت سے قلب میں صلح و خیر پیدا ہوتی ہے۔ اور اہلِ شر کی صحبت قلب کو فتنہ وفساد کی جانب مائل کر دیتی ہے۔ حضرت ممشاد دینوری رح

۵۴۸ - انسان کے لیے وہ وقت بہترین ہوتا ہے جس میں وہ مخلوق سے کنارہ کش ہو کر خالق سے نزدیک تر ہو جاتا ہے اور ان اشیاء سے قلب کو خالی کر لیتا ہے جن کی جانب مخلوق کا رجحان ہے۔ حضرت ممشاد دینوری رح

۵۴۹ - جو اشیاء اہلِ دُنیا کے نزدیک پسندیدہ ہیں وہ اشیاء ہرگز پسندیدگی کے قابل نہیں ہیں۔ حضرت ممشاد دینوری رح

۵۵۰ - لغو چیزوں کو ترک کر دینے کا نام بھی تصوّف ہے۔ " " "

۵۵۱ - جس شے پر نفس و قلب راغب ہو اس کو ترک دینا توکّل ہے۔ " " "

۵۵۲ - علم کی زیادتی سے عالم نہیں بنتا۔ بلکہ عالم وہ ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل پیرا ہو کر اتباعِ سنت میں سرگرم عمل ہو۔ خواہ اس کا علم کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو۔

حضرت ابو اسحاق ابراہیمؒ بن احمد خواص۔

۵۵۳ - جو بندہ معرفتِ الٰہی کا دعویدار بن کر مخلوق سے ربط و ضبط ترک نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ

اِس کو اپنی رحمت سے دُور کر کے لالچی قرار دے دیتا ہے اور اس کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے کہ مخلوق بھی اس سے نفرت کرنے لگتی ہے اور وہ دین و دُنیا میں کہیں کا نہیں رہتا اور سوائے ندامت کے اس کے ہاتھ کچھ نہیں لگتا ۔

حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن احمد خواصؒ

۵۵۴ ۔ جو شخص لوگوں میں ظاہر کرتا ہے کہ اس نے خواہشات وشہوات کو ترک کر دیا وہ دروغ گو اور ریاکار ہے اور اس کو کسی طرح بھی تارکِ شہوات نہیں کہا جا سکتا ۔

حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن احمد خواصؒ

۵۵۵ ۔ صحیح معنوں میں متوکل وہ ہے جس کے توکل کا اثر دوسروں پر بھی پڑے اور اس کی صحبت اختیار کرنے والا بھی متوکل بن جائے لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ ثابت قدم رہنے والا ہی متوکل ہو سکتا ہے ۔

حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن احمد خواصؒ

۵۵۶ ۔ تمام خواہشات کو فنا کر دینے اور بشری تقاضوں کو جلا ڈالنے کا نام محبت ہے ۔

حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن احمد خواصؒ

۵۵۷ ۔ تمام مخلوق خدا سے آزادی طلب کرتی رہتی ہے لیکن مَیں اس سے بندگی کا طالب رہتا ہوں کیوں کہ بندہ کی سلامتی اس کی بندگی ہی میں ہے اور آزادی طلب کرنے سے بندہ ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔

حضرت ابو العباس قصابؒ

۵۵۸ ۔ میرے اور تمہارے مابین یہ فرق ہے کہ میں اپنا مدعا خدا کے سامنے بیان کرتا ہوں اور تم اپنا مدعا مجھ سے بیان کرتے ہو ۔ اور مَیں اس کو دیکھتا اور سنتا ہوں لیکن تم مجھے دیکھتے اور سُنتے ہو ۔ حالانکہ انسان ہونے کے ناطے سے ہم دونوں مساوی ہیں ۔

حضرت ابو العباس قصابؒ

۵۵۹ ۔ اہلِ دُنیا کی محبت سے زیادہ ثواب اس چیز میں ہے کہ بھوک میں ایک لقمہ کم کھایا جائے ۔

حضرت ابو العباس قصابؒ

۵۶۰ ۔ اہلِ دُنیا جس شے کو عزت و توقیر کی نظروں سے دیکھتے ہیں عقبیٰ میں ان کی حیثیت ذرّہ برابر بھی نہیں ۔

حضرت ابو العباس قصابؒ

۵۶۱ ۔ کھانے سے عباداتِ الٰہی سے نفرت اور رغبتِ گناہ پیدا ہوتی ہے اور فاقہ کشی سے نفسانی خواہشات ختم ہو جاتی ہیں اور خود بخود عبادت کی جانب قلب متوجّہ ہوتا

ہے۔ حضرت ابوالعباس قصابؒ

۵۶۲ - ترکِ غذا ایک ایسی عبادت ہے جو عبادت کی رغبت پیدا کرتی ہے۔ " " "

۵۶۳ - اللہ تعالیٰ فنا و ظلمت سے مبرا ہے۔ " " "

۵۶۴ - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز مردہ نہیں ہیں بلکہ تم خود مُردہ ہو اسی لیے تمہاری آنکھیں ان کو مردہ دیکھتی ہیں۔ حضرت ابوالعباس قصابؒ

۵۶۵ - بندوں میں سب سے زیادہ خوش نصیب وہ بندہ ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنے کرم سے اس کی ہستی سے آگاہ فرما دے۔ حضرت ابوالعباس قصابؒ

۵۶۶ - نیکوں کی صحبت اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

حضرت ابوالعباس قصابؒ

۵۶۷ - اللہ تعالیٰ ہزار بندوں میں سے صرف ایک ہی کو اپنے قرب سے نوازتا ہے۔ " "

۵۶۸ - دُنیا تو نجس ہے لیکن وہ قلب اس سے بھی زیادہ نجس ہے جس نے دنیا کی محبت اختیار کر لی۔ حضرت ابوالعباس قصابؒ

۵۶۹ - قربِ الٰہی میں رہنے والے بندے مخلوق سے دور رہتے ہیں اور مخلوق کو ان کے احوال کا پتہ نہیں چلتا۔ حضرت ابوالعباس قصابؒ

۵۷۰ - خدا تعالیٰ سے کماحقہٗ واقف ہونے والوں میں یہ قوت باقی نہیں رہتی کہ وہ خود کو خداشناس کہہ سکیں۔ حضرت ابوالعباس قصابؒ

۵۷۱ - شب و روز میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں جس میں بندوں پر خدا کا فیضان نہ ہوتا ہو اور خدا کے سوا دوسری شے کے طلب گار درحقیقت دو خداؤں کے پرستار ہوتے ہیں۔

حضرت ابوالعباس قصابؒ

۵۷۲ - مَیں یہ نہیں چاہتا کہ تم لوگ میرا ادب کرو کیوں کہ بہت ہی کم شعور ہے وہ ماں جو اپنے شیر خوار بچوں سے ادب کی طالب ہو۔ حضرت ابوالعباس قصابؒ

۵۷۳ - سینۂ عشاق میں ایک ایسی آگ شعلہ فگن رہتی ہے کہ جو اپنے شعلوں کی لپیٹ میں خدا کے سوا ہر شے کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ حضرت ابونصر سراجؒ

۵۷۴ - صوفیاء وہی ہیں جو دُنیا میں اس طرح زندگی گزاریں۔ جیسے دُنیا میں آنے سے قبل تھے۔

حضرت ابوبکر شبلیؒ

۵۷۵- بارگاہِ الٰہی میں بے علم ہو کر زندگی بسر کرنے کا نام تصوف ہے۔ حضرت ابو بکر شبلیؒ

۵۷۶- جس شے سے محبت ہو اس کو محبوب کے نام پر خرچ کرنا ہی محبت ہے اور اگر محبِّ الٰہی کا دعویدار خدا کے سوا کسی اور شے کا طالب ہو تو وہ محبت کی بجائے خدا کا مذاق اُڑاتا ہے۔ حضرت ابو بکر شبلیؒ

۵۷۷- ہیبتِ الٰہی قلب کو گھُلاتی ہے اور آتشِ محبت جان کو پگھلاتی ہے اور شوق نفس کو فناہ کرتا ہے۔ حضرت ابو بکر شبلیؒ

۵۷۸- توحید کو اپنی جانب بلانے والا کبھی موحّد نہیں ہو سکتا۔ " "

۵۷۹- معرفت کی تین قسمیں ہیں :-

اول معرفتِ الٰہی جو ذکر کی محتاج ہے۔ دوم معرفتِ نفس جو ادائیگی فرض کی محتاج ہے سوم معرفتِ باطن یہ تقدیرِ الٰہی پر رضامندی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ حضرت ابو بکر شبلیؒ

۵۸۰- عارف کی شان یہ ہے کہ کبھی تو اپنے جسم پر مچھّر نہیں بیٹھنے دیتا اور کبھی پلکوں پر ساتوں افلاک اور زمینوں کو اُٹھا لیتا ہے۔ حضرت ابو بکر شبلیؒ

۵۸۱- درویشوں کے چار سو مقامات ہیں۔ جن میں سے سب سے ادنیٰ مقام یہ ہے۔ کہ اگر دُنیا کی پُوری دولت بھی انہیں حاصل ہو جائے اور تمام اہلِ دنیا ان کی دولت کو استعمال کریں جب بھی انہیں اگلے دن کے کھانے کی فکر نہ ہو۔ حضرت ابو بکر شبلیؒ

۵۸۲- غفلت کا نام زہد ہے۔ چوں کہ دُنیا ناچیز ہے اور ناچیز شے میں زہد اختیار کرنا غفلت ہے۔ بلکہ یادِ الٰہی میں مخلوق سے بے نیازی کا نام زہد ہے۔ حضرت ابو بکر شبلیؒ

۵۸۳- وہ سانس جو خدا کے لیے ہو وہ تمام عالم کے عابدین کی عبادت سے فزوں تر ہے۔
حضرت ابو بکر شبلیؒ

۵۸۴- اگر پوری دنیا کا لقمہ بنا کر شیرخوار بچّے کے مُنہ میں رکھ دیا جائے۔ جب بھی میں یہی سمجھوں گا کہ اس کا پیٹ نہیں بھرا اور اگر پُوری دُنیا میرے قبضے میں آجائے اور میں اس کو ایک یہودی کے سپرد کر دوں تو اس کے قبول کر لینے پر میں اس کا ممنون ہوں گا۔
حضرت ابو بکر شبلیؒ

۵۸۵- کائنات اس پر قبضہ حاصل نہیں کر سکتی جو خدا سے واقف ہو۔ " "

۵۸۶- جو اظہارِ کرامت کے لیے ظہورِ کرامت کی خواہش کرتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کرامت

کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ

۵۸۷- جب تک تمہارے قلوب مُردہ ہیں، سکون نہیں مل سکتا۔

۵۸۸- کرامت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر درویش پتھر سے کوئی سوال کرے تو پتھر اس کو جواب دے۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ

۵۸۹- "میں فردوس و جہنم سے بے نیاز ہو کر صرف خدا کی عبادت کرتا ہوں اور اسی سے خوف زدہ رہتا ہوں۔" حضرت ابوالحسن خرقانیؒ

۵۹۰- "مجھے اس شخص پر حیرت ہوتی ہے جو پاکیزہ و حلال لباس کو حرام رنگ سے رنگ لیتا ہے۔" حضرت قطب الدین اولیاءؒ

۵۹۱- خورد و نوش کے معاملہ میں جو اپنا محاسبہ نہیں کرتا اس کی مثال جانوروں جیسی ہے۔

حضرت قطب الدین اولیاءؒ

۵۹۲- دُنیا کو چھوڑ کر ذکرِ الٰہی کرتے رہو۔

۵۹۳- عارف کے لیے کمترین عذاب یہ ہے کہ اس سے ذکرِ الٰہی کی حلاوت سلب کر لی جاتی ہے۔ حضرت قطب الدین اولیاءؒ

۵۹۴- دُنیا کی تمام اشیاء کو چھوڑ کر خدا کی جانب رجوع رکھو۔ کیوں کہ دین و دُنیا میں اس کی اطاعت کے بغیر چارہ نہیں۔ حضرت قطب الدین اولیاءؒ

۵۹۵- جوانمرد وہی ہے جو لیتا اور دیتا رہے اور نیم مرد وہ ہے جو لیتا نہ ہو بلکہ دیتا ہو اور نامرد وہ ہے جو نہ لیتا ہو اور نہ دیتا ہو۔ حضرت قطب الدین اولیاءؒ

۵۹۶- شہواتی جذبات پر غلبہ نہ پانے والوں کے لیے نکاح کرنا بہت ضروری ہے، تاکہ فتنہ سے محفوظ رہ سکیں۔ حضرت قطب الدین اولیاءؒ

۵۹۷- انسِ الٰہی اور مناجات سے لذت حاصل نہ کرنے والا سب سے زائد بدنصیب ہوتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہے جو خدا کا اُنس اور مناجات حاصل کر کے دُنیا سے رخصت ہو۔ حضرت قطب الدین اولیاءؒ

۵۹۸- دنیاوی بادشاہوں سے بغاوت کرنے والے کا مال و اسباب ضبط کر لیا جاتا ہے۔ اور بزرگوں کی مخالفت کرنے والوں کا دین اللہ تعالیٰ تباہ کر دیتا ہے۔ حضرت قطب الدین اولیاءؒ

۵۹۹- بندہ خوفزدہ کیوں نہ ہو جب کہ ایک طرف نفس و شیطان ہے اور دوسری جانب سلطان

اور ان دونوں کے مابین بندہ عاجز و مجبور ہے۔ حضرت قطب الدین اولیاءؒ

۶۰۰۔ خوشامدی لوگوں سے کنارہ کش رہو۔ اس لیے کہ ان سے مصائب و فتنوں کا ظہور ہوتا ہے۔

حضرت قطب الدین اولیاءؒ

۶۰۱۔ اللہ کی راہ میں تھیلی کا منہ کھول دینے والے کے لیے خدا تعالیٰ جنّت کے دروازے کشادہ کر دیتا ہے اور اس کی راہ میں بخل کرنے والوں پر جنت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

حضرت قطب الدین اولیاءؒ

۶۰۲۔ فقر و تصوّف میں سب سے پہلے بھوک و پیاس اور ذلّت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حضرت قطب الدین اولیاءؒ

۶۰۳۔ کسی سے بُرائی کرنے والے پر اللہ تعالیٰ ایسا شخص مسلّط کر دیتا ہے کہ وہ اس سے برائی کا بدلہ لیتا رہتا ہے۔

حضرت قطب الدین اولیاءؒ

۶۰۴۔ جس حد تک ہو سکے مخلوق کی خدمت کرتے رہو۔

۶۰۵۔ جب تک خدا کے ساتھ بندے کی نیت صاف نہ ہو، قلب مصفّا نہیں ہو سکتا اور جب تک بندہ اہلِ اللہ کی خدمت نہیں کرتا جسم مصفّا نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ ابوالخیر اقطعؒ

۶۰۶۔ دعویٰ کرنا ایسا تکبر ہے جس کو پہاڑ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

۶۰۷۔ مخالفینِ نفس ہی صُوفی و زاہد بن سکتا ہے۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن حسینؒ

۶۰۸۔ جو شخص عہدِ شباب میں عبادت سے گریزاں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کبرسنی میں ذلیل و رسوا کرتا ہے۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بن حسینؒ

۶۰۹۔ جو شخص صدقِ دل کے ساتھ مردِ حق کی ایک دن خدمت کرتا ہے وہ تاحیات اس دن کی برکت سے فائدہ حاصل کرتا ہے۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بن حسینؒ

۶۱۰۔ جو شخص اس نیت سے ترکِ دُنیا کرتا ہے کہ لوگ اس کو نگاہِ عزّت سے دیکھیں تو وہ بہت بڑا دُنیا دار اور حریص ہے۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بن حسینؒ

۶۱۱۔ اگر تم کسی درویش کو زیادہ کھانے والا پاؤ تو سمجھ لو وہ خامی سے خالی نہیں ہے۔

حضرت جعفر حلدیؒ

۶۱۲۔ جو شخص معرفتِ نفس کے لیے سعی نہیں کرتا اس کی خدمت قبول نہیں ہوتی۔

حضرت جعفر حلدیؒ

۶۱۳ - جب تک بندہ اپنے اعمالِ صالح کو ریا سے پاک نہیں کر لیتا عبودیت میں اس کا قدم مستحکم نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابو عمرو نخیل رح

۶۱۴ - رضائے نفس بندے کے لیے آفت ہے۔ ″ ″

۶۱۵ - جس کی فکر صحیح ہو گی اس کا قول سچا اور عمل اختیاری ہو گا۔ ″ ″

۶۱۶ - خدا کے علاوہ کسی سے بھی اُنس رکھنا وحشت کا باعث ہے۔ ″ ″

۶۱۷ - راہِ حق میں مخلوق کا کوئی وجود نہیں اور نہ حق کی راہ میں حق ہے۔ یعنی ہمہ اوست کے سوا کچھ نہیں۔ حضرت ابو بکر واسطی رح

۶۱۸ - جس نے اپنی جانب مُنہ کر کے دین کی طرف پشت کر لی یا جس نے اس کے برعکس کیا تو اس نے خود کو نامرادی میں مبتلا کر لیا۔ حضرت ابو بکر واسطی رح

۶۱۹ - تمہارا ہر عضو دوسرے عضو میں اس طرح گم اور محو ہو جانا چاہیئے کہ راہِ خدا میں دوئی کا شائبہ بھی باقی نہ رہے۔ کیوں کہ یہ شرک میں داخل ہے۔ یعنی نہ زبان کو یہ علم ہو سکے کہ آنکھ نے کیا دیکھا اور نہ آنکھ کو پتہ چلے کہ زبان نے کیا کہا؛ حضرت ابو بکر واسطی رح

۶۲۰ - صحیح معنوں میں بندہ وہی ہے جس کے قول کا رُخ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہو۔ اور اس کے کلام سے کسی کو اذیت نہ پہنچے۔ حضرت ابو بکر واسطی رح

۶۲۱ - جو کلام معرفت نفس کی زبان سے ادا ہوتا ہے اس سے تکبّر کی جھلک نظر آنے لگتی ہے اور اس کا کلام جو بھی سُنتا ہے اس کے سینے سے زندگی کے چشمے خشک ہو کر رہ جاتے ہیں اور ان چشموں سے کبھی حکمت موجزن نہیں ہوتی۔ حضرت ابو بکر واسطی رح

۶۲۲ - خدا کی یاد میں دُنیا و آخرت کو فراموش کر دینے والا ہی واصل الی اللہ ہوتا ہے۔ حضرت منصور حلّاج رح

۶۲۳ - خُدا کے سوا ہر شے سے بے نیاز ہو کر عبادت کرنا فقر ہے۔ ″ ″

۶۲۴ - صوفی اپنی ذات میں اس لیے واحد ہوتا ہے کہ نہ تو وہ کسی کو جانتا ہے اور نہ اس سے کوئی واقف ہوتا ہے۔ حضرت منصور حلاج رح

۶۲۵ - نورِ ایمانی کے ذریعے خدا کی جستجو کرو۔ ″ ″

۶۲۶ - حکمت ایک تیر ہے اور تیر انداز خدا تعالیٰ ہے اور مخلوق اس کا نشانہ۔ حضرت منصور حلاج رح

۶۲۷- مومن وہ ہے جو امارت کو معیوب تصوّر کرتے ہوئے قناعت اختیار کرے۔

حضرت منصور حلاجؒ

۶۲۸- عمل کو کدورت سے پاک رکھنے کا نام اخلاق ہے۔ 〃 〃

۶۲۹- جس طرح بادشاہ ہوسِ ملک گیری میں مُبتلا رہتے ہیں اسی طرح ہم ہر لمحہ مصائب کے طالب رہتے ہیں۔ حضرت منصور حلّاجؒ

۶۳۰- بندگی کی منازل طے کرنے والا آزاد ہو جاتا ہے۔ 〃 〃

۶۳۱- انبیائے کرامؑ جیسا زہد آج تک کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ 〃 〃

۶۳۲- جب تک مصائب پر صبر نہ کیا جائے عنایت حاصل نہیں ہوتی۔ 〃 〃

۶۳۳- صبر کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ہاتھ پاؤں کاٹ کر پھانسی پر لٹکا دیا جائے جب بھی منہ سے اُف نہ نکلے۔ حضرت منصور حلاجؒ

۶۳۴- عہدِ گذشتہ میں معاملہ دین پر موقوف تھا۔ دوسرے دَور میں وفا پر۔ تیسرے دَور میں مرّوت پر۔ اور چوتھے دَور میں حیا پر تھا لیکن اب تو نہ دین ہے، نہ حیا ہے، نہ وفا ہے، نہ مرّوت ہے بلکہ سب کا معاملہ ہیبت پر موقوف ہے۔

حضرت ابو محمد حریریؒ

۶۳۵- اتباعِ نفس کرنے والا قیدی ہے۔ 〃 〃

۶۳۶- افضل ترین شُکر یہ ہے کہ بندہ خود کو ادائیگی شکر سے عاجز تصوّر کرتا رہے۔

حضرت ابو محمد حریریؒ

۶۳۷- انوارِ الٰہی سے زندہ رہنے والوں کو کبھی موت نہیں آتی۔ 〃 〃

۶۳۸- مقدّرات پر شاکر رہنا اور مصائب کا مقابلہ کرنے کا نام ہی تصوّف ہے۔

حضرت عبداللہ خفیفؒ

۶۳۹- جیسے بِلا توفیقِ الٰہی بندگی کا حاصل ہونا محال ہے، ویسے ہی توفیقِ الٰہی بغیر بندگی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضرت علی ہجویریؒ

۶۴۰- ولی وہ ہے کہ جسے کوئی خوف نہ ہو۔ 〃 〃

۶۴۱- مشاہدۂ حق میں غیر کو دیکھنا محال ہے۔ 〃 〃

۶۴۲- جب نفس فانی ہو گیا تو رضائے الٰہی بندہ کی صفت ہو گئی۔ 〃 〃

۶۴۳ - کرامت کا اظہار جھوٹے کے ہاتھ پر محال ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۶۴۴ - دُنیا کی طرف رغبت کرنا اللہ تعالیٰ سے منہ موڑ کر ایک فانی چیز کی طرف رغبت کرنا ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۶۴۵ - جس دل میں محبتِ الٰہی زیادہ ہو اللہ تعالیٰ کا حکم اس کے دِل پہ زیادہ باعظمت ہوتا ہے اس کی نہی سے اس کا جسم زیادہ دُور ہوتا ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۶۴۶ - جو شخص حق کے جتلانے میں صدق و کذب میں تمیز کرے وہ بھی ولی ہوتا ہے۔
حضرت علی ہجویریؒ

۶۴۷ - باعزّت وہ بندہ ہے کہ مسبب الاسباب اُسے اسباب کا محتاج نہ رکھے۔ 〃 〃

۶۴۸ - ولایت کی انتہا نبوّت کی ابتدا ہے۔ 〃 〃

۶۴۹ - بندہ کبیرہ گناہ کی وجہ سے ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ 〃 〃

۶۵۰ - جو اولیاءؒ کا مقام ہوتا ہے وہ انبیاءؑ کا حجاب ہوتا ہے۔ 〃 〃

۶۵۱ - ایک پیغمبر تمام اولیاءؒ سے افضل ہوتا ہے۔ 〃 〃

۶۵۲ - معراج سے مراد قربِ حق ہے۔ 〃 〃

۶۵۳ - ولی کو سوائے ولی کے کوئی نہیں پہچانتا۔ 〃 〃

۶۵۴ - فنا کا علم یہ ہے کہ تم جان لو کہ دُنیا فانی ہے۔ 〃 〃

۶۵۵ - بقا کا علم یہ ہے کہ تم جان لو کہ عقبیٰ باقی ہے۔ 〃 〃

۶۵۶ - جب بندہ اپنی بندگی کا علم حاصل کر لیتا ہے تو ذکرِ حق کے باقی رہنے سے اس کی غفلت فنا ہو جاتی ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۶۵۷ - انسان جب غفلت سے فانی ہو جاتا ہے تو اُس کے ذکر سے باقی ہو جاتا ہے۔
حضرت علی ہجویریؒ

۶۵۸ - بشریت کے لوازم سے بیزاری ظاہر کرنا اور خالص اللہ کی عبادت کرنا بقا ہے۔
حضرت علی ہجویریؒ

۶۵۹ - تجھ پر لازم ہے کہ معرفتِ الٰہی کا دعویٰ نہ کرے کیوں کہ اس میں تیری ہلاکت ہے۔
حضرت علی ہجویریؒ

۶۶۰ - عبادت امن کی علّت ہے۔ 〃 〃

۶۶۱- جس کی بندگی زیادہ ہوگی۔ عذاب سے اس کو امن زیادہ ہوگا۔ حضرت علی ہجویریؒ
۶۶۲- توحید کا طریقہ صبر سے نیچے اور قدر سے اُوپر ہے۔ " "
۶۶۳- عبادت نام ہے دائمی غم و خوشی کو ترک کر دینے کا۔ حضرت عبداللہ خفیفؒ
۶۶۴- نفس و دُنیا اور ابلیس سے کنارہ کشی کا نام تقویٰ ہے۔ " "
۶۶۵- عبادتِ الٰہی سے نفس کو شکست دینے کا نام ریاضت ہے۔ " "
۶۶۶- زہد و سخاوت اور نصیحت سے زیادہ کوئی شے سُود مند نہیں۔ حضرت ابوبکر کتانیؒ
۶۶۷- زہد وہ ہے جو نہ ملنے پر خوش رہے۔ زندگی بھر ذکرِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ مصائب پر صبر سے کام لے اور خُدا کی رضا پر راضی رہے۔ حضرت ابوبکر کتانیؒ
۶۶۸- زر و مال کو نظر انداز کرنے کا نام زہد ہے۔ حضرت عبداللہ خفیفؒ
۶۶۹- اپنے تمام امور کو سپُردِ خدا کر کے مصائب پر صبر کرنے کا نام عبودیت ہے۔
حضرت عبداللہ خفیفؒ
۶۷۰- تصوّف سر تا پا اخلاق ہے جس میں اخلاق کی زیادتی ہوگی اس میں تصوف بھی زیادہ ہوگا۔
حضرت ابوبکر کتانیؒ
۶۷۱- صحیح معنوں میں بندہ وہی ہے جو خواہشات کو ٹھکرا کر مشغولِ بندگی رہے۔
حضرت عبداللہ احمد مغربیؒ
۶۷۲- اظہارِ فقر معیوب شے ہے۔ حضرت عبداللہ خفیفؒ
۶۷۳- اولیاء اللہؒ ظاہر میں اسیر اور باطن میں آزاد ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر کتانیؒ
۶۷۴- صوفی وہ ہے جو عبادت کو مشقت نہ سمجھے۔ " "
۶۷۵- بدترین فقیر وہ ہے جو امراء کی چاپلوسی کرتا رہے اور اعلیٰ ترین وہ ہے جو مخلوق کے ساتھ اخلاقِ حسنہ سے پیش آئے۔ حضرت عبداللہ احمد مغربیؒ
۶۷۶- گوشہ نشینوں کی ادنیٰ سی نیکی بھی ان لوگوں کی عمر بھر کی عبادت سے بہتر ہے جو مخلوق سے وابستہ رہتے ہوں۔ حضرت عبداللہ احمد مغربیؒ
۶۷۷- اتباعِ علم اور یقینِ کامل کا نام توکل ہے۔ حضرت ابوبکر کتانیؒ
۶۷۸- توبہ کے وقت درِ مغفرت کھُل جاتا ہے۔ " "
۶۷۹- خدا اپنے محتاج بندوں کی حاجت روائی خود کرتا ہے۔ " "

۶۸۰۔ جب تک بہت زیادہ نیند نہ آئے سونا نہیں چاہیے۔ جب تک بھوک کی شدت نہ ہو کھانا نہیں کھانا چاہیے اور جب تک شدید ضرورت نہ ہو بات بھی نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت ابو بکر کتانی رح

۶۸۱۔ شہوت درحقیقت دیو کی لگام ہے اور جس نے اس کو زیر کر لیا گویا دیو کو زیر کر لیا۔ حضرت ابو بکر کتانی رح

۶۸۲۔ جسم کو دُنیا سے اور قلب کو عقبیٰ سے وابستہ رکھو۔ 〃 〃

۶۸۳۔ جو کچھ میسّر آئے کھا کر خدا کا شکر کرو اور میسر نہ آئے تو صبر سے کام لو۔
حضرت عبداللہ حفیف رح

۶۸۴۔ لوگوں کے سامنے اپنے اُن گناہوں کا اظہار جن سے وہ واقف نہ ہو انتہائی شقاوت ہے۔
حضرت ابو علی جرجانی رح

۶۸۵۔ بخل کے تین حروف ہیں۔ ب - خ - ل
ب سے مُراد بلا، خ سے خسارہ اور ل سے مراد لوم یعنی ملامت ہے۔ 〃 〃

۶۸۶۔ نسیمِ سحری منجانبِ اللہ ایک ایسی ہوا ہے جس کا قیام عرش کے نیچے ہے اور وہ دمِ صبح دُنیا میں پھر کر خُدا کے بندوں کی گریہ وزاری اور طلبِ مغفرت اپنے ہمراہ لے جا کر خدا کے حضور پیش کر دیتی ہے۔ حضرت ابو بکر کتانی رح

۶۸۷۔ سب سے زیادہ دانشور صرف صوفیائے کرام ہیں جو آتشِ محبت میں فنا ہو کر بقائے دائمی حاصل کر لیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ احمد مغربی رح

۶۸۸۔ خدا کے علاوہ کسی دوسرے سے مسرت حاصل کرنے والوں کو حقیقی مسرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضرت احمد مسروق رح

۶۸۹۔ جب مخلوق کے ہمراہ زندگی بسر کرنا بارِ خاطر محسوس ہونے لگے تو اُنس حاصل ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو حمزہ خراسانی رح

۶۹۰۔ دولت کو مصیبت اور غربت کو راحت تصوّر کرنے والا ہی حقیقی فقیر ہوتا ہے۔
حضرت شیخ خیر نساج رح

۶۹۱۔ ابتدا میں جس کی ارادت درست نہیں ہوتی وہ انتہا تک محرومِ سلامتی رہتا ہے۔
حضرت علی سہل اصفہانی رح

۶۹۲۔ وہ وقت بہترین ہے جس میں نفس کے وسوسوں سے مامون رہا جائے اور مخلوق کو تمہاری بدگمانی سے چھٹکارا حاصل رہے۔ حضرت عبداللہ منازل رح

۶۹۳۔ نہ منہ سے بُری بات نکالو۔ نہ کانوں سے خراب بات سُنو۔ نہ آنکھوں سے بُری شے کو دیکھو۔ نہ ٹانگوں سے بُری جگہ جاؤ۔ نہ ہاتھوں سے بُری شے کو چھوؤ بلکہ ہمہ وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہو۔ حضرت ابو وراق رح

۶۹۴۔ نبوت کے بعد صرف حکمت ہی کا درجہ ہے اور حکمت کی شناخت یہ ہے کہ ضرورت کے وقت کے سوا ہمیشہ سکوت رہے۔ حضرت ابو وراق رح

۶۹۵۔ نفس سے محبت کرنے والوں پر غرور و حسد اور ذلت جیسی برائیاں مسلط ہو جاتی ہیں۔ حضرت ابو وراق رح

۶۹۶۔ جب تک بندے میں نفس کی ایک رتی بھی باقی ہے اس کو آزادی میسر نہیں آ سکتی۔ حضرت محمد علی حکیم ترمذیؒ

۶۹۷۔ برگزیدہ لوگ وہ ہیں جو جذبۂ حق میں فنا ہو جائیں اور سالِ ہدایت وہ ہیں جو تائب ہو کر خدا کا راستہ تلاش کریں۔ حضرت محمد علی حکیم ترمذی رح

۶۹۸۔ جو خدا کو اور نفس و ابلیس کو اور مخلوق و دُنیا کو پہچان لیتا ہے وہ نجات پا جاتا ہے۔ اور نہ پہچاننے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو وراق رح

۶۹۹۔ مخلوق سے محبت کرنے والوں کو خدا کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ " "

۷۰۰۔ جو خود حیا کا ذکر کر کے خدا سے حیا نہیں کرتا وہ بدترین بندہ ہے۔

حضرت عبداللہ منازل رح

۷۰۱۔ حیا کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کو ہر لمحہ متکلّم تصوّر کرتے ہوئے خود خاموشی اختیار کرو۔

حضرت عبداللہ منازل رح

۷۰۲۔ جو خود کو خُدا کے نزدیک سمجھتا ہے وہ حقیقت میں بہت دُور ہوتا ہے۔

حضرت علی سہل اصفہانی رح

۷۰۳۔ خوفِ الٰہی بندوں کے لیے ایک ایسا تازیانہ ہے جو بڑے بڑے گستاخوں کو راہِ راست پر لے آتا ہے۔ حضرت شیخ خیر نسّاج رح

۷۰۴۔ عامل کا اپنے عمل کو بے وقعت سمجھنا ہی کمالِ عمل ہے۔ " "

۷۰۵۔ موت کو عزیز رکھنے والا خدا کے سوا کسی کو محبوب نہیں رکھتا۔ حضرت ابوحمزہ خراسانیؒ

۷۰۶۔ مفہومِ توکل یہ ہے کہ صبح کو شام کا اور شام کو صبح کا تصور باقی نہ رہے۔
حضرت ابوحمزہ خراسانیؒ

۷۰۷۔ متقی تارک الدنیا ہوتا ہے۔ حضرت احمد مسروقؒ

۷۰۸۔ دنیا کی جانب مائل نہ ہونا ہی حقیقی تقویٰ ہے۔ 〃 〃

۷۰۹۔ خدا دوست پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا۔ 〃 〃

۷۱۰۔ عارف قربِ الٰہی کی وجہ سے بہت خوفزدہ رہتا ہے۔ 〃 〃

۷۱۱۔ خدا کے سوا کسی کی غلامی قبول کرنا زہد کے منافی ہے۔ 〃 〃

۷۱۲۔ دانش مند حکمِ الٰہی پر زندگی بسر کرتے ہیں لیکن عارفین قربِ الٰہی میں زندگی گذارتے ہیں۔ حضرت علی سہل اصفہانیؒ

۷۱۳۔ خدا کو ماننے والا ہر شے سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ 〃 〃

۷۱۴۔ حضرت آدمؑ کے عہد سے قیامت تک لوگ قلب کے سلسلے میں بحثیں کرتے رہیں گے لیکن قلب کی حقیقت و ماہیت کبھی معلوم نہ ہو سکے گی۔ حضرت علی سہل اصفہانیؒ

۷۱۵۔ جو مخلوق کی نگاہ میں برگزیدہ ہوں۔ ان کے لیے اپنے نفس کو ذلیل رکھنا ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ منازلؒ

۷۱۶۔ وقتِ گذشتہ کا تصور بھی بے سود ہے۔ 〃 〃

۷۱۷۔ جس نے لذتِ نفس کو ختم کر دیا وہی مزے میں رہا۔ 〃 〃

۷۱۸۔ احکامِ الٰہی کے مطابق روزی کمانے والا اس خلوت نشین سے افضل ہے، جو روزی کمانے سے کتراتا ہو۔ حضرت عبداللہ منازلؒ

۷۱۹۔ عارف وہی ہے جو کسی شے سے متعجب نہ ہو۔ 〃 〃

۷۲۰۔ جس طرح رزقِ حرام سے احتراز ضروری ہے اسی طرح بداخلاقی سے بھی کنارہ کشی ضروری ہے۔ حضرت ابو وراقؒ

۷۲۱۔ جو مرید پیر کو دور سمجھے وہ مریدِ ناقص ہے اور جو پیر مرید سے دور رہے وہ پیر ناقص ہے۔ سید وارث علی شاہؒ

۷۲۲۔ رضائے یار عاشق کا ایمان ہے۔ 〃 〃

۷۲۳ - خدا محض آسمانوں پر نہیں ہے - ہم تم میں چھپ کر سب کو دھوکے میں ڈال دیا ہے
بس ایک صورت پکڑ لے خدا مل جائے گا - سیّد وارث علی شاہؒ
۷۲۴ - عارف کی نشانی یہ ہے کہ وہ موت کو دوست رکھتا ہے اور اس کو سوائے ذکرِ اللہ پاک
کسی چیز سے چین و آرام نہیں ملتا - حضرت معین الدین چشتیؒ
۷۲۵ - حق تعالیٰ کے شناخت کی علامت مخلوق سے پہلو تہی ہے اور معرفت کی باتوں میں خاموشی
حضرت معین الدین چشتیؒ

۷۲۶ - انسان فقر کا مستحق اس وقت ہوتا ہے کہ اس کی ذات میں عالمِ فانی کی علامات و نشانیوں
میں سے کوئی باقی نہ رہے - حضرت عثمان ہارونیؒ
۷۲۷ - جب کوئی عارف اپنی مرضی حق تعالیٰ کی مرضی میں گم اور فنا کر دے تو پھر جو وہ چاہتا
ہے اس کے سامنے حاضر ہو جاتا ہے اور جو بات کرتا ہے اس کا جواب سُنتا ہے -
حضرت معین الدین چشتیؒ

۷۲۸ - محبتِ الٰہی کے بارے میں ادنیٰ درجہ عارف کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی صفات اس میں جلوہ گر
ہونے لگیں - حضرت معین الدین چشتیؒ
۷۲۹ - گناہ تم کو اس قدر ضرر نہیں پہنچاتا جس قدر مسلمان کی بے عزتی اور اس کو ذلیل سمجھنا
تمہارے لیے ضرر رساں اور نقصان پہنچانے والا ہے - حضرت معین الدین چشتیؒ
۷۳۰ - کوئی سانس ذکرِ الٰہی سے خالی نہ جائے خواہ ذکر لسانی ہو یا قلبی - " "
۷۳۱ - شقاوت و بدبختی کی نشانی یہ ہے کہ گناہ کرے اور یہ اُمید رکھے کہ مقبول ہو جاؤں گا -
حضرت معین الدین چشتیؒ
۷۳۲ - عارف کی علامت یہ ہے کہ وہ خاموش ہو اور اس کے چہرے پر غم کے آثار ہوں -
حضرت معین الدین چشتیؒ

۷۳۳ - جس نے کوئی نعمت پائی سخاوت کی بدولت پائی - " "
۷۳۴ - درویش وہ ہے کہ جو بندہ اس کے پاس حاجت لے کر آئے اس کو محروم نہ لوٹائے -
حضرت معین الدین چشتیؒ
۷۳۵ - حق تعالیٰ کا دیدار اس دُنیا میں یہی ہے کہ اس کی تجلّیات کا عکس بندہ پہ پڑے -
حضرت معین الدین چشتیؒ

۷۳۶ - انسان کے لیے بہترین وقت وہ ہے جس میں اس کا دِل پریشان خیالات اور وسوسوں سے خالی ہو۔ حضرت معین الدین چشتیؒ

۷۳۷ - صاحبِ عزّت وہ ہے جس کو گناہوں نے ذلیل نہ کیا ہو۔ اور آزاد وہ ہے جس کو حرص نہ ہو اور امیر وہ ہے جس پر ابلیس قابض نہ ہو سکے اور دانش مند وہ ہے جو صرف خدا کے لیے نفس کا مخالف ہو۔ حضرت شیخ محمّد علی حکیم ترمذیؒ

۷۳۸ - نفس شناسی ہی خدا شناسی کا ذریعہ ہے۔ " "

۷۳۹ - چونکہ ضامنِ رزق خدا تعالیٰ ہے اس لیے اسی پر توکّل ضروری ہے۔ " "

۷۴۰ - نہ تو خدا کے سوا کسی دوسرے کا شکر ادا کرو اور نہ ہی کسی کے سامنے عاجز ہو۔
حضرت شیخ محمّد علی حکیم ترمذیؒ

۷۴۱ - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے سوا اسمِ اعظم کسی میں جلوہ فگن نہیں ہُوا۔
حضرت شیخ محمّد علی حکیم ترمذیؒ

۷۴۲ - نیکی اور نیک کام سے رغبت رکھنا اور مخالفتِ نفس کرنا بھی داخلِ شجاعت ہے۔
حضرت شیخ ابوالحسن بوشنجیؒ

۷۴۳ - صوفی وہی ہے جو مصیبت سے پاک اور داد و دہش سے علیحدہ رہے۔
حضرت ابوعبداللہ محمّد بن فضلؒ

۷۴۴ - علم میں جو تین لفظ عین - لام اور میم ہیں - تو عین سے علم، لام سے عمل اور میم سے مخلصِ حق ہونا مُراد ہے۔ حضرت ابوعبداللہ محمّد بن فضلؒ

۷۴۵ - جو اعمال کو جہنم سے ذریعۂ نجات تصوّر کرتا ہے وہ فریبِ نفس میں مُبتلا رہتا ہے۔
حضرت ابو محمّد مرتعشؒ

۷۴۶ - جو کوئی فضلِ خداوندی سے اُمید رکھتا ہے وہ جنتی ہے۔ " "

۷۴۷ - اسباب و وسائل پر اعتماد کرنے والا مسبب الاسباب کو نظر انداز کر دیتا ہے۔
حضرت ابو محمّد مرتعشؒ

۷۴۸ - فقیر کے لیے فقیر کی صحبت لازمی ہے اور جب فقیر سے فقیر جُدا ہو جائے، تو یقین کر لو کہ اس میں کوئی راز ہے حضرت ابو محمّد مرتعشؒ

۷۴۹ - زاہدین کا ایثار بے نیازی کے وقت اور بہادروں کا ایثار ضرورت کے وقت معلوم

ہوتا ہے ۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن فضل رح

۷۵۰۔ تصوف کا مفہومِ حقیقی یہ ہے کہ نہ تو کوئی شے تمہاری ملکیت میں ہو اور نہ تم کسی کی ملکیت ہو ۔ حضرت سمنون محبّ رح

۷۵۱۔ خدا محبّین کو اس لیے ہدفِ مصائب بناتا ہے کہ ہر کس و ناکس اس کی محبت میں قدم نہ رکھ سکے ۔ حضرت سمنون محبّ رح

۷۵۲۔ دُنیا کی مثال دریا جیسی ہے اور آخرت اس کا کنارا ہے اور تقویٰ اس میں ایک کشتی کی طرح ہے جس میں مسافر سفر کرتے رہتے ہیں ۔

حضرت ابو یعقوب بن اسحاق نہر جوانی رح

۷۵۳۔ شکم سیر بندہ ہمیشہ بھوکا رہتا ہے اور دولت منداس لیے فقیر رہتا ہے ۔ کہ ہمیشہ مخلوق سے حاجت براری کا مقتضی رہتا ہے ۔

حضرت ابو یعقوب بن اسحاق نہر جوانی رح

۷۵۴۔ خدا سے اعانت طلب نہ کرنے والا سدا ذلیل رہتا ہے اور جس نعمت کا شکر ادا کیا وہ کبھی زائل نہیں ہوتی ۔ حضرت ابو یعقوب بن اسحاق نہر جوانی رح

۷۵۵۔ خوشی کی تین قسمیں ہیں ۔ اوّل عبادت پر مسرت، دوم یادِ الٰہی پر مسرت، سوم قربِ الٰہی پر مسرت اور جس کو یہ تینوں مسرتیں حاصل ہوتی ہیں وہ ہمیشہ مشغول عبادت رہ کر تارک الدنیا ہو جاتا ہے اور مخلوق اس کو بُرا تصور کرنے لگتی ہے۔

حضرت یعقوب بن اسحاق نہر جوانی رح

۷۵۶۔ زبان سے بُری بات نہ نکالو۔ کان سے بُری بات نہ سنو ۔ زنا سے کنارہ کش رہو۔ رزقِ حلال استعمال کرو ۔ دنیا کو خیر باد کہہ دو۔ موت کو پیشِ نظر رکھو۔

حضرت یوسف اسباط رح

۷۵۷۔ مخلوق میں کمزور ترین وہ ہے جو ترکِ مخلوق پر قادر نہ ہو۔ حضرت ابراہیم بن داؤد ورقی رح

۷۵۸۔ سوال نہ کرنے والا راضی بہ رضا رہتا ہے ″ ″

۷۵۹۔ خدا کے سوا کسی اور کو صاحبِ اعزاز تصوّر کرنے والا خود ذلیل ہے ۔

حضرت ابراہیم بن داؤد ورقی رح

۷۶۰۔ ہر علم کے لیے ایک بیان ہے ۔ ہر بیان کے لیے ایک زبان ۔ ہر زبان کے لیے

ایک عبادت ہے۔ ہر عبادت کے لیے ایک طریقہ ہے اور ہر طریقہ کے لیے ایک گروہ کا وجود ضروری ہے اور جو شخص ان چیزوں میں تمیز نہ کر سکے اس کے لیے لب کشائی مناسب نہیں۔ حضرت ابن عطاؒ

۷۶۱۔ چونکہ فطرتِ نفس بے ادبی پر قائم ہے۔ اس لیے نفس کو ہر لمحہ مؤدب رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور خواہشِ نفس اور عبادت کے صلہ کی تمنا بندے کو خدا کا دشمن بنا دیتے ہیں۔ حضرت ابن عطاؒ

۷۶۲۔ توکل نام ہے فاقہ کشی میں کسی سبب کی جانب نظر نہ ڈالنے کا اور متوکل وہ ہے، جو صرف خدا پر توکل کرے۔ حضرت ابن عطاؒ

۷۶۳۔ اللہ تعالیٰ کا قول و فعل عطا کرنا بھی داخلِ سعادت ہے۔ کیوں کہ اگر قول کو سلب کر کے صرف فعل کو باقی رکھے تو نعمت ہے اور اگر فعل سلب کر کے صرف قول باقی رکھے تو مصیبت ہے۔ اور اگر قول و فعل دونوں کو سلب کر لے تو ہلاکت ہے۔

حضرت ابو محمد رویمؒ

۷۶۴۔ صوفی کا مخلوق سے کنارہ کش ہونا ہی لازم ہے۔ " "

۷۶۵۔ حقیقی شہرت وہی ہے جو اعمالِ صالح کے علاوہ کسی وقت بھی ظاہر نہ ہو۔

حضرت ابو محمد رویمؒ

۷۶۶۔ خندہ پیشانی کے ساتھ احکامِ الٰہی کا استقبال کرنے کا نام رضا ہے۔

حضرت ابو محمد رویمؒ

۷۶۷۔ جس کو اپنی تعظیم کروانے کا تصور ہو۔ اس کا کفر پر موت آنے کا اندیشہ رہتا ہے۔

حضرت عثمان حیریؒ

۷۶۸۔ مسلمان سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا چاہیے اور جہلا کے لیے دعائے خیر کرنی چاہیے۔

حضرت عثمان حیریؒ

۷۶۹۔ مرید کی شان یہ ہے کہ اگر سارے جہاں کی نعمتیں بھی اس کے سامنے پیش کر دی جائیں تو ان پر نگاہ نہ ڈالے۔ حضرت ابوالحسن نوریؒ

۷۷۰۔ خدا سے اس لیے محبت کرو کہ وہ تمہارے ساتھ نیکی کرتا ہے اور جو خدا کا اپنا محسن تصور نہ کرے وہ کبھی خدا سے محبت نہیں کر سکتا۔ حضرت ابو سعید خرازؒ

۷۷۱۔ ذکر تین طرح سے کیا جاتا ہے :
ایک صرف زبان سے، دوسرے قلب وزبان دونوں سے اور تیسرا جس میں قلب تو ذاکر رہے لیکن زبان گنگ ہو جائے ۔ لیکن اس مقام کا علم خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ حضرت ابوسعید خرازؒ

۷۷۲۔ صبر نام ہے خدا کے حکم پر استقلال کے ساتھ مصائب برداشت کرنے کا ۔
حضرت عمرو بن عثمان مکیؒ

۷۷۳۔ صوفی وہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ سے خلیل ہونے کا درس اور حضرت اسمٰعیلؑ سے تسلیم کا درس اور حضرت داؤدؑ سے غم کا درس اور حضرت ایوبؑ سے صبر کا درس اور حضرت موسیٰؑ سے شوق کا درس اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاص کا درس حاصل کرے۔ حضرت جنید بغدادیؒ

۷۷۴۔ اولیاء اللہ کے لیے نگرانیٔ نفس سے زیادہ دشوار کوئی کام نہیں۔ ″ ″

۷۷۵۔ اگر تمہاری خواہش یہ ہے کہ تم سے زیادہ کسی کو فضیلت حاصل نہ ہو تو ہر شے کو چھوڑ کر خدا کو پکڑ لو ۔ تاکہ سب تمہارے محتاج نظر آئیں۔ حضرت عبداللہ بن خبیقؒ

۷۷۶۔ مخلوق میں سب سے زیادہ عالم وہ ہے جو فرمانبردار اور خدا کا خوف رکھنے والا ہو اور سب سے زیادہ جاہل وہ ہے جو اپنے گناہ پر نڈر ہو۔ حضرت منصور عمارؒ

۷۷۷۔ مُرید کا سماع کے غلبہ سے ایسا حال ہونا چاہیے کہ اس کا سماع بدکاروں کو بدکاری سے نجات دے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۷۷۸۔ قرآن مجید روحانی بیماروں کے دل کو راہِ حق کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے ۔
حضرت علی ہجویریؒ

۷۷۹۔ جو لوگ اپنے آپ کو اچھا دکھاتے ہیں وہ درحقیقت اچھے نہیں ہوتے ۔ جلدی رسوا ہو جاتے ہیں ۔ حضرت علی ہجویریؒ

۷۸۰۔ توبہ کے معنی گناہ سے بندگی کی طرف لوٹنا ہے اور رجوع کے معنی اپنے آپ کی طرف سے خدا کی طرف رجوع کرنا ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۷۸۱۔ قرآن مجید کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ اس کے پڑھنے سے طبیعت ملول نہیں ہوتی ۔ حضرت علی ہجویریؒ

۷۸۲۔ جس قدر بندے پر مصیبت قوی ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ سے اُس کا قرب اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔ کیوں کہ مصیبت اولیاءؒ کا لباس اور برگزیدہ لوگوں کا گہوارہ اور انبیاء کی غذا ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۷۸۳۔ شریعت بغیر حقیقت کے ریا ہے۔ 〃 〃

۷۸۴۔ عالم اپنی ذات کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور عارف اپنے رب کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ

۷۸۵۔ محبت اپنا جذبہ جسم کے تمام اجزا میں پھیلا دیتی ہے۔ 〃 〃

۷۸۶۔ سب عورتوں سے زیادہ برکت والی عورت وہ ہے کہ وہ سب میں کم خرچ کرنے والی زیادہ خوب صورت اور زیادہ پاک دامن ہو۔ حضرت علی ہجویریؒ

شجرہ ہائے بزرگانِ دین

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم

- حضرت ابوبکر صدیقؓ
  سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ کبیرؒ

- حضرت علیؓ
- خواجہ حسن بصریؒ
- خواجہ عبدالواحدؒ
- خواجہ فضیل بن عیاضؒ
- خواجہ ابراہیم ادھمؒ
- خواجہ حذیفہ مرعشیؒ
- خواجہ ہبیرہ بصریؒ
- خواجہ علوممشادؒ
- خواجہ ابواسحاق شامیؒ
- خواجہ ابواحمد ابدال چشتیؒ
- خواجہ ابومحمد زاہد مقبول چشتیؒ
- خواجہ ابویوسف ناصرالدین چشتیؒ
- خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ
- خواجہ حاجی شریف چشتی زندنیؒ
- خواجہ عثمان ہارونیؒ
- خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ
- خواجہ قطب الدین قطبؒ دہلی

شیخ فریدالدین شکر گنجؒ پاک پتن

- حضرت مخدوم علاؤالدین احمد صابرؒ پیران کلیر
- شیخ شمس الدین ترکؒ پانی پتی
- شاہ ولایت شیخ جلال الدینؒ پانی پتی
- شیخ عبدالحق رودلویؒ (یوپی)
- شیخ عارف صاحبؒ
- شیخ محمد صاحبؒ
- شیخ عبدالقدوس قطب گنگوہیؒ
- شیخ جلال الدین تھانیسریؒ
- شیخ نظام الدینؒ بلخی
- شیخ ابوسعید گنگوہیؒ
  - شیخ محمد صادق گنگوہیؒ
  - شیخ داؤد صاحبؒ گنگوہی
  - شاہ ابوالمعالیؒ
  - حضرت میراں شاہؒ بھیک المشہور میراں صاحبؒ ریاست پٹیالہ

  - شیخ ابراہیم رامپوریؒ
  - شیخ محمد شریفؒ
  - شیخ فتح محمدؒ
  - شیخ بلدالدینؒ رہتکی
    - پیر مراد شاہؒ لاہوری
    - پیر قلندر شاہ رتویؒ

- شیخ نظام الدینؒ دہلوی
- خواجہ امیر خسروؒ
- شیخ سراج الدینؒ
- شیخ علاؤالدینؒ
- سید محمد کالپوری
- شیخ فضل الہ آبادی
- شیخ خوب اللہؒ
  - شیخ فاخرؒ
  - شیخ مصیبؒ
  - شاہ اجملؒ الہ آبادی برادرزادہ

  - شیخ ناصرؒ
  - شاہ اجملؒ الہ آبادی
  - پیر قلندر شاہ ولی رتہ پیراں

شجرہ شریف

○

سلسلہ نقشبندیہ

۱۔ شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت سلمان فارسیؓ ۴۔ حضرت امام قاسمؓ بن محمدؓ بن ابی بکر صدیقؓ

۵۔ حضرت امام الہمام حضرت امام جعفر صادقؓ

۶۔ حضرت بایزید بسطامیؒ ۷۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ

۸۔ حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ ۹۔ حضرت خواجہ ابو علی فارمدیؒ

۱۰۔ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ ۱۱۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

۱۲۔ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگریؒ ۱۳۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ

۱۴۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ ۱۵۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ

۱۶۔ سیّد السادات حضرت سیّد امیر کلالؒ

۱۷۔ حضرت خواجہ خواجگان پیر پیران حضرت سید محمد بہاؤالدین نقشبندؒ بخاری

۱۸۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ ۱۹۔ حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ

۲۰۔ ناصر الدین حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ

۲۱۔ حضرت مولانا محمد زاہدؒ ۲۲۔ حضرت مولانا درویش محمدؒ

۲۳۔ حضرت مولانا خواجگی امکنگیؒ ۲۴۔ خواجہ محمد باقی باللہ بیرنگؒ

۲۵۔ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ

۲۶۔ خواجہ محمد معصومؒ ۲۷۔ سلطان الاولیاء حضرت شیخ سیف الدینؒ

۲۸۔ حضرت مولانا حافظ محمد محسن دہلویؒ ۲۹۔ حضرت سیّد نور محمد بدایونیؒ

۳۰۔ حضرت شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ

۳۱۔ حضرت مولانا وسیدنا عبد اللہ المعروف بشاہ غلام علی دہلویؒ

۳۲۔ حضرت مولانا سیدنا شاہ ابو سعیدؒ

۳۳۔ غوثِ زماں قطب دوراں حضرت مولانا سیّدنا شاہ احمد سعیدؒ

۳۴۔ حضرت حاجی دوست محمد قندہاریؒ

۳۵۔ حضرت مولانا محمد عثمان دامانیؒ ۳۶۔ حضرات مولانا محمد سراج الدینؒ

۳۷۔ حضرت قریشی محمد فضل علیؒ

۳۸۔ قطبِ عالم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا محمد عبد الغفور العباسی مہاجر مدنیؒ

۳۹۔ سید محمد علاؤ الدین شاہ جیلانی قدس سرہٗ (ابھی حیات ہیں)

سلسلہ قادریہ

۱۔ شفیع المذنبیں رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲۔ خلیفۃ الرسولؐ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

۳۔ سبطِ رسولؐ حضرت امام حسنؓ

۴۔ سبطِ رسولؐ حضرت امام حسینؓ شہید کربلا۔

۵۔ حضرت امام زین العابدینؓ ۶۔ حضرت امام محمد باقرؒ

۷۔ حضرت امام جعفر صادقؒ ۸۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؒ

۹۔ حضرت امام علی رضاؒ ۱۰۔ حضرت شیخ معروف کرخیؒ

۱۱۔ حضرت سری سقطیؒ ۱۲۔ حضرت سید جنید بغدادیؒ

۱۳۔ حضرت شیخ ابو بکر شبلیؒ

۱۴۔ حضرت شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز یمنیؒ

۱۵۔ حضرت ابو الفرح طرطوسیؒ ۱۶۔ حضرت شیخ ابو الحسن علی الہنکاریؒ

۱۷۔ حضرت شیخ ابو سعید مخزومیؒ

۱۸۔ پیر پیراں پیر دستگیر میراں محی الدین محبوب سبحانی قطب ربّانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح

۱۹۔ حضرت سیّد عبدالرزاق رح ۲۰۔ حضرت سیّد شرف الدین قتال رح

۲۱۔ حضرت سید عبدالوہاب رح ۲۲۔ حضرت سیّد بہاؤ الدین رح

۲۳۔ حضرت سیّد عقیل رح ۲۴۔ حضرت شمس الدین صحرائی رح

۲۵۔ حضرت سیّد گدائی رحمٰن اوّل رح ۲۶۔ حضرت سیّد ابوالحسن رح

۲۷۔ حضرت سیّد شمس الدین عارف رح ۲۸۔ حضرت سیّد گدائی رحمٰن ثانی رح

۲۹۔ حضرت شاہ فضیل رح ۳۰۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی

۳۱۔ حضرت شاہ سکندر رح

۳۲۔ امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رح

۳۳۔ حضرت شیخ محمد سعید رح ۳۴۔ حضرت شیخ عبدالاحد رح

۳۵۔ حضرت شیخ محمد عابد سنامی ۳۶۔ حبیب اللہ مرزا جان جاناں رح شہید

۳۷۔ حضرت عبداللہ شاہ المشہور بشاہ غلام علی دہلوی رح

۳۸۔ شاہ حضرت ابوسعید رح ۳۹۔ شاہ حضرت احمد سعید رح

۴۰۔ حضرت حاجی دوست محمد قندہاری رح

۴۱۔ حضرت مولانا محمد عثمان دامانی ۴۲۔ حضرت محمد سراج الدین رح ۴۳۔ حضرت قریشی محمد فضل علی رح

۴۴ حضرت قطب عالم مولانا محمد عبدالغفور رح ۴۵۔ حضرت سید محمد علاء الدین جیلانی مدظلہ عالی

سلسلہ چشتیہ

۱۔ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ امیرالمومنین علی المرتضیٰ شیر خدا رض کرم اللہ وجہہ

۳۔ خیرالتابعین حضرت شیخ حسن بصری رح

۴۔ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رح

۵۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رح

۶۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رح

۷۔ حضرت خواجہ المرعشی رح ۸۔ حضرت خواجہ امین الدین ابیرالبصری رح

۹۔ خواجہ ابوابراہیم اسحاق علودینوری رح ۱۰۔ حضرت خواجہ ابواسحاق چشتی رح

۱۱۔ حضرت خواجہ احمد چشتی رح ۱۲۔ حضرت خواجہ ابومحمد چشتی رح

۱۳۔ حضرت خواجہ ابویوسف چشتی رح ۱۴۔ حضرت خواجہ مودود چشتی رح

۱۵۔ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رح ۱۶۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح

۱۷۔ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رح

۱۸۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح

۱۹۔ حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رح ۲۰۔ حضرت خواجہ مخدوم علی صابر رح

۲۱۔ حضرت شیخ شمس الدین ترک رح پانی پتی ۲۲۔ حضرت جلال الدین پانی پتی رح

۲۳۔ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رح ۲۴۔ حضرت شیخ محمد عارف رح

۲۵۔ حضرت شیخ محمد رح ۲۶۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رح

۲۷۔ حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رح ۲۸۔ حضرت شیخ عبدالاحد رح

۲۹۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رح

۳۰۔ حضرت شیخ خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید رح ۳۱۔ حضرت شیخ عبدالاحد رح

۳۲۔ حضرت شیخ عابد سنامی رح

۳۳۔ حضرت حبیب اللہ مرزا جانِ جاناں شہید رح

۳۴۔ شیخ الشیوخ حضرت عبداللہ شاہ المعروف بہ غلام علی شاہ رح

۳۵۔ حضرت شاہ ابوسعید رح ۳۶۔ حضرت شاہ احمد سعید رح

۳۷۔ حضرت حاجی دوست محمد قندہاری رح ۳۸۔ حضرت مولانا عثمان دامانی رح

۳۹۔ حضرت مولٰنا محمد سراج الدین رح ۴۰۔ حضرت قریشی محمد فضل علی رح

۴۱۔ حضرت مولٰنا محمد عبدالغفور العباسی مہاجر مدنی

۴۲۔ حضرت سید محمد علاؤالدین شاہ جیلانی قدس سرہٗ رح

○

سلسلہ سہروردیہ

۱۔ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ امیرالمومنین خلیفۃ الرسولؐ حضرت علی المرتضےٰ شیرِ خدا رض

۳۔ حضرت حسن بصریؒ ۴۔ حضرت حبیب عجمیؒ

۵۔ حضرت داؤد طائیؒ ۶۔ حضرت معروف کرخیؒ

۷۔ حضرت سری سقطیؒ ۸۔ حضرت جنید بغدادیؒ

۹۔ حضرت ممشاد دینوریؒ ۱۰۔ حضرت شیخ احمد دینوریؒ

۱۱۔ حضرت شیخ محمدؒ ۱۲۔ حضرت سید یار محمدؒ

۱۳۔ حضرت وحید الدین عبدالقادر سہروردیؒ

۱۴۔ حضرت شیخ شہاب الدینؒ سہروردیؒ

۱۵۔ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی ۔

۱۶۔ حضرت شیخ صدرالدینؒ ۔ ۱۷۔ حضرت شیخ رکن الدینؒ

۱۸۔ حضرت مخدوم جہاں گشتؒ ۱۹۔ حضرت شیخ اجمل پیراچیؒ

۲۰۔ حضرت سید بڈھن پراچیؒ

۲۱۔ حضرت درویش محمد بن قاسمؒ اودھی

۲۲۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ ۲۳۔ حضرت رکن الدینؒ

۲۴۔ حضرت عبدالواحدؒ

۲۵۔ محبوب ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ

۲۶۔ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ ۲۷۔ حضرت شیخ عبدالاحدؒ ۔

۲۸۔ حضرت شیخ محمد عابدؒ ۲۹۔ حضرت مرزا جانِ جاناںؒ مظہر شہید

۳۰۔ حضرت عبداللہ شاہ معروف بہ شاہ غلام علیؒ

۳۱۔ حضرت شاہ ابو سعیدؒ ۳۲۔ حضرت شاہ احمد سعیدؒ

۳۳۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ

۳۴۔ حضرت خواجہ مولانا محمد عثمانؒ

سلسلہ کبرویہ

۱۔ شفیع المذنبین رحمتہ العالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

۳۔ حضرت شیخ حسن بصریؒ

۴۔ حضرت شیخ حبیب عجمیؒ

۵۔ حضرت داؤد طائیؒ

۶۔ حضرت شیخ معروف کرخیؒ

۷۔ حضرت شیخ سری سقطیؒ

۸۔ حضرت جنید بغدادیؒ

۹۔ حضرت ابوعلی رودباریؒ

۱۰۔ حضرت ابوعلی کاتبؒ

۱۱۔ حضرت خواجہ عثمان مغربیؒ

۱۲۔ حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ

۱۳۔ حضرت ابوبکر نساجؒ

۱۴۔ حضرت خواجہ احمد غزالیؒ

۱۵۔ حضرت ضیاءالدین ابونجیب سہروردیؒ

۱۶۔ حضرت عمار یاسرؒ

۱۷۔ حضرت شیخ روزجان لغلیؒ

۱۸۔ حضرت شیخ نجم الدین کبرویؒ

۱۹۔ حضرت شیخ مجدالدین البغدادیؒ

۲۰۔ حضرت شیخ علی لاہوریؒ

۲۱۔ حضرت شیخ احمد جوریانیؒ

۲۲۔ حضرت شیخ عبداللہ سفرائےؒ

۲۳۔ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ

۲۴۔ حضرت شیخ محمود المردفانیؒ

۲۵۔ حضرت امیر علی ہمدانیؒ

۲۶۔ حضرت خواجہ اسحاق جیلانیؒ

۲۷۔ حضرت امیر عبداللہ بزارش آبادیؒ

۲۸۔ حضرت شیخ رشید الدین بیدواریؒ

۲۹۔ حضرت شیخ شاہ بیدواریؒ

۳۰۔ حضرت حاجی محمد نشانیؒ

۳۱۔ حضرت شیخ کمال الدین حسین خلدیؒ

۳۲۔ حضرت شیخ یعقوب صرفی کشمیریؒ

۳۳۔ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ

۳۴۔ حضرت محمد سعیدؒ

۳۵۔ حضرت عبدالاحدؒ

۳۶۔ حضرت شیخ محمد عابد سنامیؒ

۳۷۔ حضرت حبیب اللہ مرزا جان جاناں۔

۳۸۔ حضرت عبداللہ شاہ المعروف بہ غلام علی شاہؒ۔

۳۹۔ حافظ القرآن المجید شاہ ابوسعیدؒ
۴۰۔ حافظ القرآن المجید شاہ احمد سعیدؒ
۴۱۔ حضرت حاجی دوست محمد قندہاریؒ
۴۲۔ پیر دستگیر حضرت مولانا محمد عثمانؒ

○

سلسلہ مداریہ

۱۔ شفیع المذنبین رحمۃ العالمین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۳۔ حضرت عبداللہ علم بردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴۔ حضرت شیخ یمین الدین شامیؒ ۵۔ حضرت شیخ طیفور شامیؒ
۶۔ حضرت بدیع الدین شاہ مدارؒ
۷۔ حضرت مخدوم جہانیاںؒ جہاں گشت جلال الدین بخاری
۸۔ حضرت سید اجمل پراچیؒ ۹۔ حضرت سید پڈھن پراچیؒ
۱۰۔ حضرت شیخ محمد بن قاسم اودہیؒ
۱۱۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ
۱۲۔ حضرت شیخ رکن الدینؒ ۱۳۔ حضرت مخدوم عبدالاحدؒ
۱۴۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ ۱۵۔ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ
۱۶۔ حضرت شیخ عبدالاحدؒ ۱۷۔ حضرت محمد عابد سنامی
۱۸۔ حضرت مرزا جاں جاناںؒ مظہر شہید ۱۹۔ حضرت شاہ غلام علی شاہؒ
۲۰۔ حضرت شاہ ابوسعیدؒ ۲۱۔ حضرت شاہ احمد سعیدؒ
۲۲۔ حضرت حاجی دوست محمد قندہاریؒ
۲۳۔ پیر دستگیر حضرت مولانا محمد عثمانؒ

○

سلسلہ قلندریہ

۱۔ شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ حضرت عبدالعزیز مکیؒ ۳۔ حضرت سید خضر رومیؒ

۴۔ حضرت نجم الدین قلندرؒ بن نظام غزنوی ۵۔ حضرت شاہ قطب الدین سیتاولؒ

۶۔ حضرت شیخ عبدالسلام عرف شاہ علی جونپوریؒ

۷۔ حضرت شیخ عبدالقدوسؒ گنگوہیؒ

۸۔ حضرت شیخ رکن الدینؒ ۹۔ حضرت مخدوم الاحدؒ

۱۰۔ حضرت مجددالف ثانیؒ ۱۱۔ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ

۱۲۔ حضرت شیخ عبدالاحدؒ ۱۳۔ حضرت شیخ محمد عابدؒ

۱۴۔ حضرت مرزا جان جاناںؒ مظہر شہید ۱۵۔ حضرت شاہ غلام علیؒ

۱۶۔ حضرت شاہ ابو سعیدؒ ۱۷۔ حضرت شاہ احمد سعیدؒ

۱۸۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ

۱۹۔ حضرت خواجہ مشکل کشا سید الاولیاء سند الاتقیاء زبدۃ الفقہاء راس العلماء رئیس الفضلاء شیخ المحدثین قبلۃ السالکین امام العارفین برہان المعرفۃ شمس الحقیقۃ فرید العصر وحید الزمان حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن پیر دستگیر حضرت مولانا محمد عثمانؒ

تمت بالخیر

نصیر الدین حیدر
۴۹۔ واسا کالونی
گلشن راوی سکیم لاہور

عظمتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلّف ومُصنّف نصیر الدین حیدر کی ایک اور ایمان افروز کتاب

اس کتاب میں مستند تاریخی اور سیرتِ رسولؐ
کی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔
اس کتاب میں وہ تمام واقعات فراہم کیے
گئے ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
اخلاقِ حسنہ اور دُوسروں سے حسنِ سلوک پر
مبنی ہیں۔

اس کتاب میں ایک بھی واقعہ کسی غیر مستند کتاب سے نہیں لیا گیا ہے

قیمت ــــ روپے

250

مکتبہ القریش لاہور

۲۸۹

حکایات

اولیاء